



سرکاری رپورٹ

## صوبائی اسمبلی پنجاب



مباحثات 2005

بمطرت 9 اوتوار 12 پیر 13 منگل 14 بدھ 15 جون 2005  
(یوم انیس یکم 4 نومبر 5 یوم الاثنین 6 یوم الاربعاء 7 جولائی 1426ھ)

چودھویں اسمبلی : بیسواں اجلاس

جلد 20 (حصہ اول) شماره جات 5 تا 1

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بیسواں اجلاس

معمرات '9- جون 2005

جلد 20، شماره 1

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
1 -----	اجلاس کی طبی کا اعلامیہ	-1
	سالانہ بجٹ 2005-06 اور ضمنی بجٹ 2004-05 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	-2
3 -----	اجنڈا	-3
3 -----	ایوان کے عہدے دار	-4
5 -----	تلاش قرآن پاک و ترجمہ	-5
13 -----	چھترینوں کا ہینٹل	-6
14 -----	تعزیت	
	جناب محمد ارشد خان لودھی 'وزیر زراعت کے بھائی اور راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) ایم پی اے کے سسر کی وفات پر دعائے مغفرت	-7
14 -----	پوائنٹ آف آرڈر	
	آئین میں پارلیمانی پارٹی کے سربراہ کے ہارسے میں	-8
15 -----	جناب سیکر کی روٹنگ	

## سرکاری کارروائی

- 9- وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال 2005-06  
29 -----
- 10- ضمنی بجٹ بابت سال 2004-05 کا پیش کیا جانا  
42 -----
- 11- مسودہ قانون حمایت پنجاب بابت سال 2005 کا پیش کیا جانا  
42 -----

اتوار 12 - جون 2005

جلد 20، شماره 2

- 12- ایجنڈا  
45 -----
- 13- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ  
47 -----
- پوانٹ آف آرڈر
- 14- گوانا موبے کے جزیرہ میں قرآن کریم کی بے حرمتی  
48 -----
- تحریریک استحقاق
- 15- گورنمنٹ گریڈ ہائیر سیکنڈری سکول سن آہد فیصل آباد  
کی پرنسپل کا سبزی رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک  
62 -----
- 16- تھانہ سرور روز لاہور کینٹ میں ہتھیار پائی  
کے اراکین اسمبلی کی غیر قانونی حراست  
64 -----
- 17- علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئر پورٹ لاہور  
پر رکن اسمبلی کی غیر قانونی گرفتاری  
65 -----
- پوانٹ آف آرڈر
- 18- پارلیمانی لیڈر کے بارے میں جناب سپیکر کی تفصیلی رولنگ مونیٹر  
66 -----
- سرکاری کارروائی
- 19- سالانہ بجٹ بابت سال 2005-06 پر عام بحث  
85 -----

پیر 13 - جون 2005

جلد 20 ، شماره 3

- 20 - ایجنڈا ..... 135
- 21 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ..... 137
- تجاریک استحقاق
- 22 - لاہور ایئرپورٹ پر خواتین ارکان اسمبلی  
کے ساتھ پولیس کا نامناسب رویہ  
سرکاری کارروائی  
بحث
- 23 - سالانہ بجٹ بات سال 2005-06 پر عام بحث ..... 141
- قواعد کی معطلی کی تحریک  
قرارداد
- 24 - گواناٹامو بے جیل میں امریکی فوج کی جانب  
سے قرآن پاک کی بے حرمتی کی مذمت ..... 170

منگل 14 - جون 2005

جلد 20 ، شماره 4

- 25 - ایجنڈا ..... 230
- 26 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ..... 231
- پوائنٹ آف آرڈر
- 27 - تحصیل ناظم کی غیر قانونی حراست ..... 232
- 28 - پی۔سی۔سی۔ ایل کے ملازمین کے مطالبات پر اعداد بہ روی ..... 235

- تحریک استحقاق
- 29- اے۔ ایس۔ پی بورے والا کارکن اسمبلی پر شدید تشدد  
238 -----
- سرکاری کارروائی
- بحث
- 30- سالانہ بجٹ بہت سال 2005-06 پر عام۔ بحث۔۔۔ (جاری)  
243 -----
- پیر 15 - جون 2005
- جلد 20 ، شماره 5
- 31- ایجنڈا  
327 -----
- 32- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ  
329 -----
- تحاریک استحقاق
- 33- ای۔ ڈی۔ او ایجوکیشن بہاولنگر کالیم۔ پی۔ اے  
331 -----
- کے ساتھ ناروا سلوک
- سرکاری کارروائی
- بحث
- 34- سالانہ بجٹ بہت سال 2005-06 پر عام۔ بحث۔۔۔ (جاری)  
332 -----
- 35- انڈیکس

## اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No . PAP-Legis-1(102)/2005/725 Dated: 7<sup>th</sup> June 2005 . The following Orders , made by the Governor of the Punjab , are hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 9<sup>th</sup> June, 2005 at 11.30 A.M. in the Assembly Chambers Lahore."

سالانہ بجٹ 2005-06 اور ضمنی بجٹ 2004-05 پیش  
کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under Rules 134 and 147 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool, Governor of the Punjab, hereby appoint 11:30 A.M. on 9<sup>th</sup> June, 2005 as time and date for the presentation of the Annual Budget 2005-06 and Supplementary Budget for the year 2004-05.

Dated Lahore, the  
7<sup>th</sup> June, 2005

**LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.**  
Governor of the Punjab"

# ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 9-جون 2005

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سرکاری کارروائی

(i) سالانہ بجٹ بہت سال 2005-06

(ii) ضمنی بجٹ بہت سال 2004-05

(iii) مسودہ قانون مالیات پنجاب بہت سال 2005

## صوبائی اسمبلی پنجاب

### 1 - ایوان کے عہدیدار

- |                 |   |                       |     |
|-----------------|---|-----------------------|-----|
| جناب سپیکر      | : | چودھری محمد افضل شاہی | (1) |
| جناب ڈپٹی سپیکر | : | سردار شوکت حسین مزاری | (2) |
| قائد ایوان      | : | چودھری پرویز انہی     | (3) |
| قائد حزب اختلاف | : | جناب قاسم ضیاء        | (4) |

### 2 - چیئرمینوں کا پینل

- |                          |   |           |     |
|--------------------------|---|-----------|-----|
| رائے اعجاز احمد          | : | پی پی-171 | (1) |
| ملک نذر فرید کھوکھر      | : | پی پی-192 | (2) |
| رائے رب نواز             | : | پی پی-56  | (3) |
| انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں | : | پی پی-293 | (4) |



## 3 - کابینہ

- |      |                                |   |
|------|--------------------------------|---|
| (1)  | گروپ کیشن (ر) مشتاق احمد کیانی | وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ                         |
| (2)  | کرنل (ر) شجاع غازیادہ          | وزیر سی ایم آئی ٹی ایسی - منٹیشن اینڈ کو آرڈینیشن |
| (3)  | کرنل (ر) ملک محمد انور         | وزیر کوآپریٹوز                                    |
| (4)  | جناب مناظر حسین رانجھا         | وزیر کالونیز                                      |
| (5)  | چودھری عامر سلطان بیچر         | وزیر آبپاشی                                       |
| (6)  | جناب گل حمید خان روکھڑی        | وزیر ریونیو، ریٹیف اینڈ کنسلیڈیشن                 |
| (7)  | جناب محمد سبطین خان            | وزیر کانگنی و معدنیات                             |
| (8)  | جناب سعید اکبر خان             | وزیر جیل عائدات                                   |
| (9)  | سردار نسیم اللہ خان شاہانی     | وزیر سپورٹس                                       |
| (10) | ڈاکٹر محمد شتیق چودھری         | وزیر آبکاری و محصولات                             |
| (11) | چودھری عمیر الدین خان          | وزیر مواصلات و تعمیرات                            |
| (12) | ڈاکٹر اشفاق الرحمن             | وزیر جنگلات                                       |
| (13) | محترمہ آنتھ ریاض نقیانی        | وزیر بہبود خواتین و انسانی حقوق                   |
| (14) | چودھری محمد اقبال              | وزیر خوراک  |
| (15) | رانا شمسداد احمد خان           | وزیر ٹرانسپورٹ                                    |
| (16) | چودھری شوکت علی بھٹی           | وزیر ثقافت و امور نوجوانان                        |
| (17) | جناب محمد بطارت راجہ           | وزیر سماجی حکومت و دیہی ترقی                      |
- اعلانی پارچ قانون و پارلیمنٹی امور \*

\* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB-II/2-3/2002 مورخہ 9 جنوری 2005ء وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (9 جون 22 تا 2005) تفویض کئے گئے۔

- (18) میل عمران مسعود ، وزیر تعلیم
- (19) جناب محمد اجمل بیبر ، وزیر صنعت
- (20) سید اختر حسین رضوی ، وزیر محنت و افرادی قوت
- (21) جناب ارمان سبحانی ، وزیر قوت برقی
- (22) سید سمیع الحسن ، وزیر اوقاف و مذہبی امور
- (23) ڈاکٹر طاہر علی جاوید ، وزیر صحت
- (24) جناب عبدالعلیم خان ، وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
- (25) میل محمد اسلم اقبال ، وزیر سیاست
- (26) سردار حسن اختر موگل ، وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی
- (27) سید رحمان علی گیلانی ، وزیر باؤسنگ و شہری ترقی
- (28) رانا محمد قاسم نون ، وزیر زرعی مارکیٹنگ
- (29) جناب حسین جمالیان کردیزی ، وزیر ٹریڈ اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم
- (30) جناب محمد ارشد خان لودھی ، وزیر زراعت
- (31) جناب غلام محی الدین چشتی ، وزیر ایجیف و ہپ
- (32) سردار حسین بہادر دریشک ، وزیر خزانہ
- (33) سید ہارون احمد سلطان بخاری ، لائوساک اینڈ ذیری ڈویلپمنٹ
- (34) میل غلام حسین ونو ،
- المعروف محمد اختر غلام ، وزیر زکوٰۃ و عشر
- (35) جام محمد ہاشم کبیر ، وزیر ماہی پروری
- (36) جناب محمد اعجاز شہج ، وزیر بیت المال
- (37) مخدوم اشفاق احمد ، وزیر تحفظ ماحولیات
- (38) مسز نسیم لودھی ، وزیر بہبود آبادی
- (39) مس قدسیہ لودھی ، وزیر مخصوص تعلیم
- (40) مسز جوئس روہین جوئس ، وزیر اقلیتی امور

## 4 - پارلیمانی سیکرٹریز

- |      |  |  |
|------|--|--|
| (1)  | چودھری محمد کلران علی خان              | مال  |
| (2)  | راجہ راشد حفیظ                         | صفاى حکومت و دیسی ترقی                     |
| (3)  | جناب اعجاز حسین فرحت                   | ہڈسنگ، شہری ترقی<br>و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ |
| (4)  | جناب تنویر اسلم ملک                    | خدمت و انتظام عمومی                        |
| (5)  | سید محمد تقیہ رضا*                     |  |
| (6)  | کرنل (ر) سلطان سرٹرو اعوان*            |  |
| (7)  | چودھری نذر حسین گوہل                   | تعلیم                                      |
| (8)  | ملک شیب اعوان                          | اطلاعات                                    |
| (9)  | ملک محمد آصف بجا                       | بیت المال                                  |
| (10) | جناب محمد وارث کلو                     | کالونیز                                    |
| (11) | ملک رضا شاہد وسیر                      | انفارمیشن ٹیکنالوجی                        |
| (12) | چودھری غلام محمود                      | لائوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ                |
| (13) | جناب محمد قمر حیات کاشمیا              |  |
| (14) | بریگیڈیئر (ر) جاوید اکرم (سارہ امتیاز) | صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی             |
| (15) | حاجی مدثر قیوم نہرا                    | ماہی پروری                                 |
| (16) | چودھری غلام اصغر گھرال                 | سپورٹس                                     |
| (17) | چودھری عبداللہ یوسف وزانج              | قانون                                      |
| (18) | مس عمیدہ وحید الدین                    | خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم            |
| (19) | لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس            | مواصلات و تعمیرات                          |

- (20) بیگم رحمانہ جمیل \*
- (21) جناب اعجاز احمد سیول ، آبکاری و محصولات
- (22) جناب جاوید منظور گل ، کائناتی و معدنیات
- (23) آغا علی حیدر ، ثقافت و امور نوجوانان
- (24) ملک احمد سمیع خان (ایڈووکیٹ) ، اجتنال
- (25) ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) ، پارلیمانی امور
- (26) دیوان اخلاق احمد ، آبپاشی و قوت برقی
- (27) جناب محمد عامر اقبال شاہ ، محنت و افرادی قوت
- (28) جناب طاہر حسین خان ملیرنی ، خصوصی تعلیم
- (29) ملک محمد اہمل جوئیہ ، پی۔ای۔ایس۔ایس۔آئی
- (30) جناب منظور احمد خان ڈابا ، نژاد
- (31) جناب ولایت شاہ کھکھ ، زراعت
- (32) جناب آفتاب احمد خان ، ایگریکلچرل مارکیٹنگ
- (33) چودھری وحید اصغر ڈوگر ، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
- (34) جناب جاوید اقبال خان کھچی ، جنگلات
- (35) سردار میر بادشاہ خان قیصرانی ، صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
- (36) جناب طارق احمد گورمانی ، جنگلی حیات
- (37) میاں امتیاز علیم قریشی ، زکوٰۃ و عشر
- (38) ملک احمد کریم فتورنگریال ، سی۔ایم۔آئی۔ٹی اینڈ آئی اینڈ سی
- (39) اللہ وسایا خان عرف جنو خان لغاری ، فورازم اینڈ ریزرٹ ڈویلپمنٹ

- (40) سید محمد قائم علی شاہ . مذہبی امور و اوقاف
- (41) ملک اللہ بخش سمیہ . ٹرانسپورٹ
- (42) مہر فضل حسین سزرا . جیل غلہ جات
- (43) جناب احمد نواز . ریٹیف
- (44) سید نذر محمود شاہ\* .
- (45) جناب محمود احمد . غوراک
- (46) سردار محمد دریا خان فیاض . امداد بانگی
- (47) بیگم زینت خان . ترقی عواتین
- (48) ڈاکٹر فرزانہ نذیر . صحت
- (49) محترمہ لبنی طارق . سیات
- (50) سیدہ بشری نواز کردیزی . امور داخلہ
- (51) محترمہ شملہ رانخور . سماجی بہبود
- (52) محترمہ سعیدہ ہمایوں . تحفظ ماحولیات
- (53) محترمہ روینہ نذر سلہری . یوٹا
- (54) محترمہ ظلیہ باعشان . منصوبہ بندی و ترقیات
- (55) محترمہ زاہدہ سرفراز . بہبود آبائی
- (56) مس نکت سلیم خان . ہائر ایجوکیشن
- (57) مس شگفتہ انور . اینٹی کیشن
- (58) جناب بیٹرک جیک گل . اقلیتی امور

## 5 - ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

ایم آفتاب اقبال چودھری

## 6- ایوان کے افسران

- |     |                                 |                             |
|-----|---------------------------------|-----------------------------|
| (1) | سیکرٹری                         | جناب سعید احمد              |
| (2) | ایڈیشنل سیکرٹری-1               | ڈاکٹر ملک آفتاب متبول جوئیہ |
| (3) | ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشنز) | جناب عنایت اللہ لک          |
| (4) | ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی)       | جناب مقصود احمد ملک         |

# صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس)

جمعرات 9۔ جون 2005

(یومِ انیس، یکم جمادی الاول 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40

منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل شاہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَيْطَنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ  
صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ  
وَلَا السَّيِّئَةُ إِنْ دَفَعْتُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَأَذَّالَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ  
عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا  
يُلْقُهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ﴿۳۵﴾

سورہ حم السجدہ آیات: 33 تا 35

اور اس سے بہتر بات کس کی ہے جو (دوسروں کو) اللہ کی طرف بلانے اور (خود) نیک عمل کرے اور کئے کر میں  
تو فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیک اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیک سے (بدی کو) نال دیا کچھ تو پھر یہ ہوگا  
کہ جس شخص میں اور آپ میں عداوت ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی ولی دوست ہوتا ہے اور یہ بات انہی  
لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے رہتے ہیں اور اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحبِ نصیب ہوتا ہے۔

وما علينا الا لبلاغ

## چینرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم، اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کون کا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

- |       |         |     |                          |
|-------|---------|-----|--------------------------|
| 171 - | پی پی - | 1 - | رانے اعجاز احمد          |
| 192 - | پی پی - | 2 - | ملک نذر فرید کھوکھر      |
| 56 -  | پی پی - | 3 - | رانے رب نواز             |
| 293 - | پی پی - | 4 - | انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں |
- شکریہ

## تعزیت

جناب محمد ارشد خان لودھی، وزیر زراعت کے بھائی

اور راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)

ایم پی اے کے سسر کی وفات پر دعائے مغفرت

پیر ولایت شاہ کلک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جناب محمد ارشد خان لودھی صاحب کے بھائی وفات پا گئے ہیں لہذا ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: معزز رکن نے نعت دی کی ہے کہ جناب محمد ارشد خان لودھی صاحب کے بڑے بھائی قتلنے الہی سے فوت ہو چکے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ملک کے ممتاز قانون دان، سینئر ایڈووکیٹ راجہ محمد انور وفات پا گئے ہیں۔ وہ معزز رکن راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) کے استاد اور سسر تھے۔



انہوں نے متعدد مرتبہ پنجاب اسمبلی کی dissolution کے حوالے سے مقدمات اعلیٰ عدلیہ میں کئے، ان کی منفرت کے لئے دعا کی جانے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں بھی گزارش کروں گا کہ راجہ شفقت عباسی صاحب کے استاد اور سرسہ راجہ انور صاحب وقت پاگئے ہیں ان کے لئے دعائے منفرت کی جانے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ارشد لودھی صاحب کے بھائی اور راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب کے سرسہ کے لئے فاتحہ خوانی کی جانے، جو فوت ہونے ہیں سب کے لئے فاتحہ خوانی کی جانے۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد ارشد خان لودھی وزیر زراعت کے محلّاً،

اور راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) ایم پی اے کے سرسہ کی وقت پر فاتحہ خوانی کی گئی)

## پوائنٹ آف آرڈر

آئین میں پارلیمانی پارٹی کے سربراہ کے بارے میں

جناب سپیکر کی رولنگ

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قاسم علیا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! اس اسمبلی کو وجود میں آنے ہونے تقریباً دو اڑھائی سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ ہم نے یہاں پر تقریریں سنیں کہ ہم جمہوریت کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں، ہم جمہوریت کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ عزت و احترام سے آپ کی دی ہوئی rulings کو تسلیم کیا۔ آپ نے جو بھی rulings قانون اور آئین کے مطابق دیں ہم نے ان کو تسلیم کیا اور آپ کے ساتھ چلتے رہے لیکن آج میں جلدی دل سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم جمہوریت میں ایسی روایات قائم نہیں کرنا چاہتے کہ جس سے یہ لگے کہ شاید ہم جمہوریت کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں لیکن جب ایسی rulings آنا شروع ہو جائیں، جب ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے ساتھ آئین اور قانون کے مطابق زیادتی ہو رہی ہے تو پھر بات کرنا ہمارا

حق بنتا ہے۔ آج اس پنجاب میں کیسی جمہوریت کی بات ہو رہی ہے؟ یہاں پر صحافیوں پر تشدد کیا جاتا ہے، اخبارات کے اشتہارات بند کئے جاتے ہیں، 'The Nation, Nawa-i-Waqt & Dawn' کے اشتہارات بند کر دینے گئے ہیں۔ دوسری طرف سیاسی کارکنوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر: قاسم ضیاء صاحب! آپ اپنے اصل پوائنٹ کی طرف آئیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں جس پوائنٹ کی جانب آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اسی پر آ رہا ہوں۔ آپ کے فرمان کے مطابق اس ہاؤس میں آج تک یہ تقرر ہی نہیں ہو سکا کہ ایوزیشن کی جماعتوں کے پارلیمانی لیڈر کون ہیں؟ اس حوالے سے جب ہم آپ سے ملے تو آپ نے ہمیں کہا کہ آپ ثابت کریں کہ آپ کیسے پارلیمانی لیڈر ہیں؟ ہم نے آپ کو آپ کا ہی دیا ہوا notification دکھایا کہ جس میں آپ نے ہمیں بطور پارلیمانی لیڈر address کیا ہے۔ جب آپ نے ہمیں یہ نشستیں allocate کی تھیں لیکن آپ اس کو ماننے سے انکاری ہوئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ Rules of Procedure میں دفعہ 235 کے تحت آپ کے پاس یہ اختیار ہے کہ اگر آئین اور روز آف بزنس میں کسی چیز کے بارے میں خاموشی ہو تو آپ اس پر اپنی رولنگ دے سکتے ہیں۔ ہم نے آپ سے کہا کہ ہماری ایوزیشن کی تین سیاسی پارٹیوں کے ممبران 'پاکستان مسلم لیگ (ن)' ایم ایم اے اور پاکستان پیپلز پارٹی (پارلیمنٹیرین) کے ممبران آپ کو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ اکثریت کس کے ساتھ ہے؟ پارٹی نے آپ کو لکھ کر بھی دیا لیکن آپ نے اس کو بھی ماننے سے انکار کیا تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ خود اس صوبہ پنجاب میں ٹوٹا کر لیبی کو promote کرنا چاہتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ یہاں کے لوگ فلور کراسنگ کریں۔ معزز ممبران حزب اختلاف، شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف: آپ یہاں پر فلور کراسنگ کو promote کرنا چاہتے ہیں۔ آج آپ کا رویہ جانبدارانہ نظر آتا ہے۔ ہم یہ کہنا نہیں چاہتے تھے لیکن ہم مجبور ہیں۔ ہم نے آپ کو جو references دینے ہیں آپ کا یہ اختیار نہیں ہے کہ آپ انہیں روک سکیں۔ قانون کے مطابق وہ references دو دن میں چیف ایگسٹن کمیشن کو جانے چاہئیں تھے۔ لہذا میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ کو اپنی جانبداری کی طرف دیکھنا چاہیے کیونکہ اس سے اس ہاؤس کی sanctity بھی صحیح نہیں رہے گی اور آنے والے دنوں کے لئے یہ

precedent قائم نہ کیجئے۔ سپیکر ایک honourable post ہے جس کی ہم سب عزت کرتے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ bold ہو کر تمام جماعتوں کو ساتھ لے کر چلیں اور اس ہاؤس کی sanctity قائم رکھیں۔ آج ہمیں آپ کا رویہ جاندار لگ رہا ہے مہربانی فرما کر اس پر نظر ثانی کریں اور بتائیں کہ کیا آپ ہمیں اپنی اپنی جماعت کا پارلیمانی لیڈر مانتے ہیں یا نہیں؟ یا بتایا جائے کہ کیا طریق کار ہے؟

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں میپیز پارٹی کے تمام ایم۔ پی۔ ایز جناب قاسم عیاد کو پارلیمانی لیڈر مانتے ہیں۔ آپ اس پر رونگ دیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ میپیز تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب! شکریہ کی بات نہیں ہے۔ آپ انہیں پارلیمانی لیڈر نہیں دینا اس طرح ہاؤس نہیں چلے گا۔ آپ رونگ دیں کہ یہ پارلیمانی لیڈر ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر، جیسے آپ چلانا چاہتے ہیں ویسے ہی چلائیں مگر لیکن آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے بات کی ہے اب میری بات بھی سن لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں ایک clarification چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ قاسم عیاد صاحب نے بات کی ہے۔ اب آپ میری بات بھی سنیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں ایک clarification چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، پہلے میں ان کی بات کا جواب دے لوں پھر آپ بھی clarification مانگ لیں۔

رانا حمزہ اللہ خان، جناب سپیکر! میرا مسند بھی ان سے ملتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میپیز تشریف رکھیں۔ مسز رکن نے بات کی ہے مجھے ان کا جواب دے لینے دیں۔ آپ کا مسند بھی ان سے ملتا جلتا ہے وہ بھی سنوں گا لیکن پہلے ان کا جواب دوں گا۔ میپیز تشریف رکھیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کھوکھر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ قاسم ضیا، صاحب! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لیکن جو باتیں آپ نے کہیں اور ایوان نے سنیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کا جواب دینا میرے لئے ضروری ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ میں آج بھی اس مقدس ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کسی کو ہیڈ آف دی پارلیمانی پارٹی نہیں مانتا لیکن کیوں نہیں مانتا وہ اس لئے کہ آئین میں ہیڈ آف دی پارلیمانی پارٹی کی provision تو ضرور ہے لیکن اس کو define نہیں کیا گیا اور آئین میں جتنے بھی constitutional offices ہیں سوانے ہیڈ آف دی پارلیمانی پارٹی کے سب کو define کیا گیا ہے لیکن اس کو define نہیں کیا گیا۔

2۔ جو روز آف پروویجرز قواعد و ضوابط ہیں جن کے تحت ہم نے اس ایوان کو چلانا ہے وہ rules بھی silent ہیں ان میں بھی پارلیمانی پارٹی کے ہیڈ کو define نہیں کیا گیا۔

3۔ Privileges Act میں بھی کہیں پارلیمانی پارٹی کے ہیڈ کا ذکر نہیں ہے۔

4۔ جنرل ایکشن آرڈر 2002 میں بھی پارلیمانی پارٹی کے ہیڈ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہم نے اس ایوان کو آئین، قانون اور اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے تحت چلانا ہے۔۔۔

محترمہ شمیمہ نوید، آئین تو چلے ہی مٹل ہے۔

جناب سپیکر، بی بی! پلیز۔ بات سن لیں شاید آپ کی سمجھ میں آجانے اور میں کوشش کروں گا کہ آپ سمجھ سکیں۔ ہم نے اس ایوان کو rules، آئین اور ایکٹ کے مطابق چلانا ہے۔ میں نے اس دن بھی آپ سے اور رانا مناء اللہ خان صاحب سے بھی کہا تھا کہ میں آپ کی رہنمائی چاہتا ہوں۔ آپ کہیں کہ یہ rules سپیکر کو permit کرتے ہیں کہ سپیکر پارلیمانی ہیڈ nominate کر سکتا ہے یا اس کی سلیکشن کر سکتا ہے۔۔۔ رانا مناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پلیز! تشریف رکھیں۔ جب سپیکر بات کر رہا ہو تو پھر پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا جاتا۔ پلیز! rules کے مطابق کام چلنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو سنوں گا۔ ابھی میری بات سن لیں۔ کہیں بھی یہ define نہیں کیا گیا کہ پارلیمانی پارٹی کا ہیڈ بذریعہ ایکشن آتا ہے اس کی

nomination ہونی ہے، اس کی سلیکشن ہونی ہے یا کیا طریق کار کرنا ہے؟ آپ کا یہ کہنا کہ میں نے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ میں اخباروں میں بھی پڑھتا رہا ہوں کہ میں نے پارلیمانی پارٹیز کے ہیڈ کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے۔ میں اس ایوان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ عدالت میں یا کسی بھی جگہ یہ حثیت کر دیں کہ میں نے اس قسم کا کوئی نوٹیفکیشن جاری کیا ہے تو میں آپ سے یہ commitment کرتا ہوں کہ میں اپنی سینٹ سے استعفیٰ دے دوں گا۔ (نعرہ ہانے حسین)

اس ایوان کے باہر یا اس ایوان کے اندر ہمیشہ جو بھی نوٹیفکیشن ہوتا ہے جس اتھارٹی کو کسی رول کے تحت کسی قانون کے تحت کوئی powers ہوں یا آئین نے اسے اختیار دیا ہو کہ وہ نوٹیفکیشن جاری کر سکے تو وہ نوٹیفکیشن جاری کرتے وقت اس کا حوالہ دیتا ہے کہ فلاں رول کے تحت، آئین کے فلاں ایکٹ کے تحت میں یہ نوٹیفکیشن جاری کرتا ہوں۔ میں آپ کی انفارمیشن کے لئے مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے اندر جو نوٹیفکیشن جاری ہوتے ہیں وہ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کو بھی لکھتے ہیں کہ وہ گزٹ میں اس کی اشاعت کریں اور ایک رجسٹر بنایا ہوا ہے جو صرف اور صرف نوٹیفکیشن کے لئے ہے۔ آپ ایک لیٹر کا حوالہ ضرور دے رہے ہیں۔ کبھی اس قسم کا بھی نوٹیفکیشن ہوا ہے کہ from Secretary to Assembly to فلاں آئے seating allotment آپ ذرا اس کی wording پڑھیں۔

قائد حزب اختلاف، جناب سیکرٹری

جناب سیکرٹری، مجھے بات ختم کر لینے دیں۔ میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ آئین کے مطابق 'rules کے مطابق، ایکٹ کے مطابق یا جبرل ایکشن آرڈر کے مطابق کہیں بھی یہ حثیت کر دیں کہ اس کو define کیا گیا ہے کہ اس کا procedure کیا ہو گا؟ آپ ایک provision کا ذکر کرتے ہیں وہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ آپ نے لیٹر کا حوالہ دیا وہ بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک لیٹر نکلا ہے جس میں پارلیمانی پارٹی لیڈر لکھا ہوا ہے لیکن وہ نوٹیفکیشن نہیں ہے۔ بلکہ آپ حثیت کر دیں میں نے تو اسی لئے اسے dispose of نہیں کیا میں تو آپ کا انتظار کر رہا ہوں کہ آپ میری رہنمائی کریں اور اپنے آپ کو ہیڈ آف دی پارلیمانی پارٹی حثیت کریں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، بیڑا تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ اپنی بات کو repeat کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میں repeat نہیں کر رہا۔ ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ بیڑا! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے جو اپنے آپ کو پارلیمانی پارٹی کا ہیڈ ثابت کیا اس میں آپ نے اس لیٹر کا حوالہ دے دیا جو سیکرٹری اسمبلی کی طرف سے جاری ہوا۔ معزز رکن اصغر علی گجر صاحب ابھی تشریف نہیں رکھتے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح ثابت کیا کہ موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے ایم ایم اے کے صدر نے nominate کیا ہے اس حوالے سے میں پارلیمانی پارٹی کا ہیڈ ہوں۔ رانا مناء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسلم لیگ (ن) کے جو معزز اراکین اسمبلی نے مجھے یہ اختیار دیا ہے اور مجھے منتخب کیا ہے اس نے میں پارلیمانی پارٹی کا ہیڈ ہوں۔ معتمد یہ ہے کہ ہر آدمی اپنی مرضی سے آئین کی interpretation کرتا ہے لیکن آئین قطعاً یہ اجازت نہیں دیتا۔ مجھے بھی یہ اختیار نہیں کہ میں اس کی interpretation کروں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ اپنے آپ کو خود ثابت کریں یا عدالت سے کروالیں۔ جب آپ ثابت کریں گے تو میں انشاء اللہ دیر نہیں کروں گا۔ جی، رانا مناء اللہ خان صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس وقت پارلیمانی گروپس اور آپ کے درمیان جو معاملہ چل رہا ہے اس پر آپ نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجابی کی ایک مثال ہے کہ ”جو سویا ہوا ہو اسے جگایا جاسکتا ہے لیکن جاگتا ہوا بھی سویا ہوا ہو اسے نہیں جگایا جاسکتا۔“

جناب سپیکر، پنجابی کی مثالوں کا آئین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رانا مناء اللہ خان، آپ سے بڑا تعلق ہے۔

جناب احمد ملک، جناب سپیکر!

آوازیں، بولنا بولنا۔

جناب سپیکر، آرڈر پیڑ۔ ملک صاحب پیڑ تشریف رکھیں۔ آرڈر پیڑ۔ معزز اراکین اسمبلی سے میری گزارش ہے کہ پیڑ خاموشی سے سنیں۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ درست ہے کہ پنجابی کی محالوں کا آئین سے تو کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن پنجابی کی اس محال کا آپ کے رویے سے اتنا واسطہ ہے کہ آپ کا رویہ اور یہ محال دونوں آپس میں باہم جڑے ہوئے ہیں۔ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ آئین میں کہیں درج نہیں ہے، پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں کہیں درج نہیں ہے، روز آف بزنس میں کہیں درج نہیں ہے۔ ہم نے آپ سے متعدد بار یہ گزارش کی ہے کہ پارلیمانی پارٹی کا بیڈ ہونا یا نہ ہونا پارلیمانی پارٹی کا بیڈ ہونا یا پارلیمانی پارٹی نے خود کو کس کے ذریعے سے represent کرنا ہے یہ کوئی آئینی عمدہ نہیں ہے۔ یہ پارلیمانی پارٹی اور اس سیاسی جماعت کا internal affair ہے اور یہ ان کا internal arrangement ہے اور یہ روایت ہے۔ روایات بھی قانون اور rules کے ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور اس کی ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں۔ اسی روایت کے تحت پارلیمانی لیڈر یا پارلیمانی بیڈ کو پارلیمانی پارٹی چنتی ہے اور اس پارلیمانی پارٹی کے فیصلے کو ہاؤس میں تسلیم کیا جاتا ہے اور آپ پچھلے تقریباً اڑھائی سال اس فیصلے کو تسلیم کرتے رہے ہیں۔ میں بطور پارلیمانی لیڈر پی۔ایم۔ ایل (این) چودھری اصغر علی گجر صاحب ایم۔ ایم۔ اے اور قاسم ضیاء صاحب بطور ایوزیشن لیڈر اور بطور پارلیمانی لیڈر پیڑ پارٹی آپ کے ساتھ مینٹکوں میں بھی شریک ہوتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ایوزیشن لیڈر کی appointment بھی اسی لحاظ سے کی تھی کہ ایوزیشن میں بیٹھنے والے پارلیمانی گروپس میں major group کے پارلیمانی لیڈر کا آپ نے بطور ایوزیشن لیڈر تقرر کیا۔ ٹھیک ہے ایک معاملہ آپ کے پاس چلا گیا آئین کا آرٹیکل 63-8 آپ پر لازم کرتا ہے کہ آپ نے اس ریفرنس کو دو دن کے اندر اندر چیف ایکٹس کمشنر کو forward کرنا ہے۔ میں آپ کو آئین کی کتاب پڑھ دیتا ہوں کہیں یہ نہیں لکھا۔۔۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے پڑھ دیں۔ 63-8 یہ کہتا ہے کہ اگر پارلیمانی پارٹی کا بیڈ یہ move کرے تو پھر within two days ہے۔ جلد آپ کو پارلیمانی بیڈ تسلیم کرنا پڑے گا۔

رانا مناء اللہ خان، لیکن اس بات کے تعین کا آپ کو اختیار نہیں ہے۔ آپ اس بات کا اختیار نہیں رکھتے کہ

آپ اس بات کا تعین کریں کہ Am I Parliamentary Head or not?

جناب سپیکر، یہ میرا اختیار ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب! نہیں۔

جناب سپیکر، یہ میرا اختیار ہے کہ میں دیکھوں کہ پارلیمانی پارٹی کا بیڈ کون ہے؟

رانا مناء اللہ خان، آئین کی کتاب سے میں ابھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی آر ٹیکل (3)-A-63 پڑھیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! (3)-A-63 ہے۔ یہ آپ سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، جی باطل۔ آپ پڑھیں۔

رانا مناء اللہ خان، اس میں لکھا ہے کہ،

63-A(3) Upon receipt of the declaration under clause(1), the Presiding Officer of the House shall within two days refer the declaration to the Chief Election Commissioner who shall lay the declaration before the Election Commission for its decision thereon confirming the declaration or otherwise within thirty days of its receipt by the Chief Election Commissioner.

جناب سپیکر! اب اس میں یہ ہے کہ جب ایک آدمی declaration claim کرتا ہے کہ میں پارلیمانی لیڈر

ہوں اس کو آپ اس حوالے سے تسلیم بھی کرتے ہیں کیونکہ آپ نے اس کو سینٹ الاٹ کی ہے آپ

نے اس پارلیمانی گروپ کو سینٹ الاٹ کی ہیں۔

جناب سپیکر، سینٹ میں نے بطور پارلیمانی لیڈر الاٹ نہیں کی بلکہ بطور معزز رکن الاٹ کی ہے۔



رانا مناء اللہ خان، بطور معزز رکن نہیں کی؟ جو سیٹ آپ نے الٹ کی ہے وہ آپ دکھائیں وہ آپ نے مجھے by name الٹ کی ہے۔ پارلیمانی گروپ کو تو آپ نے سینیں الٹ کر دیں کہ اتنی سینیں پی۔ایم۔ ایل (این) کی ہیں اتنی سینیٹرز پارٹی کی ہیں اتنی ایم۔ایم۔ اے کی ہیں لیکن جو مجھے سیٹ الٹ کی ہے وہ آپ دکھائیں کہ 181 کس نام پر الٹ ہے؟

جناب سپیکر، دکھائیں نام کے آگے اگر آپ نے کسی اسمبلی employee کو کہہ دیا کہ مجھے لیڈر رکھ دیں تو اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ نوٹیفکیشن ہونا چاہیے۔

رانا مناء اللہ خان، میں نے کس کو کہہ دیا ہے؟

جناب سپیکر، ابھا آپ یہ بتائیں کہ سینیں کون سی تاریخ کو الٹ ہوئی تھیں؟

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! سینیں جس تاریخ کو بھی الٹ ہوئیں۔

جناب سپیکر، نہیں! آپ فرما دیں۔ جس دن آپ کو پارلیمانی لیڈر تسلیم کیا گیا وہ کون سی تاریخ تھی جب آپ کو سیٹ الٹ ہوئی ہے؟

رانا مناء اللہ خان، یہ نوٹیفکیشن آپ کے سامنے پڑا ہے۔ یعنی 371 ممبران کے ہاؤس میں آپ نے ان 8 آدمیوں کو جن کو آپ نے پارلیمانی لیڈر declare کیا آپ نے صرف ان کو by name سینیں الٹ کی ہیں اور کسی آدمی کو آپ نے by name seat allot نہیں کی۔

جناب سپیکر، اس میں آپ کا انفرادی طور پر نام ہی نہیں ہے۔ in block ہم نے ---

رانا مناء اللہ خان، نہیں، نہیں in block نہیں ہے بلکہ ساتھ لیڈر ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! لیڈروں کا by name اور ساتھ پارلیمانی لیڈر رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، دیکھ لیتے ہیں۔ رانا صاحب! آپ میری گزارش سنیں۔ خلید آپ کو یاد ہو کہ 2003 میں آپ نے سیکرٹری اسمبلی کو ایک لیڈر رکھا تھا کہ خط و کتابت میں آسانی کے لئے آپ ہمارے نام کے آگے پارلیمانی لیڈر رکھ دیا کریں۔ مقصد یہ ہے کہ میں ایوان کے سامنے یہ وضاحت کرنا چاہ رہا ہوں کہ خلید اپوزیشن کے یہ تاثرات ہیں کہ حکومتی پارٹی کے کہنے پر ایسا نہ کر دیا ہو۔ آپ کا وہ لیڈر جب مجھے موصول ہوا تو پھر

میں نے اس پر جنرل سینٹ، قومی اسمبلی اور اس کے علاوہ چاروں صوبائی اسمبلیوں سے رائے مانگی۔ ان کا جواب آیا تھا کہ ایوان کے اندر صرف دو ہی عہدے ایک لیڈر آف دی اپوزیشن اور دوسرے لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔ ان کا طریق کار بھی واضح کیا گیا ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس کیسے منتخب کرنا ہے؟

رانا منشا اللہ خان، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ---

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں جانتا ہوں لیکن آپ کا یہ کہنا کہ ہمارے نام کے آگے پارلیمانی لیڈر رکھ دیا جائے۔ یہ آپ کا اپنا لکھا ہوا اینر ہمارے پاس موجود ہے۔ میں بات کو مختصر کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ مجھے کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ یہ اختیار مجھے آئین اور rules کے مطابق ہے اور نہ ہی قانون مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے لیکن جناب کا سم عیاء ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں۔ اصغر علی گجر صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ آپ اگر on oath یہ کہہ دیں کہ جس دن میں نے آپ سے یہ گزارش کی کہ آپ اپنے آپ کو Head of the Parliamentary Leader تسلیم کریں۔ اس سے پہلے آپ نے اپنی پارٹی کی طرف سے آپ نے اپنے پارلیمانی لیڈر کی طرف سے کوئی لیڈر اسمبلی میں submit کروایا ہو کہ اس حوالے سے ہم پارلیمانی پارٹی کے بیڈ ہیں اور ہمیں پارلیمانی پارٹی کا بیڈ تسلیم کیا جائے۔ نہ آپ کی طرف سے demand تھی اور نہ ہی مجھے آئین اس بات کی اجازت دیتا تھا اور نہ قانون اور rules اس بات کی اجازت دیتے تھے۔ پھر میں کیسے پارلیمانی لیڈر تسلیم کر لوں؟

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پارلیمانی پارٹی کے بیڈ کی آئین میں provision موجود ہے۔

جناب سپیکر، جی! provision موجود ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! پھر اس کے دو ہی طریقے ہیں۔

To determine who is the head of the Parliamentary Party, who enjoys the majority of the Parliamentary Party or the nomination from the Party Chair.

جناب سپیکر، یہ تو مفروضے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، نہیں مفروضے کی بات نہیں ہے ہم نے آپ کو دونوں کلمہ کر دینے ہیں۔ آپ کو جو suit کرتا ہے۔ جناب والا آپ رول 235 دیکھیں کہ

235. RESIDUARY POWERS OF THE SPEAKER:- All matters not specifically provided for in these rules and all questions relating to the detailed working of these rules shall be regulated in such manner as the Speaker may, from time to time, direct

جناب سپیکر، یہ تو مفروضے کی بات کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! let me complete ہم نے آپ کی بات سنی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں! یہ بات ہے آئین اور rule کی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! 235 rule میں From time to time آپ کی residuary

powers ہیں You can direct.

جناب سپیکر، 235 rule پڑھیں۔ میں قاسم عیاد صاحب کو لیڈر آف اپوزیشن ماننا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب! یہ کس basis پر ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر، میں انہیں اپوزیشن لیڈر ماننا ہوں لیکن بیڈ آف دی پارلیمانی پارٹی نہیں ماننا۔ (قطع کلامیں)

rules میں اپوزیشن لیڈر کی provision بھی ہے طریق کار بھی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہماری پارلیمانی پارٹی نے انہیں پارلیمانی لیڈر مقرر کیا، چیئر پرسن

نے اسے vet کیا اور He is the parliamentary leader آپ نے اسے آگے forward کرنا ہے۔ آپ

نے فیصلہ نہیں دینا، آپ کا کام صرف ایک پوسٹ آفس کا ہے۔ آپ نے خط آگے بھیجنا ہے۔ Let the

Chief Election Commissioner decide it.

جناب سپیکر، کیا یہ چیف ایگنیشن نے دیکھنا ہے کہ یہ پارلیمانی لیڈر ہیں یا نہیں؟ یہ میں نے دیکھنا ہے کہ پارلیمانی پارٹی کے ہیڈ ہیں یا نہیں؟  
وزیر قانون و پارلیمانی امور، ہوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، لاہ منسٹر صاحب ہوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پہلے ان کی بات سن لیں۔ جی، لاہ منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے انتہائی افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ بطور سپیکر آپ کے کردار کے متعلق جو ریمارکس دیئے گئے ہیں نہ صرف ان کی ذمت کرتا ہوں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا پورا ایوان ان کی بھرپور ذمت کرتا ہے۔

جناب سپیکر! جس دن سے یہ معزز ایوان وجود میں آیا ہے آپ نے اس دن سے لے کر آج تک جس طرح غیر جانبداری، برابری اور اس معزز ایوان کے شاہین خان اس ایوان کو چلایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف میں بلکہ یہ پورا ایوان آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جمہوریت کے حوالے سے بات کی گئی، یہاں پر آئین کے حوالے سے بات کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی میرے کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ جمہوریت اسی کو تسلیم کرتے ہیں جو ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ آئین بھی اسی کو تسلیم کرتے ہیں جس کی ان کی مرضی کے مطابق interpretation کی جائے۔

جناب سپیکر! اچھی جناب قائد حزب اختلاف نے 235 rules کا حوالہ دیا اور انہوں نے یہ کہا کہ اگر کہیں آئین خاموش ہے، rules خاموش ہیں تو یہ آپ کی صوابدید ہے کہ آپ اس کو interpret کس طرح کرتے ہیں؟ انہوں نے خود تسلیم کیا، بعد میں رانا آفتاب صاحب نے کیا۔ اب اگر ہم آپ کو مجبور کریں کہ آپ اس کی interpretation اس طرح کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ قانونی، آئینی اور اضرائی طور پر انتہائی غلط اقدام ہوگا۔ آپ نے اپنی صوابدید کو استعمال کرنا ہے اور اس صوابدید کے مطابق آرٹیکل 8-63 کی بات کی گئی ہے۔ یہ صرف پارلیمانی لیڈر کے حوالے سے بات کرتے ہیں لیکن اگر آپ آرٹیکل 8-63 کے تحت کو منٹری کو ڈیکھیں تو اس میں اس کی اور بہت سی requisite conditions ہیں۔ آرٹیکل 8-63

کے تحت یہ سٹے شدہ بات ہے کہ جو ممبر پارلیمنٹ effect کرتا ہے آپ نے اس کو نوٹس دینا ہے اس نے جواب دینا ہے پھر اس میں ایک Disciplinary Committee بنتی ہے اس نے اس کو hearing دینی ہے اس کمیٹی نے فیصلہ کرنا ہے اس فیصلے کے خلاف ان کی پارلیمانی پارٹی ہیڈ کے پاس اپیل ہوتی ہے personal hearing ہوتی ہے اور اس کے بعد آپ نے آگے فیصلہ کرنا ہے۔ اب یہاں پر problem یہ ہے کہ ہم اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے اور یہ سارا ابہام اس لئے پیدا ہو رہا ہے کہ ان کی قیادتیں بیرون ملک ٹینگی ہوتی ہیں اور انہیں اپنی پارٹیوں کا احساس نہیں ہے۔ اگر ان کی قیادت یہاں پر موجود ہوتی تو شاید یہ سارا ابہام پیدا ہی نہ ہوتا۔ آپ نے اپنی صوابدید استعمال کرنے سے پہلے اس بات کا تعین کرنا ہے جس طرح آپ خود فرما رہے ہیں کہ کیا کوئی پارلیمانی لیڈر ہے یا نہیں؟ یہ آپ کی صوابدید ہے آپ نے تعین کرنا ہے اور آپ نے سوچ سمجھ کر تعین کرنا ہے کیونکہ آپ کے فیصلے سے ایک ممبر نے de-seat ہونا ہے اور اس ممبر نے de-seat ہونا ہے جس کو محوام نے منتخب کر کے بھیجا ہے تو فیصلہ آپ کا ہونا ہے سوچ سمجھ کر ہونا ہے اور تمام حرکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہونا ہے۔ اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اس وقت تک آپ نے جو فیصلہ کیا وہ آئین اور قانون کے مطابق ہے؛ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اب اس ہاؤس کی معمول کی کارروائی کو چلانے کے لئے آپ حکم فرمائیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شکر یہ جی۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب! (قطع کلامیں)

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے Floor دیا ہے۔ اڑھائی سال تک ہمارے اختلافات بھی ہوتے رہے، ہم احتجاج بھی کرتے رہے اور ہم protest بھی کرتے رہے اس کے باوجود یہ اسمبلی بڑے اچھے طریقے سے چلتی رہی۔ آپ نے ایسی اپوزیشن لیڈر کے حوالے سے جو بات کی ہے کہ میں نے کہاں لکھ کر دیا ہے اور کہاں میں نے کہا ہے کہ آپ اپوزیشن لیڈر ہیں اور یہ مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔

جناب سپیکر! آئین میں فلور کراسنگ کا آرٹیکل موجود ہے کہ اگر کوئی شخص فلور کراسنگ کرتا ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ ہماری قیمتی اور تاریخ کا المیہ یہ ہے کہ ہم تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ چاہیے تو یہ تھا اور قائد ایوان یہاں پر موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں جمہوریت کو پروان چڑھانے میں چودھری غمور الہی کا بہت بڑا کردار ہے لیکن |\*\*\*\*\*|

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ نے یہ سوال کیا ہے کہ کہل یہ لکھا ہوا ہے کہل میں نے کہا ہے کہ یہ الیٹیشن لیڈر ہیں۔ یہ میں صحیح دیتا ہوں، آپ کی اجازت سے اس ایوان کی سیٹ پر یہ لگا ہوا ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے 'پارلیمانی لیڈر' 'الیٹیشن لیڈر' ذہنی لیڈر رانا مناء اللہ خان اور جناب اصغر علی گجر!

جناب سپیکر، نہیں، اگر لکھا ہوا یہ ہو کہ آپ ایم۔ پی۔ اے نہیں ہیں تو پھر آپ ایم۔ پی۔ اے نہیں رہیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! تو پھر ہر ایم۔ پی۔ اے کی سیٹ پر یہ لکھنا چاہیے تھا۔ آپ کو ہر ایم۔ پی۔ اے کی سیٹ پر نام لکھنا چاہیے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔ ہم آپ کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بہت مواقع دینے ہیں اور الیٹیشن کو بڑا oblige کیا ہے لیکن ڈیموکریٹک سسٹم میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے آج آپ کے رویے سے ہمیں افسوس ہوا ہے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہی اس کی interpretation کر دیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں اور یہ ہمارا قانونی حق ہے، ان کے ساتھ ہمارا ذاتی کوئی اختلاف نہیں ہے، ان کے ساتھ ہماری کوئی ذاتی لڑائی نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی فلور کراسنگ کرتا ہے، اگر کوئی آدمی پارٹی چھوڑ کر جاتا ہے تو آئین میں یہ سیکشن موجود ہے جو کہتا ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، وہ declaration move کون کرے گا؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ہم نے تو آپ کو detail سے بتایا ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس کی صحیح definition نہیں کر پارہے تو آپ اس ایوان کے Custodian ہیں آپ ہی بتادیں کہ ہم ان کے خلاف کارروائی کس طرح کریں؟  
جناب سپیکر، وہ تو Constitution نے مجھے بھی اختیار نہیں دیا۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ چیف ایکشن کمیشن نے کرنا ہے۔ اس ملک میں اگر کوئی شخص اپوزیشن میں ہے تو وہ بد دیانت ہے، حکومت میں ہے تو وہ بد دیانت نہیں ہے یہ ہمارے ملک کی روایت ہے اور یہ چیزیں ہمارے سسٹم کو گھن کی طرح کھا گئی ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن حکومت پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ (1) 134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے لہذا میں وزیر خزانہ سردار حسین بہادر دریشک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔ جناب وزیر خزانہ!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاج کرتے ہوئے اپنی نشستوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے)

## سرکاری کارروائی

وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال 2005-06

وزیر خزانہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

1- جناب سپیکر! میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا بے حد ممنون ہوں کہ مجھے ملی سال (2005-06) کے لئے پنجاب کا بجٹ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس منتخب جمہوری حکومت کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اپنی پہلی بجٹ تقریر میں میں نے ذکر کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے سے غربت کے خاتمے، عوام کو سولتوں کی فراہمی اور اقتصادی ترقی کے عمل کو حکومتی پالیسی کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنی

تقریر میں ان کی اس خواہش کا ذکر بھی کیا تھا جو صوبے کے بجٹ کو تین سلا میڈیم نرم-بجری فریم ورک (MTBF) کے خطوط پر استوار کرنے کے حوالے سے تھی تاکہ عوام کو ایک منظم پروگرام کے تحت مستقل بنیادوں پر سہولتیں فراہم کی جاسکیں۔ علائکہ MTBF ایک رواں عمل ہے لیکن ایک اعتبار سے اس بجٹ کے پیش ہونے کے ساتھ ہی MTBF کا پہلا دور مکمل ہو جائے گا۔

2- مالی سال 2004-05 پنجاب کی ترقیاتی تاریخ میں ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ پنجاب میں ترقی کے لئے ایک طویل مدتی پالیسی اپنائی گئی۔ میرا اشارہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن 2020 کی طرف ہے۔ یہ وژن ایک جرات مندانہ دستاویز ہے جس میں معاشی غربت کے خاتمے کے لئے پنجاب نے صوبائی شرح نمو میں خاطرخواہ اضافہ اور اس سے منسلک روزگار کی فراہمی کا نتیجہ قبول کیا۔

3- یہاں اس امر کا اہمیت بھی بے حد ضروری ہے کہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب اور وزیر اعظم پاکستان شوکت عزیز صاحب کی مدبرانہ پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان میں معاشی استحکام آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے اقوام عالم میں ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ 8 فیصد سے زائد شرح نمو کے حصول اور ایک ابھرتی ہوئی معیشت کے ساتھ پاکستان اب اقتصادی اور سماجی ترقی کی شاہراہ پر تیزی سے گامزن ہے۔

4- جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو روز قبل اپنے سالانہ پری-بجٹ خطاب میں اس بات کو نمایاں طور پر بیان کیا ہے کہ پنجاب کی معیشت بھرپور طریقے سے ملکی معیشت کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔ 1991-92 کے بعد پہلی بار پنجاب کی معیشت نے 8 فیصد شرح نمو کے طاساتی ہندسے کو چھوا ہے۔ ترقی کا یہ عمل زرعی و صنعتی شعبے اور قابل ذکر حد تک ابھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی تعمیراتی صنعت کی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔ زرعی شعبے میں گزشتہ سال کے 3.1 فیصد کے مقابلے میں اس برس 10.6 فیصد کا نمایاں اضافہ ہوا اور اسی طرح تعمیراتی صنعت کے شعبے 2003-04 کی منحنی 6.9 شرح نمو کے مقابلے میں 2004-05 میں مجموعی طور پر 13.1 فیصد اضافے کی تبدیلی اس شعبے میں نظر آئی۔



5- جناب سیکر! شرح نمو میں خاطر خواہ اضافہ ہماری شہری اور دیہی آبادی کی فی کس آمدنی میں اضافے کا باعث بنا ہے۔ اس معاشی ترقی سے کسانوں، کھیت مزدوروں، صنعتی کارکنوں اور عام مزدوروں کو پہلے سے زیادہ مالی وسائل فراہم ہونے۔ اس عمل کو مزید جاری رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ شرح نمو میں اضافے کے نتیجے میں صوبے میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور عام لوگوں کی آمدنی میں مستقل اضافہ ہو۔

6- آٹھ فیصد شرح نمو سے حاصل ہونے والے اضافی روزگار کے مواقع کا تعین کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب لیبر فورس سروے کروانے کا حکم دے چکے ہیں۔ جس سے روزگار میں اضافے کے حتمی نتائج حاصل ہو سکیں گے۔ البتہ معاشیات کے ماہرین کے صدقہ ماڈلز کے مطابق مالی سال 2004-05 کے دوران صوبہ پنجاب روزگار کے 10 لاکھ مواقع پیدا کرنے کے ہدف کو حاصل کر چکا ہے۔

7- جناب سیکر! آئین پاکستان کے آرٹیکل 170 کے تحت وفاق اور صوبوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مالیاتی حسابات آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے وضع کردہ طریق کار کے مطابق تیار کریں، آپ جانتے ہیں کہ P.F.E.R.A کے نظام کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان مالیاتی حسابات کی تشکیل کے لئے ایک نیا Chart of Accounts وضع کر چکے ہیں۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے نہایت خوشی ہو رہی ہے کہ حکومت پنجاب اپنا بجٹ برائے سال 2005-06 اس نئے Chart of Classification کے مطابق پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ Appropriation اکاؤنٹس کی تشکیل اور ان کے آؤٹ کے راستے میں کوئی دشواری حائل نہ ہو سکے۔ اس لئے Annual Budget Statement کو دو الگ دستاویزات کی صورت میں ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔

8- ہماری حکومت کی فضائل پالیسی کا ایک اہم ستون صوبے کے بجٹ میں Fiscal Space پیدا کرنا ہے۔ گزشتہ سال میں نے پنجاب کی Debt Management Strategy کو رائج کرنے کا اعلان کیا تھا جس کی بدولت صوبے کو قرضوں کے سود کی مد میں بندرج خاطر خواہ بچت حاصل ہونی شروع ہو گئی ہے۔ وسائل کی دستیابی کو یقینی بنانے کی خاطر حکومت اگلے مالی سال سے پینشن اور جی پی فنڈ کے جاری اثراجات کا بوجھ حکومتی بجٹ سے مرعد وار پالیسی

کے تحت فتم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس پالیسی کے پیش نظر اگلے مالی سال میں پٹن فنڈ اور جی پی فنڈ کو Capitalize کرنے کے لئے 2 نئے فنڈز کا اجرا کیا جا رہا ہے جس کے لئے مجموعی طور پر 8-ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس رقم میں سالانہ اضافہ اور اس کی بہتر investment سے آئندہ سات سال کے عرصے میں پٹن اور جی-پی فنڈ کی ادائیگی پنجاب کے بجٹ پر مزید بوجھ نہیں بنے گی۔ اس پالیسی کے تحت مستقبل میں حکومت پنجاب کو تقریباً 15-ارب روپے کا اضافی Fiscal Space مہیا ہو گا جو پنجاب کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

9- جناب سیکرٹری! ایک طویل عرصے تک پنجاب کے عوام بنیادی سہولتوں سے محروم رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس تھا کہ ہم ایک رات میں کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتے تاہم ہم ایک راہ عمل کا تعین کرنے میں کامیاب رہے ہیں جو ہمیں ہماری منزل کی طرف لے جا رہی ہے۔ ان بنیادی ضروری سہولتوں کی فراہمی کے لئے وفاقی حکومت کی بہتر معاشی پالیسی کی وجہ سے صوبائی حکومت کو زیادہ وسائل دستیاب ہونے ہیں۔

10- میں یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ مالی سال 2005-06 کے لئے حکومت پنجاب کے مجوزہ بجٹ کا حجم 224-ارب روپے سے زائد ہے جو گزشتہ سال کے بجٹ سے 24 فیصد زیادہ ہے۔ مالی سال 2005-06 کے لئے جاریہ اخراجات کا تخمینہ 157.5-ارب ہے جبکہ 53-ارب روپے صوبائی حکومت کے ترقیاتی بجٹ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 10-ارب روپے مقامی حکومتوں کے ترقیاتی اخراجات کے لئے مختص ہیں۔ مزید برآں 8-ارب روپے نیم سرکاری اداروں کی ترقیاتی سکیموں کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ اس طرح اگلے مالی سال میں حکومت مجموعی طور پر صوبے کے ترقیاتی اخراجات کے لئے 71-ارب سے زائد رقم مہیا کرے گی۔ جو جاریہ اخراجات کا تقریباً 45 فیصد ہو گا۔

11- جناب سیکرٹری! ہم نے تمام دستیاب وسائل کو بھرپور طریقے سے ترقیاتی مقاصد کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں ان وسائل کے مصارف کا ایک خاکہ پیش کروں گا۔

12- ہادی حکومت کی اولین ترجیح تعلیم کا شعبہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دو سال سے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریٹائرمنٹ پروگرام جاری ہے۔ پروگرام کے پہلے سال میں 7- ارب دوسرے سال 8- ارب دینے گئے جبکہ آئندہ مالی سال میں 9- ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ 64000 سکولوں میں عدم دستیاب سولتوں کی سو فیصد فراہمی کا کام دسمبر 2006 تک مکمل ہو جانے کا۔ آئندہ مالی سال میں اس میں 5- ارب روپے تجویز کئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعت ہشتم تک کتب کی مفت فراہمی کے پروگرام کو اگلے مالی سال میں جماعت نہم اور دہم تک بڑھا دیا جائے گا۔

بچوں کے لئے وظائف کے پروگرام کو آئندہ مالی سال میں مڈل سے میٹرک تک لاگو کیا جائے گا۔ جس پر اخراجات کا تخمینہ 700 ملین روپے لگایا گیا ہے۔ تعلیمی عمل کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کی بھرتی پر سے پابندی اٹھالی گئی ہے۔ پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریٹائرمنٹ پروگرام کے تمام مضموں کے اثرات اور نتائج کے غیر جانبدار فریق کی وساطت سے جائزہ لیا گیا ہے جس سے پنجاب ایجوکیشن ریٹائرمنٹ پروگرام کے نتیجے میں ہونے کی تصدیق ہوئی ہے اور پروگرام کے پہلے سال میں 1 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات صوبہ پنجاب کے تعلیمی دھارے میں شامل ہونے میں۔ تعلیمی ترقیاتی پروگرام کے پہلے مرحلے میں بنیادی تعلیم کو زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔ حکومت اب ترجیحی بنیادوں پر ثانوی اور ہائر تعلیم پر بھی توجہ دینا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ایک 10 سالہ توسیعی منصوبہ تشکیل دیا جا رہا ہے جس کے تحت اس شعبے میں 120- ارب روپے کی سرمایہ کاری کے لئے منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

13- جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے وژن 2020 میں ٹیکنیکی مہارتوں اور صلاحیتوں میں اضافے کے لئے مؤثر اداروں کے قیام کی بات کی تھی۔ TEVETA صنعتی اداروں کے لئے تربیت یافتہ کارکن مہیا کر رہی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں لازمی طور پر اعلیٰ فنی تعلیم کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ایک معیاری یونیورسٹی کی بھی ضرورت ہے۔ صوبائی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ٹیکنیکی مہارتوں کے فروغ کے لئے 'یونیورسٹی آف گجرات کا قیام مستقبل کے سٹر آف ایکسی لٹس کے طور پر عمل میں لایا جا رہا ہے۔

- 14- پنجاب کی تاریخ میں کسی حکومت نے سپیشل ایجوکیشن پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی کہ موجودہ حکومت دے رہی ہے۔ سپیشل بچوں کے تعلیمی اداروں کی ترقی کے لئے 2004-05 کے دوران 100 ملین روپے مختص کئے گئے۔ اگلی مالی سال میں اس شعبے میں 500 ملین روپے کے ترقیاتی فنڈ مخصوص کرنے کی تجویز ہے۔ خصوصی بچوں کو ان کے گھروں کے قریب تعلیم و تربیت کی سہولت فراہم کرنے کے لئے صوبہ بھر میں تحصیل کی سطح پر 90 ادارے قائم کرنے کا منصوبہ اگلی مالی سال میں شروع ہو جانے کا۔
- 15- جناب سپیکر! رواں مالی سال میں صحت کے شعبے کے لئے 3.5 ارب روپے اور بہبود آبادی پروگرام کے لئے 735 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی۔ مجھے ایوان کو یہ بتاتے ہوئے نہایت خوش محسوس ہو رہی ہے کہ حکومت نے ایک جامع ہیلتھ سیکٹر ریٹائرمنٹ پروگرام وضع کیا ہے۔ اس پروگرام کی ترجیحات میں بنیادی مراکز صحت اور دیہی مراکز صحت میں درکار سہولیات کی فراہمی سرفہرست ہے۔ ضروریات کا تعین کیا جا چکا ہے جس کے تحت تقریباً تین ہزار بنیادی مراکز صحت اور دیہی مراکز صحت میں سہولتوں کی فراہمی کی جائے گی۔ اس پروگرام کے تحت ہم نے رواں مالی سال میں 700 ملین روپے ضلعی حکومتوں کو بھی ٹرانسفر کئے۔ اگلے تین سالوں میں 1- ارب روپے کی مزید سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔
- 16- جناب سپیکر! پنجاب کے تمام خود مختار ہسپتالوں میں ایمرجنسی میڈیکل سروسز کو بہتر بنا دیا گیا ہے اور یہ سہولت بلا تفریق ہر فاصلہ و عام کو مفت میسر ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس پروگرام کا دائرہ کار ضلع اور تحصیل ہسپتالوں کی سطح تک بڑھانے کی تجویز ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں پنجاب ایمرجنسی ایسولنس سروس کا ایک پائلٹ پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے۔ مالی سال 2005-06 میں یہ پراجیکٹ اضلاع راولپنڈی، گوجرانوڑ، فیصل آباد، سرگودھا، مظفر آباد، بہاولپور اور ڈی۔ جی۔ خان میں شروع کیا جا رہا ہے۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور اور مظفر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی طرز پر مالی سال 2005-06 کے دوران فیصل آباد اور وزیر آباد میں کارڈیالوجی کے انسٹیٹیوٹس قائم کئے جائیں گے۔ نرسنگ کے شعبہ کو مستحکم کرنے کے لئے نرسنگ کالجز کے قیام کا پروگرام جاری ہے۔

صحت کے بجٹ میں موجودہ مالی سال کی نسبت 65 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

17- جناب سپیکر! یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حفظانِ صحت کے لئے فراہمی اور نکاسی آب کے شعبوں پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ نجلی سٹج پر اختیارات کی منتقلی کے منصوبے کے تحت یہ شعبہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے زیر انتظام چلا گیا جس وجہ سے صوبائی حکومت اس پر زیادہ توجہ نہیں دے سکی۔ حکومت پنجاب نے اس ضمن میں صوبائی رییسورس بیس قائم کیا ہے۔ یہ رییسورس بیس سوشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت سیکس کمل کرے گا جو وقت کے ساتھ ساتھ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن میں ضم ہو جانے کا۔ رواں مالی سال میں وائر سپلائی اور سینٹی نیشن کی ضروریات کی فراہمی کے لئے 3-ارب روپے مختص کئے گئے۔ یہ پروگرام اگلے سالوں میں بھی اسی طرح جاری رہے گا۔ 1.28-ارب روپے کی لاگت سے صوبے کی 67 تحصیلوں کے 750 دیہات کو فراہمی و نکاسی آب کے لئے ایک منصوبہ شروع کیا گیا ہے جبکہ وزیر اعلیٰ کے ایکسپریڈیٹ پروگرام کے تحت آئندہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کی رقم 3-ارب روپے سے بڑھا کر 4.50-ارب روپے کر دی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب کے علاقوں کے لئے رورل وائر سپلائی اور ڈرنج کے لئے 7.5-ارب روپے کی لاگت سے ایک خصوصی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ حکومت اربن وائر سپلائی اور سیوریج سسٹم کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے آئندہ مالی سال میں 11.817-ارب روپے کی لاگت سے منصوبہ جات شروع کرے گی۔

18- جناب سپیکر! جب ہم عوامی خدمات کی فراہمی سے متعلق مسائل کے حل کی بات کرتے ہیں تو ہم براہ راست اقدامات کے ذریعے غریب ترین لوگوں کے مسائل کے حل کی بھی بات کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حظِ غربت سے نجلی سٹج پر زندگی بسر کر رہے ہیں اور انہیں جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے غذا بھی دستیاب نہیں۔ حکومت پنجاب نے خصوصی توجہ دیتے ہوئے اس شعبے میں درمیانی مدت کے عرصہ میں 10-ارب روپے سے زائد رقم فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

- 19- جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر سیکٹر میں ہماری خدمات کا دائرہ کار بے سہارا اور نظر انداز شدہ بچوں کو تحفظ فراہم کرنے تک رہا۔ (Punjab Destitute and Neglected Children Act, 2001) صوبے میں بے سہارا اور نظر انداز شدہ بچوں کو ریسکیو، تحویل، کنٹرول، علاج اور بحالی کے نئے نفاذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت قائم کردہ Bureau of Child Protection فعال طریقے سے کام کر رہا ہے۔ اگلے سال میں اس بیورو کے دائرہ کار کو ملکن، گوجرانوادر، سیالکوٹ، راولپنڈی، فیصل آباد اور رحیم یار خان کے اضلاع تک وسعت دی جائے گی۔
- 20- جناب سپیکر! سکو بھائیوں کے دیرینہ مطالبات کو مد نظر رکھتے ہوئے نہ صرف سٹکنے صاحب کو ضلع کا درجہ دیا جا رہا ہے بلکہ سٹکنے صاحب تک ایک دو روپے سزک کی تعمیر کا کام بھی شروع کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ 250 ملین کی ابتدائی رقم سے سٹکنے صاحب کی بنیادی ضروریات پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔
- 21- ویمن ڈومینٹ اینڈ مینڈر ریٹائرمنٹ کے شعبے کی ترقی کے لئے سینڈر ریٹائرمنٹ ایکشن پلان کے پراجیکٹ مینجمنٹ یونٹ کا قیام 2.6 ملین روپے کی لاگت سے عمل میں لایا گیا ہے۔ چنانچہ اس پروگرام کے تحت 2005-06 کے دوران 225.00 ملین روپے خرچ کئے جائیں گے۔
- 22- جناب سپیکر! زراعت کا شعبہ پنجاب کی معیشت کے لئے ریزرو کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ رواں مالی سال میں اس شعبے میں صوبائی شرح نمو 10.6 فیصد متوقع ہے۔
- 23- یوں تو زرعی قرضہ جات کی فراہمی، فصلوں کی انشورنس، نظام آبپاشی کی اصلاح اور اس طرح کے دیگر پروگرام جاری ہیں لیکن اگلے مالی سال میں زراعت کے تین شعبہ جات زرعی تحقیق، توسیعی خدمات اور زرعی مارکیٹنگ پر خاص توجہ مرکوز کر رہے ہیں۔
- 24- مجموعی طور پر زراعت کے شعبے کے ترقیاتی منصوبہ جات کی کل رقم رواں مالی سال کی محض 737 ملین روپے سے بڑھا کر 925 ملین روپے تجویز کی جا رہی ہیں لیکن تحقیق، توسیعی خدمات اور زرعی مارکیٹنگ کے شعبوں میں اضافے کی شرح میں کم از کم دوگنا اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔

25- جناب سیکرٹری! زراعت کی ترقی کا ذکر تو پنجاب کی ہر حکومت کرتی رہی ہے لیکن ہماری حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے کسانوں کو ان کی پیداوار اور اجناس کی صحیح قیمت دلانے کا بیڑا اٹھایا۔ تین سال قبل گندم کی امدادی قیمت -3000 روپے فی 40 کلوگرام مقرر تھی لیکن کسانوں کو یہ قیمت بھی نہ مل رہی تھی۔ ہمارے دور حکومت میں گندم کی امدادی قیمت بڑھا کر بتدریج -3500 روپے فی 40 کلوگرام اور اس سال -4000 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یقینی بنایا گیا کہ کسانوں کو نہ صرف یہ قیمت ملے بلکہ اگر منڈی میں گندم کا ریٹ امدادی قیمت سے زائد ہو تو محکمہ خوراک قیمت خرید مارکیٹ کے مطابق بڑھانے گا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ غربت کے علاقے کے لئے عوام کی آمدنیوں میں اضافہ ایک فطری عمل ہے۔ ہماری پالیسیوں سے نہ صرف کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ اس سے دیہی علاقوں میں بسنے والے پنجاب کے 70 فیصد عوام بھی مستفید ہونے ہیں۔

26- حکومت کو یہ احساس ہے کہ جہاں ایک طرف زرعی اجناس کی قیمتوں میں اضافہ دیہی علاقوں کی خوشحالی کا باعث ہے دوسری طرف شہری علاقوں میں بسنے والے غریب عوام پر ایک اضافی بوجھ کا سبب بھی بنتا ہے۔ اس کا تدارک کرنے کے لئے ہماری حکومت نے شہروں میں بسنے والے غریب عوام کے لئے سستے آنے کی فراہمی کا ایک پروگرام مرتب کیا جس کے تحت مالی سال 05-2004 کے نظر ثانی تخمینہ جات میں 300 ملین روپے کے اخراجات متوقع ہیں جنہیں اگلے مالی سال میں بڑھا کر 750 ملین روپے مقرر کیا گیا ہے۔ حکومت شہروں میں بسنے والے غریب عوام کی مشکلات سے پوری طرح آگاہ ہے اور اس عزم کا اعلاہ کرتی ہے کہ آئندہ مالی سالوں میں اس میں مزید اضافہ کیا جائے گا۔

27- جناب سیکرٹری! پنجاب کا محکمہ آب پاشی دنیا کے سب سے بڑے نہری نظام کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ ہم اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آب پاشی کا نظام صوبے کی زراعت اور معیشت کی ترقی کے لئے کیا کردار ادا کر سکتا ہے۔ ہمیں اس بات کا بھی احساس ہے کہ اس 100 ملین

قدیم نظام کو بڑھتی ہوئی پانی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے فوری طور پر ترقی دینے اور جدید بنانے کی ضرورت ہے۔

28- ان ترجیحات کے پیش نظر اگلے پانچ سالوں میں اس شعبے میں مختلف طریق کار سے 100-ارب روپے سے زائد رقم کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ ان وسائل کے حصول کے لئے ہمیں وفاقی PSDP اور حال ہی میں عالمی بینک کی معاونت حاصل ہے۔ اسی رخ پر ہم اس شعبے میں اگلے مالی سال سے 7-ارب روپے کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ جسے آئندہ مالی سالوں میں بتدریج بڑھایا جائے گا۔

29- ہماری حکومت اس امر پر کامل یقین رکھتی ہے کہ لائیو سٹاک ایک ایسا شعبہ ہے جس میں نہ صرف خود روزگاری کے بہترین مواقع موجود ہیں بلکہ اس کے ذریعے دیہی آبادی کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے اس شعبے کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے بینک آف پنجاب، پنجاب پراونشل کوآپریٹو بینک، پنجاب سماں انڈسٹریز کارپوریشن اور نیشنل رورل سپورٹ پروگرام کے تعاون سے خود روزگار پروگرام شروع کیا ہے۔ پروگرام کا مقصد لائیو سٹاک کی افزائش نسل، مرغیانی، ذیری اور فش فارمنگ کے لئے 50 ہزار سے 50 لاکھ روپے تک کے آسان قرضے فراہم کرنا ہے اور یہاں میں یہ بتاتا ہوں کہ 2.4-ارب روپے کی کل مختص شدہ رقم میں سے اپریل 2005 تک 2.25-ارب روپے کے قرضے جاری کئے جا چکے ہیں جس سے 15 ہزار افراد کو روزگار میسر آیا ہے۔

جانوروں کے علاج کے لئے چار اضلاع اوکاڑہ، ساہیوال، بہمنگ اور مظفر گڑھ میں 13 موبائل ویرنری ڈسپنسریاں مہیا کی گئی ہیں۔ صوبے کے باقی علاقوں میں اس قسم کی مزید 252 ڈسپنسریوں کا منصوبہ 2005-06 میں تشکیل دیا گیا ہے۔

موجودہ سال کی طرح اگلے تین سالوں میں مزید 6000 ملک کوئنگ نینک کسانوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔



30- جناب سپیکر! صنعت، کالرس اور لیبر کے شعبے میں ہماری حکومت نے غیر معمولی اقدامات کئے ہیں جن میں پنجاب انڈسٹریل اسٹریٹجی ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمیشن (P.I.E.D.M.C) اور فیصل آباد انڈسٹریل اسٹریٹجی ڈیولپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمیشن (F.I.E.D.M.C) کا قیام، 'سندر' کھرنیاوالا، فیصل آباد، ملتان، اور کوٹ لکھیت میں انڈسٹریل اسٹریٹجی کا اجرا اور بجلی، شیخ زید سوک سنٹر لاہور کی تعمیر، 'Imax' تعمیر کا قیام، سہل اینڈ میڈیم انٹریرائز کے شعبے کے لئے کثیر قرضہ جات کی فراہمی، سوشل سیورٹی کے نظام میں بنیادی تبدیلیاں اور صنعتی محنت کشوں کے لئے اعلیٰ اور بہتر طبی سہولتوں کی فراہمی سرفہرست ہیں۔

31- جناب سپیکر! سال 2004-05 میں ہم نے پنجاب میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت اور نئی سڑکوں کی تعمیر کے لئے 8 ارب روپے مختص کئے مگر اس شعبے میں کل 14 ارب روپے کی سرمایہ کاری ہوئی۔ رواں مالی سال میں 603 ترقیاتی سکیمیں شروع کی گئیں جن میں سے 271 سکیمیں جون 2005 تک مکمل کر لی جائیں گی۔ صوبے بھر میں 1030 کلومیٹر لمبی سڑکوں کو کٹلاہ اور بہتر بنایا، 830 کلومیٹر لمبی نئی سڑکیں تعمیر کیں، 15 پل اور چارٹن انڈر پاس تعمیر کئے اور اگلے مالی سال میں اس شعبے کے لئے 12.5 ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

32- کسی ملک کی تہذیب اور ثقافت کو روشناس کرانے میں سیاحت کا کردار نہایت نمایاں ہے۔ اس کے علاوہ سیاحت سے نہ صرف تفریح بلکہ روزگار کے مواقع بھی ملتے ہیں۔ فورازم ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب ذیرہ غازی خان میں فورٹ منرو کے پرمضا علاقے کو Develop کرنے کی سکیم تیار کر رہی ہے۔

33- اس موقع پر میں حکومت پنجاب کی چند نئی کاوشوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جس سے نہ صرف گورنمنٹ کا نظام بہتر ہو گا بلکہ معاشرہ پر بھی اس کے دور رس نتائج مرتب ہوں گے۔

34- صوبہ پنجاب میں لینڈ ریویو ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن اور لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن کی ڈیولپمنٹ کے منصوبہ سے صوبے میں موجودہ پیچیدہ سرکاری نظام میں بہتری آنے گی۔ ہماری زرعی اور غیر زرعی اراضی ایک انتہائی قیمتی سرمایہ ہے۔ بینک کا عموماً زرعی اور غیر زرعی اراضی پر موجودہ لینڈ ریکارڈ سسٹم کے نقائص کی وجہ سے قرضہ جات فراہم کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ جس

کی وجہ سے ہمارا ایک بہت قیمتی سرمایہ جمود کا شکار ہے۔ لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن کا قیام ہماری زرعی اور غیر زرعی اراضی کو اس جمود سے نجات دلانے میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔

35- اسی طرح ستمبر 2005 تک لاہور میں کمپیوٹرائزڈ ٹینس اور سمارٹ کارڈوں کا پائلٹ پراجیکٹ شروع ہو گا۔ اس سے گاڑیوں کی رجسٹریشن، چوری کے سبب، غیر قانونی رجسٹریشن کی حوصلہ شکنی کے علاوہ سمارٹ کارڈ ہولڈرز کی بین الاقوامی طور پر مسئلہ ذاتی شناخت کی تصدیق میں کئی مدد ملے گی۔

36- معاشی شعبے میں آئی۔ٹی پارکس کا قیام اور کال سنٹرز کی فراہمی حکومت کی اہم پیشرفت ہے۔ اب ہمارے کمپیوٹرائزڈ نوجوانوں کو انہ راون ملک ہی روزگار کے مواقع میسر آسکیں گے اس کے ساتھ ساتھ بیرونی سرمایہ کاری بھی بڑھے گی جس سے زر مبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہو گا۔

37- جناب سیکرٹری ماہولیتی مسائل کی متنفرق صورتوں کے پیش نظر صوبے کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک گرین فنڈ کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ یہ فنڈ ماہولیتی تحفظ کی متعدد سکیموں کے لئے میسر ہو گا اس فنڈ کے استعمال کا آغاز ٹرانسپورٹ سیکٹر میں شہری فضائی آلودگی کو کم کرنے سے کیا گیا ہے اس مہم کے لئے گرین فنڈ کے ذریعے 1- ارب روپے کی سرمایہ کاری کی گئی ہے۔

38- صوبے کی ترقی کے لئے Local Government اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 میں ضروری ترامیم کر دی گئی ہیں۔ اس ضمن میں مالیاتی سال 2005-06 میں لوکل گورنمنٹ کے لئے 90- ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ رقم رواں مالی سال کی نسبت 22 فیصد زیادہ ہے۔

39- جناب سیکرٹری انصاف کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب کے قابل ذکر اقدامات میں پولیس اور عوام کی نگران تنظیموں کا قیام، جوڈیشل افسران کو خصوصی الاؤنس کی فراہمی، پانی و سہ پروول کا قیام اور ان پوسٹوں پر خصوصی تربیت یافتہ بہتر تنخواہ دار عملے کی تقرری کے علاوہ نئی جیلوں اور کورٹ رومز کی تعمیر شامل ہیں۔ اس میں 20- ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز

ہے۔

10- سالِ رخصت میں جہاں معیشت کی شرح نمو میں اضافے کو عوامی حلقوں سے پذیرائی ملی وہاں مسکنی میں اضافہ ہم سب کے لئے باعث تشویش ہے۔ جہاں ہم دعا کرتے ہیں کہ موجودہ مسکنی کی سرعاضی ہو وہاں ہم اس عزم کا بھی اعادہ کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب مسکنی کے سدباب کے لئے حکومت پاکستان کے سٹنڈ بیلنڈ کام کرتی رہے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مالیاتی پالیسی کی تشکیل سٹیٹ بینک آف پاکستان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے لیکن حکومت پنجاب غذائی اشیاء کی باافراط فراہمی کو یقینی بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرے گی۔

11- جناب سپیکر! جہاں مسکنی کا بوجھ تمام معاشرہ پر اثر انداز ہوتا ہے وہاں تنخواہ دار اور اجرت پیشہ طبقات اپنی محدود آمدنی کی وجہ سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان طبقات کو فوری ریغیف کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم حکومت پاکستان کو مبارک بلا پیش کرتے ہیں کہ مسکنی کی ہر کا احساس کرتے ہوئے وفاقی بجٹ 2005-06 میں جہاں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کا اعلان کیا گیا اس کے ساتھ ہی اجرت پیشہ طبقات کے لئے کم از کم اجرت میں اضافے کا بھی اعلان کیا گیا۔ حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازمین کو ریغیف دینے کی خاطر وفاقی حکومت کی وضع کردہ شرح کے مطابق تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کا اعلان کرتی ہے۔ (نمبر ہائے تحسین)

12- جناب سپیکر! گرانی کی ہر اور قیمتوں میں اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری حکومت نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ عوام پر کسی قسم کا کوئی اضافی ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ چھوٹے کاروبار (Small Business) کے فروغ کے لئے فنانس Ordinance مجریہ 2000 میں عائد کردہ (G.S.T on Services) کی چند مدت کو بھی فنانس بل 2005 کے ذریعے ختم کیا جا رہا ہے۔ (نمبر ہائے تحسین)

13- جناب سپیکر! میں اس ایوان میں مالی سال 2005-06 کا ٹیکس فری بجٹ پیش کرتا ہوں۔ (نمبر ہائے تحسین)

پاکستان پائندہ بلا

جناب سپیکر، سالانہ بجٹ بہت سال 2005-06 پیش کر دیا گیا ہے۔

ضمنی بجٹ بابت سال 2004-05 کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر، اب وزیر خزانہ ضمنی بجٹ بابت سال 2004-05 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ، میں ضمنی بجٹ بابت سال 2004-05 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، ضمنی بجٹ 2004-05 پیش کر دیا گیا ہے۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت سال 2005 کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر، اب وزیر خزانہ فنانس بل پیش کریں گے۔

MINISTER FOR FINANCE: I introduce The Punjab Finance Bill, 2005

MR SPEAKER: The Finance Bill 2005 has been introduced

معزز اراکین اسمبلی! میں مختصر گزارش کرنی چاہوں گا کہ آج اپوزیشن کے رویے کے بارے میں آپ نے دیکھا بھی اور سنا بھی کہ تقریباً اڑھائی سال اس اسمبلی کو وجود میں آنے ہو گئے ہیں اور میں نے پوری کوشش کی ہے کہ آئین اور قانون کی پاسداری کروں اور اس ایوان کو اسمبلی کے بنانے ہونے قواعد و ضوابط کے مطابق چلاؤں لیکن آج جو بھی شور مچا رہا ہے وہ آپ نے دیکھا لیکن میں انشاء اللہ آئین اور قانون کی ماضی کی طرح پاسداری کرتا رہوں گا اور قواعد و ضوابط کے مطابق اس ایوان کو چلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حوصلہ بھی دیا ہے اور قواعد و ضوابط کے مطابق میرے پاس اختیارات بھی ہیں اور میں کوشش کروں گا کہ اس ہاؤس کے تقدس اور وقار کو بحال رکھوں انشاء اللہ میں اس کو مہلکی طور پر بھی محبت کروں گا کہ اس ہاؤس کو میں smoothly چلاؤں گا۔ میں کوئی زیادہ لمبی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن ان کے اس رویے کے حوالے سے مجھے ایک بات یاد آگئی اسے کہ،

”آرمی وچ، آرمی واپیں نے کوئی گھوڑے رکھے ہوندے نہیں جہڑے بڑے

trained قسم دے ہوندے نہیں او جنگی سازو سامان واسطے رکھے ہوندے نہیں“

بندوق دے فائر دی یا توپ دے فائر دا اونہں تے کوئی اثر تیں ہونداتے

خصوصی طور تے او جنگ دے دنن وچ کم آندے نہیں۔ بریگیڈیر صاحب وی میرا

خیال اسے بیٹھے ہونے میں جہزے کہ چنگی طراں جان دے نہیں۔ چھاؤنیاں تقریباً شراں وچوں باہر ہوندیاں نہیں۔ کسی چھاؤنی وچ جتھے گھوڑے اصلیل وچ ہے سن تے اک گھوڑا اصلیل چوں نکلیا تے نال ای باہرے دی فصل سی تے او باہرے دی فصل وچ چلا گیا۔ فصل مکی سی تے اوتھے زمیندار چڑیاں تے کاواں نوں ازان واسطے ایک پیٹیا لے کے کھڑا کھدا پیاسی کہ وچ سن کے چڑیاں نس جان۔ جدوں او گھوڑا فصل وچ آ گیا تو او پیٹیا کدی اوہرے سجے کن دواے وچانے تے کدی کجے کن دواے وچانے تے کوکوں ای کوئی دانا آدمی اختر حسین رضوی ورکا گزریا تے اوسنے کیا کہ ایہہ کیرا کدی ایہدے سجے پاسے وچانا ایں کدی کجے پاسے وچانا ایں۔ کھندا کہ میں چاہنوں کہ ایہہ کھڑا ک سن کے تے نس چلے۔ اوسنے کیا کہ کیا ایہہ تے توپاں دے کھڑا ک توں تیں نیا تے ایہنے تیرے پیٹے دی وچ توں کیر نساں اے۔

(نعرہ ہانے تحسین)

اسیں بڑی ڈیر ایس ایوان دے اندر بیٹھ کے اسجارج وی دیکھے نہیں اسجارج وچ حصہ وی یا اے۔ اوہنوں handle کرنا وی آندا اے۔ سارے طریقے ساموں آندے نہیں۔ تے میری تے صرف لہر گزارش اے کہ لہر دوست smoothly اس ایوان نوں چلن دین۔ لہج بڑا اہم اجلاس یعنی بجٹ اجلاس سی تے میرا خیال اے کہ چہڑا اونہیں سنن دی وی تکلیف گوارا نہیں کیتی۔ لہج دا اجلاس اعتقاد پذیر ہو یا۔ اب اجلاس اتوار سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جلد 20، شماره 2

# ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 12 - جون 2005

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2 - سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 2005-06 پر عام بحث

## صوبائی اسمبلی پنجاب

(چونموں اسمبلی کا بیسواں اجلاس)

اتوار 12 - جون 2005

(یوم اللہ 5 - جمادی الاذل 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس 'اسمبلی چیمبرز' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 24

منٹ پر زیر صدارت جناب سیکر چو درہری محمد افضل شاہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ہماری نور محمد نے پیش کیا

اغُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْغَيْطِ الْرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هَوَاعِبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا

بِهِ شَيْئًا وَالَّذِينَ احْسَنَّا قُرْبٰى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰى وَ

الْمَسْكِيْنَ وَالْمَجَارِزِ الْقُرْبٰى وَالْمَجَارِ الْجُنُبِ وَالصّٰحِبِ

بِالْجَنبِ وَاٰبِى السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمٰنُكُمْ اِنْ اللّٰهَ لَا

يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتًا لِّاَفْخُوْرًا

سورة النساء آیت 36

اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرو اور حسن سلوک رکھو والدین کے

ساتھ اور قربت داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور پائے والے یتیموں اور دور

والے یتیموں اور ہم مجلس اور راہ گیر کے ساتھ جو تمہاری ملک میں ہے ان کے ساتھ قطعاً

اللہ ایسوں کو دوست نہیں رکھتا جو خود میں ہیں فخر میں ہوں وما علینا الابداع



جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔  
ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

## پوائنٹ آف آرڈر

گو اتنا ناموبے کے جزیرہ میں قرآن کریم کی بے حرمتی

جناب سپیکر، جی سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ گو اتنا ناموبے کے جزیرے میں قرآن کریم کی بے حرمتی پر پورا عالم اسلام آڑ رہا ہے۔ پاکستان کے اندر کوئی ایسا فورم نہیں کہ جہاں پر اس کی مذمت نہ کی گئی ہو۔ Bars کے اندر یہ پروگرام ہونے ہیں 'Private Institutions' نے اس پر احتجاج کیا ہے اس کی مذمت کی ہے اور قومی اسمبلی میں بھی اس حوالے سے ایک متفقہ قرار داد منظور ہوئی ہے۔ وزیر قانون بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ اس حوالے سے پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی ایک متفقہ قرار داد منظور ہونی چاہئے تاکہ اس ایوان کی جانب سے بھی ایک پیغام جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! اس حوالے سے میں عرض کرنی چاہوں گا کہ حکومت کی طرف سے already ایک قرار داد اسمبلی کے اندر submit ہو چکی ہے۔ روز کے مطابق بحت اجلاس میں یہ take up نہیں کی جا سکتی لیکن چونکہ یہ ایک حساس اور اہم مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہونے نہ صرف ہمارے مسلم بھائی بلکہ اقلیت سے تعلق رکھنے والے ممبران بھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق تو یہ بڑی زیادتی ہونی ہے! میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی ازالہ ہی نہیں ہے لیکن اس ایوان میں موجود اقلیتی ممبران بھی نہیں چاہتے کہ ایسا فعل سرزد ہو۔ جتنی بھی الہامی کتابیں 'انجیل' 'زبور' 'توریت' کے بارے میں بھی ہم نہیں چاہیں گے کہ کوئی انسان اس قسم کی بے حرمتی کرے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں

کہ rules relax کر کے اس قرار داد کو متفقہ طور پر take up کیا جانے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لاہ منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپییکر!

جناب سپییکر، رانا صاحب! میں نے پہلے لاہ منسٹر صاحب کو floor دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپییکر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے آج سے تقریباً 7/8 دن قبل قرار داد اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرانی جا چکی ہے۔ جیسے آپ نے فرمایا ہے اگر اپوزیشن کے معزز اراکین اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہم اس قرار داد کو متفقہ طور پر بھی لایکتے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم آج ہی مل کر بیٹھ جائیں گے اور میں ان کو قرار داد دکھا دوں گا اور کسی وقت بھی روز مظل کر کے ہم وہ قرار داد لے آئیں گے۔

جناب سپییکر، شکریہ۔ جی رانا منشاء اللہ خان صاحب!

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپییکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ حکومت نے already جو قرار داد جمع کر دئی ہوئی ہے اگر اس میں اپوزیشن کو بھی شامل کرنا ہے تو وہ re-imie ہو گی۔

جناب سپییکر، جی، ٹھیک ہے۔ لاہ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور آپ متفقہ طور پر جو قرار داد بھی تیار کریں گے وہ ہاؤس میں پیش کر دیں۔

رانا منشاء اللہ خان، جی، درست ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپییکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپییکر! میں نے بھی یہ قرار داد اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھجوائی تھی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی ہدایت کے باوجود کہ یہ دیکھ لیا کریں لیکن انہوں نے میری وہ قرار داد kill کر کے بھیج دی کہ آپ کی یہ قرار داد حالات اور موقع کی مناسبت سے درست

نہیں ہے لہذا ہم اسے واپس بھیجتے ہیں لیکن میری قرار داد کے بعد جو حکومت کی طرف سے قرار داد آئی ہے اسے انہوں نے accept کر لیا ہے۔

جناب سپیکر، حکومتی پارٹی اور اپوزیشن مل بیٹھ کر ایک حلقہ قرار داد تیار کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ایک ہی قسم کی دو قرار دادیں آئیں۔ میں نے تو ان سے کہا تھا کہ اگر حکومت کی طرف سے بھی ایسی قرار داد آتی ہے تو ہم ان کے ساتھ مل کر یہ retrait کر لیں گے لیکن اسمبلی سیکرٹریٹ کو ہدایت کر دی جانے کہ kill کرنے سے پہلے ذرا مہربانی کر کے دیکھ لیا کریں۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب! ذرا فونٹ کر لیں اور آئندہ اس قسم کی حکایت نہیں آئی چاہئے۔

لا منتر صاحب! آپ بیٹھ کر دیکھ لیں اور پھر جب بھی پیش کرنا چاہیں کر لیں۔ تحریک استحقاق

نمبر ۱۱) سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ عبیدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی! محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ عبیدہ جاوید، جناب سپیکر! یہ قرآن پاک کی بے حرمتی ہوتی ہے لہذا سب سے پہلے اس کے متعلق قرار داد مذمت لائی جائے۔

جناب سپیکر، جی! وہ کر رہے ہیں۔

محترمہ عبیدہ جاوید، یہاں پر ہمارے حکومتی سن بھائی بھی بیٹھے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایسی بات دکھائی نہیں دے رہی۔ جس رب نے ان کو پیدا کیا ہے اس کی پاک کتب کے لئے انہوں نے کچھ نہیں کیا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! ذرا جلدی میٹنگ کر لیں۔

محترمہ عبیدہ جاوید، صدر محترم کے لئے تو سرکاری لوگوں کو لا کر ریفرنڈم کر دیا گیا۔

جناب سیکرٹری، ان کا خیال ہے کہ اہمی کر لیں۔ جی 'بی بی ایم' نے کہ دیا ہے۔ اہمی کر لیتے ہیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، ایوان آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی 'چوہان صاحب'!

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری اہمی راجہ صاحب نے بات کی 'آپ نے بھی کی اور ایوزیشن کے اراکین نے بھی کی کہ قرآن کی بے حرمتی کے حوالے سے قطع قرار دلا آئی پلےسٹن۔ میرا خیال ہے کہ ایک مسلمان ہونے کے نالے اس پر ہر فرد دہمی ہے۔ صرف مسلمانوں نے نہیں بلکہ پوری دنیا کے اندر پڑھتے بھی دوسرے ادیان اور مذاہب میں ان کے sensible لوگوں نے بھی اس واقعے کی ذمت کی ہے لیکن میں یہاں پر ایک بات سمجھا چاہتا ہوں کہ اگر امریکن نے بے حرمتی کی ہے تو چلو ہم یہ مان سکتے ہیں کہ وہ امریکن قوم جس کی آدمی قوم کو اپنے باپ کا پتا نہیں ہوتا اگر وہ ایسی حرکت کریں تو چلو سمجھ بھی آتی ہے لیکن 'تاریخ کو اس اسمبلی کے اندر قرآن کی یہ بے حرمتی ہونی ہے

(اس مرحلہ پر معزز رکن نے کتاب ایوان میں لہرائی)

اس کو پھاڑ کر ہوا میں اچھالا گیا۔ اسے پھاڑ کر زمین پر روند ا گیا اور ایوزیشن نے جو ٹوکلن بد تمیزی کیا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ قرآن کی بے حرمتی نہیں ہے؟ کیا اس پر ذمت ہونی چاہئے یا نہیں؟ میرا یہ مطالبہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کھڑے ہو کر مٹائی جائیں۔ انہوں نے اس دن جو حرکت کی وہ انتہائی گھناؤنی اور ہمایا تک ہے۔ اگر وہ مٹائی نہیں جائیں گے تو میں ایوان سے واک آؤٹ کروں گا۔

معزز ممبران حزب اقتدار، شیم، شیم۔

جناب سیکرٹری، جی شگریہ۔ بیٹری! تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، کیا یہ قرآن کی بے حرمتی نہیں؟ کیا مسلمان ہونے کے نامے میرا آپ کا اور سب کا دل نہیں دکھا؟

جناب سپیکر، چوہان صاحب! بیڑا تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، قائد حزب اختلاف اٹھ کر معافی مانگیں۔

جناب سپیکر، بیڑا تشریف رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن چوہان صاحب کھڑے ہو گئے۔ اس ٹک میں روایت ہے کہ کچھ دوستوں نے کتب کے نٹان پر ایکشن لڑا اور یہ صحیح تھا یا غلط یہ آج کا موضوع نہیں لیکن تاثر یہ دیا گیا کہ یہ کتب قرآن مجید ہے۔ میری اطلاع کے مطابق فیاض الحسن چوہان صاحب اس کتب کے نٹان پر ایکشن لڑ کر آئے تو میرے خیال میں ان سے زیادہ قرآن کی بے حرمتی اور کسی نے نہیں کی۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں تو اور بات کرنا چاہتا تھا یہ تو درمیان میں آ گئی۔

جناب سپیکر، اب اس پر تقریر تو نہیں کر سکتے۔ بیڑا تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب والا یہ کتنی nonsense بات کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں اور بات کر رہا ہوں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، میں نے کتب کے نٹان پر ایکشن لڑا تھا اور کتب قرآن پاک نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایم۔ ایم۔ اے والوں کے لئے اس سے بڑی ذلت نہیں ہو گی۔ پیپلز پارٹی والے تو مست ملنگ لوگ ہیں ان کی فائدہ تو اسلام کے خلاف بولتی بھی رہی ہے۔ اسلامی سزاؤں کو

بھی وحشیانہ سزائیں قرار دیتی رہی ہے۔ اگر ان کے حوالے سے ایسی بات ہو تو ہمیں اتنی تڑپ نہیں ہے لیکن اگر ایم۔ ایم۔ اے کے لوگ جو اسلام کے نام پر اس ملک کے اندر منافقت کی سیاست کر رہے ہیں۔ اگر وہ یہ حرکت کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی اور کوئی مذمت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، میزبان! تشریف رکھیں۔ جی خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! قرآن پاک کی بے حرمتی ہم سمجھتے ہیں کہ انسانی تاریخ میں جس دور کو جہالت کا دور کہا جاتا ہے اس دور میں بھی مذہبی مقلات اور مذہبی کتابوں کے تقدس کا خیال رکھا جاتا تھا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسانی تاریخ کے اس مرحلے پر جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انسانوں کے درمیان رواداری اور برداشت کا جذبہ زیادہ پیدا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا واقعہ انسانی تاریخ کا سب سے بڑا اور افسوس ناک واقعہ ہے۔ چونکہ یہاں پر قرار داد کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو میں ایک point کی وضاحت چاہوں گا کہ یہاں دو اڑھائی سال سے یہ روایت رہی ہے کہ جب کوئی ایسا issue آتا ہے جس پر ایوان میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا جیسے آج کا issue ہے مجھے نہیں لگتا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف ہو اس میں یہ روایت رہی ہے کہ تمام پارلیمانی لیڈر بیٹھ کر اس قرار داد کو ڈرافٹ کرتے ہیں۔ جس دن بجٹ پیش ہوا میرے ذہن میں وہی issue آ رہا ہے کہ یہاں اس قرار داد کو ڈرافٹ کون کرے گا؟ ہماری طرف سے کون ہو گا؟ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے کون ہو گا؟ ایم۔ ایم۔ اے کی طرف سے کون ہو گا؟

جناب سپیکر، آپ کی طرف سے اپوزیشن لیڈر ہوں گے۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے رانا محمد اللہ صاحب ہوں گے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! ایسی قرار دادیں ریکارڈ پر ہیں جن کے لئے آپ اس Chair پر بیٹھ کر پارلیمانی لیڈروں کا نام لے کر کہتے رہے ہیں کہ راجہ بھارت صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ آج بھی یہ رونگ دیں کہ اس قرار داد کو ڈرافٹ کرنے کے لئے کون کون ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر، کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ لاہ منسٹر صاحب کے پاس بیٹھ کر جتنے لوگ بھی بیٹنگ کرتے رہے ہیں وہ سارے پارلیمانی لیڈر ہی کرتے رہے ہیں؟

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! بطور پارلیمانی لیڈر۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے صاف کہہ دیا ہے کہ میں پارلیمانی لیڈر نہیں ہوتا۔

جناب سمیع اللہ خان، آج نہیں ملتے لیکن ازحالیٰ سال تو ملتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے on the very first day ہی نہیں ہوتا۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! پہلے میری بات کا جواب دیا جائے۔

جناب سمیع اللہ خان، پھر بحث اس طرف چلی جائے گی۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! آپ یہ بتادیں کہ پارلیمانی لیڈر کا تقرر کیسے ہو گا اور کون کرے گا؟

جناب سپیکر، سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب! آپ کی تحریک استحقاق move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ نولایا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! ایم این کول جو بھارتی لوگ سما کے سیکرٹری رہے ہیں انھوں نے رول اینڈ پروسیجر میں بڑے واضح انداز میں کہا ہے کہ پارلیمانی لیڈرز کا تقرر کسی بھی پارلیمانی پارٹی کے اراکین اسمبلی اکثریت کے ساتھ کریں گے۔

جناب سپیکر، یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! مجھے بات مکمل کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں! یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب والا! میں آپ کو اس کا جواب دے رہا ہوں۔ ابھی آپ کو

کتاب دکھاتے ہیں۔ ایم این کول نے انڈین پارلیمنٹ کے جو۔۔۔

جناب سیکرٹری، ایم این کول کو آپ محمودیں۔ آپ قانون یا آئین کی بات کریں۔  
 جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سیکرٹری! آپ اس پر رونگ دیں کہ کسی بھی پارلیمانی  
 پارٹی کے میز کا تقرر کیسے کریں گے اور اس کا تقرر کون کرے گا ان دو باتوں پر آپ بات کریں  
 اس کے بعد پھر ایوان آئے پلے گا۔

جناب سیکرٹری، آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سیکرٹری! کسی بھی پارٹی کے پارلیمانی میز کا تقرر کون  
 کرے گا اور کیسے کرے گا

جناب سیکرٹری، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سیکرٹری! یہ Chair of House ہے۔ یہ کسی پارٹی کی  
 نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔

جناب سیکرٹری، آپ تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب وائس سپیکر! یہ ہاؤس سے متعلق باتیں۔ (تعلیم لائیں)

(اس مرحلہ پر ایجنڈا کی غواتین اراکین بطور اجلاس کھڑی ہو گئیں)

جناب سیکرٹری، تشریف رکھیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب وائس سپیکر! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔

جناب سیکرٹری، میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب وائس سپیکر! آئین اور قانون خاموش ہو تو روایت ہوتی

ہیں۔ سیکرٹری اسمبلی کا custodian ہوتا ہے اور وہ اس پر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش

کروں گا کہ آپ اس پر رونگ دیں۔



جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑی simple سی بات تھی جو محترم فیاض الحسن جوہن صاحب نے کی اور اس پر کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولانیا، پہلے پارلیمانی لیڈر کا فیصلہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، بعد میں دیکھیں گے کہ پارلیمانی لیڈر کون ہے؟ پارلیمانی لیڈر کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولانیا، جناب والا! آپ میری بات تو سنتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ ان کی بات سنیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے۔

ایک مسلمان ہونے کے ناتے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب بھائیوں بہنوں کا جتنے اس ایوان میں معزز اراکین موجود ہیں ان سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مذہب جس کی بنیاد قرآن پاک ہے اس کا احترام بھی کریں۔ جس طرح سے ڈاکٹر صاحب نے ابھی بات کی اور میں نے کہا کہ ہم اپوزیشن کے ساتھ مل بیٹھ کر ایک متفقہ قرار داد لانا چاہتے ہیں لیکن جو فیاض الحسن جوہن صاحب نے بات کی وہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اسی معزز ایوان میں واقعہ ہوا ہے سب کی دل آزاری ہوئی ہے۔ یہ میری رائے ہے اور میں یہ گزارش کروں گا۔

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر، میر جعفر ہر جگہ موجود ہیں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ میں نے وزیر قانون کو floor دیا ہے۔ آپ ان کی بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ ابھی انہوں نے بات کرنی ہے وہ اپنی بات کرنے سے پہلے grace show کریں۔ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کریں اور اس واقعے پر معذرت کر لیں تاکہ یہ ایوان چٹا رہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی debatable بات نہیں ہے۔ اس معزز ایوان کے تمام اراکین نے یہ بات دیکھی۔ پریس

نے یہ بات دیکھی۔ نیلی ویرن پر ساری دنیا نے یہ بات دیکھی کہ یہاں پر بھت کی کاپیاں اٹھا کر پھینکی گئیں اور اگر معزز اراکین یہی چاہتے ہیں کہ کن لوگوں نے وہ کاپیاں پھاڑی ہیں تو آپ اسمبلی کی movie بھی چلا کر دیکھ سکتے ہیں اس میں ان کی تصاویر بھی ہیں تو پھر میرے بھائی کے پاس اس کے علاوہ کوئی ایسا راستہ نہیں ہوگا by name ان کے خلاف قرار داد آنے اور پھر یہ بھی دیکھیں گے کہ کون سے اراکین یہاں سے اس قرار داد کی مخالفت کرتے ہیں؟ اس بات کا بھی تعین ہو جائے گا۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اس کو issue نہ بنایا جائے اور قائد حزب اختلاف اس بات پر معذرت کر لیں۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان ہونے کے ناتے ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی گفتگو کا آغاز کرنے سے پہلے اس پر معذرت کر لیں۔

جناب سپیکر، آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! اگر اجازت ہو تو؟

جناب سپیکر، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، سب کو موقع ملے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے رانا آفتاب احمد خان کو floor دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب والا! پہلے یہ معذرت کریں۔

جناب سپیکر، بیڑا! تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہاں پر مذہب کی بات ہوئی ہے۔ ہم سب مسلمان بیٹھے ہیں۔ اقلیت بھی بیٹھی ہے۔ سب کو اپنے مذہب کا بے حد احترام ہے۔ یہاں پر ہم نے کسی سے سر ٹیکٹ نہیں لینا کہ ہم مسلمان ہیں یا نہیں ہیں۔ جہاں تک بسم اللہ کی بات آئی ہے ہم مسلمان کے طور پر کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان یہ سوج بھی نہیں سکتا کہ قرآن پاک یا اس کے کلمے کی کوئی

بے حرمتی کر سکے۔ جہاں تک انہوں نے یہ بات کی ہے اس کو آپ نے یہ کیسے determine کر لیا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا کافہ یہاں پر گرا ہے۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب فیاض الحسن چوہان، پہلے یہ معافی مانگیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پہلے مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سینیٹر، بات سن لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! سیاسی جماعت سیاسی ماں ہوتی ہے جو اپنی ماں کا نہیں بنا سے کیا پتا ہے۔ (قطع کلامیں)

جس جماعت کی گود میں یہ پلا ہے یہ اس کا نہیں ہوا۔ آئین کا حلف لیا تو اس کی بھی پاسداری نہیں کی۔ اس کو ایم۔ ایم۔ اے والوں نے کام نہیں ڈالی۔ اگر یہ پیپلز پارٹی والوں کے متعلق اس طرح کی بات کرے گا تو ہم اس کی زبان کھینچ لیں گے۔ (قطع کلامیں)

جناب والا! ہم میں سے کوئی بھی قرآن پاک یا کسی کی بے حرمتی کا سوج بھی نہیں سکتا۔ یہ انہوں نے سیاسی دکانداری مہکانے کے لئے بات کی ہے۔ ہماری طرف سے کوئی بے حرمتی نہیں ہوتی۔ ہم یکے مسلمان ہیں اور ہم یہ کبھی سوج بھی نہیں سکتے ہیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، یہ مذہبی معاملہ ہے اور میں مذہبی معاملے پر سیاسی ماں پر لنت بھینتا ہوں۔

جناب سینیٹر، چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، اللہ اور اس کے رسول کے نام پر یہ معافی مانگیں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب سینیٹر، نولائیا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب والا! میں بھونٹی سی گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر، پیزا! بیٹھیں۔ نولایا صاحب تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب والا آپ میرا نظہ نظر تو سن لیں۔

جناب سپیکر، نولایا صاحب! میں کہہ رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ میری اپوزیشن بیچوں پر بیٹھے ہوئے تمام سبز اراکین اسمبلی سے یہ گزارش ہے اور خصوصی طور پر قاسم ضیاء صاحب سے بھی گزارش ہے کہ بے حرمتی قرآن پاک کی ہوتی ہو یا قرآن پاک کی کسی ایک آیت کی ہوتی ہو۔ وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک آیت کی بھی اگر بے حرمتی ہوتی ہے وہ بھی پورے قرآن پاک کی بے حرمتی ہی سمجھی جانے گی۔ اگر سو آیتاں یا جذبات میں آکر کیونکہ جیسا کہ راجہ صاحب نے فرمایا کہ وہ تو ویڈیو پر بھی آ گیا ہے کہ کن دوستوں نے وہ کتاب پھاڑی ہے۔ اگر نادانستہ طور پر اس کتاب پر جو کلمہ لکھا ہوا ہے یا بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہے اور وہ اگر بے حرمت گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ معذرت کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں ہم معذرت کر لیں۔ کوئی بھی مسلمان بلکہ میں تو یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہاں تک کہ اقصیت کے لوگ بھی جان بوجھ کر یہ فعل تو نہیں کرتے کہ انہیں علم ہو کہ کلمہ لکھا ہو اور وہ پھاڑ دیں۔ رانا مناء اللہ خان!

رانا آفتاب احمد خان، لیکن جناب سپیکر! یہ آپ نے کیسے determine کر لیا ہے کہ یہ پھاڑا گیا ہے۔ جناب صرف بحث کی figure کو پھاڑا گیا ہے۔ پہلے آپ اس چیز کو ثابت کریں کہ۔۔۔ جناب سپیکر، نہیں وہ جو دکھا رہے ہیں کہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! ہم لوگ تو committed ہیں۔ یہ تو لوٹا کر بیسی ہیں انہوں نے کیا بات کرنی ہے، (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ رانا مناء اللہ خان صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب! (قطع کلامیں)

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! یہ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کیوں نہیں مٹائی  
مانگ سکتے؟

جناب سپیکر، جی رانا حمزہ اللہ خان صاحب!

رانا حمزہ اللہ خان، جناب سپیکر! فیاض الحسن چوہان صاحب نے یہ جو point raise کیا ہے کہ  
چونکہ budget speech اور بجٹ سے متعلقہ documents پھاڑے گئے ہیں لہذا قرآن پاک یا  
قرآن پاک کی کسی آیت کی بے حرمتی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! وہ budget speech تھی اور وہ budget documents تھے۔ ان کو  
کوئی بھی ان معنوں میں نہ لے سکتا تھا نہ کسی نے لیا ہے۔ جب میں آیا ہوں تو میری سیٹ پر  
پاؤں کے نیچے وہ پورا bundle پڑا ہوا تھا۔ میں نے تھوڑی دیر کے لئے اسے دوپٹی پاؤں میں پڑا  
رہنے دیا، تھوڑی دیر کے بعد اسے اٹھا کر باہر کی طرف رکھ دیا۔ بتایا ہے کہ وہ budget  
speech تھی اور budget documents تھے اور انہیں جن دوسٹوں نے پھاڑا ہے انہی معنوں  
میں پھاڑا ہے۔ ہم اس بات کو own کرتے ہیں اگر یہ چاہتے ہیں تو قرارداد لے آئیں ہم اسے  
oppose کریں گے اور ہم ثابت کریں گے کہ یہ جو بے حرمتی eldge کر رہے ہیں وہ نہیں  
ہوئی۔ اتنی سی بات ہے۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فیاض الحسن چوہان صاحب!

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! نعوذ باللہ ملا اللہ امریکی فوجی نے جو قرآن پاک کی  
بے حرمتی کی تھی تو امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے اس کی justification دی۔ میں  
آپ کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ جب یہ بے حرمتی ہوئی تو امریکی حکومت نے یہاں پوری دنیا سے مٹائی  
مانگی اور پاکستان کی حکومت نے اس پر bold stand لیا تو اس کے بعد انہوں نے جو  
justification دی تھی تو وہ بھی رانا حمزہ اللہ خان صاحب والی justification تھی۔ کونڈولیزا  
رائس نے یہ جواب دیا کہ ہمارے اس فوجی کو پتا نہیں تھا کہ یہ ورق قرآن پاک یا سادہ اوراق ہیں۔

انہوں نے بھی یہی justification دی تھی لیکن بے حرمتی ہوئی تھی۔ رانا محنا اللہ صاحب، قاسم ذہیا، صاحب اور پوری اپوزیشن اگر مسلمان ہے تو پھر میں انہیں سلام پیش کروں گا کہ یہ کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ ہم سے unintentionally یہ غلطی ہوئی ہے اور اگر یہ نہیں کہیں گے تو پھر ان پر لعنت ہے۔

### تجاریک استحقاق

جناب سپیکر، سید رفیع الدین بھاری صاحب! آپ کی یہ تحریک استحقاق move ہو چکی ہے اس کا جواب آتا تھا۔

سید رفیع الدین شاہ بھاری، جناب سپیکر! یہ 8 مہینوں سے pending چلی آ رہی ہے۔ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں اس motion کو in order قرار دیتا ہوں اور Privilege Committee کے سپرد کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ایک تو وہ بندہ وہاں نہیں رہا۔ Secondly, he is now member of the Punjab Public Service Commission. سروس کمیشن کو یہاں پر بلا سکتے ہیں؟ یہ چیز determine کرنی تھی۔ میرا خیال ہے کہ نہیں بلا سکتے تو یہ اسے باعزت طور پر واپس لے لیں تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا لہذا میں اس کو in order قرار دیتا ہوں۔ اگلی تحریک ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی ہے۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، motion disposed of ہوئی۔ اگلی تحریک بھی ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، motion disposed of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 20 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد فیصل آباد

کی پرنسپل کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

ملک اصغر علی قیصر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دغل اندازی کا مظاہرہ ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3- مئی 2005 کو اپنے حلقے کے عوامی مسائل کے حل کے لئے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سمن آباد فیصل آباد گیا اور گینٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے مردانہ سٹاف کو بتایا کہ میں پرنسپل صاحبہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے نائب قاصد کو اپنا کارڈ دے کر پرنسپل صاحبہ سے ملاقات کا وقت طلب کیا۔ پرنسپل صاحبہ نے مجھے انتظار کرنے کا کہا۔ کافی دیر انتظار کے بعد میں نے دوبارہ نائب قاصد کو پرنسپل صاحبہ کے پاس بھیجا تو وہیں آ کر نائب قاصد نے پیغام دیا کہ پرنسپل صاحبہ نے آپ سے ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اپنے موبائل سے پرنسپل محترمہ کھٹوم صاحبہ سے فون پر رابطہ کیا اور ان سے عوامی مسائل کے حل کے لئے ملاقات کے لئے نام طلب کیا۔ مگر انہوں نے فون پر بھی میری بات سننے سے انکار کر دیا اور فون بند کر دیا۔ حالانکہ عام لوگ اور فیصل آباد کی مختلف یونین کونسل کے ناظم وغیرہ بغیر کسی رکاوٹ کے ان کے آفس میں ان سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ عوامی فائدہ ہونے کی حیثیت سے مجھے قانونی اور اخلاقی حق ہے کہ میں عوام کے جائز مسائل کی نشاندہی کروں۔ پرنسپل مذکورہ کا مجھ سے ایسا رویہ انتہائی غیر مہذب اور غیر اخلاقی ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے ای۔ ڈی۔ اور ریاض شاہ کے دفتر میں جا کر پرنسپل مذکورہ کی شکایت کی تو انہوں نے پرنسپل مذکورہ سے یہی فون پر رابطہ کیا مگر انہوں نے ان کی بات بھی سنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ انہوں نے میرے خلاف اور اس معزز ایوان کے خلاف انتہائی غیر اخلاقی اور تازیانا لفاظی استعمال کئے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جانے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جانے۔

جناب سلیپیکر، جی، میاں عمران مسعود صاحب!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو اور معزز محرک اگر تسلی رکھیں تو میں اس کی inquiry کر رہا ہوں۔ کل تک اس کا مثبت جواب دے دوں گا۔  
جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ملک صاحب! کل تک اس کو pending کر لیں۔  
ملک اصغر علی قیصر، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، یہ motion کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔  
جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، جناب فیاض الحسن چوہان صاحب! بات مختصر کیجیے گا۔  
جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! میں مختصر ہی کروں گا۔ مجھے اتھرائی شرم سے یہ بات کہنی پڑتی ہے۔

ملاٹے سے بڑا ساغہ یہ ہوا  
لوگ نھرے نہیں علامات دیکھ کر

|\*\*\*\*\*|

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جس نے اللہ اور رسول کے ناموس کی بات کی، اس کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اسلام، اللہ اور اس کے رسول سے زیادتی کی ہے۔

(قطع کلامیں)

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں نے اپنی پارٹی کی طرف سے بڑا واضح بتایا ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی قرآن پاک کی کسی آیت یا سورۃ کے کسی لفظ کی بے حرمتی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس کو یہ شرم نہیں آتی کہ اس نے جو گھناؤنا سیاسی۔۔۔ (قطع کلامیں)

\* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔



جناب سپیکر کہتے ہیں کہ،

Common sense is the sense which is the very uncommon in common people and he is one of them.

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 21 جناب سمیع اللہ خان کی ہے۔ جی 'جناب سمیع اللہ خان

صاحب!

تہانہ سرور روڈ لاہور کینٹ میں پیپلز پارٹی

کے اراکین اسمبلی کی غیر قانونی حراست

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دغل اندازی کا متقاضی ہے۔ سلسلہ یہ ہے کہ 15-اپریل 2005 کو تقریباً 10:00 بجے شب ہم 28-C ڈی-ایچ۔ اے لاہور کینٹ میں صوبہ سندھ سے آنے والوں اور دیگر اراکین پیپلز پارٹی کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک پولیس پارٹی جس کی سربراہی ایس۔ پی مین 'ایس۔ پی وسیم' اے۔ ایس۔ پی مقفود، انسپکٹر محمد اشرف چدھڑ، ہمراہ نثری کونھی کے اندر داخل ہوئی۔ انہوں نے آتے ہی ہمیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ سب زیر حراست ہیں کیونکہ آپ نے دفعہ 141 کی خلاف ورزی کی ہے۔ میرے ساتھ جناب قاسم حیات، قائد حزب اختلاف، صوبائی اسمبلی پنجاب اور دیگر عہدیداران پیپلز پارٹی بھی تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم تو ایک کمرہ کے اندر بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ ہم نے دفعہ 141 کی کیسے خلاف ورزی کی ہے؟ مذکورہ اکتیسراں نے ہماری بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ مذکورہ بند کے کمروں کے دروازے توڑ کر تلاشی بھی لی۔ پولیس ہمیں گاڑیوں میں بٹھا کر تھانہ سرور روڈ لاہور کینٹ لے گئی۔ جہاں ہمیں 16-اپریل 2005 تک زیر حراست رکھا اور رات 12:00 بجے مذکورہ تھانہ سے جانے دیا۔ قانون صوبائی اسمبلی پنجاب استحقاقات 1972 کی حق 4 کے تحت کسی بھی رکن اسمبلی کو اسمبلی کے اجلاس کے اختتام کے 15 ایام کے اندر گرفتار نہیں کیا

جاسکتا۔ ہم کمرہ کے اندر اپنے مہانوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ مذکورہ پولیس کے بیرو وارنٹ دکھانے اور بغیر کسی جرم کے گرفتار کرنے اور 24 گھنٹے سے زیادہ قتلہ سرور روڈ میں زیر حراست رکھنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جانے اور اسے باعاطف قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! فی الحال اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو

pending کر لیں۔ میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، اس کو کب تک کے لئے pending کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! چار پانچ دن کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق 18-جون تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک

استحقاق نمبر 22 چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔

علامہ اقبال انٹرنیشنل اینرپورٹ لاہور پر رکن اسمبلی

کی غیر قانونی گرفتاری

چودھری زاہد پرویز، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دغل اندازی کا مظاہرہ ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 16-اپریل 2005 کو اپنے ایک عزیز کو receive کرنے کے لئے علامہ اقبال انٹرنیشنل اینرپورٹ لاہور آیا۔ جب میں اضنی گاڑی سے اترا تو دیکھا کہ پولیس نے اینرپورٹ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ ابھی میں یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ مسٹر امجد شعیب ڈوگر، ڈی۔ ایس۔ پی مع انسپکٹر سب انسپکٹر اور اے۔ ایس۔ آئی اور 25/30 کے قریب کانسٹیبلوں کے ہمراہ میری طرف آنے اور مجھ سے بڑی بدتمیزی اور ترش لہجے میں دریافت کرنے لگے کہ آپ کون ہیں اور اینرپورٹ پر کس لئے آئے ہیں؟ میں نے ان کو بتایا کہ میں ایم۔ پی۔ اے ہوں اور

اپنے عزیز کو receive کرنے آیا ہوں۔ میں نے باقاعدہ ان کو اپنا اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے جاری کردہ کارڈ اور اینر پورٹ سکیورٹی پاس بھی دکھایا مگر انھوں نے اپنے ماتحت ملازمین کو حکم دیا کہ مجھے گرفتار کر لیا جائے۔ اس کے ماتحت عد نے مجھے زبردستی گاڑی میں بڑی بے دردی سے سوار کیا اور مجھے تھنہ سرور روڈ لاہور کینٹ کی حوالات میں بند کر دیا۔ جہاں سے مجھے 17-اپریل 2005 رات 12:10 پر چھوڑا گیا۔ اس طرح بغیر کسی قانونی اور اخلاقی جواز کے مجھے حوالات میں بارہ گھنٹے تک رکھا گیا۔ میں شوگر اور دل کا مریض ہوں۔ اس دوران دو تین دفعہ میری طبیعت بھی خراب ہوئی مگر انھوں نے مجھے بارہ گھنٹے تک بند رکھا اور میرے ساتھ نہایت بد تمیزی سے پیش آنے اس طرح انھوں نے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ identical ہیں۔ یہ لاہور پولیس سے متعلق ہیں۔ ان کا جواب نہیں آیا۔ یہ بھی 18-ستارخ تک pending کر لیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا اکتھا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، اس کا جواب بھی ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا یہ تحریک استحقاق بھی 18 ستارخ تک pending کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی لیڈر کے بارے میں جناب سپیکر کی تفصیلی

رولنگ مؤخر

رانا منہا اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب discussion ہو رہی تھی تو فیاض الحسن چوہان صاحب نے ایک point raise کیا اور اس کے بعد کچھ دوستوں نے ادھر سے points raise کئے تو اس discussion کے دوران آپ نے یہ فرمایا کہ میں نے پچھلے اڑھائی سال میں کسی کو بھی پارلیمنٹری لیڈر on the very first day سے تسلیم ہی نہیں کیا تو میرے سامنے جو لکھا ہوا ہے یہ کس نے لکھ کر میری سینٹ کے سامنے لگا دیا ہے۔ اس طرح سے تو مجھے یہ لگتا ہے کہ جو Chair کا استحقاق ہے وہ مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ ماشاء اللہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ اس سینٹ پر جو لکھ دیا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سپیکر نے آپ کو Leader of the Parliamentary Party تسلیم کر لیا ہے۔ میں کل بھی اس ایوان کے اندر تفصیل کے ساتھ بنا چکا ہوں کہ اس کا ایک طریق کار ہے کہ اگر سپیکر آپ کا نوٹیفیکیشن کرتا تو آپ claim کر سکتے تھے۔ میں نے کہا ہے کہ 2003 میں آپ کا دستخط شدہ letter مجھے موصول ہوا جس میں آپ نے صرف یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ اسمبلی کی جو خط و کتابت ہوتی ہے میرے نام کے آگے اگر Leader of the Parliamentary Party لکھ دیا جائے تو خط و کتابت میں آسانی ہو گی لیکن میں نے تسلیم نہیں کیا اس لئے میں نے کہیں یہ آرڈر نہیں کیا کہیں کوئی نوٹیفیکیشن نہیں کیا۔ اس لئے نہیں کہ 2003 میں تو اس قسم کا کوئی issue اس ایوان کے اندر نہیں تھا۔ میں نے سینٹ سے بھی پوچھا میں نے قومی اسمبلی سے بھی پوچھا اور میں نے دوسری تینوں صوبائی اسمبلیوں سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایوان کے اندر یا تو قائم ایوان ہے یا ایوزیشن لیڈر ہے۔ مجھے بھی پتا تھا لیکن انہوں نے مزید تصدیق کر دی۔ باقی Constitution کے مطابق Rules کے مطابق Law کے مطابق اور جنرل ایکٹن آرڈر 2002 کے مطابق کہیں بھی یہ define نہیں کیا گیا۔ Constitution میں the Leader of the Political Party کی provision ضرور ہے لیکن اسے define نہیں کیا گیا کہ اس کا طریق کار کیا ہوگا؟ تو اس کی امتزاع میں تو نہیں کر سکتا۔ نولانیا صاحب تو کر سکتے ہیں کیونکہ ماشاء اللہ وہ پہلی دفعہ آئے ہیں۔ Constitution کی

interpretation میں تو نہیں کر سکتا۔ جی رانا صاحب! رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا آپ پارلیمانی پارٹی پارلیمانی گروپ کو تسلیم کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی پارلیمانی پارٹی پارلیمانی گروپس تو ہیں۔

رانا منشاء اللہ خان، کیا آپ ان کو تسلیم کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

رانا منشاء اللہ خان، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پارلیمانی پارٹی ہے پارلیمانی گروپ ہے۔ آپ اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ مجھے Constitution سے یا Political Parties Act سے یہ نکال کر دکھائیں کہ پارلیمانی پارٹی کی تفصیل کہاں پر لکھی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر، میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ پارلیمانی پارٹیاں تو ایوان کے اندر ہیں۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر آپ تسلیم کرتے ہیں اور اس کی definition کی ضرورت آپ کو Constitution سے نہیں ہے۔ آپ کو Political Parties Act سے نہیں ہے تو پھر پولیٹیکل پارٹی جس آدمی کو ایجنڈر ایجنڈر Head تسلیم کرتی ہے تو اس کو پھر آپ تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر، محترمہ! بیٹے۔ آپ تشریف رکھیں، بتائیں۔ جی رانا صاحب!

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ نے on the floor of the House being in chair

اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایوان میں پولیٹیکل پارٹیز ہیں پارلیمانی گروپس ہیں پارلیمانی پارٹی ہے یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ اس بات کو میں اس لئے دہرا رہا ہوں کہ آپ کو اب اس بات سے کوئی چارہ نہیں ہو گا یا تو آپ پارلیمانی پارٹی کو بھی تسلیم نہ کریں اور اگر آپ پارلیمانی پارٹی کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر آپ کو اسی طرح سے پارلیمانی پارٹی کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ پارلیمانی پارٹی کی بھی تاریخ نہیں ہے نہ ہی پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں ہے۔ کچھ چیزیں روایت کے ساتھ چلتی

ہیں۔ پارلیمانی پارٹی اور پارلیمانی پارٹی کا جو لیڈر ہے یہ نہ تو آپ کا مسند ہے اور نہ اس کے نوٹیفیکیشن کی ضرورت ہے۔ اس کا نوٹیفیکیشن اس پبلیک پارٹی نے کرنا ہے جس پبلیک پارٹی کی پارلیمانی پارٹی ہے اور جو اس پارلیمانی پارٹی کو کنٹرول کرتی ہے۔ اس نے جس کو لیڈر مقرر کرنا ہے اس کا نوٹیفیکیشن کرنا ہے۔ اس کے نوٹیفیکیشن کی آپ سے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے صرف یہ کرنا ہے کہ

in order to contact with that political party/parliamentary party. آپ نے اس پارلیمانی پارٹی کے 61، 41، 11 یا 11 آدمیوں سے رابطہ نہیں رکھنا بلکہ آپ نے اس ایک آدمی سے جو اس پارلیمانی پارٹی کا ہیڈ ہے اس اسمبلی کے معاملات کو چلانے کے لئے اس کے ساتھ رابطہ رکھنا ہے اور ایسا آپ اڑھائی سال رکھتے رہے ہیں۔ اب جب یہ مسند آیا کہ چند لوگوں نے جب اپنی وکاداریاں تبدیل کیں تو ان کے خلاف ہم نے ریفرنس دائر کئے تو میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آپ کو misled کیا، ان لوگوں نے آپ کو جس objection کو raise کرنے اور جس version کو اختیار کرنے کا مشورہ دیا میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے نہ صرف آپ کے ساتھ بلکہ اس پورے ایوان کے ساتھ زیادتی کی اور انہوں نے غلط رویہ اپنایا۔ ان کو اس معاملے میں نہیں پڑنا چاہئے تھا۔ یہ ایک ایسی تسلیم شدہ بات ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، لاہ منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! رانا صاحب نے دو دفعہ "انتہائی افسوس کے ساتھ" زور دے کر کہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور میں بھی انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو معاملہ ایک دفعہ طے ہو چکا ہے۔ یہ معاملہ بحث والے دن اٹھایا گیا آپ نے اس پر رونگ دی، معاملہ طے ہو گیا تھا۔ آج اٹھایا گیا، آپ نے رونگ دی، معاملہ طے ہو گیا، اس کے بعد تحریک استحقاق شروع ہو گئیں۔ ہر پانچ منٹ کے بعد پارلیمانی لیڈر بننے کا حق انہیں آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس مسئلے کو once for all ختم کیا جانے اور بار بار اس مسئلے کو اس ایوان میں اٹھانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔

جناب سپیکر، شکر۔ جی، رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف کو میری بات سے اس لئے زیادہ دکھ بھی پہنچے گا کیونکہ اس سارے فساد کی جڑ لہ منسٹری ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جس دن بجٹ تھا۔ بجٹ کے بعد انہوں نے سیزمیوں پر جا کر احتجاج کیا، دوسرے دن نیشنل پریس میں یہ بات رپورٹ ہوئی ہے کہ معزز خواتین نے کہا ہے کہ ہم گھر سے اسمبلی میں بیٹھنے کے لئے آتی ہیں، اپوزیشن ہمیں سیزمیوں پر بھاد جتی ہے۔ ان کے رویے سے لوگ تنگ آ کر ابھی ہمارے ساتھ شامل ہونے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی باتیں ہو چکی ہیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں ایک academic بات ہے۔ میری بات کو مکمل ہونے دیا جائے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! یہ بالکل جموت بول رہے ہیں۔ ہم نے کوئی بات نہیں کی۔ ہم نے احتجاج ضرور کیا ہے یہ ہمارا حق بنتا ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! راجہ صاحب جو مرضی کہیں لیکن ہمیں ان سے dictation لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم نے اپنی پارلیمانی پارٹی میں کیا کرنا ہے۔ راجہ صاحب اپنی پارلیمانی پارٹی کی نگر کیا کریں۔ وہ اپنی پارٹی کے بارے میں سوچیں۔ ان کی پارٹی کی عورتیں کس طرح سے روتی ہیں ان کے بارے میں سوچیں۔ کم از کم ان کو ہمارے بارے میں نگر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنا حق لینا خود جانتے ہیں۔ راجہ صاحب ہمارے لئے نگر مند نہ ہوا کریں۔

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ دیکھیں کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر!----

جناب سپیکر، محترم! میز آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔ میز! تشریف رکھیں۔ میں نے رانا صاحب کو نام دیا جو ہے۔ رانا صاحب! آپ بات کریں۔ رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ ایوان in order کریں تو میں بات کروں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کے لوگ ہی نہیں چاہ رہے کہ آپ بات کریں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرے پاس تو in order کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اختیار تو آپ کے پاس ہے۔ آپ تو ہماری وہ حیثیت بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں جو ہمارے ممبر تسلیم کرتے ہیں۔---- (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پیڑز۔ آرڈر پیڑز۔ محترم! تشریف رکھیں۔ ہاؤس کو چلنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ بیٹھ جائیں۔ جو حاکم ہے اس کا یہ ادب و احترام کریں۔ اپوزیشن والے عوامی نمائندے نہیں ہیں انہوں نے کبھی عوام کا کوئی کام کیا ہے اور نہ کبھی ہونے دینا ہے، انہیں تکلیف یہ ہے کہ احتجاجاً بجٹ کیسے آگیا ہم تو نااہل لوگ تھے اور اتنے اہل لوگ اس اسمبلی میں کیسے آگئے ہیں؟ اب یہ بیچارے کیا کریں کہ "تاج نہ جانے آنگن نیزھا" اور "اندھا کیا جانے سنت کی بہار"۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! یہ سب جمونے ہیں اور جموت بول رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اس معاشرے کا بیزا غرق کیا ہے۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، روکھڑی صاحب! تشریف رکھیں۔ سنیں، یہ باتیں سننے والی ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جو کوئی بھی جموتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ آپ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔ آپ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ آپ لوگوں کے جموت کی وجہ سے امریکہ کا بدہ افغانا ہے، آپ کی منافقت کی وجہ سے، آپ کی سازشوں کی وجہ سے امریکہ کا بئس کا بدہ افغانا ہے۔



جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ محترمہ تشریف رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جس کو اللہ تعالیٰ نے چنانی کی طاقت دی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہم دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتے۔ جو کوئی بھونتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برانے صحت، جناب سپیکر! انسان کو صحتی طور پر ویسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ وہ اندر سے ہے۔ اوپر سے یہ نقاب پہن لیتے ہیں اور ان نقاب والوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ قرآن پاک کا آغاز اور اختتام ہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

وزیر مال، پروانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، روکھڑی صاحب! ایک منٹ بیگز تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیں)

آرڈر بیگز، آرڈر بیگز۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر!----

جناب سپیکر، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ بیگز تشریف رکھیں۔ میری معزز خواتین سے گزارش ہے کہ اگر اجازت ہو تو کارروائی شروع کر لیں۔ کیونکہ کافی بحث ہو گئی ہے۔ جی رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب یہ بات interruption میں چلی گئی تھی تو لاء منسٹر صاحب

نے یہ فرمایا تھا کہ اس issue پر ایک دفعہ بات ہوئی، دوسری دفعہ بات ہوئی، تیسری دفعہ بات ہو گئی

ہے، اب یہ بات ختم ہو گئی ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس issue پر آپ نے

ابھی decision نہیں لیا۔ جب تک آپ decision نہیں لیں گے اس وقت تک یہ issue ختم

نہیں ہو گا۔ ہم نے تو یہ پہلے کہا ہوا ہے کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کو ہمارے پارلیمانی لیڈر

ہونے یا پارلیمانی پارٹی کا head ہونے کی حیثیت پر کوئی شبہ ہے تو آپ اس کو اپنے ان ریڈر کس

کے ساتھ ایکشن کمشنر کو بھیج دیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس شے کی بنیاد پر آپ اس کو باطل

نہیں سمجھنا چاہتے تو آپ اپنا فیصلہ لکھیں اور ان references کو reject کر کے وہ فیصلہ ہمارے

ہاتھ میں دے دیں۔ ہم اس فیصلے کو لے کر آئے پلے جائیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ آپ

نے ابھی تک اس issue پر اپنا فیصلہ نہیں دیا اس لئے یہ issue ابھی تک ختم نہیں ہوا لیکن ایک بات میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور لاہ منسٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ یہ Chair آپ کی 'میری یا لائسنس صاحب کی ملکیت نہیں ہے۔ اس Chair کا تقدس اسی میں ہے کہ اس میں الیزین اور فریڈری تجز سب آپ کے ساتھ ہوں اور سب آپ سے satisfied ہوں اس لئے آپ کے منصب کا یہ تقاضا ہے کہ آپ اس حقیقت کو تسلیم کریں۔ آپ آج یہ فرما رہے ہیں کہ پارلیمانی پارٹی ایک حقیقت ہے اور میں اس کو تسلیم کرتا ہوں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں کہ اس کا کوئی لیڈر نہیں ہے اور میں اس کو تسلیم نہیں کرتا؟ اگر آپ کو اس کے طریق کار میں کوئی شبہ ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے نہیں اور اس طرح سے تعین ہونا چاہتے تو ہم نے آپ کو open offer دی ہے کہ آپ جب چاہیں ان تینوں پارلیمانی پارٹیوں 'پیپلز پارٹی' ایم۔ ایم۔ اے اور پی۔ ایم۔ ایل (ن) کے ممبرز کو ہماری عدم موجودگی میں بلا لیں اور ان سے پوچھ لیں کہ آپ کس کو اپنا head تسلیم کرتے ہیں۔ یہ پولیٹیکل پارٹیز کا کام ہے کہ وہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں کسی کو lead کرنے کے لئے notify کریں اور اس کو منتخب کریں، آپ کا منصب نہیں ہے۔ آئین کی language جس کا حوالہ میں اس دن دینا چاہ رہا تھا اور بات شور شرابا کی نذر ہو گئی تھی۔ میں یہ بڑھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ بات بالکل clear ہے کہ آپ کو اس ریفرنس کے سلسلے میں یہ بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی یہ آئینی ذمہ داری ہے۔ آرٹیکل 63-A میں ہے کہ جب کوئی ممبر اپنی وفاداری کو تبدیل کرے گا، اس میں تین چار disqualifications ہیں کہ ان میں سے کوئی incur کرے گا۔

He may be declared in writing by the Head of the Parliamentary Party.

یعنی پارلیمانی پارٹی کا head اس کو declare کرے گا۔

to have effective from the political party and the Head of the Parliamentary Party may forward a copy of the declaration to the Presiding Officer.

میں اس بات کی وضاحت کرنی مناسب نہیں خیال کرتا کہ forward اور may کے کیا meanings ہیں۔ forward جو ہے وہ pass on ہے۔ آپ نے اس کو examine نہیں کرنا۔ اگر examine کرنا ہو تو یہاں پر کوئی اور لفظ ہو۔ میں نے اس کی ایک کاپی آپ کو forward کرنی ہے۔

and shall similarly forward a copy thereof to the member concerned

اور ایک کاپی میں نے ممبر کو forward کر دینی ہے۔ اب اس میں forward اور may کا لفظ ہے۔ اس کے بعد آپ کی آئینی ذمہ داری آتی ہے کہ،

Upon receipt 63(3) of the declaration under Clause (1), the Presiding Officer of the House shall within two days refer the declaration to the Chief Election Commissioner who shall lay the declaration before the Election Commission for its decision there on confirming the declaration or otherwise within 30 days of its receipt by the Chief Election Commissioner.

یہاں پر آپ کا رول forwarding agency کا ہے۔ آپ نے اس declaration کو pass on کرنا ہے جو declaration میں نے آپ کو دیا ہے۔ آپ نے اس کو admit نہیں کرنا ہے، آپ نے اس کو examine نہیں کرنا۔ 'admission' لیکشن کمیشن کرے گا اور وہ اس کو یا تو confirm کرے گا یا اس کو reject کرے گا تو یہ بالکل clear بات ہے کہ اس میں نہ تو آپ کی آئینی ذمہ داری ہے اور نہ ہی آپ کے منصب کا یہ تھا ہے۔ میں آپ سے پھر یہ گزارش کروں گا اس معزز ایوان کے تقدس کے لئے بھی اور اس چیئر کے تقدس کے لئے بھی اور میں لائسنس سے بھی یہ گزارش کروں گا۔ آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ آج سے ایک سال پہلے جب مجھے یہ اطلاع ملی۔ میں نے آپ کی موجودگی میں ان سے یہ گھکیا تھا، میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ کے پاس کچھ ممبر short ہیں، آپ کو تعداد کی کوئی problem ہے، آپ کو کوئی دو

تین آدمیوں کی ضرورت ہے کہ جس کی وجہ سے آپ کی حکومت گر رہی ہے تو آپ کیوں اس قسم کے معاملات میں ملوث ہیں؟ انہوں نے مجھے آپ کے سامنے یہ کہا کہ نہیں رانا صاحب میں اس معاملے میں ملوث نہیں ہوں؛ جس کا ذکر ہو رہا تھا انہوں نے مجھے کہا کہ اس کا مجھے فون آیا تھا میں تو خدا کی قسم راولپنڈی میں تھا اس نے مجھے فون کیا کہ آپ کو boss کا فون آ گیا ہے تو میں ایک دم گھبرا گیا کہ اس نے کس boss کی بات کی ہے؟ تو اس کے بعد چیف منسٹر صاحب سے میری اس سلسلے میں بات ہوئی۔ یہ بات ایک سال پہلے کی ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ رانا صاحب! واقعی ہمیں ضرورت نہیں ہے اور بلا ضرورت ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان کو نوکریوں کے 'جھنڈوں کے' 'ڈنڈوں کے' 'کازیوں کے' لالچ دینے اور اب ان کو کچھ بھی نہیں دے رہے اور اب انہا الزام میرے اوپر لگا رہے ہیں۔ جب وہ ان سے ڈنڈا اور جھنڈا مانگتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اب رانا ثناء اللہ نے شور ڈال دیا ہے اس لئے اب ہم نہیں دے سکتے تو یہ بات اس ایوان اور اس Chair کے وقار کی ہے آپ اس کو decide کریں ہم آپ کو impose نہیں کرتے اور نہ ہی press کرتے ہیں کہ آپ اس کو ہماری ہی Favour میں decision کریں but you should decide in black and white اور ہمارے حق میں وہ فیصلہ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں بڑی simple بات ہے کہ ممبر صاحبان جنہوں نے ان کو چھوڑا ہے نہ تو وہ کسی لالچ کے تحت آئے ہیں اور نہ ہی کسی دباؤ کے تحت آئے ہیں۔ میں بار بار انہیں یہ بات عرض کر رہا ہوں اور محترم رانا صاحب کی خدمت میں پھر عرض کروں گا کہ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ نہ کریں یہ میری اور آپ کی بات نہیں ہے یہ مجموعی رویہ ہے 'آپ کا' آپ کی پارٹی کا 'آپ کی قیادت کا کہ جس سے منفرد ہو کر لوگ ہمارے پاس آ رہے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

میں پھر دست بستہ یہ عرض کر رہا ہوں کہ کب تک یہ پولیٹیکل ورکرز میلبی فونز پر اپنی سیاست کریں گے۔ کیا آج سے چند دن پہلے اخبارات میں یہ بات نہیں بھیجی کہ کچھ لوگوں کو باہر کے ممالک میں پارلیمانی پارٹی کے اہلاسوں میں شرکت کے لئے کہا گیا تو ورکرز نے کہا کہ ہم تو اپنے دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتے، دہنی پالندن کا کرایہ کہاں سے دیں؟ یہ حقیقتیں ہیں کہ جن سے ہم فرار اختیار کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس بات کو آگے نہ بڑھائیں یہ بات آگے جانے گی۔ آپ صرف اپنی صفوں کو درست کریں، اپنے کردار کو درست کریں، اپنی لائن کو درست کریں تو شاید آپ کے لوگ ادھر نہ آئیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ نیز مرتضیٰ لون، پروانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ نیز مرتضیٰ لون، جناب سپیکر! میں ملکی مفاد کو دیکھتے ہوئے قومی مفاد کے پیش نظر، عوامی مفاد کے پیش نظر اپنی پارٹی چھوڑ کر آئی ہوں۔ second one میں لونی نہیں، میں نے عوام کے ووٹ لئے تھے، میں ووٹوں کی پیداوار ہوں اور میں نے اپنے کیرئیر سے اپنی پارٹی کو جو دیا تھا، جیلین دیکھی تھیں، ماریں کمانی تھیں، بازو تڑوانے تھے، اس behalf پر آئی ہوں۔ مجھے ایم۔ پی۔ اے کی سینٹ کوئی پلینٹ میں رکھ کر نہیں دی گئی، میں نے جو کچھ لیا تھا وہ اپنی کارکردگی پر لیا تھا، میں اپنے اصولوں کو ٹھوکر نہیں مارتی، اگر یہ کہا جائے کہ عوامی مفاد کو دیکھو، قومی مفاد کو دیکھو، ملکی مفاد کو دیکھو تو میری بہنیں بھی اس آس میں کھڑی ہیں کہ کس وقت ہمیں کوئی offer کرے تو ہم ادھر آئیں اور میں سب دیکھ کر آئی ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

میں نے تو صرف عوام کو دیکھا ہے، عوام کے کام کروانے ہیں، عوام میرے پیچھے پیچھے پھر رہی ہے، کیوں، اس لئے کہ پہلے فنڈ میں، میں نے 23 گھنٹیں بنوائیں، دوسرے فنڈ میں، میں نے 19 گھنٹیں بنوائیں۔ اس وجہ سے میری عوام میرے پیچھے پیچھے پھرتی ہے۔ گورنوار جو کہ ایسیا کاغلیظ ترین شہر تھا، اس کو جا کر دیکھو کہ اب وہ کس طرح بنا ہوا ہے۔ لوٹے ہوئے سے ملک کا قائدہ ہو تو کیا ہے۔ اگر لوٹا ہونے میں تو ملکی مفاد کے لئے ہوتے ہیں، اگر لوٹا ہونے میں تو قومی مفاد کے

لئے، قوم کو دیکھو، ملک کو دیکھو، اپنے معاد کو مت دیکھو، تم لوگ ذاتی معاد کے لئے کھڑے ہو، ذاتی معاد کی جنگ لڑتے ہو، ملکی بھاء کے لئے لڑو۔ اگر قائدین کی بات کرتے ہو تو وہ بھی امریکہ جانے کا سوچ رہے ہیں، اگر قائدین کی بات کرتے ہو تو بیگم نواز شریف لندن کے لئے apply کر رہی ہے، political asylum لینے کے لئے، کسی بہانے سے وہاں سے نکلنے کے لئے۔ مت سوچو، ملک کے لئے سوچو اور کام کرنا ہے تو ملک کے لئے کرو، ملکی بھاء کے لئے لڑو۔ کوئی لونا نہیں۔ لونا صرف اس وقت بوجب ملک کی بھاء کو دیکھو۔ تو یہ میری بہنیں صرف اس آس پر بیٹھی ہیں کہ کون ہمیں بلاتا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر، آرڈر میز۔ رانا صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا۔ اس بارے میں میں نے بات کرنی ہے۔۔۔

رانا منشاء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔۔۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! میں ان کی کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ نے point raise کیا ہے تو اس کا جواب میں نے دینا ہے انہوں نے تو نہیں دینا۔۔۔۔۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ بات جو میں اب کرنا چاہتا ہوں اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ میں ان کی بات کا جواب دوں گا۔ آپ eustodion of the House میں۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ مجھے بات تو کرنے دیں کہ آپ نے ایک point raise کیا ہے اور بار بار point پر point raise کرتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ارشد محمود بیگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، گو صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اس کے بعد مجھے Floor دیں۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب! میں نے اس پر کوئی debate تو نہیں کروائی، آپ تشریف رکھیں۔  
جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، شکر یہ۔ جناب سپیکر! ملک میں آئین اس نئے بنانے جاتے ہیں کہ اداروں میں تنظیف آنے، ادارے routine کے مطابق چلیں۔ اگر آئین، قانون اور رولز پر عمل نہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ ادارے ختم ہو جاتے ہیں۔ 63-8 کی definition میں فلور کراسنگ کا سارا procedure درج کیا گیا ہے اور اس میں مائے کی بات یہ ہے کہ بعض دفعہ اگر کوئی آدمی کسی بات کو ماننا نہیں چاہتا تو آپ زور لگائیں تو وہ آدمی ماننا نہیں تو میں کہتا ہوں کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ادارے زندہ رہیں یہ اسمبلیاں زندہ رہیں اور یہ جمہوریت کا process چلتا رہے تو پھر ہمیں Constitution پر عمل کرنا پڑے گا، پھر ہمیں اس کی ایسی تعبیر نہیں کرنی چاہئے جو تعبیر نہ تو Constitution میں ہے اور نہ کوئی اور عقلمند آدمی یا قانون دان آدمی اس کی تعبیر کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اس دن بھی یہ بات کی تھی کہ یہ پیٹ اسمبلی نے لگائی ہے جو کہ آپ کے حکم کے مطابق لگی ہے اور اس پر لکھا گیا ہے کہ پارلیمانی لیڈر آف ایم۔ ایم۔ اے جو دھری اسٹریٹجی گجر۔ اب پارلیمنٹ کا لیڈر تو آپ نے خود تسلیم کر کے ان کی چٹ ان کی سینٹ کے پیچھے لگا دی ہے تو اب اس میں کیا بات ہے؟ کیا قیامت ہے اور کون سی ایسی بات ہے کہ آپ اپوزیشن لیڈر مائے کے لئے تیار ہیں، ایک پارٹی کا head مائے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ وہ پارلیمانی head نہیں ہے؟

جناب سپیکر! پارلیمانی head کس نے declare کرنا ہے؟ نہ حکومت نے کرنا ہے نہ آپ نے کرنا ہے بلکہ اس پارٹی نے کرنا ہے جس پارٹی کا وہ لیڈر ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا بوجھ جو آپ اپنے مضبوط کندھوں پر اٹھا رہے ہیں تو آپ اس بوجھ کو آگے منتقل کر دیجئے، ریفرنس ایکشن کمشنر کو بھجوا دیجئے تو پھر دیکھا جائے گا۔ یہ حکومت ہے اگر یہ چاہیں گے تو یہ ریفرنس وہاں پر نہ ہو تو یہ وہاں پر kill کر لیں گے اس کو ختم کر دیں گے۔ شکر یہ

(اپوزیشن کے مختلف معزز ممبران کی طرف سے پلانٹ آف آرڈر کی آوازیں)

جناب سپیکر، میں کسی کو پوائنٹ آف آرڈر پر floor نہیں دوں گا۔ شیخ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں اور باقی تمام صاحبان بھی تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔ میری تمام معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جیسا کہ دو دن پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر اپوزیشن لیڈر قاسم ضیاء صاحب نے بات کی۔ آج فولانیا صاحب بھی بار بار اصرار کر رہے تھے کہ سپیکر صاحب اس پر رولنگ دیں اور رانا محمد اللہ صاحب نے بھی آج یہ ذیاند کی ہے اور وہ اس نکتے پر سپیکر کی رولنگ چاہ رہے ہیں۔ ایک تو میں مختصر آئیے گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ میں بالکل اس پر رولنگ دوں گا۔ میں اپنی رولنگ reserve رکھتا ہوں اور بہت جلد اس پر detail کے ساتھ رولنگ دوں گا۔

دوسری بات 'رانا صاحب نے جو 63-81 بھی پڑھا ہے جس میں Constitution نے رانا محمد اللہ خان 'انصاف علی گجر یا قاسم ضیاء صاحب کو ڈیکلینیشن move کرنے کی اتھارٹی نہیں دی۔ انہوں نے head of the پارلیمانی پارٹی کو یہ اختیار دیا ہے۔ آپ کا یہ کہنا ہے as it is اس ڈیکلینیشن کو مجھے ایکشن کوشٹ کو refer کرنا چاہئے۔ اس پر مجھے hearing نہیں کرنی چاہئے۔ یہی آپ کہنا چاہ رہے ہیں ناں۔ لیکن یہ تو مجھے حق پہنچتا ہے کہ head of the پارلیمانی پارٹی ہے یا نہیں؟۔۔۔ (قطع کامیاب)

آپ میری بات سن لیں اس کے بعد مزید کچھ کہنا چاہیں گے تو کہہ لیں۔ یہ اختیار Constitution نے head of the پارلیمانی پارٹی کو دیا ہے کہ اگر head of the پارلیمانی پارٹی move کرے تو پھر سپیکر اس کو within two days آگے refer کرے گا جو آپ بنا رہے ہیں کیونکہ اگلا مرحلہ سماعت کرنا یا نہ کرنا وہ تو ابھی آنا ہے۔ یہ تو پہلا ہی مرحلہ ہے کہ آیا mover head of the پارلیمانی پارٹی ہے یا نہیں ہے؟ دوسرا آپ کا کہنا کہ اس ایوان کے اندر جو گروہوں یا پارٹیاں ہیں آپ ان کو تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ میں بار بار کہ چکا ہوں اور آج بھی میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس ایوان کے اندر پارٹیوں اور گروہوں کے وجود کو تسلیم کرتا ہوں لیکن ان میں سے پارلیمانی ہیڈ کو nominate کرنا یا اس کی سلیکشن کرنا یا اس کا ایکشن کرنا یہ مجھے آئین نے اور نہ ہی rules نے اختیار دیا ہے۔ آپ کا یہ کہنا کہ پارٹی کا اختیار ہے کہ جسے چاہے head of the پارلیمانی پارٹی بنا دے۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اڑھائی سال ہو گئے ہیں اسمبلیوں کو وجود میں



آنے ہونے اور اس ایوان کے ممبران کی تعداد 371 ہے کسی ایک معزز رکن نے کسی قسم کی کوئی درخواست اسمبلی میں جمع نہیں کروائی کہ آئین کے آرٹیکل (A) 63 کی رو سے میری پارٹی نے 'میری پارٹی کے سربراہ نے یا ایوان کے اندر موجود ممبران نے (A) 63 Constitution کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے nominate کیا ہے اور سپیکر یا سیکرٹری اسمبلی مجھے آج سے ہیڈ آف دی پارلیمنٹری پارٹی consider کریں۔ جب کسی طرف سے move بھی نہیں ہوتی' Constitution بھی غاموش ہے اور rules بھی غاموش ہیں اور سپیکر ویسے ہی کسی کو اختیار دے دے کہ آپ لیڈر ہیں۔ نمبر 2 جب میں نے یہ نکتہ اٹھایا تو اس وقت جب میں نے کہا کہ آپ مہلت کریں یہ ٹیک ہے کہ میں 'hearing' نہیں کرتا لیکن آپ مہلت کریں کہ آپ پارلیمنٹری پارٹی کے head ہیں تو اس وقت آپ نے کہا کہ آپ کیسے مطمئن ہوں گے؟ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اپنی پارٹی کے سربراہ سے بات کروا دیتا ہوں' اگر آپ کہتے ہیں تو میں ممبران سے لکھوا کر دے دیتا ہوں تو میں نے کہا کہ Constitution یا Rules میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے کہ پارٹی کا سربراہ nominate کرے گا ہیڈ آف پارلیمنٹری پارٹی یا ممبران کریں گے یہی تو ایک ایہام ہے۔ آپ میری رہنمائی کریں۔ آپ قانون کو سمجھنے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ مزید وکلاء کو consult کر لیں اور مجھے کوئی راستہ دیں کہ میں اس بارے میں کیا کروں؟ تو آپ نے اپنے آپ کو مہلت کرنے کے لئے کہا کہ چالیس آدمی تھے جو آپ کی پارٹی کے معزز رکن ہیں ان کے دھنچکا کروا کر آپ نے بھیجے کہ انہوں نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اس پارلیمنٹری پارٹی کا head ہوں۔ آپ نے حوالہ دیا کہ ہم نے ایک قرارداد پاس کی 'آپ نے اس پر dates لکھی یہ غالباً کوئی چوتھے مہینے کی تاریخ تھی اور دوسری مجھے exact تو یاد نہیں ویسے بھی وہ on record چیز ہے اور میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ جب میں نے اسمبلی کا ریکارڈ چیک کروایا جس میٹنگ میں یہ قرارداد پاس ہوئی ہے آپ دیکھیں کہ کیا اس دن مسلم لیگ (ن) کی طرف سے کمیٹی روم بک کروایا؟ کیونکہ جتنے بھی پارلیمنٹری گروپس کی میٹنگ ہوتی ہیں خواہ پی پی کرتی ہے یا (ن) لیگ کرتی ہے اور ایم۔ ایم۔ اے والے تو تعداد میں کم ہیں یہ تو کسی کمرے میں بیٹھ کر بھی کر سکتے ہیں لیکن ریکارڈ گواہ ہے کہ ہمیشہ committee Rooms میں ہی meetings ہوتی ہیں' جب میں نے ریکارڈ چیک کروایا تو پتا چلا کہ اس تاریخ کو تو کوئی

meeting ہی نہیں ہوئی۔ نمبر 3 پمیر میں نے کہا کہ ابھی تو مسد ہی صرف ایک ہے کہ پارلیمانی head کو nominate کس نے کرنا ہے؟ پمیر میں نے کہا کہ میری تسلی کے لئے آپ رجسٹر لائیں جب معزز ممبران اسمبلی نے oath لیا تھا اور میری موجودگی میں اس رجسٹر پر دستخط ثبت کئے تھے اور یہ چیک کریں کہ کیا ان چالیس آدمیوں کے دستخط ان سے ملتے ہیں؟ تقریباً 50 فیصد دستخط نہیں ملتے تھے۔ میں نے آج تک اس کی نشاندہی نہیں کی کیونکہ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ دستخط ملتے ہیں یا نہیں؟ اس کا فیصلہ آگے جا کر ہو گا جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ ایکشن کمیٹی کرے گا۔ نمبر 4 آپ نے prove کیا کہ آپ کو پارٹی کے ممبران نے اختیار دے دیا؟ اپوزیشن لیڈر نے prove کیا کہ ایک لیڈر جاری ہوا اور میرے نام کے سامنے لکھا ہوا تھا "لیڈر آف دی پارلیمانی پارٹی" اس لحاظ سے میں پارلیمانی پارٹی کا لیڈر ہوں۔ انہوں نے نہیں کہا کہ پارٹی کی میننگ ہوتی اور انہوں نے مجھے یہ اختیار دیا ہے۔ چودھری اصغر علی گجر نے کہا کہ ہمارا جو ایم۔ایم۔ اے پنجاب کا صدر ہے اس نے مجھے nominate کیا ہے۔ Constitution کی دمچیلیں اس طرح سے تو نہ بکھیریں کہ اس کی تشریح و ترجمہ اپنی اپنی صوابدہ کے مطابق اور اپنی اپنی مرضی کے مطابق کریں۔ تینوں دوستوں کا غلط نظر مختلف ہے جیسا کہ میں نے تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے تو میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ میں نے تو کافی انتظار کیا اور میں نے آپ کے ریفرنس dispose of نہیں کئے۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ میں انتظار کروں گا آپ میری راہنمائی کریں لیکن آج چونکہ آپ بند ہیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر اپنا decision دوں تو وہ میں انتظار اللہ تعالیٰ ضرور دوں گا۔ یہ بھی میں آپ ہی کی بہتری کے لئے نہیں دے رہا تھا کیونکہ جب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر کا decision دے دے گا تو اس کو آپ کسی بھی کورٹ میں چیلنج نہیں کر سکیں گے۔ نہ ایوان کے اندر چیلنج ہو گا اور نہ ہی کسی کورٹ میں چیلنج ہو گا۔ (نعرہ ہانپتے ہوئے)

بہر حال میرا جو بھی فیصلہ ہو گا وہ نیک نیتی پر مبنی ہو گا۔ آپ کا کہنا کہ جی! آپ نے

speech میں یہ بھی کیا یہ لوگ جنہوں نے آپ کو یہ مشورہ دیا۔ میں نے کہا ہے کہ آج 2005 ہے اور میں بات کر رہا ہوں آپ کی اس application کی جو 2003 کو آئی تھی کہ مجھے خط و کتابت میں پارلیمانی لیڈر لکھ دیا گیا ہے میں نے اس وقت سنیت، قومی اسمبلی اور تینوں صوبائی اسمبلیوں

سے رائے لی تھی۔ میں نے کسی کے کہنے پر نہیں کیا اور اس دن بھی آپ کی موجودگی میں جو بحث و مباحثہ ہوتا رہا اور جو دلائل وزیر قانون نے دئے میں نے ان کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے کہا، آپ کہتے ہیں کہ میں سن نہیں سکتا یہ تو میں دیکھ سکتا ہوں کہ آپ پارلیمانی پارٹی کے head ہیں یا نہیں؟ میں صرف یہی دیکھنا چاہتا ہوں تو آپ آج تک اپنے آپ کو prove نہیں کر سکے۔ میں بہت جلد اپنا فیصلہ تفصیل کے ساتھ دے دوں گا۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! پہلی گزارش تو یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ اس چیز پر بیٹھ کر اس قسم کا استدلال میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس Chair کے شایان شان نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ کمیٹی روم میں ہونی چاہتے یہ تو binding نہیں ہے، ہم پارلیمانی کمیٹی کی میٹنگ کہیں بھی کر سکتے ہیں۔ دوسری بات آپ نے دھڑکی کی ہے تو جب ہم آپ کو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ جب کہیں ہم آپ کے چیمبر میں آگئے ہو جاتے ہیں اور آپ اپنے آپ کو اس بات پر satisfy کر لیں۔ اب بات تو یہ ہے کہ اگر تو آپ نے satisfy ہونا ہو اس بارے میں کہ آیا پارلیمانی پارٹی کا head کون ہے اور پارلیمانی لیڈر کون ہے تو پھر تو اس کا اس سے بہتر کوئی اور راستہ ہو نہیں سکتا اور اگر آپ نے satisfy نہیں ہونا یعنی "میں نہ مانوں" والی بات کا علاج کسی کے پاس بھی نہیں ہے لیکن میں آپ کو دوبارہ عرض کروں گا کہ اس بات کا تعین کہ آیا میرے پاس locus standi ہے یا نہیں ہے کہ میں اس ریفرنس کو دائر کر سکوں، آیا میں بیڈ پارلیمانی پارٹی ہوں یا نہیں ہوں؟ آیا یہ جو declaration ہے for confirmation یہ admissible ہے یا نہیں ہے؟ اس بات کا تعین ایکن کمیشن نے کرنا ہے۔ ایک forwarding agency وہ examine اور admit نہیں کر سکتی اس نے صرف forward کرنا ہے۔ یہ ریفرنس کی کاپی میں نے آپ کو forward کی ہے آپ نے اس کو مزید آگے forward کرنا ہے۔ جناب سپیکر، رانا صاحب! آگے forward کرنا ہے جب پارلیمانی پارٹی کا بیڈ move کرے۔

رانا مناء اللہ خان، No۔ اس بات کا تعین ایکشن کمیشن نے کرنا ہے۔ for your own satisfaction دیکھیں ناں! آپ اس بات کو تسلیم کریں کہ پارلیمانی پارٹی موجود ہے اب میں آپ کو یہ جو آرٹیکل (A) 63 ہے۔ یہ صرف دو لائیں ہیں۔ میں انہیں پڑھ دیتا ہوں کہ،

63-A(1) If a member of a Parliamentary Party composed of a single political party in a House-

(a) resigns from membership of his political party or joins another Parliamentary Party- or

اب یہاں پر یہ لفظ پارلیمانی پارٹی کا ہے۔ اب اگر اس بات پر آپ چلے جائیں کہ پارلیمانی پارٹی کی آئین میں تعریف ہی نہیں ہے تو پھر آپ کو کون سمجھانے گا؟ بات یہ ہے کہ جب آپ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ پارلیمانی پارٹی کی بھی definition Constitution میں نہیں ہے تو پھر اس پارلیمانی پارٹی کا Head بھی تو کوئی ہو گا۔

جناب سپیکر، اس کا کوئی طریق کار تو ہوتا ہے۔ دیکھیں ناں! یہ 371 کا ایوان ہے تو آپ کہیں کہ اس ایوان کا کوئی Head تو ہو گا، Head تو ہے لیکن اس کا طریق کار قائم ایوان کا ہے کہ وہ Head کیسے بنا؟

رانا مناء اللہ خان، کیسے ہوا؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ناں۔ اس کا طریق کار نہیں بتایا گیا کہ Head کیسے ہو گا؟

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! طریق کار یہ پوزیشنل پارٹی کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر، چلو! وہ تو میں نے اپنی رولنگ دینی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوزیشنل پارٹی اور یہ پارلیمانی پارٹی کا جو internal معاملہ ہے اس

کا آپ سے یا ایوان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میں نے آپ کا موقف سن لیا ہے۔

رانا مناء اللہ خان، اس کے بعد میں اب دوسرے point پر آتا ہوں۔ اب یہ بات یہاں پر ختم ہو گئی اور میں اس بات کی توسیع کر دوں کہ میں نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ نہیں مانگی۔ میں نے اپنا جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے وہ reference پر ہم نے آپ سے decision مانگا ہے۔

جناب سپیکر، چلو! نولایا صاحب نے تو رولنگ مانگی ہے نل۔ کیوں جی، آپ نے رولنگ مانگی ہے یا نہیں؟

جناب احسان الحق احسن نولایا، میں نے کیا کہا ہے، میری بات آپ سن لیں۔

جناب سپیکر، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ نے رولنگ مانگی ہے یا نہیں مانگی؟ میں آپ کو یہ سنا دوں؟

جناب احسان الحق احسن نولایا، محترم رانا صاحب کے بعد میں بات کروں گا، جو میں نے کہا ہے پہلے آپ وہ سنیں گے اور پھر اس پر آپ رولنگ دیں گے۔

جناب سپیکر، آپ کو یہ بھی سنا دیں گے۔ آپ نے کوئی چالیں دفن کہا ہے کہ مجھے رولنگ چاہئے، مجھے رولنگ چاہئے اور میں خاموشی سے سفٹا رہا۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! میں اس بات کو مانتا ہوں لیکن آپ میری پوری بات سنیں گے۔ میں اس بات کو مانتا ہوں لیکن میں اس پر پوری بات کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ نے اس آئین کے تحت oath لیا ہے کہ آپ اس آئین کو uphold کریں گے اور اگر آپ کے سامنے آئین کی violation ہو تو یہ آپ کے منصب کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کا نوٹس لیں۔ اب آپ ہماری تمام باتوں کو چھوڑیں۔ آرٹیکل 63(a) میں لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی ممبر اپنی پارٹی کو چھوڑے تو وہ defection ہے اور اس defection کے خلاف ریفرنس اس طریق کار کے ساتھ ایکشن کمیشن کو جانا ہے۔ اب محترم نیر مرتضیٰ لون کھڑی

ہوئی ہیں، آپ proceedings چیک کر لیں کہ انہوں نے تین مرتبہ کہا ہے کہ میں نے اپنی پارٹی محمودی ہے۔ اب اس بات کو بھی آپ جھٹلائیں گے؟  
جناب سپیکر، نہیں، رانا صاحب! آپ کا موقف میں نے سن لیا ہے۔  
رانا مناء اللہ خان، اب اس بات کو بھی آپ کہیں گے کہ انہوں نے پارٹی نہیں محمودی؟  
جناب سپیکر، میری بات سنیں۔ یہ تو ایکشن کمیشن نے دیکھنا ہے۔

رانا مناء اللہ خان، ایکشن کمیشن نے دیکھنا ہے۔ اب یہ بات آپ کے نوٹس میں ہے۔ آپ Chair پر بیٹھے ہیں اور آپ کو اس آئین نے Chair پر بٹھایا ہے اور یہ بات اب آپ کے نوٹس میں ہے، on the floor of the House یہاں پر جتنے معزز اراکین بیٹھے ہیں انہوں نے یہ بات تین مرتبہ سنی ہے۔ آپ کے یہ نوٹس میں ہے تو آپ کو according to the Constitution کرنا چاہئے کیونکہ آپ نے اس آئین کو uphold کرنے کا حلف لیا ہوا ہے تو اب آپ کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے۔ آپ کے سامنے بات ہوئی ہے۔ اب اس میں کسی قسم کی کوئی دوسری رائے تو نہیں ہے۔

## سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 2005-06 پر عام بحث

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب ہم سالانہ بحث بابت 2005-06 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور قائد حزب اختلاف جناب قاسم ضیاء صاحب، بحث کا آغاز کریں گے۔ اس سے قبل کہ ان کو میں تقریر کی دعوت دوں، پورے ایوان سے میری گزارش ہے کہ جو معزز اراکین اسمبلی، بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے بھجوادیں۔ قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جب پنجاب کے بحث پر بحث کا آغاز 2005-06 کے حوالے سے ہو رہا ہے تو اس کی کچھ facts and figures میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ میں ویسے ہی آپ کو مخاطب کروں گا۔ میں ایوان کی توجہ بحث کی اس ایسی دستاویز کی طرف دلانا

پاہوں گا کہ بجٹ میں معاشی حکمت عملی کو مرتب کرنے کے لئے کوئی بھی حکومت سال میں جتنا ٹیکس عوام سے اکٹھا کرتی ہے اس کو کہاں خرچ کرنا ہے؟ کیسے خرچ کرنا ہے؟ اس کے مطابق اپنے بجٹ کو وہ مرتب کرتی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور میں حکمرانوں نے بجٹ کے تقدس کو ختم کر کے رکھ دیا ہے کیونکہ قومی اسمبلی سے لے کر پنجاب اسمبلی تک یا تو اعداد و شمار کا کھیل کھیلا گیا ہے یا باہر وعدوں پر اکٹھا کیا گیا ہے۔ بڑے بند بانگ دعوے کئے گئے ہیں۔۔۔ آوازیں، ذرا اونچا بولیں۔

قائد حزب اختلاف، میں بالکل اونچا بولوں گا اور انشاء اللہ آپ تک اس بات کو پہنچاؤں گا۔

(قطع کلامیں)

MR. SPEAKER: Order please...

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! یہاں پر یہ بھی کہا گیا اور یہ اعتراف کیا کہ راتوں رات تبدیلی ممکن نہیں ہوتی لیکن میں معزز ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ رات کتنی لمبی ہوتی ہے؟ کیونکہ یہ خود مانتے ہیں کہ جنرل مشرف نے جب سے اقتدار سنبھالا ہے یہ اس کی ان کاوشوں کو اور اس کے اس vision کو آگے لے کر جا رہے ہیں اور اس vision کے ذریعے پہلے تو ایک عبوری ٹیم نے دو سال کا بجٹ دیا اور اب ان کا بھی تیسرا بجٹ ہے تو یہ رات کیا پانچ سال سے بھی لمبی ہے کہ جس میں کوئی حالات سدھریں گے یا بدلیں گے۔ |\*\*\*\*\*| (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میں اس بند بانگ دعوے کی طرف کہ یہ سرپلس بجٹ ہے چند انہی کے دینے ہوئے اعداد و شمار اور facts and figures پر بات کرنا چاہوں گا اور انشاء اللہ اسی باوقس میں آپ کے سامنے یہ ثابت کروں گا کہ یہ بجٹ سرپلس نہیں بلکہ خسارے کا بجٹ ہے۔

\* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! گزشتہ سال حکومت نے اس اسمبلی میں 05-2004 کے لئے 180 بلین کے بجٹ کی منظوری دی تھی لیکن آج اس کو نیا چارٹ آف اکاؤنٹس کے نام پر 185.422 بلین ظاہر کیا گیا ہے تو پانچ بلین کا اضافہ انہوں نے اس نئے اکاؤنٹنگ سسٹم کی وجہ سے دکھایا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ نئے اکاؤنٹنگ سسٹم کے تحت بجٹ کی رقم تو بڑھ گئی اگر کسی غریب کی تنخواہ بھی بڑھ گئی ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ ہی کا figure ہے۔ آپ پچھلے سال 180 بلین کا بجٹ دیتے ہیں اور آج کہتے ہیں کہ وہی figure نئے اکاؤنٹنگ سسٹم کی وجہ سے 185 بلین کا ہو گیا ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ شیخ صاحب! اپوزیشن لیڈر تقریر کر رہے ہیں۔ بیگز! تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر تقریر کر رہے ہیں تو ایوان کو چاہئے کہ in order ہو۔

جناب سپیکر، جی میں کہہ رہا ہوں ایوان in order ہے۔ معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ بیگز فاموشی کے ساتھ بیٹھیں اور اپوزیشن لیڈر صاحب کی تقریر سنیں۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! اس ایوان میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ 43.127 بلین روپے کا سرپلس بجٹ ہے۔ پچھلے سال ریونیو وصولیوں کو اس بار 2-1 فیصد زائد بڑھا کر 224.409 بلین دکھایا گیا ہے اور یہ نیا اکاؤنٹنگ ماڈل کے تحت کیا گیا ہے۔ اس طرح اس figure کو صرف 3 فیصد پچھلے بجٹ کو بڑھا کر ظاہر کیا گیا ہے تو اس حوالے سے آج کے بجٹ میں 6.72 بلین روپے اس میں بڑھ جاتے ہیں کہ جو پچھلے سال سے اسی figure کو بڑھا کر دکھایا گیا ہے۔ اس میں ایک اور بات صرف دکھانے کی ہے کہ جو پچھلے سال انہوں نے غازی بروٹھا کی راعنی دکھائی تھی کہ 3 بلین ملے گی، وہ تو نہ مل سکی لیکن اس کو آج ایک نئی مد میں انکم فری پراپٹی اینڈ انشورنس کے تحت white paper کے نیبل 2.5 میں دکھائی گئی ہے جو کہ وزیر خزانہ کو بھی پتا ہے کہ یہ رقم نہ آئی ہے نہ کہیں سے ملتی ہے، یہ صرف اپنا سرپلس بجٹ دکھانے کے لئے یا لوگوں کو بےوقوف بنانے کے لئے دکھا رہے ہیں۔ صوبائی ٹیکس کی وصولیوں کا ہدف بھی 20 بلین روپے ہے۔



سے بڑھا کر 25 بلین روپے کیا گیا ہے جس میں 'میں پہلے ہی کہ چکا ہوں کہ 6.72 بلین صرف accounting سسٹم کی وجہ سے یہ بڑھا کر دکھا رہے ہیں تو اگر میں 3- ارب وہ نکال دوں اور 6.72- ارب یہ نکال دوں تو 9.72 تقریباً 10- ارب روپیہ تو ان کے پاس ہے ہی نہیں جو یہ دکھا رہے ہیں کہ 43.127 بلین ان کے پاس surplus ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ دیکھیں کہ کیا مزے کی بات ہے کہ non tax revenue کے حصول میں جس میں پچھلے سال انہوں نے کہا تھا کہ 24.349 بلین روپے ان کا ہدف تھا اور یہ پورے سال میں اپنی ناقص کارکردگی کی بنا پر صرف 15.8 بلین روپے اکٹھا کر سکے تو اس میں ہی آج اس کو بڑھا کر یہ 33.124 بلین روپے کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ پچھلی ہی کارکردگی اپنی دکھا دیں تو شاید اس مہ میں پھر بھی 18 بلین روپے کا خسارہ ان کے سامنے آتا ہے کیونکہ جو حکومت پچھلے سال اپنا ہدف پورا نہیں کر سکی آج 15 سے 33 بلین روپے کیسے اکٹھا کرے گی؟

جناب سپیکر! یہ صرف لغافی ہے 'بیر پھیر ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ 43 بلین کا ہمارا surplus budget ہے۔ اس میں سے اگر یہ دونوں figures جو کہ میں نے ابھی بولے ہیں non tax revenue اور tax collection کا نوٹل کیا جائے تو دونوں کی رقم 28 بلین روپے بنتی ہے۔ اب اگر میں 43 بلین روپے میں سے 28 بلین روپے نکال دوں تو صرف 15 بلین روپے ان کے پاس بچتے ہیں۔

جناب سپیکر! بات صرف یہاں پر ہی ختم نہیں ہوتی۔ وزیر خزانہ صاحب نے بڑے مزے سے INFC ایوارڈ کے حوالے سے بات کی ہے جو کہ ابھی تک ایوارڈ ہی نہیں ہوا۔ پچھلے سال پنجاب کے لئے 141 بلین روپے تھے جبکہ اس مرتبہ ان کے کہنے کے مطابق ہمیں 165- ارب روپے ملیں گے۔ اگر یہ 25 بلین روپے نہ آئے تو؟ جب آپ کے پاس یہ پیسہ ہی نہیں ہے یہ آنا ہی نہیں ہے 'این۔ ایف۔ سی ایوارڈ فائل ہی نہیں ہوا تو پھر یہ خسارے کا بجٹ نہیں ہے تو کیا ہے؟ کل کو یہ بڑے مزے سے کہہ دیں گے کہ چونکہ مرکزی حکومت اپنے ٹیکس collect نہیں کر سکی 'سی بی آر کی نااہلی ہے جس کی وجہ سے ہمیں ہمارے پیسے نہیں مل سکے لہذا بجٹ خسارے میں چلا گیا ہے۔ ان کو پاستے کہ یہ عوام کو بتائیں کہ یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے۔ یہ کیوں عوام کو

خوش فہمی میں رکھنا چاہتے ہیں؟

جناب والا! یہ اسی بجٹ کو بنیاد بنا کر آگے ڈویلپمنٹ پروگرام کی بات کرتے ہیں۔ انھوں نے اسے ڈی۔ پی کے لئے 53- ارب روپے رکھے ہیں جن میں سے 13- ارب روپے جو کہ میں پہلے بتا چکا ہوں ان کے پاس نہیں ہوں گے۔ اس کے علاوہ یہ 9.872 بلین غیر ملکی امداد سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے figures بتانے میں کہ 15 بلین روپے ان کے پاس رہ گئے تھے 11 اگراؤن۔ ایف۔ سی ایوارڈ میں انھیں پیسے پچھلے سال جتنے ملے تو یہ 9.872 بلین روپے بھی اسی میں چلے جائیں گے۔ مزید مزے کی بات دیکھیں کہ انھوں نے کہا ہے کہ development کا 61 فیصد یعنی 32.5 بلین روپے پرانی سکیموں جو کہ 30- جون کو پوری ہونی ہیں کی مدد دینے جارہے ہیں۔ اس بات سے ان کی ناقص کارکردگی عیاں ہوتی ہے۔ جو سکیمیں اس سال 30- جون کو پوری ہونی تھیں اگر اگلے سال کے بجٹ میں سے ان کے لئے 32.5 بلین روپے دینے ہیں جو کہ پہلے سے موجود نہیں ہیں تو پھر یہ سب کیسے ہو گا؟ اصل میں یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے 'surplus budget' نہیں ہے۔ یہ پینا ان کو نہیں ملنا اور نہ ہی یہ collect کر سکیں گے۔ اس میں یہ 5 بلین روپے وہ بھی شامل کرتے ہیں جو کہ T.M.C.s نے پراہٹلی ٹیکس کی مدد میں collect کرنے ہیں۔ انھوں نے انہی figures میں show کر دیا اور کہہ دیا کہ وہ واپس چلا جانے کا تو پھر show کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ صرف اس لئے کہ figures میں سب اچھا کر لیں اور دنیا کو دکھا سکیں کہ یہ 5 بلین روپے بھی ہمارے پاس ہیں۔ یہ صرف اور صرف الاٹھی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب آپ کے پاس development کے لئے اسے ڈی۔ پی میں 53- ارب روپے نہیں ہوں گے تو پھر پرانی سکیمیں جن کو مکمل کرنے کے لئے انھیں 32.5 بلین روپے اگلے مالی سال کے بجٹ میں سے درکار ہوں گے وہ کیسے مکمل ہوں گی؟ اس کا مطلب ہے کہ نہ تو پرانی سکیمیں مکمل ہوں گی اور نہ ہی آئندہ مالی سال کی ترقیاتی سکیموں کے لئے ان کے پاس کوئی رقم ہو گی۔

جناب سیکریٹری! ان کی ایک اور ناقص کارکردگی ملاحظہ فرمائیں کہ تعمیری پروگرام کی جتنی بھی رقم تھی وہ زیادہ تر ڈی۔ سی۔ اوڑ کے اکاؤنٹس میں پڑی ہے، خرچ نہیں ہو سکی، بہت

معمولی خرچ ہوتی ہے جو کہ ان کی ناقص کارکردگی کا مزبور ثبوت ہے کہ پچھلے سال رقم تو رکھ دی لیکن وہ ڈی۔سی۔ اوز کے اکاؤنٹس میں پڑی رہی۔ نہ تو اپوزیشن کو فخر دینے اور نہ ہی خود خرچ کئے جس سے حکومت اور عوام کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے آپ بتائیے کہ جس صوبے کے پاس ایک روپیہ اسے ڈی۔ پی کے لئے نہ بچے تو اس صوبے کو کیسے چلایا جاسکے گا؟ یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم surplus budget سے رہتے ہیں؟ انھوں نے دس لاکھ بے روزگار افراد کو روزگار دینے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر ان کی بات مان لی جائے تو پھر ہر ضلع میں تقریباً 30 ہزار نوکریاں ملنی چاہئیں۔ یہ پورے پنجاب کا ایوان ہے۔ پورے پنجاب کے نامندے بیٹھے ہیں۔ یہاں سے کوئی کھڑا ہو کر بتادے کہ کس کے ضلع میں 30 ہزار نوکریاں ملی ہیں؟ یہ claim کرتے ہیں کہ صوبے کا جی۔ ڈی۔ پی 8 فیصد ہو گیا ہے اور per capita income میں اضافہ ہوا ہے۔ دنیا بھر کے باہر اہتلاعات کہہ رہے ہیں کہ per capita income بڑھنے سے یا جی۔ ڈی۔ پی بڑھنے سے ضروری نہیں کہ غربت میں کمی آئے یا روزگار میں اضافہ ہو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ امیر سے امیر تر اور غریب سے غریب تر ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کی 35 فیصد سے زیادہ آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ اسی میں نے آپ کو بتایا کہ جب صوبے کے پاس خرچ کرنے کو کوئی پیمانہ نہیں ہوگا تو پھر غربت کو کیسے ختم کریں گے؟ وزیر خزانہ صاحب نے ایک ہی جملہ بولا ہے کہ ہم غریبوں کے لئے کچھ کریں گے۔ وہ یہ بات پچھلے تین سالوں سے کر رہے ہیں لیکن آج تک کچھ ہوا نہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر صاف شفاف پنجاب کی بلت کی جاتی ہے۔ آپ پنجاب کو صاف شفاف کیا کریں گے؟ آنے دن کریشن اور پدموٹی کی کہانیاں مکرانوں کے گھروں سے گزر کر اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تحقیقات کی اب ضرورت ہے۔ یہاں پر انھوں نے base تو این۔ ایف۔ سی پر کیا ہے۔ پچھلے سال ہم سب نے وزیر خزانہ صاحب کو داد دی جب انھوں نے کہا کہ ہم نے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ پر پنجاب کے حقوق کو سلب نہیں ہونے دیا۔ ہم نے ڈنٹ کر مستعد کیا لیکن اس بار مجھے وزیر خزانہ صاحب ذرا بتادیں کہ کس کی اجازت سے؟ کیا ان کے وزیر اعلیٰ نے کابینہ سے پوچھا؟ کیا اس ہاؤس سے پوچھا کہ ایک امر ایک غیر منتخب

آدمی کو جا کر اختیار دے آئے ہیں کہ وہ پنجاب کے این۔ایف۔سی ایوارڈ کا فیصلہ کر دے۔  
جناب سپیکر! یہ سب کچھ انہوں نے کس اختیار سے کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی  
پنجاب کے عوام کے ساتھ انہوں نے زیادتی کی ہے اور پنجاب کے عوام کے حقوق کو انہوں نے  
سب کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر میں ترقیاتی فنڈز کے استعمال کی بات کروں تو اس بات بھی وزیر  
خزانہ نے بتایا کہ جو ترقیاتی فنڈز رکھے گئے تھے وہ اس قدر استعمال نہ ہو سکے ہیں اور تقریباً نصف  
فنڈز واپس جا چکے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پھر کارکردگی کیا ہے؟ چلیں آپ این۔ایف۔سی  
ایوارڈ کو چھوڑ دیں۔ ہم پچھلے سالوں سے سن رہے ہیں کہ ہم پنجاب میں پی۔ایف۔سی ایوارڈ کا  
اجراء کر رہے ہیں۔ تین سال ہو چکے ہیں، یہ تیسرا بجٹ دے رہے ہیں لیکن یہ ابھی تک ہمیں  
پی۔ایف۔سی ایوارڈ نہیں دے سکے تو کیا یہ ان کی ناکامی نہیں ہے؟ یہ کس طرح ہمیں surplus  
budget کی غونجی سنا رہے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں تعلیم کا بڑا چرچا کیا جا رہا ہے۔ روزانہ وزیر اعلیٰ صاحب کے اعلانات  
لگانے جاتے ہیں۔ نیلی وزیرین اور اخبارات میں تشویر کی جا رہی ہے جس پر کثیر رقم خرچ ہو رہی ہے۔  
عوام کی کھائی کھائی جا رہی ہے لیکن مجھے ذرا بتادیں کہ کیا میڈیا تعلیم کو بہتر کرنے کے لئے بھی  
کچھ کیا گیا ہے؟ آپ آج بھی rural areas میں چلے جائیں وہاں پر سکولوں میں لوگوں نے  
بیمیں، گدے اور گھوڑے باندھے ہوئے ہیں۔ صرف تعلیم مفت کر دینے سے تعلیم کامیاب  
بہتر نہیں ہوتا۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا، ہم نے رانے دی تھی کہ آپ پرائمری تعلیم  
پر focus کریں۔ زیادہ پیسہ پرائمری تعلیم پر لگائیں اور نئی نسل کو جدید تقاضوں کے مطابق تیار  
کریں۔ ہمیں علم ہے کہ راتوں رات یہ سب کچھ نہیں ہوتا لیکن اگر انہوں نے پانچ سال پہلے  
پرائمری تعلیم پر focus کر لیا ہوتا تو آج بچے 21 صدی کے تقاضوں کے مطابق تعلیم حاصل کر  
رہے ہوتے۔ آج ہماری ذگریوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں، ہمارے بچے، بچیوں ذگریاں ہاتھوں میں  
تے ماہے ماہے پھرتے ہیں لیکن انہیں نو کریں نہیں ملتیں۔

جناب سپیکر! یہی حالت محکمہ صحت کی ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں، سرکاری ہسپتالوں کے باہر پرائیویٹ میڈیکل سٹوروں پر لائین لگی ہوئی ہیں، صرف اس لئے کہ ہسپتالوں میں ادویات دستیاب نہیں ہیں۔ فڈرز کو دینے میں اور وہیں کی ناقص کارکردگی کو بہتر کرنے میں بڑا فرق ہے۔ یہ حکومت لوگوں کو صحت کے شعبے میں سولتیں ہم پہنچانے میں بھی بڑی طرح قیل ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! مہنگائی کی بات کرتے ہوئے کون سا کہ اب خود صدر پاکستان نے ان پر عدم اعتماد کا اعلان کر دیا ہے کہ مہنگائی بہت ہے اس کو کنٹرول کیا جائے۔ اسی طرح نیشنل سکیورٹی کونسل نے بھی کہا ہے کہ مہنگائی کے حوالے سے اپنا قبضہ درست کریں۔ ہمارے وزیر موصوف نے بڑی آسانی سے کہہ دیا ہے کہ مہنگائی کنٹرول کرنا وفاقی حکومت کا کام ہے اس میں صوبے کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اگر ان کا عمل دخل نہیں ہے تو پھر یہ بخت کیوں پیش کرتے ہیں؟ اگر انہوں نے dictation یعنی یہ ہے تو یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ عوام کے فائدے سے بن کر کیوں بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر! میں بھکاری بچے، پیورو آف پائلڈ پروٹیکشن کے حوالے سے بھی بات کروں گا۔ انہوں نے پچھلی مرتبہ اس حوالے سے بات کی تھی لیکن اس میں غیر منتخب فائدہ دار کو بچھا کر فڈرز دے دینے گئے۔ آپ میرے ساتھ چلیں، میں ابھی آپ کو دکھاتا ہوں کہ ہر پورا ہے پر جہاں بھی آپ گازی روکیں گے وہاں بھکاری بچے، مانگنے والے آپ کی گازی کا شیشہ کھٹکتھکتاتے ہیں تو یہ پیسے ہم کیوں down the drain بھیج رہے ہیں؟ ہم اس سے کیا فائدہ حاصل کر رہے ہیں جبکہ اگلے سال آپ کے پاس development کے لئے بھی پیسے نہیں ہوں گے تو لا محدود جب آپ کے پاس development کے لئے پیسے نہیں ہوں گے تو پھر آپ نے ہیلتھ لاء اینڈ آرڈر یا ایجوکیشن کے لئے جو بجٹ دیا ہے اس میں سے پیسے نکال کر اپنے ممبروں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے یا پارس نرینڈنگ کرنے کے لئے آپ ان کو مزید رعایت دیں گے یا development فڈرز کی مد میں ان کو پیسے دیں گے تو پھر کون suffer کرے گا جب صحت، ایجوکیشن اور لاء اینڈ آرڈر سے پیسے نکالے جائیں گے تو سب سے زیادہ غریب آدمی ہی suffer کرے گا۔

جناب سپیکر! مجھے یہ کہنے ہونے افسوس ہو رہا ہے کہ پچھلی بار ہمارے صوبہ پنجاب میں وزیر خزانہ صاحب نے خواتین کو اتنی اہمیت دی تھی کہ ان کے لئے ایک سینیڈیم رکھا تھا۔ اس بار وہ بھی نہیں بتا سکے کہ وہ سینیڈیم کہاں ہے، کہاں بنا اور کدھر گیا؟ اس سال 225 ملین روپے یعنی ساڑھے بائیس کروڑ روپے رکھا ہے جو شاید اسی سینیڈیم کے لئے رکھے ہوں کہ اس سال اسے مکمل کریں گے۔ جو general reforms کی بات بھی رہ گئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر دفعہ منصوبے تو دینے جاتے ہیں لیکن عمل نہیں ہو رہا جس وجہ سے ہمارا پنجاب پیچھے کی طرف جا رہا ہے۔ خود کشیں بڑھ رہی ہیں۔ اب تو کوئی بندہ انفرادی خودکشی نہیں کرتا بلکہ اب تو لوگ پہلے اپنے بچوں کو ذبح کرتے ہیں پھر اپنا گلا کاٹتے ہیں اور اجتماعی خود کشیں ہو رہی ہیں۔ جس دن وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں منتخب ہونے تھے ہم نے اسی دن ان سے کہا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ مل کر اس ایوان کو چلانے کی بات کریں، dictation چھوڑیں۔ ان نوکروں اور چاکروں کی نوکری چاکری چھوڑ کر عوام کی بات کریں ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کو قائم بنائیں گے لیکن وی ہوا جس کا اندازہ تھا آج تین سال بعد بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کچھ کریں گے تب غریب کی حالت سدھرے گی۔

جناب سپیکر! زراعت اور آبپاشی کے حوالے سے بات کریں تو کہتے ہیں کہ ہماری فصل اچھی ہوتی ہے۔ ہماری گندم کی فصل اچھی ہوتی ہے۔ مانتے ہیں کہ اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا ٹائمہ کس کو ہوا؟ کیا یہ مجھے بتائیں گے کہ انہوں نے بھت میں اس غریب ہادی اور کسان کے لئے جس کے پاس زمین ہے نہ کوئی اور چیز یا جس کے پاس بہت تمیزی زمین ہے جب وہ middle man سے پیسے لے کر زراعت کے لئے اپنی inputs لیتا ہے تو وہ سارا پیسا وہ middle man لے جاتا ہے تو انہوں نے middle man کو روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ ظہری بات ہے کہ rural area میں پیسے جائیں گے تو بڑے بڑے زمینداروں کو ملیں گے اور ان کی فصلیں بھی اچھی ہوں گی لیکن غریب تو غریب تر ہو گا۔ یہی وہ فرق ہے جو per capita meone تو بڑھا ہے لیکن لوگوں کو غربت کی لکیر سے اوپر نہیں آنے دیتا۔

جناب سپیکر! یہ سستے آنے کی بات کرتے ہیں۔ آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ سستا آنا کہاں اور کس کو ملتا ہے؟ ٹرک بھر کر کون لے جاتا ہے اور کس طبقے میں بانٹتا ہے لیکن غریب آدمی کی اس تک کوئی رسائی نہیں ہے۔ لوگ تو روٹی سے تنگ آ کر خود کھیں کر رہے ہیں۔ میں تو پچھلے سال کارونارو رہا ہوں لیکن اب اس سال جب بجٹ میں پیسہ ہی نہیں ہے۔ جب خسارے کا بجٹ ہے تو جن چیزوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں یہ ساری کہاں سے مہیا کریں گے؟ سڑکوں کی تعمیر کے لئے پیسے 8 سے ساڑھے 12 بلین روپے تو کر دینے گئے ہیں لیکن ابھی آپ میرے ساتھ باہر چلنے اور مال روڈ کو بھومز کر باقی ٹخت سڑکوں کی حالت دیکھ لیجئے؛ یہ تو شہروں کی حالت ہے لیکن گاؤں وغیرہ کا آپ اندازہ کر لیں کہ کیا حالت ہو گی؛ جب فنڈز نہیں ہوں گے تو سڑکیں بھی نہیں بنیں گی۔

جناب سپیکر! پچھلے تین سال سے ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ہر دفعہ کہا جاتا ہے کہ اب اتنے اضلاع کر دیئے جائیں گے لیکن ابھی تک ایک ضلع کو ماڈل بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تین سال ہو گئے ہیں اور اس سے پہلے دو سال بھی اس حکومت کا تسلسل ہے۔ اس میں بھی کچھ نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد environmental pollution کو تو ایک طرف کریں یہ تو سیاست دانوں میں بڑی سیاسی آلودگی پھیلا رہے ہیں۔ وغاداریاں تبدیل کرنے کے لئے ہارس ٹریڈنگ کا بازار گرم کیا ہوا ہے اور بد قسمتی تو یہ ہے کہ اس میں ہمارے باؤس کا کسٹوڈین بھی ان کو تحفظ دے رہا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ کسانوں، غریبوں اور آباد کاروں کے لئے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کو مکان دیئے جائیں گے۔ ان میں زمین باقی جانے گی۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ 81 ہزار مکینوں کو ملاکنہ حقوق بھی دیں گے لیکن آج تک کسی کو ملاکنہ حقوق نہیں دیئے گئے۔ آج بھی لوگ ہمت کے لئے ترس رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں ہے بلکہ ریٹیف فری بجٹ ہے۔ یہ ایسا بجٹ ہے جس میں کسی بھی غریب آدمی کو کوئی ریٹیف نہیں دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکمران کسی بھی حوالے سے عوام کو کسی قسم کا ریٹیف نہیں دے سکے۔ اگر کوئی ریٹیف دیا ہے تو انھوں نے یوٹی کلائنکس، شادی گھروں، سوئنگ کلائنکس پر duty

rebate دی ہے جن کا غریب آدمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔  
 جناب والا! اگر آپ آج لہ اینڈ آرڈر کے اعداد و شمار دیکھیں تو اب crime rate میں  
 پچھلے سالوں کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس میں لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن سرفہرست ہیں اور  
 وزیر اعلیٰ صاحب کا ڈسٹرکٹ بھی گوجرانوالہ ڈویژن میں آتا ہے۔ اس میں اب بھی پیسے تو  
 20-ارب روپے کر دینے گئے ہیں۔ 500 پولیس پٹرولنگ پوسٹوں کی بات بھی ہو رہی ہے لیکن  
 مزے کی بات یہ ہے کہ اس پٹرولنگ پولیس کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ بئیر ایف۔ آئی۔ آر کے بئیر  
 کسی بات کے کسی بھی گھس کو 2-ا گھنٹے کے لئے حراست میں لے سکتے ہیں۔ ابھی سمیع اللہ  
 صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ جب زرداری صاحب آنے تو ہمیں گھر میں بیٹھے کھانا  
 کھاتے ہونے کو فرار کیا گیا۔ یہ فڈز اور پٹرولنگ پولیس تو پورین کے خلاف ہی استعمال ہوں  
 گئے۔ ہم پولیس کے لئے پیسا بڑھانے کے خلاف نہیں ہیں لیکن ان سے نتائج کون لے گا یہ کون  
 make sure کرے گا کہ وہ قانون کے مطابق کام کریں؟ انہیں جو اختیار دیا جا رہا ہے کہ وہ جیسے  
 چاہیں اور جب چاہیں 2-ا گھنٹے حراست میں رکھ لیں اور ان سے پوچھنے والا کوئی نہیں ہو گا تو میں  
 سمجھتا ہوں کہ یہ اپوزیشن اراکین کے یا ان لوگوں کے خلاف استعمال ہو گا جو اللہ کر ان کے بخت  
 کی دھجیاں اڑائیں گے اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہو گی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پواتن آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، لہ منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ میں  
 اپنے بھائی کو interrupt نہیں کرنا چاہ رہا تھا لیکن میں صرف یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ اس ہاؤس  
 کی کچھ روایات ہیں اور بڑی اہم روایات ہیں کہ اگر کوئی مقرر تقریر کر رہا ہو اور کسی معزز رکن کو  
 اس کی بات اہمگی گے تو بیخ بجا دیتے ہیں۔ میرے بھائی کو بات کرتے ہوئے 25 منٹ ہو گئے  
 ہیں لیکن اپوزیشن کے ایک رکن نے بھی بیخ نہیں بجایا ماسوائے میری۔ سن جو ٹاؤن شپ سے ہیں  
 انہوں نے ایک دو بار منسل بجائی ہے۔ پتا نہیں ان کو سمجھ آئی ہے یا نہیں؟ اس لئے میں اپنے



بجائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے بجائی کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے اور یہ اہم بات ہو گی۔  
جناب سپیکر، جی، ٹکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب سمیع اللہ خان!

محترمہ عابدہ جاوید، ہم تو ہمیشہ جج کو appreciate کریں گے۔

جناب سپیکر، محترمہ پینزا تشریف رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے پنجاب کی حقیقی تصویر ایوان میں پیش کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جی، جناب قاسم ضیا! محترمہ پینزا تشریف رکھیں۔ اپوزیشن بیزر بات کر رہے ہیں آپ نہیں۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! نہایت افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ جب میں اپنی یہ بات کر رہا تھا اور اب کر رہا ہوں تو میرا دل غوں کے آنسو رو رہا ہے کہ اگلے سال میں ہمارے پنجاب کی کیا حالت ہونے والی ہے؛ لیکن راجہ صاحب کو واہ واہ اور ڈیک بجانے کی پڑی ہے۔ راجہ صاحب! ہمیں واہ واہ نہیں چاہئے۔

ممبران حزب اختلاف، حیم، حیم۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! ہم گیلری کے لئے play نہیں کرتے۔ ہم گیلری کو نہیں دکھانا چاہتے بلکہ ہم تو عوام کو وہ حقیقت دکھانا چاہتے ہیں جو اس بحث میں اس حکومت نے پیش کی ہے اور اگر یہ حقیقت سمجھ لیں تو پھر وزیر خزانہ کھڑے ہو کر خود اعتراف کر لیں کہ یہ خسارے کا بحث ہے۔ حکومت نے غریبوں کے لئے تو کیا دینا ہے لیکن عکرائوں کو اپنی تشہیر اور عیاشی کے لئے، قومی خزانے سے وزراء کے لئے پندرہ لاکھ کے اثراہات اور پھر تمام وزراء۔ (شور و غل)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! عوام تو رانسپورٹ سے محروم ہیں لیکن وزراء کے لئے کروڑوں روپوں کی گاڑیاں خریدی گئیں یہ کوئی ذہلی بھی بات نہیں بلکہ اس صوبے کی وی۔آئی۔پی شخصیت کے لئے 39 کروڑ روپے کا تیل کانٹریکٹ بھی خرید گیا جو کہ سارے کاساراقومی خزانے پر بوجھ ہے اور غریب عوام کے پیسوں سے یہ عیاشیاں کی جارہی ہیں۔ مگر ان سکینڈل اور کرپشن سے فری حکومت کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں مگر کرپشن کا بازار گرم ہے اور اس کے راستے مکرانوں کے مٹھوں سے ہو کر گزر رہے ہیں اور گزشتہ بجٹ کے اہداف مکمل ناکامی کا جوت دے رہے ہیں جس کی بناء پر مکرانوں سے مستقبل کے اہداف کے حصول کی توقع کرنا ممکن نہیں۔ وہ سیاسی شبہ میں بھی کامیاب نہیں ہیں اس میں انھوں نے سیاسی حقوق کی پامائیاں کیں۔ پارس ٹریڈنگ کے بازار لگانے، صحافیوں کو کچلا، گزشتہ ایک سال میں ایوزیشن کے خلاف 20 ہزار کے قریب مقدمات قائم کئے گئے۔ سیاسی خواتین اور سیاسی کارکنوں کو دور دراز جیلوں میں بھیجا گیا۔ موجودہ بجٹ میں عوام کی خدمت کی بجائے کسی مہر انقلابات، کسی یورو کرینٹ نے ایک روایتی سی دستاویز بنا کر ہمارے وزیر خزانہ کو دے دی جو انھوں نے پڑھ دی۔ میں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ بجٹ نہ کوئی ریٹیف دے سکا اور نہ دے سکے گا۔ یہ بجٹ سرپلس نہیں خسارے کا۔ بجٹ ہے اور ہم اس بجٹ کو مسترد کرتے ہیں۔ (نعرہ ہانپتے حسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس 20 منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔  
(اس مرحلے پر نماز عصر کے لئے اجلاس کی کلروانی 20 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)  
(وقفہ نماز کے بعد جناب سپیکر 5.55 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، گونڈل صاحب! آپ تقریر کرنا چاہیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر، ویسے تو یہ آپ بھی سمجھتے ہیں، میں بھی سمجھتا ہوں کہ ہم کورم پر بات نہیں کر سکتے۔ اپوزیشن کی تو عیجہ بات ہے لیکن میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ حکومتی بیجز کی طرف دیکھ لیں کہ بجٹ سیشن ہے لیکن ان کی دلچسپی دیکھیں کہ کتنی حاضری ہے، بس یہی بات میں آپ کے فون میں لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! امی ناز کے لئے لوگ گئے ہوئے تھے۔ اب آرہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا آفتاب صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آرڈر پیئر۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم کی ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ماشاء اللہ یہ روزانہ تقریباً ایک دن میں دو دو convocation attend کرتے ہیں۔

بڑی اہم خبر ہے کہ Results tampering irks K.C. students اس کی لائن دیکھیں کہ،

The students of Kinnaird College Mass Communication Department have complained against various forms of maltreatment, bias marking and tampering of the results saying it was the severest crime and could be dealt under the Pakistan Penal Code.

میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس کو پڑھنے کے بعد وزیر تعلیم اس پر ایکشن لیں کہ کس طرح بیچوں کے رزلٹ کے ساتھ tampering ہوئی ہے۔ یہ جو اتوں نے autonomy دی ہے اس کے بعد ان

کا کوئی چیک نہیں ہے اور اس سے بہت نقصان ہو رہا ہے۔ وہاں Mass Communication

کی مس سمیہ ہیمیل نے لکھا ہے کہ this is my prerogative انہوں نے کہا کہ مار کنگ 100

کی بجائے 75 کریں، 25 میرا prerogative ہوگا۔ منسٹر صاحب اس کی انکوائری کریں اور یہاں

بتائیں۔

جناب سپیکر، انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔ جی، گورنل صاحب!

چودھری نذر حسین گوندل، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - شکر یہ۔ جناب سیکرٹری میں سال 2005-06 کا بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کے ویرن کے مطابق 'وزیر خزانہ حسین بہادر دریگ صاحب' ان کے رہنے کا وزارت نے کرام' وزارت خزانہ کے افسران و اہلکاران 'پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کے افسران و اہلکاران کو اپنی طرف سے اس ایوان میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا عوام دوست بجٹ پیش کیا جو کہ ترقی اور عوامی مسائل حل کرنے کا تسلسل چمکے تین سال سے شروع ہے اور الحمد للہ اسی بجٹ سے عکاسی ہوتی ہے کہ وہ ترقی کی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ آج آپ یہ بجٹ ملاحظہ فرمائیں تو اس میں دو لحاظ سے اگراجبات ڈیولپمنٹ کے لئے تقسیم کئے گئے ہیں ایک ڈیپارٹمنٹ کے لحاظ سے اور دوسرا پیمانہ ترقی پذیر اور ترقی یافتہ علاقوں کے لحاظ سے اس طور پر تقسیم کئے گئے ہیں کہ کہیں کوئی محرومی نہ رہے اور جہاں کہیں اشد ضرورت ہے، جہاں ابتدائی وسائل کی ضرورت ہے اس کو پورا کیا جائے۔ آج میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ الحمد للہ اس بجٹ میں سب سے زیادہ جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے جو ہمارے اضلاع پیمانہ ہیں چاہے ان کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہو ایسی تھیں، ایسے علاقے جن کا تعلق سنٹرل یا northern پنجاب سے ہو ان پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ میں یہ کہنے میں انتہائی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے وہ اضلاع جہاں پیمانہ گی کارونارویا جاتا تھا آج الحمد للہ ان کو ابتدائی وسائل مہیا کرنے میں کافی مقدار میں رقم مختص کی گئی ہے اور ان کی ابتدائی ضرورت کے مطابق پینے کے پانی اور انفراسٹرکچر کے ساتھ ساتھ ان کی گھوٹوں، تالیوں اور سڑکوں کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی طور پر پیمانہ علاقے ترقی کر کے ترقی کے دھارے میں شامل ہو کر ترقی یافتہ علاقوں میں شامل ہو سکیں گے۔

جناب والا! آپ محکمہ تعلیم کو ملاحظہ فرمائیں کہ تعلیم جو کہ ایک ابتدائی چیز ہے جس کی ترقی ہی انسان کی ترقی کی حاسن ہوتی ہے۔ پچھلے سال یہاں پر 7- ارب روپیہ missing facilities کی مد میں رکھا گیا تھا اس سال الحمد للہ انہی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے 9- ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو ایک بہت بڑی بات ہے اور وہ سکول جو پچھلے پندرہ سال سے ساتھ حکومتوں کی نالماقت اندیشیوں کی وجہ سے ان میں گدھے اور گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ الحمد للہ

آج وہ سکول بھی ماڈرن سکولوں کا درجہ حاصل کر رہے ہیں اور وہاں پر بھی غریبوں کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی کے ساتھ ساتھ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ سپیشل ایجوکیشن اور adult ایجوکیشن کی مد میں الگ الگ رقم مختص کی گئی ہے تاکہ وہاں پر بھی ترقی کی راہیں کھل سکیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ صحت میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ طبی مراکز، سول ہسپتال، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال غرض کہ ہر ہسپتال اور ہر طبی مرکز میں جدید سولتوں کی آسانشیں پہنچانے کے لئے نہ صرف تنگ و دو کی گئی ہے بلکہ رقم بھی مختص کی گئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ غریب کے گھر میں جہاں دور دراز علاقہ ہو، جہاں بنیادی مرکز صحت ہو وہاں پر لوگوں کو اچھی صحت کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ سڑکوں کا جال بچھانے اور ترقی کے دیگر ذرائع پیدا کرنے کے لئے ایسے ایسے علاقے مختص تھے جہاں پینے کا پانی مہیا نہیں تھا، الحمد للہ اس میں آپ rural area کی man water supply دیکھ سکتے ہیں کہ ایک ایک پر پندرہ پندرہ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور اس سے آٹھ آٹھ یونین کونسلیں بھی مستفید ہو رہی ہیں۔ یہی اصل vision ہوتا ہے، یہی ترقی کرنے کی بات ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ آبپاشی میں دیکھیں کہ جدید تھانوں کے مطابق نہری نظام کو درست کرنے کے لئے وسائل مہیا کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا پونہوار کا علاقہ ہے وہاں ترقی دینے کے لئے چھوٹے ڈیموں کا منصوبہ شروع کیا گیا ہے اور 32 چھوٹے ڈیم تجویز کئے گئے ہیں اور جن میں انشاء اللہ تعالیٰ پونہوار کے چاروں اضلاع میں دو دو تین ڈیم ہیں کہ جن پر کام شروع ہو رہا ہے یا ان کی feasibility study ہو رہی ہے۔ یہی بات ترقی دینے کے لئے ہوتی ہے کہ ہر علاقے کو اس کی ضرورت کے مطابق کہیں نہری نظام میں نہروں کو بچھتہ کیا جا رہا ہے، کہیں بارانی علاقوں میں ڈیم بنانے جا رہے ہیں یہ سب تب ہی ممکن ہو رہا ہے کہ حکومت پاکستان کے پاس، حکومت پنجاب کے پاس فاضل ذرائع ہیں، ان کے پاس فاضل سرمایہ ہے، فاضل سرمایہ اکٹھا کرنے کے لئے نیک نیتی سے ایک طریق کار کے مطابق بچت کرنے کے ذریعے جب انسان وسائل پیدا کرتا ہے

تو اسی وقت یہ ترقی کے منازل آتے ہیں اور وسائل اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب مگر ان نیک نیتی سے مگرانی کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے فاضل دوست اپوزیشن لیڈر نے اپنی مثنیٰ بھی تقریر کی ہے ایسا نظر آتا تھا کہ ان کو آج ہی دہنی سے فیکس موصول ہوئی ہے چونکہ وہ figures پڑھ ہی نہیں سکتے تھے اسی لئے انہیں پڑھنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ آپ ان کی پوری تقریر ملاحظہ فرمائیں اتنا بڑا بجٹ ہے اس میں ان کو کوئی نہ کوئی چیز تو ابھی نظر آئی ہو گی کہ تقسیم ہو جو رقم خرچ کی گئی ہے، صحت کی مد میں خرچ کیا ہے، انفراسٹرکچر میں خرچ کیا ہے، فریکل پلاننگ میں خرچ کیا ہے لیکن 53- ارب روپے کے پورے بجٹ میں ان کو کوئی بھی ابھی چیز نظر نہیں آئی ان کو صرف اور صرف غامی ہی نظر آئی ہے۔ مدار 11م یہ تو دکھیں کہ ہم یہاں پر عوام کی بستری کے لئے بیٹھے ہیں، ڈیوٹینٹ کے طریق کار جاننے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو چیز ابھی ہو اس پر تعریف کرنی چاہئے اور جو چیز بری ہو اس پر تنقید ضرور کرنی چاہئے اور تنقید بھی اس طرح ہونی چاہئے کہ یہ فلاں مد میں رقم 10 کروڑ نہیں ہونی چاہئے تھی بلکہ 12 کروڑ ہونی چاہئے تھی ایسی تجاویز دی جائیں تاکہ ہمارے وزیر خزانہ ان کی مثبت تجاویز کی روشنی میں اپنا آئندہ لاغر عمل بنا سکیں۔ صرف تنقید برائے تنقید سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ تو ہاؤس کا impression اچھا پڑتا ہے اور نہ تنقید کرنے والے کا impression اچھا پڑتا ہے۔ یہ ترقی کا سلسلہ ہے، ابتدائی وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں، ترقی کی منزل میں مل نکلی ہیں، ان پر عمل کرتے ہوئے میں دیا تندی سے یہ کہتا ہوں کہ وہ علاقے جو انتہائی پسماندہ رہ گئے تھے۔ پچھلے بجٹ میں یہ کہا گیا تھا کہ لاہور، لاہور، لاہور اور آج دکھیں کہ جب رحیم یار خان شروع ہوتا ہے وہ پسماندہ ضلع ہے، جب بہاولپور شروع ہوتا ہے وہ بھی پسماندہ ضلع ہے، بہاولنگر شروع ہوتا ہے تو الحمد للہ ان کی ضروریات کے مطابق تمام وسائل مہیا کئے گئے ہیں یہ اسی وجہ سے ممکن ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب اور ان کی ٹیم نے اسی طور پر اس رقم کو تقسیم کیا ہے کہ پسماندہ علاقوں کو بھی اس ترقی کے مدارے میں شامل کیا جائے اور ایک فاضل بجٹ اسی طور پر ہم اسے کہتے ہیں کہ الحمد للہ اس میں کوئی ایسی مد خرچ کے لحاظ سے نہیں ہے کہ جسے آپ کہیں کہ یہ فائو خرچ ہے اور کوئی اس کے علاوہ بھی اس بجٹ سے ترقیاتی فنڈ سے نہ محروم رہا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا

علاقہ کہہ سکتے ہیں کہ تلاش ضلع یا تلاش تحصیل میں کسی طور پر اس کی ضرورت کے مطابق رقم نہیں رکھی گئی۔ اسی طرح Departments کے لحاظ سے آپ دیکھیں کہ ہر department میں اتنی رقم رکھی گئی ہے کہ ترقی کے دروازے کھلتے جائیں گے اور عام آدمی اور غریب آدمی مستفید ہوتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکومت کو اسی طرح توفیق دے کہ آنے والے بجٹ بھی اسی طریق کار کے مطابق اور اسی Vision کے مطابق مرتب کرتے جائیں تاکہ غریب آدمی کی محرومی دور ہوتی جائیں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ بات عرض کروں گا کہ یہ ایک مفروضہ بجٹ ہے کیونکہ جب این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا فیصد نہیں ہوا supposition پر رقم طے کر کے اس کے مطابق بجٹ بنایا گیا ہے اور میں این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا فیصد نہ ہونے کے بارے میں یہ تبصرہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف اس لئے مشرف صاحب نے تاحال فیصد نہیں کیا ہے کہ وہ اس کے ذریعے صوبہ سرحد کی حکومت کو بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب کو چاہئے کہ صوبہ پنجاب نے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے لئے جو تجاویز مرکز کو بھیجی ہیں وہ ہاؤس کے سامنے رکھیں تاکہ اس کی روشنی کے اندر جب فیصد ہو گا تو ہم اس بارے میں کوئی رائے قائم کر سکیں کہ پنجاب نے اپنے حصے میں کچھ کمویا ہے یا کچھ پایا ہے۔

اس سال کی بجٹ تقریر کو تو میں بعد میں لوں گا اور اس سے پہلے لاہور میں 17-جون 2004 کو حسین بہادر دریشک صاحب نے میزانیے کی تقریر کی تھی جس کے میں پیچیدہ پیچیدہ پوائنٹس ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ اس پر انہوں نے کتنا عمل کیا ہے کہ اس دفعہ انہوں نے ایک نیا بجٹ پیش کر دیا ہے اور جب اس پہلی تقریر کو اور آج یہ ایوان جس بجٹ تقریر پر بحث کر رہا ہے اس بجٹ کو لیتے ہیں تو اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ”آکا دوز اور پیچھا چوز“۔ اس میں پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 2 میں انہوں نے یہ commit کیا کہ ہر سال روزگار کے 10 لاکھ نئے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ

پوچھتا ہوں کہ 10 لاکھ تو بڑی دور کی بات ہے انہوں نے اگر صوبہ پنجاب کے اندر 50 ہزار ہی نو کریاں دی ہیں تو اس کا break up ہمیں بتادیں تو ہم سزا جھگڑنے کے لئے تیار ہیں۔ بجٹ تقریر کے اندر ایک نمبر لگا دیا کہ ہم 10 لاکھ نو کریاں دیں گے اور ابھی اس بجٹ تقریر میں لکھ دیا گیا ہے کہ مالی سال 2004-05 کے دوران صوبہ پنجاب روزگار کے 10 لاکھ مواقع پیدا کرنے کے ہدف کو حاصل کر چکا ہے۔ ہمیں یہ ذرا سمجھا دیں کہ یہ 10 لاکھ نو کریاں انہوں نے کہاں فراہم کی ہیں۔ ہم بھی اسی صوبہ پنجاب کے اندر رہتے ہیں دوسرے ضلع کے دوستوں سے بھی سلام دعا کرتے ہیں۔

سادے اس پر بیچتے ہیں 'پکارتے ہیں کہ on top مسئلہ اس وقت بے روزگاری کا ہے اور یہاں صرف figures دے کر اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے مجموعی بجٹ تقریر میں بھی ایک بات کہی تھی کہ ہم نے capital account میں نجی اور سرکاری شعبے کی شراکت کے لئے 9-ارب سے زائد رقم رکھی ہے اور انہوں نے یہ توقع رکھی تھی کہ نجی شعبہ اس سے تین گنا سرمایہ کاری کرے گا۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اس کا break up بتا دیں کہ جو رقم انہوں نے رکھی تھی اس سے انہوں نے کون کون سے نئے پراجیکٹس شروع کئے ہیں؟ انہیں چلنے تھا کہ وہ اپنی بجٹ تقریر میں اس کا break up دیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اس بارے میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے سال 17-جون کی بجٹ تقریر میں اس بات کو commit کیا کہ اس برس یعنی جولائی 2004 کے اندر پنجاب میں 178 نئی پولیس پٹرولنگ پوسٹیں اپنا کام شروع کر دیں گی۔ اب جون 2005 ہے اور اگلے بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اور تا حال یہ پٹرولنگ پوسٹیں پنجاب کے اندر کمیشن نہیں ہوئیں۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس حوالے سے پورا ایک سال لیٹ پروگرام چل رہا ہے۔

میں یہ بھی عرض کروں گا کہ انہوں نے پچھلے بجٹ کے اندر commit کیا تھا کہ صوبے کے تمام ذل سکولوں کو میٹرک کا درجہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ تین سالہ پروگرام ہے۔ میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کم از کم یہ figures تو دے دیں کہ جو سال گزرا ہے اس میں انہوں نے کتنے تعلیمی اداروں کو ذل سے میٹرک کیا ہے؟



جناب سیکرٹری تعلیم کے حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور اس بحث کے اندر بھی انہوں نے یہ بات کی ہے کہ ہم سینٹرل ایجوکیشن کے 90 کے قریب ادارے اگے ملی سال کے دوران کھولنے کا منصوبہ رکھتے ہیں اور پچھلے بحث میں یہ کہا کہ ہم تحصیل کی سطح پر لے جانا چاہتے ہیں۔

جناب والا! ملازمین دنیا میں سینٹرل ایجوکیشن کے حوالے سے اب inclusive education کا concept ہے جس میں نارمل بچوں کے ساتھ سینٹرل بچے بھی ایجوکیشن حاصل کرتا ہے اور نیچر ٹیوٹری سی زیادہ توجہ اس پر دیتا ہے تاکہ وہ inferiority complex کے اندر بھی مبتلا نہ ہوں اور وہ نارمل طریقے سے اپنی ایجوکیشن لے سکے۔ اس کے مقابلے کے لئے یہ اتنا لمبا فرچ اس حوالے سے کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ موجودہ concept سے متضاد ہے۔ اسی طرح پچھلے بحث میں انہوں نے یہ comunit کیا ہے کہ پانچ مرے کے ایک لاکھ بیس ہزار پلاٹ دیہی علاقوں میں مفت تقسیم کریں گے تو میں یہ بھی چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں اس کا بھی break up دے دیں کہ انہوں نے گزشتہ بحث میں وعدہ کیا تھا اس پر انہوں نے کیا عملدرآمد کیا ہے؟

پچھلے سال کے بحث میں خواتین کے بارے میں انہوں نے بالخصوص کہا کہ Gender Reform Action Programme شروع کیا ہے اور ابتدائی طور پر 20 کروڑ روپے کی گرانٹ منظور کی تھی۔ اس کا انہوں نے کیا کیا ہے؟ اسے کدھر خرچ کیا ہے؟ کس معاملے میں اسے نکالیا ہے؟ اس کے بارے میں یہ بالکل خاموش ہیں اور اس سال اس حوالے سے انہوں نے ایک پیسہ بھی اس میں نہیں رکھا اور عورتوں کے حوالے سے معاملہ بالکل ہی گول کر کے رکھ دیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پچھلے بحث کے اندر کہا کہ آئندہ دو برسوں کے دوران 10- ارب روپے کی لاگت سے سرکاری ملازمین کے لئے سات ہزار گھر تعمیر کئے جائیں گے، چھپیس سات ہزار نہ سہی کوئی ایک دو گھر بھی سرکاری ملازمین کے لئے انہوں نے جادینے ہیں تو یہ ذرا یہاں پر بتادیں تاکہ ہمیں بھی اعتماد ہو سکے کہ جو بحث یہاں پر پیش کیا جاتا ہے اس پر کوئی عملدرآمد بھی ہوتا ہے۔ ہمیں تو یہی لگتا ہے کہ بس بحث پیش ہو جاتا ہے اور تقریر ہو جاتی ہے اور

اس کے بعد اہل نپ معاملہ چلتا ہے جس طرح وہ پرانی بسوں پر لکھا ہوتا کہ،  
 نہ خوبی انجن نہ کمال ذرا نیور  
 چلی جا رہی ہے خدا کے سہارے

اس حوالے سے ہم سمجھتے ہیں کہ اسی طرح سارے مالی معاملات چل رہے ہیں۔ ابھی بجٹ میں انہوں نے کہا کہ 15 فیصد اضافہ کیا ہے لیکن اس میں ہونا تو یہ چاہتے تھا کہ جتنی total pay کوئی لے رہا ہے اس کے مطابق اضافہ کیا جاتا۔ basic pay پر اضافہ کیا گیا ہے جس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ کیا صورتحال بنے گی اور کس طرح کوئی غریب آدمی بجٹ بنا سکے گا؟ یہاں صورتحال یہ ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان کے لئے تو بیس بیس ہزار کے کرایہ کے مکان بھی تنگ ہو جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ بیس ہزار میں لاہور میں ہمیں کون سا جگہ ملتا ہے اور دوسری طرف سرکاری ملازمین کے حوالے سے 15 فیصد اضافہ کیا ہے تو اب مجھے بتائیں کہ اگر کوئی سرکاری ملازم 'بے' چیز اسی ہے 'سپاہی ہے' وہ 5 ہزار روپے ماہوار لیتا ہے تو اگر اس کا بجٹ چھتیس ہزار دریشک صاحب بنا کے دکھادیں گے تو ہم ان کی بہادری کو مان لیں گے۔ یہ اس حوالے سے بجٹ کو بنا ہی نہیں سکتے لیکن یہ اشک ثونی ان کے ساتھ کی گئی ہے اور یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے جبکہ پینشنرز کی پینشن میں اضافہ کیا ہے جبکہ سابقہ روایات ہیں کہ جتنا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اسی حساب سے پینشن میں بھی اضافہ ہوتا ہے لیکن اس دفعہ انہوں نے پانچ فیصد کی کوئی لگادی ہے اور دس فیصد اضافہ کیا ہے جس پر پینشنرز صاحبان نوح کنال ہیں اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ مہربانی کریں اور سابقہ روایات کو برقرار رکھیں اور اس اضافے کو پندرہ فیصد تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں جو زیادتی کی جاتی ہے وہ کنٹریکٹ ملازمین کے ساتھ کی جاتی ہے۔

جناب والا! پچھلے دنوں میں بہاولنگر گیا ہوا تھا تو وہاں پر باقاعدہ کنٹریکٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن کا وفد مجھے ملنے کے لئے آیا اور انہوں نے مجھے بتایا اور ان کے پاس پورا حساب کتاب لکھا ہوا تھا کہ جتنی دفعہ بھی منگانی الاؤنس میں حکومت پنجاب نے کوئی اضافہ کیا ہے تو ان کو بالکل ignore کیا ہے اور 2002 کے contractors بڑے پریشن تھے اور انہوں نے مجھے ایک مکمل

قابل بنا کر دی کہ جناب! مہربانی کر کے یہ اسمبلی میں پیش کریں اور حکومت کے سامنے رکھیں کہ یہ ہم سے زیادتی نہ کی جائے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ کنٹریکٹ ملازمین بھی گورنمنٹ ملازمین ہیں اور وہ بھی اس صوبے کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایجوکیشن، ہیلتھ یا جس شعبے میں بھی ہیں ان کو ignore نہیں کیا جانا چاہئے ان کی تنخواہوں میں بھی اسی تناسب سے اضافہ کیا جانا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ contractual ملازمت کا جو تصور آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک سے آیا ہے اگر یہ اتنا ہی اچھا ہے 'اتنا ہی fruitful ہے' اتنا ہی یہ کارآمد ہے تو یہ پی۔ سی۔ ایس اور سی۔ ایس۔ پی کا سارا سلسلہ ختم کر دیں اور سیکرٹری صاحبان آئی۔ جی صاحبان، چیف سیکرٹری صاحبان کو کنٹریکٹ پر بھی رکھا کریں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو کہ ایک کنٹریکٹ ملازم کیسے اپنی زندگی کو گزارتا ہے اور کس طرح اس پر ہمیشہ uncertainty کی تلوار لٹکی رہتی ہے۔

جناب والا! میں جنوبی پنجاب کی بھی بات کروں گا۔ یہ بجٹ documents اور A.D.P 2005-06 میرے سامنے ہے اور میں طوالت سے بچتے ہوئے سارے شعبوں کا جائزہ نہیں لوں گا میں ایگریکلچر سیکٹر کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو 9 ملین کا غیر ملکی زرمبادلہ کا حصول ہے وہ پاکستان کو جنوبی پنجاب کی کاٹن دستی ہے اور اس حوالے سے 40 فیصد کے قریب ریونیو صوبہ پنجاب کو جنوبی پنجاب سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس سلسلے میں دیکھیں کہ 38 نوٹل پراجیکٹس حکومت پنجاب اس سال کر رہی ہے جس میں سے جنوبی پنجاب کے لئے دو مکمل منصوبے انہوں نے رکھے ہیں اور اس کی مالیت 3.3 ملین روپے ہے۔

اس کے علاوہ 9 منصوبوں میں انہوں نے ہمیں share کیا ہے اور share کے نتیجے کے اندر 92.5 ملین روپے بڑی مہربانی کرتے ہوئے ہمیں دیا ہے۔ اس طرح نوٹل جنوبی پنجاب کا share 95.8 بنتا ہے اور اس کے مقابلے میں محکمہ زراعت پنجاب کا نوٹل 'A.D.P 92.5 ملین روپے کا ہے۔ ہم اسی لئے بجا طور پر فوجہ کھنٹ ہوتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مسلسل زیادتی ہو رہی ہے۔ ابھی انہوں نے فرمایا کہ جنوبی پنجاب کے اندر بڑی ریل لائنیں ہو گی تو یہ ان کا جو ایک ہی ڈیپارٹمنٹ

کا A.D.P. ہے وہ یہ بات بتانے کو کافی ہے کہ یہاں پر جتنی بھی باتیں ہوتی ہیں وہ محض تقاریر ہوتی ہیں 'وعدے و وعید ہوتے ہیں' پر نلہ وہیں کا وہیں ہے۔

اسی A.D.P. میں انہوں نے کہا ہے کہ A.S.P.L. II Federal Government on

Landing کے حوالے سے صوبہ پنجاب میں اس کے پراجیکٹس چل رہے ہیں تو اس میں بھی انہوں نے صرف تین پراجیکٹس میں 'ہمیں share کیا ہے اور یہ نوٹل 'share' 68.7 ملین روپے ہے whereas اس حوالے سے نوٹل پراجیکٹس صوبہ پنجاب کے اندر 489.8 ملین روپے کے ہیں اور جنوبی پنجاب کو جو اتنا کچھ contribute کرتا ہے اسے صرف 68.7 ملین روپے۔ اب اگر ان سارے پراجیکٹس اور تمام ذی پارٹنٹ کے متعلق تفصیلات آپ کی خدمت میں پیش کرنا شروع کر دوں تو اس کے لئے گھنٹہ دو گھنٹے مزید درکار ہوں گے۔

میں بالخصوص بہاولپور کی طرف آتا ہوں اور ابھی دوست نے کہا اور بخت کے اندر کہا گیا کہ پینے کے پانی کے لئے ہم نے بڑا سرمایہ خرچ کیا اور کر رہے ہیں۔ بہاولپور شہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور اس علاقے میں 80% brackish پانی ہے 'شٹاف پانی نہیں ہے۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی سطح پر لوگوں کو صاف پانی میسر نہیں ہے اور بہاولپور میں اب یہ باقاعدہ ایک کاروبار بن گیا ہے کہ sweet zone سے لوگ ریزروئیں پر مہمونی بڑے کنٹینرز پانی سے بھر کر لاتے ہیں جن کی قیمت پانچ یا دس روپے فی گلاس ہوتی ہے اور ان کو brackish zone میں جا کر فروخت کرتے ہیں اور عرصہ دراز سے ییلنڈ چل رہا ہے اور لوگ دوہانی دیتے ہیں کہ آپ اسمبلی میں جا کر بڑی بڑی باتیں سنتے ہیں لیکن یہاں پر تو ایسا کوئی عمل در آمد نہیں ہوتا۔ اسی طرح بہاولپور کی 40 فیصد آبادی سیوریج سسٹم کی سہولت سے بالکل محروم ہے۔ سندھ طاس معاہدے کے نتیجے میں ستیج دریا ہم سے لے لیا گیا اور وہ ہندوستان کے کونے کے اندر چلا گیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ اس دریا کے اندر ایک گھونٹ پانی بھی نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پینے کا شٹاف پانی کافی نیچے چلا گیا ہے اور اب ڈیزل ڈیزل سو فٹ تک بور کرنے کے بعد مشکل پینے کا صاف پانی بہاولپور میں میسر آتا ہے اور جب یہ دریا بہاؤ نگر کے ساتھ بہتا تھا تو بہاول نگر کے اندر دوزوں میں ایک ریلوے لائن ہے اس کی ایک طرف sweet zone اور دوسری طرف brackish zone ہے۔ اب جب

sweet zone نچے چلا گیا تو brackish zone کا پانی سبز کر رہا ہے اور دو تین سالوں کے بعد اس علاقے میں brackish پانی ہو گا۔ میں اس سلسلے میں وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ اور وزیر اناج سے بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے کوئی مہربانی کریں اور دریائے ستلج کے اندر کچھ پانی مسلسل آنے دیں تاکہ جو پانی نچے چلا گیا ہے وہ re-charge ہو جائے۔ بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے چار انڈر پاس بنائے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اس علاقے میں بڑی ریل بہل ہوگی جبکہ یہ چاروں کے چاروں انڈر پاس لاہور میں اڑوں روپے کی لاگت سے بنے ہیں۔ بہاولپور کے حوالے سے میں عرض کروں کہ کم و بیش تین چار دفعہ یہاں صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں تحریک اٹوانے کار کے ذریعے سے میں نے پوائنٹ اٹھایا تھا، بہاولپور میں وزیر اعلیٰ صاحب اور گورنر صاحب آئے۔ ان کے سامنے بھی یہ باتیں ہوئیں کہ بہاولپور میں مین لائن پر دو لیول کراسنگ ہیں اور کم و بیش آٹھ گھنٹے یہ پھانگ بند رہتے ہیں جس کے نتیجے میں بچے سکولوں سے لیت ہوتے ہیں اور سرکاری ملازمین بھی دفتروں میں وقت پر نہیں پہنچ سکتے۔ ایسے واقعات بھی بار بار ہونے ہیں کہ اسمبلی میں ایک serious مریض ہسپتال آ رہا ہے اور پھانگ بند ہونے کی وجہ سے cross نہیں کر سکا اور وہیں اس کی death ہو گئی اور اسمبلی میں واپس گھر لے کر چلی گئی۔ یہ ساری باتیں ان کے سامنے رکھیں اور انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس طرف توجہ دیں گے۔ ابھی یہاں وزیر قانون کے ساتھ وزیر تعمیرات بیٹھے ہیں انہوں نے دو تین اجلاس پہلے مجھ سے یہ commit کیا تھا کہ جو آئندہ بجٹ آنے گا اس میں ہم بہاولپور کی لیول کراسنگ کے لئے فنڈ دیں گے جس کا وعدہ وزیر اعلیٰ صاحب اور گورنر صاحب نے کیا لیکن A.D.P اس حوالے سے بالکل خاموش ہے اور میں اس اجلاس کے بعد اس حوالے سے تحریک استحقاق move کرنے کا پورا حق رکھتا ہوں۔

جناب والا! اسی طرح میں عرض کروں گا کہ چولستان 6.1 لاکھ ایکڑ رقبہ پورے پنجاب کے cultivated area کا 1/3 بنتا ہے یہ بہت contribute کر سکتا ہے لیکن یہ ignored ہے۔ یہاں پر 8 لاکھ کے قریب لائیو سٹاک ہے۔ اس کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ اس حوالے سے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ایک بالکل independent منسٹر بنا کر چولستان ڈومینٹ اتھارٹی کے ماتحت کیا جائے تاکہ وہاں پر لائیو سٹاک کے شعبے میں ترقی ہو سکے۔ اس حوالے سے یہ بڑی

شرمناک بات ہے کہ ہم اپنی گوشت کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہندوستان سے جانور import کر رہے ہیں۔ وہاں سے پیاز، آلو، ٹماٹر اور گوشت بھی منگوا رہے ہیں اگر اس سلسلے میں کوئی بہتر منصوبہ بندی کی جائے تو بہتر صورت حال پیدا ہو سکتی ہے۔

میں نے آگرمیں جو محرومیں آپ کے سامنے گوش گزار کی ہیں اس سلسلے میں ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں :-

ساڑے منہ وچ تالے میر دے  
 ساڑے ہتھوں وچ زنجیراں میر دیاں  
 اسل قیدی تخت لاہور دے  
 اسل قیدی تخت لاہور دے

جناب والا! اس ساری صورت حال کے پیش نظر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اتحاد صوبہ Fatten نہیں ہے ہمارے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں میری تجویز ہے کہ جس طرح جب ون یونٹ بنا تھا تو بہاولپور علیحدہ سنیٹ تھا اور بہاولپور کے ساتھ یہ commit کیا گیا تھا کہ جب ون یونٹ ٹونے کا تو بہاولپور کی سنیٹ کی حیثیت بحال کی جائے گی۔ میں دردمندی سے اس ایوان کے سامنے یہ گزارش کرتا ہوں براہ مہربانی بہاولپور کو علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے تاکہ ہم اپنے معاملات کو اسی سطح پر حل کر سکیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، جناب جاوید اقبال کھی صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ جناب مہر اشتیاق احمد! وہ بھی تشریف نہیں رکھتے! جناب میاں لطیف! تشریف نہیں رکھتے۔ محترم طاہرہ منیر صاحبہ! محترمہ طاہرہ منیر، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب سپیکر! بجٹ کے سلسلے میں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سنیٹ بنک کی رپورٹ کے مطابق افراط زر گیارہ فیصد کی حد تک بڑھ گیا ہے جو کہ پچھلے آٹھ سالوں میں سب سے زیادہ ہے۔ ہمارا منجانب قرضے کی معیشت پر چل رہا ہے جس کو دیکھتے ہوئے ظاہر ایسا لگ رہا ہے کہ معاشرے کو سہولتیں مل رہی ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ بنکوں سے قرضے لے کر ہر چیز خریدی جا رہی ہے۔ یہ ذمہ داریاں ڈھیر ڈھیر گزریاں credit

economy کا تحفہ ہے، جہاں دولت چند ہاتھوں میں گھوم رہی ہے۔ امیر سے امیر تر اور غریب سے غریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ میں مثال سے سمجھانا چاہوں گی کہ اگر پانچ آدمیوں میں سے ایک آدمی کی سالانہ آمدنی پچاس لاکھ روپے ہو اور چار آدمیوں کی پچیس پچیس ہزار ہو تو ان کی سالانہ مجموعی آمدنی تقریباً دس لاکھ سے زائد بنے گی۔ اس کا مولے کے تحت غریب آدمی مینار پاکستان سے کود کر خود کشیاں کر رہے ہیں یا گندم میں رکھنے والی گولیاں کھا کر اپنی انگلیوں بھری زندگی کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح 1999 میں بے روزگاروں کی تعداد 23 لاکھ تھی جو اب 35 لاکھ ہو چکی ہے۔ روزگار کے نئے جو دس لاکھ اہداف حاصل کرنے کا دعویٰ کیا ہے اس کے لئے اعداد و شمار پیش کئے جائیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ کس کس شعبے کو کتنے کتنے افراد کو کون کون سا روزگار دیا گیا ہے؟ تعلیم کے شعبے میں واقعی کام کیا جا رہا ہے لیکن missing facilities کے لئے 56 ملین روپے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے 9 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو بہت کم ہیں۔ ابھی بہت سے علاقوں میں بنانے گئے سکول کام نہیں کر رہے، کئی سکولوں میں اساتذہ نہیں، کہیں کمرے نہیں اور کہیں بلڈنگز نہیں۔ جو اساتذہ کنٹریکٹ پر رکھے گئے ہیں ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ نہیں کیا گیا اور ان کی ٹرانسفر نہیں ہو سکتی جب کہ اساتذہ کسی بھی ملک کے فوئزر اذہن کی تعمیر کرنے والے لوگ ہیں اگر معاشی طور پر آسودہ نہیں ہوں گے تو قوم کے معمار کیسے پیدا کریں گے؟ جس طرح باقی محکمے ہیں صرف تعلیم اور صحت کے محکموں کو کنٹریکٹ کی بنیادوں پر کیوں چلایا جا رہا ہے؟ اگر یہ اتنی ہی اچھی بات ہے تو باقی محکموں کو کیوں نہیں کنٹریکٹ پر کر دیا جاتا ہے؟ اسی طرح حکومت کو چاہئے کہ وہ تعلیم کی طبقاتی اور بنیادی تقسیم کے خاتمے کے لئے سنجیدہ کوشش کرے آغا خان بورڈ کے ذریعے اس شعبے کو کسی استمداری قوت کے اہداف کے ہاتھوں لٹم نہ بنائے۔ پنجاب حکومت نے کوئی پانچ سالہ منصوبہ بندی نہیں کی ہے وزیر اعلیٰ صاحب کا Vision ہے اگر پنجاب اسمبلی ایک جمہوری اسمبلی ہے تو پھر اس Vision کی اس ایوان میں بحث ہونی چاہئے اور پھر اسمبلی سے اس کی منظوری کروائی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ایک بہترین معاشرہ بہت سے خاندانوں سے مل کر پروان چڑھتا

ہے Women Development and Gender Reforms کے شعبے کی ترقی کے لئے عواتین

کو محض ملازمتیں دلوانے کی کوشش نہیں ہونی چاہئے بلکہ غاندان کے استحکام کے لئے ضروری ہے کہ خواتین کو تن و نقد اور مہر کا حق دلویا جائے تاکہ وہ ابھی معاشی صورتحال میں اپنے بچوں کی تربیت کر سکیں اور ایک مضبوط غاندان کی بنیاد رکھ سکیں۔ پچھلے سال کا دیا گیا بیس کروڑ روپیہ وہ کہاں خرچ کیا گیا اور خواتین کے لئے کہاں بہود کے کام کئے گئے اور جو دیا گیا ہے اس دفعہ وہ کتنا ہے؟

جناب سیکرٹری لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے پچھلے سال یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ پٹرولنگ پوسٹ بنائی جائے گی۔

جناب سیکرٹری، معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جو دوست آج کی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیاں مجھے بھجوادیں کیونکہ میرے پاس صرف دو نام بتایا ہیں۔ جی محترم! محترمہ طاہرہ منیر، جناب سیکرٹری لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے پچھلے سال پٹرولنگ پوسٹ بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ پولیس کیا کام کر رہی ہے جو اتنا وافر فز رکھا گیا تھا کیونکہ لاہور میں بکے پورے پنجاب میں چند ماہ سے ایک نئی لہر آگئی ہے کہ جمہولی جمہولی! چہ چہ سات سات سال عمر کی لڑکیوں کے ساتھ دردمی کا سا سلوک کیا جا رہا ہے اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ مجرموں کو پتا ہے کہ سارا کام پولیس کی نگرانی میں ہو رہا ہے لہذا انہیں کچھ نہیں کہا جانے کا تو ایسے مجرموں کو قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ اس سلسلے میں نیٹ اور کینبل پر چیک بھی رکھا جانا چاہئے اور اخلاق باہتر پروگرام پر پابندی لگانی چاہئے۔

جناب و! یہ ابھی بات ہے کہ زراعت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے لیکن لائیو سٹاک کی طرف بھی بھرپور توجہ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے بہترین سکیمیں بنانی چاہئیں۔ ٹورازم پر ایک آدھ ضلع پر کام کرنے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ تمام اضلاع میں ایسے منصوبوں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح صنعتی پالیسی کوئی خاص نہیں دی گئی اس کے لئے Labour Intensive Industry شروع کی جانی چاہئے جو کہ District wise ہو اور ماحول بھی ایسا دیا جائے جہاں پر ایک صنعت کار اور مزدور اکٹھے کام کر سکیں ایسا نہ ہو جیسا کہ لاہور میں سندھو صنعتی سٹیٹ بنائی گئی



اور اس میں کاشتکاروں سے تو دو لاکھ روپے فی ایکڑ کے حساب سے زمین لے لی گئی اور پھر آگے 35 لاکھ روپے فی ایکڑ کے حساب سے صنعت کاروں کو فروخت کر دی گئی۔ اس طرح یہ 33 لاکھ روپے فی ایکڑ کا فائدہ اٹھایا گیا۔ وہ زمین جہاں پر کاشت ہوتی ہے وہ اس مقصد کے لئے نہیں دی جانی چاہیے بلکہ صنعت کے لئے بنجر زمینوں کو آباد کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سالانہ ترقیاتی منصوبہ جات جو مختلف محکموں کے لئے رکھے گئے تھے ان کے لئے بھی بجٹ میں نہیں بنایا گیا کہ کتنی کتنی رقم کہاں خرچ کی گئی؟ جیسے T.E.V.T.A کے متعلق نومبر 2004 کو Prime Minister نے ایک اکنامک ایجنڈا جو دیا تھا اس میں 80 ہزار لوگوں کی shortage تھی تو اس کے لئے T.E.V.T.A نے کیا کیا؟ پھر 6 جون والے بجٹ میں کہا گیا کہ National T.E.V.T.A بنائیں گے جو تین لاکھ skilled man produce کرے گا۔ سوال یہ ہے کہ جو پہلے T.E.V.T.A بنا وہ کیا کام کرے گا؟ غریبوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے، اچھی بات ہے لیکن مسئلہ کے حوالے سے بہت تھوڑا ہے۔ صرف 15 فیصد اضافہ ہے اور پینشنر کا 10 فیصد کر دیا گیا ہے تو ان کا بھی برابر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اصل میں اسلامی خلاصی معاشرے کا قیام جو قائم اور اقبال کے تصور کے مطابق ہو، موجودہ سماجی اونچ نیچ اور احساس محرومی کا فائدہ کر سکتا ہے اور اسی کی یہاں پر ترویج ہونی چاہیے۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری الطاف حسین صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

MR. SPEAKER: Respected Samia Amjad Sahiba!

DR. SAMIA AMJAD: Thank you Mr. Speaker! Hon'ble Mr. Afzal Sali

A cart load of patriotism

A heart full of faith

An arm full of courage

And a fist full of pride

Look to this side and  
Spare it a thought  
These small little things  
Just cannot be bought

The "will to serve a nation" can never be bought. It is priceless and today from the Government Benches we are proud to say that we take no budgetary money for serving this nation.

Mr Speaker! Sir, I thank you indeed for giving me this opportunity to express my views upon the budget that was based on a medium term budgetary framework. We have entered the third year of a three-year rotatory programme in which it was promised by the Government, that shall start initiatives in the new light of international standard and I am proud to say and happy to say the heartiest congratulations to the Chief Minister, Ch. Parvez Elahi and the Finance Minister, Respected Mr Husnain Dreshak for initiating this programme. (Clapping)

Mr Speaker! Sir, specially commendable is the effort of the Secretariat who has compiled this new budget in light of the New Account Management which was dictated by the PIFRA. These were the ways that showed we are determined to modernize all of our attempts whether these are developmental or budgetary. I, therefore, congratulate the Secretariat for this commendable effort to reach up to the PIFRA standard.

Mr Speaker! Sir, the Vision of 2020, the vision of Chief Minister promised that we will not plod on step by step but we will work in quantum jumps and indeed you have seen that in all our efforts and all the planning that has taken place there is a systematic initiation which has started. If we talk only about the developmental schemes there is a long line up like the Education Reform Programme, the Health Reform Sector, Preventive Health Care, Cardiology, Special Education, Female Literacy Programme, Adult Literacy Programme, Tax Free Agriculture, Industry, Housing Sector, the Roads, the Underpasses, the Farm to Market Roads and to crown it all the construction of the "Secrat Academy" for Hazrat Mohammad (Peace be Upon Him) and the Quran Mehal in ten tehsils. This is indeed a one of the declarations of a Muslim attitude of this Government and this Bench. (Clapping)

Secondly and most important, Sir, we have not closed our eyes to the debt which we have to pay, the debt that has been piled upon us by the past Governments. For that, a Debt Management Cell has been set up in the Finance Department and a large amount of 2 billion rupees for the G P Fund and another 6 billion for the pensioners have been allocated. Indeed, Sir, we are not blind to our responsibilities, we will pay back our debts and we will roll it back. Extremely important is also that we will pre-maturely retire from the expensive Federal debts and we will adopt the cheaper World Bank Programme and we will Inshallah meet with this

challenge of lightening the burden and trying to go to a positive direction for this responsibility.

The Governance Reforms need special mention . They have been initiated and we are determined that without good governance we cannot pursue the goals of economic growth and development . The Punjab Resource Regional Programme is one of the budgetary support programmes and its commendable effort is an income of US \$ 500 million.

Similarly , the Decentralization Support Programme which encourages the local government, we are going to follow it up and we are committed that we will make a success of the local government system so that the devolution of power goes right down to the grass root levels. We are on it at every level and we shall, Inshallah, improve more and more as we set on new laws and new amendments in the Local Government Acts . An allocation of an amount of Rs.482.07 millions has been allocated in these four years for the local government and the Provincial Government is going to give an unflinching support to the strategy Inshallah.

Mr. Speaker! The fourth thing which is commendable is a Justice Reform Programme . The Justice Reform Programme will include not only the Judiciary and the Jails but also the Police . We believe that this Government must work positively for these three institutions and for that we have set aside a long programme in which we are going to improve the living , the establishment , the training and the equipment programme . We are going to support the infrastructure and we are going

to have a capacity building that are part of the programme. If we will improve them, Inshallah this whole system, we will have a better and a stronger efficiency in performance of the Judicial and Police Services for the public (Clapping)

Last which has been a highlight of this budgetary policy is the financing of the autonomous bodies. Sir, I do declare in the past years that there has been an atmosphere where the public have stopped or have somehow stopped in trusting the Government. Mr. Speaker! Sir, I am very proud to say that this initiative of supporting the autonomous bodies has created a Government Private Partnership which is very encouraging and this will build up the finance and will build up the strong economy of this country. The Public-Private Partnerships are successfully bridging this huge gap and this is an increase in the confidence measures, the WASA, the Child Protection Bureau and the T.E.V.F.A which are prime examples. Huge grant in aids has been given to these departments to strengthen and to encourage the public to come into partnership with the Government and make a stronger and a better Punjab (Clapping)

I would like to just give three small suggestions which are very important in a way of criticism. First of all, there is an under-utilization of budgetary allocations and this is caused by a malpractice. Somehow, the financial powers and the "Drawing and Disbursing Officers" (D.D.Os) are being used by their senior officers. This is a malpractice and it is a

misuse of powers. It is against the spirit of devolution of power and this leads to an accumulation and a disutilization of funds. Therefore, I would request the Law Department and the Secretariat to encourage the officers to use their own budgets so that this huge stagnation of money which is created, is not present in future.

Secondly, referring to Serial Number 1602 of the A.D.P Statement an amount of Rs. 20 million has been allocated for the Health Management and Information System (H.M.I.S). Sir, Information Sytem/Computerized Systems are the vouch of the day. These are the things in which we are progressing forward. For the health, I think this allocation is not sufficient and it is requested that this should be increased to at least 50 million and it is recommended that this project may be approved immediately.

Last but not least, I have to criteize slightly that an amount of 33 billion rupees has been put in the Health Sector. This is including a lot of work which is done on Cardiology, Emergency Services and bulking up of the infrastructure. But unfortunately, this money caters only for 25% of the patients where as 75% of the patients are being cared for by the Family Physicians or the general practitioners. The Punjab Assembly has written its name in History, because, a Resolution was passed, in favour of "the Punjab College of Family Physicians" by this very Assembly unanimously. This Government will make a landmark and Historian of the future will write this day as a milestone, when there will

be a support of this College which will cater for the education of the general practitioners who are sitting out in the rural area. They are the only main "Human Resource" which are present and which ensure "the Primary Health Care Services." Therefore, I recommend that this college and its PC-I forms and its legislation be expedited so that this College is started and the human resource for the Health Sector Programme comes hand in hand, and is encouraged and this will make a name which the History will write. Mr. Speaker! Sir, thank you very much.

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد وقاص!

جناب محمد وقاص، الحمد لله رب العالمين الصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين  
بسم الله الرحمن الرحيم۔ وَلَوْ اَنْ اهل القرى آمنوا واتقوا لَنَحْنُ عَلَيْهِمْ بِرُكْبَةٍ مِنَ السَّمَاءِ  
والارض ۝ صدق الله مولنا العظيم۔

انتہائی محترم جناب سپیکر! بخت کسی بھی ملک، صوبے یا ادارے کے عزائم 'ارادوں' مقاصد اور اہداف کی عکاسی کرتا ہے۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب، ۸ کروڑ آبادی رکھنے والے صوبے کا بخت پنجاب کے حکمرانوں کے عزائم کا عکاس ہے۔ اس کی بنیاد، بالخصوص وزیر اعلیٰ کا Vision 2020 ہے جس کو انہوں نے پچھلے سال پیش کیا۔ یہ ان کی حکومت کا تیسرا بخت ہے۔ وزیر اعلیٰ کے Vision کے مطابق 2020 میں ایک ایسا پنجاب ظہور پذیر ہوگا کہ جس میں صحت، تعلیم اور امن و امان کی مثالی صورت ملے گی۔ سب کو روزگار میسر ہوگا، سڑکیں اور دیگر سہولیات میں پنجاب بین الاقوامی معیار کو چھو رہا ہوگا۔ اس کے لئے انہوں نے مرحدہ وار اقدامات کا تعین بھی کیا اور مرحدہ وار اقدامات کا اعلان بھی کیا ہے لیکن گزشتہ تین سالوں میں ہمیں ground پر کچھ نہ کچھ تو نظر آنا چاہئے تھا۔ اس طرف کچھ قدم تو آئے بڑھنے چاہئیں تھے۔ وسائل تو خرچ ہونے، allocations تو ہونیں لیکن ہمیں ground پر کچھ نظر نہیں آیا۔ گزشتہ سال 13-ارب روپے اسے ڈی۔ پی کے لئے مخصوص کئے گئے اور تعمیر پنجاب پروگرام کے سلسلے میں

13۔ ارب روپے خرچ کئے جانے کا کہا گیا تھا۔ ہم نے نوٹ کیا، پورے پنجاب میں دیکھا کہ آج بھی پنجاب کے دیہاتوں اور شہروں میں ہر جگہ ٹوٹی ہوئی سڑکیں ہیں، ایلے ہونے لگی ہیں، بجلی، سوئی گیس اور دوسرے سارے نظام بھی تقریباً مفلج ہیں تو پھر یہ 13۔ ارب روپے کہاں پر خرچ ہونے ہیں؟ اب مزید یہ اگلے مالی سال کے لئے اس میں 53۔ ارب روپے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب سیکرٹری ہمارے اس بجٹ کو عوام اور ذرائع ابلاغ کس حال میں دیکھتے ہیں؟ وہ اس پر کیا تبصرہ کرتے ہیں؟ پچھلے بجٹ میں اور اس موجودہ بجٹ میں پولیس کے لئے 20۔ ارب روپے رکھے گئے تھے۔ روزنامہ "نوائے وقت" کا بجٹ پر تبصرہ کے حوالے سے میں ایک مجموعی سا حصہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ "فوش نا اعداد و شمار اور حوصلہ افزا تخمینوں کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ ملک کا سب سے بڑا صوبہ بد امنی کا شکار ہے۔ جرائم پیشہ عناصر، قبضہ گروہوں اور جنسی درندوں نے صوبہ بھر میں اودھم مچا رکھا ہے۔ حکومت پنجاب نے تعلیم کے شعبے کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ پرائمری اور مڈل سکولوں میں مختلف سولتوں کے ساتھ کتابیں مفت دینے اور دورانِ تعلیم وظائف کے علاوہ دودھ کی فراہمی کا منصوبہ شندار تھا مگر حکایت عام ہے کہ محکمہ تعلیم کا کرپٹ مافیا غور دردمیں مصروف ہے اور سرکاری سکولوں کے بچوں کی بہت بڑی تعداد ان سولتوں سے محروم ہے۔ یہی حال صحت کے شعبہ کا بھی ہے۔"

جناب سیکرٹری! ذرائع ابلاغ ہمارے سامنے بالکل واضح تصویر پیش کرتے ہیں۔ محترم وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ بات کہی کہ پچھلے مالی سال میں ہم نے دس لاکھ افراد کو روزگار فراہم کیا ہے۔ محترم وزیر اعلیٰ نے جو اپنی پالیسی statement دی ہے اس میں بھی اس کا اعلان کیا کہ پچھلے سال ہم نے دس لاکھ افراد کو روزگار فراہم کیا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں گزشتہ سال ایک ہزار بچوں، عورتوں اور مردوں نے خودکشی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے خودکشی بے روزگاری، اطلاق، غربت اور معاشی تنگی کی وجہ سے کی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور پنجاب حکومت کے سامنے بڑی درد مندی اور بڑی خیر خواہی کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



نے کہا تھا کہ "فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھی پیسا مرے گا تو مرے سے اس کا سوال ہوگا" وزیر اعلیٰ صاحب آج تو آپ حکومت کر رہے ہیں لیکن کل ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العالمین ان خود کشی کرنے والوں کا سوال بھی آپ سے پوچھیں۔ اس لئے کہ ان کی معاشی مجبوریاں آپ کسی قدر دور کر سکتے تھے۔

جناب سپیکر! یہ بات بھی کہی گئی کہ 8 فیصد جی۔ڈی۔ پی growth ہے۔ 8 فیصد شرح نمو ایک طے شدہ figure ہے جس کو بڑا سراہا گیا اور اس کا سب سے بڑا کریڈٹ ہمارے شعبہ زراعت کو دیا گیا ہے اور کہا گیا کہ 10 فیصد سے زیادہ ہماری زراعت نے growth کی ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ہماری زراعت تو grow کر رہی ہے لیکن ہمارے پاس گندم کم ہے ہمارے پاس کھانے کے لئے آکو پیاز اور ٹماٹر نہیں ہیں۔ بھارتی پنجاب پورے بھارت کو ایک سو کروڑ آبادی کو گندم، اناج اور سبزیاں بھی فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں عوام کو گندم ہماری نسبت آدمی قیمت پر میسر ہے۔ ان کے پاس آکو پیاز اور ٹماڑتے وافر ہیں کہ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم خرید لو۔ گوشت ان کے پاس اتنا وافر ہے کہ ہم ان سے لے کر آتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم شرح نمو جی۔ڈی۔ پی growth rate کے میٹانے غلط ہیں یا ہم ہم بھوت بول رہے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ہماری حکومت نے ہمارے سامنے بھوت بولا ہے لیکن انھیں اپنے ان پیمانوں اور indicators پر ذرا نظر مانی کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ جو صورت حال یہ ہمارے سامنے رکھ رہے ہیں ground reality وہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! صوبہ اور پورے ملک کے اندر آسائشوں کو عام کیا جا رہا ہے۔ آپ دیکھیں کہ luxuries آسان ہیں۔ کسی شخص کے لئے موبائل فون رکھنا آسان ہے لیکن اس کے لئے گھر کی بجلی کا بل دینا مشکل ہے۔ اس کے لئے گھر کی سونی گیس کا بل دینا پیڑول اور ڈیزل حاصل کرنا اور کھانا کھانا مشکل ہے۔ ہمیں اپنا بجٹ ایسا بنانا چاہئے جس طرح دنیا کے دیگر ممالک میں عوام کو ضروریات زندگی کی آسائشیں سستے داموں فراہم کی جاتی ہیں۔ بے شک آسائشوں کو ہلکا کر دیا جائے جسے ضرورت ہو گی وہ لے گا عام آدمی کو بالکل اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سیکر! یہاں یہ بھی قومی طور پر کہا گیا اور صوبہ پنجاب نے اس کی تصدیق کی کہ یہاں فی کس آمدنی 736 ڈالر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اتنی دولت موجود ہے کہ ہر فرد 'سنچے' بوزے اور ہر عورت کو کم از کم 4000 روپے سالانہ ملنے چاہئیں لیکن اس دولت پر ملک کے صرف پانچ فیصد لوگ قابض ہیں۔ باقی 95 فیصد لوگوں کو انھوں نے اس دولت سے محروم رکھا ہوا ہے۔ ہماری حکومت اگر عوام کو یہ دولت پہنچانا چاہتی ہے تو پھر اسے ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ یہ دولت پانچ فیصد لوگوں کے ہاتھوں سے نکل کر جو ارب اور کھرب بنتی رہے ہیں ان سے یہ دولت نیچے عوام اور غریب آدمی تک آنے تاکہ وہ اس کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے سامنے جو بخت پیش کیا گیا ہے اس میں جو ۸.۱۵.۱۲ ہے جو ترقیاتی اخراجات ہیں بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ایوزیشن کو نظر انداز کیا گیا۔ میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں گزشتہ تین سال سے میرے حلقہ پی پی-8 میں حکومت پنجاب کی طرف سے میرے ذریعے ایک پیسے کی بھی گرانٹ نہیں لگائی گئی۔ اس حلقے کو یہ سزا دی جا رہی ہے کہ انھوں نے حکومتی امیدوار کو شکست دے کر ایوزیشن کے امیدوار کو کامیاب بنایا۔ حکومت تو سب کی ہے۔ حکومت تو پورے پنجاب کی ہے۔ حکومت کا خزانہ کسی کے گھر کا خزانہ نہیں ہے بلکہ وہ تو لوگوں کی امانت ہے۔ وہ تو لوگوں کے فیکس کی وجہ سے ہے لہذا اس پر پورے پنجاب کا برابر حق ہے۔ چاہے وہ ایوزیشن کے لوگ ہوں یا حکومت کے۔ میں برسوں حکومتی مسلم لیگ (ق) کے جنرل سیکرٹری مشہد حسین صاحب کا یہ بیان پڑھ رہا تھا کہ مسلم لیگ کے بارے ہونے امیدواروں کو بھی دو دو کروڑ روپے دینے چاہئیں گے۔ میں اس ایوان کے توسط سے آپ کو اور پورے پنجاب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ حق اور صداقت کی بات کرتے رہیں گے۔ ہم اپنے موقف اور اصولوں پر قائم رہیں گے اور اگر اس کی سزا دی جاتی ہے کہ ہمارے حلقوں میں فنڈز نہیں دینے جاتے تو الحمد للہ ہمارے حلقوں کے لوگ اتنے باغیرت اور خیر ہیں کہ وہ ہمیں مایوس بھی نہیں کریں گے اور آئندہ انشاء اللہ حکومت کو اسی طرح جواب دیں گے جیسے دینا چاہتے۔ میں آخر میں ایک بات کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ آج پریس کی آزادی کا دور ہے اور پریس کو encourage کرنا چاہئے لیکن بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ حکومت پنجاب نے

"نوانے وقت" اور "دی نیشن" کے اشتہارات روکے ہوئے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ حکومت وقت کو 'وزیر اعلیٰ پنجاب کو' ہمارا پیغام پہنچائیں کہ "نوانے وقت" "دی نیشن" اور تمام اخبارات کو ان کا جائز حق ملنا چاہئے اور پریس کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہئے جو ایک آزاد اور جمہوری معاشرے میں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ پریس ہماری آنکھیں اور کان ہیں۔ بہت شکریہ  
وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ مہربانی۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ میرے پاس جتنے نام آنے تھے۔ میں نے تمام نام پکارے ہیں اور ابھی میرے پاس بھلا کوئی چٹ نہیں ہے۔ اگر کوئی معزز رکن بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہے تو پلیز مجھے بتادے تاکہ میں اس کا نام پکار سکوں۔  
رانا منشا اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا منشا اللہ خان!

رانا منشا اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کے صدم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میں A.D.P دیکھ رہا تھا اس کے صفحہ 273 سے onward نامکمل ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر، جی، وزیر خزانہ! صفحہ نمبر 273 ہے؟

رانا منشا اللہ خان، جی، صفحہ 273 ہے اور جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں یہ کالم تسلسل سے ہے۔ آگے ہے کہ Provision for 2005-06 اس کے بعد physical progress up to June 2005 expected during 2005-06 through forward یہ پورا صفحہ غلطی ہے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! بہت مناسب ہوتا کہ رانا منشا اللہ صاحب اپنی بجٹ تقریر میں یہ issue point out کرتے۔ اگر یہ پچھلے دو سالوں کے A.D.Ps بھی اٹھا کر دیکھیں تو ان میں

بھی ان کو اس قسم کے کافی پراجیکٹس نظر آئیں گے لیکن شاید پچھلے دو سالوں کے A.D.Ps ان کی نظر سے miss ہو گئے ہیں۔ ہمارے کچھ پراجیکٹس foreign funded ہوتے ہیں ہم ان کی allocation اس وقت کرتے ہیں جس وقت ہمیں وفاقی حکومت سے پیسے آتے ہیں تو جوں جوں وسائل دستیاب ہوتے ہیں ہم اس کے مطابق allocation کرتے ہیں۔ بہت شکر یہ

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ معاملے کو گول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ تو معاملہ ہی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ایک سکیم ہے جس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ یہ

approved ہے اس میں اتنی estimated cost ہے اور اس کی expected completion

up to date ہے۔ اب جو اس کے بعد کالم ہے اس میں انہوں نے یہ دینا ہے کہ اس کی

physical progress کیا ہے؟ یعنی اس پر کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں اور expected during

2005-06 یعنی اس بات کی وضاحت ہوگی کہ اس سکیم پر اتنے پیسے رکھے گئے، دور ان سال اس پر

اتنا کام ہوا اب یہ on going ہے۔ اگلے سال اس پر اتنا کام ہو گا اور اس کے لئے اتنی

funding ہوگی یعنی اس کالم میں یہ کالم اسی معیار کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کے fill ہونے

بغیر complete information نہیں بنتی۔ یہ vague information ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! ٹھیک ہے آپ نے نشانہ دی کر دی ہے اور وزیر خزانہ نے سن لیا ہے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں نشانہ دی کرنے والی کون سی بات ہے؟

جناب سپیکر، جب آپ بجٹ تقریر کریں گے تو اس وقت اس پر بات کر لینا۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے تو ان کتابوں سے بجٹ تقریر تیار کرنی ہے۔

جناب سپیکر، جی، درست ہے۔

رانا منہا اللہ خان، جو بجٹ وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب نے پیش کیا ہے اگر وہ complete

نہیں ہے، انہوں نے اس میں اس ہاؤس کو پوری information ہی نہیں دی۔ concealment

کی ہے تو اس پر تقاریر کیا ہوں گی؟ (نعرہ ہانے تمہیں)

جناب سپیکر، جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے مختلف doners ہوتے ہیں۔ رانا صاحب Access to Justice Programme کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ میں صرف یہ clarification لے رہا تھا کہ اس پروگرام کا doner کون ہے؟ جناب سپیکر، یہ صفحہ 273 ہے۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب والا! یہ صفحہ 273 ہے اس کے بعد 275 ہے 277 '279 '281 اور 283 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جو رانا صاحب فرما رہے ہیں یہ صرف ایک Access to Justice Programme ہے۔ جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے یہ ایسٹین ڈویلمنٹ بنک کا پروگرام ہے اور جس طرح international doners سے اس کی funding ہوتی ہے اس کے حساب سے آگے project کر دیا جاتا ہے۔ رانا صاحب جس کی نشاندہی کر رہے ہیں یہ خود ملاحظہ فرما لیں یہ صرف اور صرف Access to Justice Programme ہے جو Foreign Aided Programme ہے۔ یہ صرف ایک پروگرام کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! رانا صاحب کا ایک پوائنٹ ہے آپ کالم نمبر 15 دیکھیں up to June 2005 یہ تمام صفحات کے کالم نمبر 15 میں یہ لکھا ہوا ہے up to June 2005 میں کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔ جو موجودہ سال جا رہا ہے یہ تو اس کالم میں آئی چاہئے تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اگر خرچ ہوتی تو ضرور آجاتی لیکن چونکہ خرچ نہیں ہوئی اس لئے نہیں آئی۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب والا! اس سے تو یہ expose ہونا ہے کہ اب تک انھوں نے جو خرچ کرنا تھا وہ کتنا کیا ہے؟ یعنی اس سے گورنمنٹ کی ساری کارکردگی واضح ہوتی ہے۔ اگر خرچ نہیں ہوا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ آپ غلطی محمود دیں۔ آپ وہاں پر لکھیں۔ یہ ناقص بجٹ پیش کیا گیا ہے اور concealment ہوتی ہے لہذا اسے reject ہونا چاہیے It should be rejected. (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، یہ آنا تو چلتے تھا لیکن میرے خیال میں یہ clerical mistake ہوئی ہے۔  
وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! یہ clerical mistake نہیں ہے بلکہ ایک رقم جو وہاں  
پر خرچ ہی نہیں ہوئی اس لئے وہ درج نہیں کی گئی بڑی simple بات ہے۔  
جناب سپیکر، کیا یہ sure ہے کہ خرچ نہیں کی گئی؟  
وزیر قانون و پارلیمانی امور، جی 'sure' ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! آپ دیکھیں یہ کوئی ایک تو نہیں ہے۔ میں نے آپ کو جو  
pages گنوانے ہیں یہ کوئی تقریباً 15 ہیں۔ اگر رقم خرچ نہیں ہوئی تو ان کاموں کو میرے سامنے  
لکھنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ اس کو محمود دیتے۔ اس سلسلے میں نہ تو وزیر قانون کو پتا ہے اور نہ ہی وزیر  
خزانہ کو پتا ہے ان دونوں کو اس کے متعلق پتا ہی نہیں ہے۔ ان کی آپس میں جو بدحواسی ہے وہ  
آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ان کو کوئی پتا نہیں کہ یہ کیا ہے؟  
جناب سپیکر، جی 'وزیر خزانہ'

وزیر خزانہ، رانا صاحب کے سوال کے فوراً بعد میں نے جو جواب immediate respond کیا تھا  
وہ یہ تھا کہ یہ Foreign Funded Programme ہے جو چاروں صوبوں میں چل رہا ہے اور اس کی  
allocation جس طرح سے فیڈرل گورنمنٹ سے کسی صوبائی حکومت کو ملتی ہے یا جتنی جتنی  
allocation کسی specific project پر ہوتی ہے وہ ہم ظاہر کر دیتے ہیں۔  
جناب سپیکر، ٹھیک ہے 'رانا صاحب! ان کی طرف سے غلط یا صحیح جو بھی آپ سمجھتے ہیں۔۔۔'

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! بات یہ ہے کہ کسی ایک بھی page کو آپ نکال لیں۔ چلیں!  
آپ 282 کو نکال لیں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ Revised Allocation for 2004-05 اور یہ رقم  
ہے 8255 ملین۔ پھر 11725 ملین۔ اب جو revised ہے اس میں تو انہوں نے رقم دی ہوئی ہے  
11826 ملین۔ اب اس کے بعد ہے کہ provision for 2005-06, Foreign Aid for 2005-06  
اس میں یہ کالم خالی ہوتا کہ ٹھیک ہے یہ foreign funded نہیں ہے یہ خالی ہو گیا۔ اب اس میں

یہ ہے کہ fiscal progress up to June 2005۔ اب اس میں تو آنا چاہئے تھا۔ یہ جو 8255 ہے 11637 ہزار ملین ہے۔ اب یہ revised allocation تو انہوں نے دی ہے۔ اگر یہ رقم خرچ نہیں ہوئی پھر یہاں پر یہ بتا دیجئے کہ یہ خرچ نہیں ہوا اور اگر یہ خرچ نہیں ہوا تو پھر یہ on going کیسے ہے لہذا یہ بھی ایک بات ہے۔ on going پر کیسے ہو سکتا ہے کہ سال پورا خرچ ہی نہ ہو؟ دراصل اس سے یہ ظاہر ہونا تھا کہ یہ on going schemes پر انہوں نے کیا خرچ کیا ہے؟ اس سے ان کی کارکردگی ظاہر ہونی تھی وہ انہوں نے concealment کی ہے۔

جناب سیکرٹری، وزیر خزانہ صاحب سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ بھی کل تک اس کو دیکھ کر آئیں۔ رانا صاحب! کل اس پر بات ہو جانے گی۔

رانا منشاء اللہ خان، اس بات سے ایک بات تو عیاں ہو گئی ہے کہ یہ بجٹ جو ہے یہ ذہنی سیکرٹری ایڈیٹل سیکرٹری اور سیکرٹریٹ نے فنانس ڈیپارٹمنٹ میں جایا ہے جس کا وزیر خزانہ کو بھی کوئی پتا نہیں اور وزیر قانون کو بھی اسی پتا ہے جتنا ہمیں پتا ہے۔  
جناب سیکرٹری، جی، شکریہ۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب والا! یہ اس بات کی وضاحت کریں۔ (قطع کلاسیاں)۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب والا! انہیں خود حائل نہیں ہے۔

رانا منشاء اللہ خان، اب اس حور کی تو ضرورت نہیں ہے یہ ایک بجٹ سے متعلقہ academic discussion ہو رہی ہے ڈاکٹر صاحب سے اس کا کیا تعلق ہے؟

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! یہ دراندازی کر رہی ہیں۔

جناب سیکرٹری، شکریہ۔ کوئی معزز رکن بحث میں حصہ لینا چاہتا ہے تو نام بھجوادیں۔ رانا صاحب! اس پر کل بات کریں گے وزیر خزانہ صاحب بھی اس کو دیکھ آئیں گے۔ آپ بھی اس کو مزید دیکھ لیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔  
جناب سیکرٹری، محترم! آپ تشریف رکھیں۔ ایوان کی کارروائی کو چلنے دیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ جس point کو میں نے raise کیا ہے اس میں یہ میرا version اور point of view ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اس کو clear کر سکتے ہوں لیکن چونکہ انہوں نے بتایا نہیں ہے اس لئے انہیں علم نہیں ہے۔ آپ ان کو یہ ہدایت کریں یا direction دیں یہ بہر چلے جائیں اور گیلری میں جو فائنس کے بندے بیٹھے ہیں ان سے پوری بات پوچھ کر اور پھر آ کر اس کی وضاحت کریں۔ میں صرف وضاحت چاہتا ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ان کو اس بات پر embarrass کروں۔

جناب سیکرٹری، چلو! کل اس پر بات کر لیں گے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! پھر کل تک ہم بحث پر کوئی تیزی نہ کریں ہم پھر ان سب باتوں کو چھوڑ دیں۔

جناب سیکرٹری، منظر اراکین اسمبلی بحث پر بحث کر رہے ہیں اور وہ اپنے Notes تیار کر رہے ہیں۔ کل اس کا جواب دے دیں گے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! اس مسئلہ پر اگر آج کوئی بات کرنا چاہے تو کیا بات کرے گا؟ جناب یہ on going schemes تھیں اور آگے کوئی information ہی نہیں ہے تو وہ اس پر کیا بات کرے گا؟ اگر for arguments میں نے ہی بات کرنی ہو۔۔۔

جناب سیکرٹری، اس بارے میں تو آپ نے ہی بات کرنی تھی اور آج تو آپ نے تقریر ہی نہیں کرنی۔

رانا مناء اللہ خان، نہیں اگر کسی اور نے اس پر بات کرنی ہو تو وہ کیا بات کرے گا؟ جناب سیکرٹری، کسی اور کو تو چننا ہی نہیں تھا یہ تو آپ نے ہی point out کیا ہے۔



رانا مناء اللہ خان، لیکن جناب سیکرٹری! اب آپ ایسا کریں آپ ان کو باہر بھیجیں یہ پوچھ کر آ جائیں۔

جناب سیکرٹری، وزیر خزانہ صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ وزیر خزانہ! (قطع کلامیوں)  
آرڈر پلیز۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کو ان کی تیاری کے لئے مکمل طور پر ان کو سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ یہ pages جو انہوں نے identify کئے ہیں۔ یہ پچھلے سال کی on going schemes اس لئے رکھی گئی ہیں کہ ان پر allocation ہوئی لیکن اس allocation کی کوئی spending نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ fiscal progress کے اندر کوئی نیچے figure نہیں دیا گیا۔ اگر ایک فیصد بھی spending ہوئی تو وہ اس کے اندر reflect ہو جاتا۔  
جناب سیکرٹری، جی، ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ، اس کو یہ zero spending لیں اور اس کے مطابق اس کی تیاری کریں۔ بہت شکریہ۔

رانا مناء اللہ خان، یعنی بجٹ کی تیاری پر اگر کسی نے بات کرنی ہے۔ یہ ایک ایسا مسدہ ہوتا ہے جو عام فہم نہیں ہوتا۔ چلیں! اگر میں ان کی یہ بات تسلیم بھی کر لوں کہ zero funding ہوئی ہے تو کیا پھر یہ reflect نہیں ہونی چاہئے تھی۔ پورے بجٹ کے document میں کہیں یہ بات بتادیں۔ ان کے پہلے Notes میں یہ بتادیں کہ جناب اہم نے یہ چیز نکل جگہ پر reflect کی ہے کہ ہم اس کو اس لئے خالی چھوڑ رہے ہیں۔ اس طرح سے خالی چھوڑنا تو کوئی بات نہیں بنتی یا تو پھر اس page کو شامل ہی نہ کرتے۔ یہ کوئی ان کا جواب نہیں ہے ان کو آپ باہر بھیجیں یہ باہر جا کر گیلری میں جو فائنس کے بندے بیٹھے ہیں ان سے جا کر یہ پوری طرح سے سمجھ لیں اور اس کے بعد ایوان میں ایک جامع جواب دیں۔

جناب سیکرٹری، نہیں وہ سوچ سمجھ کر ہی بتا رہے ہیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ Access to Justice Programme کی بات ہے جس طرح سے وزیر خزانہ نے فرمایا کہ Foreign Aided Programme کے مطابق اس کی allocation کر دی جاتی ہے۔ اب جو رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کو اس میں NII لکھا کیوں نہیں گیا؟ تو یہ اس نے نہیں لکھا گیا کہ وہ ابھی spent نہیں ہوا لیکن اس میں انہیں suggest کرنا چاہوں گا اور زیادہ مناسب یہ ہو گا کہ اس میں تقریباً سو ڈیڑھ سو کے قریب سکیمیں دی گئی ہیں جو کہ Access to Justice Programme کے تحت ہم نے شروع کرنی تھیں لیکن funding نہ ہونے کی وجہ سے ہم شروع نہیں کر سکے۔ district wise break up میں دیا گیا ہے۔ ہمارے سارے دوست یہاں پر بیٹھے ہیں ان سے یہ پوچھ لیں کہ کیا ان کے ضلع میں اس سکیم پر کام شروع ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس کی authenticity کا پتا چل جائے گا لیکن اگر واقعاً کام شروع نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ document ہر لحاظ سے مکمل authentic document ہے۔ لیکن اس کو otherwise ثابت کرنے کے لئے تمام حضرات مختلف اضلاع سے بیٹھے ہونے ہیں اپنے ضلع کی سکیمیں دیکھ لیں اگر کسی پر کام شروع ہے تو بتادیں کہ وہاں پر کام شروع ہے اور اس کو reflect کیوں نہیں کیا گیا لیکن کام شروع ہی نہیں ہے اس لئے اس کو reflect نہیں کیا گیا۔

جناب سیکرٹری، شکریہ۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! آپ ایک سکیم کو ہی لے لیں۔ Construction of Courts Approved Estimated Cost Rs: 4459 for ADNSSJ Sargodha اور اس میں Million ہے اس کے بعد Expected up to 2003-4, Rs: 0.608 Million ہے Revised Allocation for 2004 یعنی یہ ایک on going scheme ہے۔ اس کے بعد پھر Revised Allocation ہے اور وہ 5 ہزار ملین روپے ہے۔ اب اس کے بعد جو یہ فرما رہے ہیں اس کو انہیں reflect کرنا چاہئے تھا اور اگر یہ reflect نہیں کرنا تھا تو پھر ان کو on going کیوں رکھا اب اس طرح سے تو ان کے خواب و خیال میں پورے پنجاب کے لئے

بے شمار سیکس ہوں گی۔ یا تو یہ سب کو یہاں پر دے دیتے۔ میرا خیال ہے کہ پھر ان کو پلٹنے تھا کہ ڈیزہ دو سو بلین روپے کا پروگرام اپنے ذہن میں جا کر کہ ہم یہ بھی شروع کریں گے یہ بھی شروع کریں گے لیکن ابھی تک ہم نے شروع کوئی نہیں کیا۔ جتایہ A.D.P ہے اس سے دو گنا volume کی کتاب جا کر وہ بھی ہمارے سامنے رکھ دیتے۔ ہمارے ذہن میں تو یہ ہے ہم کم از کم دس کھرب روپے کے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ابھی تک ہم نے شروع نہیں کئے۔ پھر انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟  
جناب سیکرٹری، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ، جناب سیکرٹری! رانا صاحب جو کہ بہت expert ہیں ان کے متعلق میں نے پہلے ہی ایک دفعہ comment کیا تھا کہ لفظوں پر ان کو کمال حاصل ہے ان کا مطالبہ کرنے کے لئے مجھے تو کم از کم بڑا وقت لگے گا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

لیکن اس کتاب کی authenticity کے اندر figure دینے ہونے کو حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ پی اینڈ ڈی اس اے۔ ڈی۔ پی کو جس طرح سے چھپا ہوا ہے سو فیصد own کرتا ہے اور اس کے اندر کسی قسم کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ یہ لفظ صرف ایک تبدیل کرتے ہیں جس سے پورا مطلب اور ماحول ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ spending صرف allocation دکھائی گئی ہے۔ ایف۔ ڈی یا پی اینڈ ڈی نے allocation کر دی۔ اگر اس کا خرچہ نہیں ہوا تو وہ reflect نہیں ہوا اگر ہوا ہوتا تو وہ اس میں ضرور ظاہر کیا جاتا بلکہ اس سے تو گورنمنٹ کی کارکردگی ظاہر ہوتی کہ ہم نے اتنی spending کی ہیں۔ اگر ہمارے کسی ڈیپارٹمنٹ نے allocation کے باوجود یا foreign funds آنے کی وجہ سے spending نہیں کی تو اس سے ہماری کارروائی نسبتاً کم پڑی ہے۔ بہت ٹھکریہ

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری! بات یہ ہے کہ اس میں کوئی مطالبہ یا نیا دیکھانے والی بات نہیں ہے 'دریغ صاحب میرے بھائی ہیں۔ بات یہ ہے کہ میں نے جب یہ point raise کیا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ ٹیلڈ یہ clerical mistake ہو گی اور اگر اس book میں نہیں ہے تو ان کے پاس

جو book ہوگی اس میں ہوگی۔ بات یہ ہے کہ میں نے تو ان سے وضاحت چاہی ہے۔ اب اس میں دیکھیں کہ جیسے وہ فرما رہے ہیں اگر ایسا ہی ہے کہ یہ allocation ہوگی 'scheme on going' ہوگی 'جیسا اس پر شرح کوئی نہیں ہوا' funding اس کی آئی کوئی نہیں تو پھر یہ صرف اس اے۔ ذی۔ پی کا volume بڑھانے کے لئے انہوں نے یہ سارا سلسلہ کیا ہے۔ یہ تو پھر vague information ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو پھر Departments کا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وہ اس طرح سے vague information دے کر ہمیں 224۔ کھرب اور اس میں سے 53۔ ارب کی development کا volume بڑھادیں اور اس میں حالت یہ ہو۔

ملک نذر فرید کھو کھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، ملک نذر فرید کھو کھر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک نذر فرید کھو کھر، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ رولز کے مطابق general discussion کے طریقہ کار میں ممبرز صاحبان discussion کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے points suggest کرتے ہیں، وہ اپنی تجاویز پیش کرتے ہیں، سارے بحث کو as a whole under discussion لاتے ہیں یا کسی policy principle کو اس میں discuss کرتے ہیں تو اس کا طریقہ کار یہی ہے کہ discussion کے end پر منسٹر صاحب ان تمام points کا جواب دیتے ہیں۔ اگر discussion اسی طریقے سے ہوتی رہی کہ ایک بات point out کر کے اس کا جواب منسٹر صاحب سے طلب کیا گیا تو پھر اس طرح۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، کھو کھر صاحب! وہ تو بحث پر بات کرنا چاہ رہے تھے، تو بحث کا چنا تو چنا چاہتے تھے۔ انہیں جو غلط فہمی تھی وہ وزیر خزانہ صاحب نے دور کر دی ہے۔ انہیں تفصیل سے بتا دیا ہے۔

رانا عماد اللہ خان، جناب سپیکر! وہ فرما رہے کہ ہم نے اس وجہ سے reflect نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ جو وہ اب اس کے جواب میں فرما رہے ہیں یہ جانتیں مجھے اس document میں کہاں کہاں ہے؟

جناب سپیکر، نہیں، لکھا تو نہیں نال۔ وہ کہتے ہیں خرچ ہی نہیں ہوا تو اس کو لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! اگر خرچ نہیں ہوا اور یہ صرف volume بڑھانے کے لئے لکھا گیا ہے تو کسی جگہ پر ایک یا دو لائنوں کا نوٹ تو ہونا چاہئے تھا 'ambiguity' تو نہیں ہونی چاہئے تھی۔ دو لائنوں کا نوٹ ہوتا کہ اتنے بلین روپے خرچ نہیں ہوئے یعنی یہ schemes start نہیں ہوئیں۔ انہیں on going heads میں کیوں ڈالا گیا ہے؟ جناب سپیکر، چلیں یہ آئندہ کے لئے احتیاط کیا کریں گے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح اب انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ سکیمن شروع ہی نہیں ہوئیں تو آپ اس پر ruling دیں کہ جو سکیمن شروع ہی نہ ہوں انہیں on going schemes میں ڈالا جا سکتا ہے۔ وزیر خزانہ نے ان سکیمنوں سے متعلق وضاحت فرمائی ہے تو اس حساب سے یہ سکیمن on going schemes کی ambit سے باہر ہو جاتی ہیں جبکہ انہوں نے بجٹ میں انہیں on going schemes show کیا ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنے اے۔ڈی۔پی کو re-draft کریں اور ان سکیمنوں کو on going schemes سے باہر نکالیں کیونکہ اس document میں کسی قسم کی vague information نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ میری تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جو دوست بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں کیونکہ میں پہلے بھی کہ چکا ہوں کہ میرے پاس جو چٹیں آئی تھیں وہ تمام نام میں نے پکار دینے، کچھ معزز اراکین اسمبلی نے بات کر لی ہے، کچھ حاضر نہیں تھے تو مزید جو دوست بات کرنا چاہ رہے ہیں وہ سیکرٹری اسمبلی کے پاس اپنے نام کی چٹیں بھجوادیں۔ اب وقفہ غاڑ ہوتا ہے اور 20 منٹ کے لئے House adjourn کیا جاتا ہے۔

(اذان مغرب)

(غز مغرب کی ادائیگی کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 14 منٹ پر

کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب سپیکر، بگو صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو، نہیں جناب سپیکر!

جناب سپیکر، نہ ہی نولایا صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ کوئی بھی مسز رکن بات نہیں کرنا

چاہتا۔ اس لئے آج کے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ لہذا اجلاس کل مورخہ 13-جون 2005

سہرے تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جلد 20، شمارہ 3

# ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 13 - جون 2005

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

2 - بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 2005-06 پر عام بحث



# صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس)

پیر 13 - جون 2005

(یوم الاثنین 5۔ جمادی الاول 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس 'اسمبلی چیئرمینز' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 22

منٹ پر زیر صدارت جناب سیکرٹری چودھری محمد افضل شاہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ کلام رسول نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ

رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ

جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ

لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ

حَتَّىٰ يُعَلِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

سورة النساء آیات 64، 65

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس فرض سے کہ اس کی اطاعت اللہ کے حکم سے کی جائے اور کاش کہ جس وقت یہ اہل بائوں پر زیادتی کر بیٹھے تھے آپ کے پاس آجاتے پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت چاہتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے ہ سو آپ کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایسا کرنے ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جگہ سے نہیں ہٹتے اور ان کے پاس آپ کو حاکم نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس سے اپنے دلوں میں تلخی نہ بنائیں اور اس کو پورا پورا تسلیم کر لیں ۝

وما علينا الا لبلاغ ۝

## تحرارک استحقاق

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحرارک استحقاق take up کرتے ہیں۔  
راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی راجہ ریاض احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! یہ ایک خط ہم سب ممبران اسمبلی کو گرین سنی والوں کی طرف سے ملا ہے۔ ہمارے ایک معزز وزیر علیم خان صاحب ہیں ان پر انھوں نے الزام لگایا ہے کہ انھوں نے ان کی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ پوری کالونی میں مسلح لوگ آتے ہیں اور انھوں نے وہاں پر قبضہ کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ خط انھوں نے ہم سب ممبران کو بھیجا ہے تو جناب علیم خان صاحب اس کی وضاحت کر دیں تاکہ ان کی طرف سے وضاحت ہو جائے۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! کل جس قرار داد کی بات ہوئی تھی وہ قرار داد متفقہ طور پر تیار کر لی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آج پیش ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، وہ پرنٹ ہونے کے لئے گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، وہ ابھی پرنٹ ہونے کے لئے گئی ہے۔ ابھی اس کو کرتے ہیں۔ اب تحرارک

استحقاق نمبر 20 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے یہ move ہو چکی ہے اس کا آج

جواب آتا تھا لیکن ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ایکسپنڈ ہو گیا ہے اور ان کا ٹیلیفون مجھے آیا ہے

کہ ان کی تحرارک کو pending کر لیا جائے لہذا میں اسے 19 تاریخ تک کے لئے pending کرتا

ہوں۔ ابھی تحرارک استحقاق نمبر 23 محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔ محترمہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا

تحرارک disposed of ہوئی۔ ابھی تحرارک استحقاق نمبر 21 محترمہ کانزہ احمد صاحبہ کی ہے۔ محترمہ!

آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

لاہور اینریپورٹ پر خواتین ارکان اسمبلی کے ساتھ

پولیس کا نامناسب رویہ

محترمہ فائزہ احمد، جناب سیکرٹری میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا محتاجی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔ اپریل 2005 تقریباً 5-00 بجے صبح میں دیگر اراکین اسمبلی کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہو کر لاہور اینریپورٹ جا رہی تھی۔ جب ہماری گاڑی بند ہو کر لاہور پہنچی تو پولیس نے ہماری گاڑی کو روکا اور کہا کہ آپ آگے نہیں جاسکتے ہم نے کہا کہ ہم ایم۔ پی۔ ایز ہیں اور ہم لاہور اینریپورٹ جا رہی ہیں۔ یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ پولیس کے انسپکٹر محمد اشرف چدھڑ نے اہلکاران کو حکم دیا کہ گاڑی کو گھیر لو اور آگے ہرگز جانے نہ پانے۔ پولیس اہلکاران نے ہماری گاڑی کا دروازہ زبردستی کھول کر گاڑی میں سے گھسیٹتے ہوئے ہمیں باہر نکالا اور بدتمیزی اور گالیاں دینا شروع کر دیں۔ انسپکٹر مذکورہ نے عظمیٰ زاہد بخاری کے منہ پر پہلے تھپڑ مارا اور اس کے بعد اس کی کمر پر اور پسلیوں پر کئی مارے۔ ہم نے احتجاج کیا اور انسپکٹر مذکورہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ایم۔ پی۔ ایز ہونے کے ناطے ہم 711% ہیں اور بغیر کوئی حکم نامہ دکھانے آپ نہ تو ہمیں روک سکتے ہیں اور نہ ہی گرفتار کر سکتے ہیں اگر آپ کے پاس حکم نامہ ہے تو دکھائیں مگر انسپکٹر مذکورہ متواتر بدتمیزی کرتا رہا، ہمیں دھکے دیتے ہوئے پولیس گاڑی میں دھکیل دیا۔ پولیس پہلے ہمیں تھانہ ڈیفنس لاہور کینٹ اور پھر تھانہ ریس کورس لے گئی۔ تھانہ ریس کورس کی سیزموں پر عظمیٰ زاہد بخاری بے ہوش ہو گئیں۔ میرے اور میری ساتھی ایم۔ پی۔ اے فرزانہ راج کے شور مچانے کے باوجود آدھا گھنٹہ تک کوئی طبی امداد نہ دی گئی حالت تشویشناک ہونے پر اسپہولینس میں ڈال کر پہلے کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ اور پھر سرورمز ہسپتال منتقل کر دیا۔ قانون صوبائی اسمبلی پنجاب استحقاقات 1972 کی حق 15 کے تحت اراکین اسمبلی

V.I.Ps ہیں۔ نیز مذکورہ ایکٹ کی شق 1 کے تحت کسی بھی رکن کو اسمبلی کے اختتام کے 15 ایام کے اندر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ گاڑی لاہور ایئرپورٹ جانے سے روکنے، زبردستی گاڑی سے نکلانے، بدتمیزی کرنے، دھکے دینے، بغیر کسی حکم نامہ دکھانے محمد اشرف چوہدری (انسپیکٹر) کا ہمیں گرفتار کرنے سے مذکورہ ایکٹ کی شق 1 اور 15 کے تحت نہ صرف میرا بلکہ اس سب سے زیادہ اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: سنی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تین چار تحریک استحقاقات identical ہیں۔ ان میں سے ایک کل پیش ہوئی تھی۔ آپ نے 18 تاریخ کے لئے اس کو pending فرمایا تھا۔ لہذا اس تحریک کو بھی 18 تاریخ کے لئے pending فرمائیں۔ اس کے بعد محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ اس کو بھی اگر آپ مہربانی فرمادیں گے تو پھر 18 تاریخ کو ہم اکتھا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ تین چار تحریک استحقاقات ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ کل وزیر قانون نے کہا تھا کہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ اسے 18 تاریخ کے لئے pending کیا گیا تھا۔ غالباً 18 تاریخ کو تو اتوار کی بھٹی ہے لہذا یہ 19 تاریخ کو take up ہوگی۔ تو آپ کی تحریک کو بھی 19 تاریخ تک pending کر لیتے ہیں۔ اسی نوعیت کی تحریک نمبر 25 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ تو یہ دونوں تحریک بھی 19 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے تو ابھی اپنی تحریک پڑھی ہی نہیں ہے۔ کیا آپ بغیر پڑھے ہی کوئی تحریک pending کر سکتے ہیں۔ آپ اس پر روکنگ دے دیں۔

راجہ آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! راجہ صاحبہ سے legal ہو گئے ہیں۔

جناب سپییکر، جی ہاں! بغیر پڑے بھی تحریک استحقاق pending ہو سکتی ہے۔ اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے نیر طلبہ کے ان کی تحریک pending کر لی جائے۔ لہذا میں اسے بھی 19 تاریخ تک کے لئے pending کرتا ہوں۔ اگلی تحریک میں نوید جمائیاں صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے بھی پٹ آئی ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔ لہذا یہ بھی 19 تاریخ کے لئے pending کی جاتی ہے۔

### بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 2005-06 پر عام بحث

جناب سپییکر، اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 2005-06 پر بحث شروع کرتے ہیں اور بحث کا آغاز رانا آغلب احمد خان صاحب کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپییکر! تین چار روز سے فلور کراسنگ کا issue اسمبلی میں زیر بحث ہے۔ ہم وزیر قانون صاحب کے دفتر میں گئے تھے اور ان کے ساتھ اس بابت discussion ہوئی ہے۔ ہم نے آپس میں یہ طے کیا ہے کہ اس issue کو ہم کسی احسن طریقے سے حل کریں اور احسن طریقہ یہ ہے کہ حکومت اور ہماری طرف سے تینوں پارٹیوں کے افراد کی ایک کمیٹی بن جائے، اس میں ایڈووکیٹ جنرل اور سیکرٹری قانون بھی آجائیں۔ اس بابت حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپییکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپییکر ارشد محمود بگو صاحب نے میرے ساتھ بات کی تھی، میں نے ابھی یہاں ہاؤس میں بیٹھ کر بھی ان سے گزارش کی ہے کہ وہ 'میں اور رانا صاحب آپس میں بیٹھ کر پہلے کوئی modality طے کرتے ہیں۔ ہم اگر consensus سے کسی نتیجے پر پہنچے تو پھر آپ کے پاس آئیں گے، آپ سے گزارش کریں گے ہر جو طریقہ کار آپ اس بابت طے کریں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ پہلے ہم ذرا آپس میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ گو صاحب! میں تو پہلے دن سے ہی کہہ رہا ہوں کہ میری کوئی رہنمائی کر دیں، مجھے کوئی راستہ دکھا دیں۔ وہ راستہ خواہ اپوزیشن دکھا دے یا حکومت اور حکومت اپوزیشن سے مل کر مجھے کہے کہ یہ ایک آئینی اور قانونی راستہ ہے تو میں اس پر عمل کروں گا۔ جی رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ یہ بجٹ بہت اہم document ہوتا ہے جو سارے سال کے لئے کسی صوبے کے incoming expenditures کا تخمینہ ہوتا ہے۔ اس میں مجھے سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ آپ کو چاہئے کہ ہمیشہ بجٹ سے پہلے آپ ممبران سے تجاویز مانگیں کہ آپ کس کس سیکٹر میں کیا کیا چاہتے ہیں؟ اس میں کیا improvements کرنی چاہئیں اور اس کے لئے کتنے پیسے درکار ہوں گے؟ اس شعبے سے متعلق Standing Committee بیٹھ کر دیکھئے۔ let's say شعبہ زراعت ہے، وہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی کیا ضروریات ہیں؟ کیسے اس کی inputs بڑھائی جاسکتی ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ایسا کچھ نہیں کیا جاتا۔ چلیں اچھوڑیں۔ آپ نے ہم اپوزیشن کو تو نہیں پوچھنا۔ مجھے ایک فاضل وزیر صاحب نے بتایا کہ جس دن کابینہ کی میٹنگ ہوتی، جس دن یہ بجٹ پاس ہوا ہے اس دن وزیر اعلیٰ صاحب نے چیزیں (D&ID) کو کہا کہ آپ اسے ڈی۔ ڈی۔ پی کی بریفنگ دیں۔ جب چیزیں (پی اینڈ ڈی) نے briefing دی کہ ہم نے اس سیکٹر کے لئے اتنے پیسے رکھے ہیں اور پچھلے سال کے اے۔ ڈی۔ پی میں اتنے پیسے تھے یعنی انھوں نے ایک پورا brief دیا۔ جب briefing ختم ہو گئی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی تعریف کی کہ بڑا اچھا ہوا ہے۔ اس کے بعد جناب ارشد لودھی صاحب وزیر اعلیٰ کی تعریف کر کے فرمانے لگے کہ ہمارا محکمہ زراعت ایک بڑا محکمہ ہے لیکن اس کے لئے رکھا ہی کچھ نہیں گیا تو وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ میرا نہیں خیال کہ آپ notice لے رہے تھے۔ سبٹین صاحب آپ ان کو ذرا دوبارہ سلائڈ چلا کر دکھا دیں۔ وہ سلائڈ دوبارہ چلی تو انھوں نے معذرت کر لی۔ اس کے بعد ایک خاتون وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اصل میں یہ

وفاقی محکمہ ہے مگر آپ کو علم نہیں ہے ہم نے اس کے لئے بھی 50 ملین روپے رکھے ہیں۔ جب کلینڈر کو بھی اعتماد میں نہیں لیا جاتا، جب ممبران سے آپ advice نہیں لیتے تو پھر اس بجٹ کا کیا فائدہ ہے؟ یہاں پر آپ بجٹ پر تھاپیں کریں گئے اور پلے جائیں گے لیکن اس پر عملد رآمد کوئی نہیں ہو گا۔

جناب سیکرٹری! اے۔ ڈی۔ پی۔ 34۔ ارب روپے سے بڑھا کر 53 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔ پہلی دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا یہ 34 ملین روپے فرج ہونے ہیں؟ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جو پینا unspend چلا جانے That is a financial indiscipline اور یہ financial irregularity ہوتی ہے۔ آپ اپنے غیر ترقیاتی expenditures تو سارے فرج کر گئے مگر جو development کے پیسے تھے وہ آپ استعمال نہیں کر سکے۔ figures کے حوالے سے میں مثال کے طور پر عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب ذرا صفحہ نمبر 30 پر پلے جائیں۔ اس میں انھوں نے Sectoral Allocations میں Agriculture No 1 پر پچھلے سال جو اے۔ ڈی۔ پی دیا وہ 2.14 فیصد of the A.D.P تھا جبکہ اس سال 53 ملین روپے میں سے وہ reduce ہو کر 1.75 فیصد رہ گیا ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم زراعت کو بڑا فروغ دے رہے ہیں۔ آپ کیا فروغ دے رہے ہیں؟ اسی طریقے سے آپ Education & Training پر آجائیں۔ پچھلے سال یہ 23.90 فیصد تھا جبکہ اس سال یہ decrease ہو کر 17.36 فیصد رہ گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ آپ نے اے۔ ڈی۔ پی 34 ملین سے بڑھا کر 53 ملین کر دیا ہے مگر آپ نے Sectoral Allocations کو کم کر دیا ہے۔ آپ نے جہاں پر اضافہ کیا ہے وہ priority programme ہے۔ یہاں پر آپ نے 233.3 فیصد increase کر دیا ہے۔ priority programme اس وقت ہوتا ہے جب آپ اپنی priorities پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں fix کر لیتے ہیں۔ پھر آپ دیکھیں کہ unfunded schemes میں You have given a rise of 669.3% جو schemes آپ approve نہیں کرتے unfunded ہیں اس کو کیوں شروع کرتے ہیں؟ ایک کروڑ کے پراجیکٹ کے لئے آپ پانچ فیصد دے دیتے ہیں۔ (شوروغل)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! انہاں نے کم دی گل ای نہیں سنی۔

جناب سپیکر، سن رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ unfunded schemes میں دیکھیں کہ You have

schemes منظور نہیں کرتے انہیں شروع کیوں کرتے given a rise of 669.3 % آپ جو

5 فیصد دے دیتے ہیں یہ غلط ہے۔ اب آپ

اسجو کیشن پر آجائیں۔ آپ دیکھیں کہ گزشتہ سال اسجو کیشن پر 5 Unspent amount was

12 million from the Chief Muister's million 12 قومی۔ حکومت پنجاب نے یہاں پر ایک

Accelerated Programme شروع کیا تھا Directorate for Staff Development اس

irregularity یہ کی گئی کہ وزیر تعلیم کو باہر نکال دیا He has nothing to

do with it حالانکہ وزیر تعلیم کا صرف College Convocation پر جانا ہی کام نہیں ہے بلکہ

اس کا یہ بھی کام ہے کہ وہ دیکھے کہ کیا اسانڈہ کی proper Training ہو رہی ہے اور ان کو با

عزت مقام مل رہا ہے؟ آپ نے ہوم اکٹاکس سے گریڈ 17 کی میجر کو لا کر ڈائریکٹر لگادیا۔

جناب سپیکر، میں نے تو کسی گریڈ 17 کی میجر کو ڈائریکٹر نہیں لگادیا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں آپ کو نہیں کہہ رہا بلکہ وزیر اعلیٰ کو کہہ رہا ہوں لیکن میں

نے address تو سپیکر کو کرنا ہے نل۔ اگر آپ کہیں تو میں راج صاحب کو address کرنا

شروع کر دوں۔

جناب سپیکر، آپ گورنمنٹ کا نام لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ custodian ہیں۔ آپ ہمیں مائیں یا نہ مائیں لیکن ہم تو

آپ کو مانتے ہیں۔ (نمبر ہانے تحسین)

جناب سپیکر، یہ تو گورنمنٹ نے کرنا ہوتا ہے۔



رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ نے فوج کے گھوڑے کی بات کی تھی لیکن فوج میں ایک اور کام بھی ہوتا ہے کہ جب گھوڑے کی ضرورت نہیں ہوتی تو باہر وہ گھوڑے کو گولی مار دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ آپ کے سمجھنے کی بات ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جب کسی گھوڑے کی ضرورت نہیں رہتی تو اسے گولی مار دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی گولی مارتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے سمجھنے کی بات ہے کہ آپ آئین اور rules کی interpretation بھی اسی طرح کرتے ہیں جس طرح گھوڑے کی کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ نے بات سنا لی تھی۔ میں نے تو اس کا جواب دیا ہے۔ آپ نے مثال دی تھی لیکن میں یہاں نہیں تھا۔ اب میں نے کہا کہ اس بارے میں ذرا آپ کو بتا دوں کہ جب گھوڑے کی ضرورت نہیں ہوتی تو اسے گولی مار دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، جی اسے گولی ماری بھی پاتے۔

رانا آفتاب احمد خان، جب گھوڑا فوج کا ہو۔ جو فوج کا گھوڑا ہو اسے مارتے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! رانا صاحب کو تو گھوڑے اور کھوتے میں فرق کا پتا نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، بیٹوں پتا اسے تسی وی ہو۔ (نعرہ ہانے تحسین)

رخسانہ ضیاء کو چیف منسٹر صاحب کے بھائی کی sister in law کی وجہ سے لایا گیا۔ وزیر صاحب بعد میں مجھے یہ بتا دیں کہ کیا اس قانون نے نیچرز ٹریڈنگ کا کوئی کورس کیا ہے؟ کیا انہوں نے کوئی ٹریڈنگ کی ہے؟ اگر آپ نے اساتذہ کو عزت و وقار دینا ہے تو پہلے ان کا سروس منر کچر ٹھیک کریں۔ آپ ٹریڈنگ کس چیز کی دے رہے ہیں؟ وہ تو روٹی نہیں کھا سکتے۔ یہ وزیر صاحب تو بے چارے ویسے ہی بیٹھے ہیں۔ ان کے لئے ایک Steering Committee بنا دی گئی۔ اس

Steering Committee میں وزیر صاحب چیف سیکرٹری کے نیچے بیٹھے ہیں۔

He is an elected man. He is Minister for Education. Why should he say like that? He should give the policy and he should dictate the term

اسی طرح T.E.V.T.A کی بات کرتے ہیں۔ جب T.E.V.T.A ایک خود مختار ادارہ بنا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو ووکیشنل ٹریننگ دی جائے۔ اس پر ایک آفیسر لگا دیا گیا۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اس پر کوئی بھی گورنمنٹ ملازم نہیں لگ سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کے لئے پانچ سال کا contract ہوتا ہے لیکن اس وقت سٹے چیز میں کو remove کر کے specially وزیر اعلیٰ کے سدمی who is in government service کو چیز میں لگایا گیا۔

جناب سیکریٹری! میں آپ کو ایک document دکھاتا ہوں۔ یہ میرا نہیں بلکہ یہ آرڈر S&GAD اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ہے، انھوں نے کہا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ اس کو as Government servant benefit دے رہے ہیں۔ 15000 روپے گھر کا کرایہ Project Allowance is not for that purpose آپ نے اسے derive کر دیا۔ چنانچہ جی ایم سکندر صاحب نے کہاں سے قانون نکال کر اسے لگا دیا، جیسے گھوڑی پال سکیم ہوتی ہے اس طرح چیف منسٹر سیکرٹری لائیں گے تو آپ کے ادارے نہیں چل سکیں گے۔ آپ یہ غلط کر رہے ہیں۔ آپ وزیر تعلیم صاحب سے پوچھ لیں کہ انھوں نے ایجوکیشن کی تشہیر پر ہتھ پیسے خرچ کئے ہیں وہ سارے کے سارے ایک (Media) Company کے ذریعے کئے ہیں۔ without any regulation.

without any procedure اسے 30 کروڑ روپے دے دیئے کہ تم اشتہار دے دو۔ اگر آپ یہ 30 کروڑ روپے اشتہار میں لگائیں، تعلیم پر لگائیں تو اس کے بڑے اچھے رزلٹ مل سکتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جانے کہ پچھلے سال ایجوکیشن ریفرم سیکٹر پر 6 گرام میں ہمارے ضلع میں کسی جگہ کوئی پیسا لگا

ہے؟ کہیں بھی نہیں لگا۔ یہ پیسا ورلڈ بینک سے آیا ہے۔ He should take notice of it یہ اس پر کام کریں لیکن ان کو تو انھوں نے bar کر دیا ہے۔ آپ نے ایجوکیشن سیکٹر میں سکولز اپ گریڈ کر دیئے ہیں مگر وہاں پر کچھ نہیں ہوا۔ آپ نے وہاں پر missing facilities کا کچھ نہیں

کیا۔ میں enrolment کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا آپ نے نئے سٹوڈنٹس enrol

کئے ہیں یا پرائیوٹ سکولوں سے بچے شفٹ ہوئے ہیں؟ آپ نے جو jobs provide کی ہیں کیا وہاں پر میچرز جا رہے ہیں؟ تشہیر کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن on ground کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! آپ نے پولیس کے لئے پیسے رکھے ہیں بے شک ان کو بٹنے بھی پیسے دے دیں۔ میں last years کی comparative statement میں سے بڑا بڑا بتاتا ہوں کہ پنجاب میں قتل کے جرائم میں 23 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ attempted murders میں 80 فیصد اضافہ

ہے۔ kidnaping میں 20 فیصد اضافہ kidnaping for ransom میں 20 فیصد 10

percent robbery اور جو نوٹل کرائم رپورٹ ہوئے ہیں اس میں there is an increase of 27% آپ جن کو پیسا دے رہے ہیں وہ کنٹرول کیوں نہیں کر رہے؟ چونکہ جب آپ اپنے اداروں کو پولیس کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کریں گے تو آپ کبھی بھی اچھے results نہیں لے سکیں گے۔ Please see the bone of contention among bureaucrats آپ

کے شہر میں ایک پولیس آفیسر نے مچاس لاکھ روپیہ لے کر ایک پارک پر قبضہ کر لیا ہے۔ ایک پولیس آفیسر نے دوسرے دن جا کر دوسری ایجنسی کے ساتھ نہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جب آپ پولیس کو قبضوں اور لینڈ مافیا کے لئے لے جائیں گے تو آپ کیا کریں گے؟ میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے resource mobilization کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟

Resource mobilization is the most important sector. یہاں پر وزیر کالونیز بیٹھے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس وقت سب سے بڑا کرائم لینڈ مافیا کا ہو رہا ہے۔ ایک دن بحریہ ماڈن والا

بھاگ جانے کا دوسرے دن کوئی اور بھاگ جانے کا۔ انھوں نے زمینیں لے لیں انھوں نے acquire کر لیں یا جس طرح بھی کر لیا لیکن آپ زمیندار ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ جو زرعی زمین ہوتی ہے اس میں کھالے اور راستے حکومت پنجاب کی ملکیت ہوتے ہیں۔ جب انھوں نے

boundary walls کر لی ہیں تو کیا ان سرکاری راستوں اور کھالوں کی قیمت حکومت پنجاب کو ادا ہوتی یا نہیں ہوتی؟ اگر وزیر صاحب آج ہی اس کو کر لیں تو یہ جو پنجاب کا 53 بلین روپے کا پراجیکٹ کے لئے سادے پیسے آپ صرف لاہور سے ہی اکٹھے کر لیں گے۔ میں دوسری بات کہتا ہوں کہ Sale by Private Treaty بند کر دیں۔ جب آپ open auction کریں گے تو اس

میں کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔ جرائم کیوں بڑھ رہے ہیں کیونکہ آپ اپنے من پسند لوگوں کو اعلیٰ عہدوں پر لگا رہے ہیں، اپنے عزیز واقارب کو لگا رہے ہیں۔ فیڈرل پبلک سروس کمیشن کا جینرل مین کتا ہے کہ یہ quality نہیں کرتا لیکن آپ کے قانون میں کرتا ہے۔ جب آپ گریڈ 17 کے انٹر کو DPO لگا دیں۔۔۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! میں رانا آفتاب صاحب کی میرٹ 'ایجوکیشن اور qualification پر باتیں سن رہا تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ اپوزیشن کے دور حکومت میں نواز شریف صاحب نے اکادمی ادبیات اسلام آباد میں گریڈ 20 پر میٹرک پاس تدریجی کو لگایا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، بیڑا تشریف رکھیں۔ آپ میری گزارش سن لیں کہ وہ بحث پر بات کر رہے ہیں۔ جب آپ کی باری آنے گی تو آپ بھی کھل کر بات کر لیں۔ وہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر تو بات نہیں کر رہے۔ بیڑا تشریف رکھیں۔ جی رانا آفتاب احمد خان صاحب!

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بیڑا! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! جو لوگ احساس محرومی کا شکار ہوتے ہیں وہ ایسے ہی کرتے ہیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! اس طرح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، چوہان صاحب! آپ کو موقع دیا جانے کا آپ نے بحث پر تقریر کرنی ہے۔ آپ اسی باری پر بات کر لیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! اگر یہ میرے بارے میں بات کریں گے تو پھر میں بھی جواب دوں گا انہیں ethics سے بات کرنی چاہئے۔ یہ جو برال بننے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر، پ्लीز! آپ تشریف رکھیں۔ جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اب میں لوکل باڈیز کی طرف آتا ہوں۔ جتنی کریشن لوکل باڈیز میں ہوئی ہے لیکن اس پر آپ کا کوئی check نہیں رہا۔ میں تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں شاید راجہ بھارت صاحب کو پتا چل جائے۔ اس میں سیکشن 115 ہے،

The Punjab Local Government Ordinance (Noise)

MR. SPEAKER: Order please.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, it relates to the District Governments

اس میں Auditor General is a statutory body مگر آپ نے تحصیلوں اور towns کو local audit سے نکال دیا ہے۔ جب وہ local audit سے نکل گئے ہیں تو جو اسمبلی پیسے دے رہی ہے وہ اس کے sphere میں نہیں رہتے۔ راجہ صاحب! آپ نے جو ترامیم کی ہیں ان میں سب سے پہلی important amendment یہ تھی کہ آپ لوکل گورنمنٹ کا آڈٹ کر سکیں۔ صرف آپ یہ ایک کتاب دیکھ لیں کہ فیصل آباد کی ایک تحصیل کا آڈٹ ہوا ہے۔ ایک پرائیویٹ آدمی نے کیا ہے۔ یہ 75 کروڑ روپے کی کتاب میں irregularities صرف ایک تحصیل کی آئی ہیں۔ یہ اپوزیشن نے کام کیا ہے جو گورنمنٹ کو کرنا چاہتے تھا۔ میرے پاس یہ کتاب موجود ہے اور اگر یہ غلط ہے تو That person should be sued اور اگر یہ صحیح ہے تو Why action has not been taken against those people Building Departments ہیں کیا آپ نے ان میں corruption decrease کر لی ہے؟ نہیں، جناب! corruption بالکل decrease نہیں ہوئی ہے بلکہ increase ہو گئی ہے۔ کوئی وزیر اٹھ کر یہ بتا دے کہ اس کے چمکے میں corruption decrease ہوئی ہے۔ Because the corruption is the order of the day. وزیر ہمارے پاس آ کر خود کہتے ہیں کہ ہم بے بس ہیں، سیکرٹری ہماری بات نہیں سنتے ہیں۔ جناب! ہمیں کوئی جواب نہیں آتا۔ اب آپ 90- ارب روپے اور کارپوریشنوں کو دے رہے ہیں تو آپ کے پاس اس کا کوئی check and balance رہے گا؟

قلمی نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں agriculture پر آتا ہوں۔ اس میں آپ دیکھیں کہ آپ

کی allocation of the total is just 1% جب پاکستان create ہوا تو 70% of the agricultural irrigated land اس منجانب کے حصے میں آئی۔ 30 فیصد انڈیا کے حصے میں آئی۔ 70 فیصد بارانی ادھر تھی اور 30 فیصد بارانی ہمارے حصے میں آئی۔ ان کے پاس 30 فیصد irrigated land پورے انڈیا کو cater کر رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ منجانب میں یونیورسٹیاں ٹوٹل 30 پی۔ ایچ۔ ڈی پیدا کر رہی ہیں اور اس کے مقابلے میں انڈیا میں 2500 ڈاکٹریٹ ہر سال پیدا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ریسرچ میں پیسا کیا دے رہے ہیں؟ آپ دیکھیں جن اداروں کے

Head نہیں ہوں گے۔ اس کی مثال میں آپ کو ایوب ایگریکلچر انسٹیٹیوٹ کی دوں گا جو سب سے بڑا تحقیقاتی ادارہ ہے لیکن وہاں پر دو سال سے کوئی Head ہی نہیں ہے۔ جب Head نہیں ہوں

گے تو وہاں کس طرح سے کام کریں گے؟ میں آپ کی تحصیل کی بات کرتا ہوں کہ جب یہ land acquire ہوتی ہے تو انہوں نے اپنے طریقے سے سیدھا کرنے کے بعد اس طرح کر لی ہے کہ جن کا اثر تھا تو وہ بچ گئے ہیں جن کا نہیں تھا وہ مر گئے ہیں۔ اس کے لئے You have to draw a

line کہ rule of law کیسے ہو گا؟ postings پر تو میں ہمیشہ شور مچاتا ہوں اب جو آپ کرتے

میں وہ آپ on caste and creed basis پر کرتے ہیں not on the basis of

performance، آپ پولیس کو دیکھ لیں، پولیس پر آپ جو پیسا لگا رہے ہیں کیا اس کا آپ کو کوئی رزلٹ ملا ہے؟ کیا rate of crime کم ہوا ہے؟ زراعت پر آپ نے جو پیسا لگایا ہے کیا اس کا آپ کو کوئی فائدہ ہوا ہے؟ تعلیم پر آپ نے جو پیسا لگایا ہے اس کا کیا اثر ہوا ہے؟

جناب سپیکر! اب ہم صحت کی طرف آجاتے ہیں۔ اب آپ نے صحت کے لئے Rural

Support Programme شروع کر دیا ہے۔ ڈاکٹروں کو آپ جتنی دیر regularise نہیں

کریں گے contractual posts پر رکھیں گے وہ کیسے کام کریں گے؟ آپ کے پاس 1994

کے بعد پبلک سروس کمشن سے کوئی select ہو کر ہی نہیں آیا۔ آپ ڈاکٹروں کے لئے، سائنس، انجینئرز کے لئے اور educationists کے لئے بھی service structure دیں۔ وزیر تعلیم عمران مسعود صاحب مجھے بتائیں کہ انہوں نے اساتذہ کی عزت کے لئے ان کے service structure کے لئے کیا تبدیلی کی ہے؟ جناب والا! priority programme آپ کے پاس لوگوں کو سیاسی طور پر گمراہ کرنے کے لئے ایک weapon ہے اور آپ کے A.D.P کی non-utilization is also financial irregularity ہے۔

وزیر تعلیم، بس کرو۔

جناب سپیکر، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا! انہوں نے بات کی ہے اب میں ضرور ان کے متعلق بات کروں گا کیونکہ یہ ماشاء اللہ وزیر ہیں۔ ان کا فیصل آباد کی مارکیٹ کمیٹی میں ایک آدمی نالزرد ہو گیا۔ اس نے جا کر چارج لیا ابھی ذمہ لیا تو دوسرا آ گیا کہ میں محمد صدیق بن گیا ہوں اور اس کے بعد وہ گھر آیا اور اگلے دن جب دفتر بیٹھنے کے لئے جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں ”مولانا گجر فیئر بن گیا اے“ مولانا گجر صاحب نے فیئر جا کے دکان کھول لئی۔ مولانا گجر صاحب بیٹھے سی تے پر بس کانفرنس کر رہے سن۔ چودھری صدیق صاحب پھر آ گئے۔ اونہوں نے کہا کہ بن میں ہو گیں۔ یہ تو ان کے ٹکے کا مال ہے۔ ان بیادوں نے کیا بات کرنی ہے؟

(نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ خود دیکھیں کہ What are the reasons? کہ جن لوگوں نے A.D.P کی implementation کرنی تھی جو فنڈز ڈویلمینٹ کے لئے استعمال کرنے تھے وہ نہیں گئے ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے اور وہ لوگ جو ڈویلمینٹ کا non-developmental پیسا کھا رہے تھے انہوں نے نہیں کیا تو What is the action which the Munsters are going to take in their own areas? یہ ہوتی

ہے کہ پیسے آنے کہاں سے ہیں؟ آپ کی جو foreign loan funding ہے وہ 12.5 فیصد پر مبنی گنی ہے۔ آپ نے اس کا جو interest دینا ہے grants کا دینا ہے اس کو اگر آپ utilize نہیں کریں گے Don't you think this is an irregularity. میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ Flow many people have been charged with corruption? کوئی بھی نہیں ہو رہا۔ سزا ہوتی ہے تو کسی بنواری کو ہو جاتی ہے یا کسی کانٹریبل کی باری آ جاتی ہے تو You have to draw a line of justice. اب آپ کہتے ہیں کہ justice کے لئے جو آپ نے پیسے رکھے ہیں That is again 1.9% of the total بل! واٹر سپلائی کے لئے increase کیا ہے اور ٹھیک کیا ہے کیونکہ اس وقت سب سے زیادہ بیلڈی پینے کے پانی سے ہو رہی ہے۔ اس لئے یہ اہم بات ہے اور اس کے لئے پیسے ملنے چاہئیں مگر انہوں نے 31۔ ارب روپے سے لے کر 51 بلین روپے تک allocation total bogus figures دینے ہیں۔ ان کی پیسے دینے پر کم ہوتی ہیں۔ انہوں نے زیادہ پیسا unfunded اور block میں رکھ لیا ہے which is against the basic spirit of the financial rules also تو یہ کہوں گا کہ یہ postings merit پر کریں اور بھرتی بھی on merit کریں۔ مادر پدر آزاد پولیس کے لئے بھی proper طریقے سے پولیس آرڈر کا check and balance لے کر آئیں۔ اس کے علاوہ خاص طور پر لوکل باڈیز کے اداروں کا بھی مکمل آڈٹ کروائیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ پچھلے سال انہوں نے جو بجٹ پیش کیا تھا اگر وہ A.D.P بلن 31 بلین روپے کا نہیں کر سکتے تھے what is the surity کہ یہ 51 بلین روپے کا کر لیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ پیسے کہاں سے آئیں گے؛ وفاقی حکومت سے آئیں گے کیونکہ N.F.C کا آج پھر اجازت میں آ گیا ہے کہ چار مہینے تک اس کا ایوارڈ نہیں آنے گا۔ یہ پیسا آنے کا پھر خرچ ہو گا۔ پیسا آنے کا ان کو ابھی راستے کا نہیں پتا Resource Mobilization کا بھی انہوں نے کوئی طریقہ اختیار نہیں کیا۔ میں یہ کہوں گا کہ



This is just a fictitious and a bogus document which should be again rectified and presented before the House in a proper way. Thank you very much.

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!  
حاجی محمد اعجاز، شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب والا! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء، جناب سپیکر! جب بھی کوئی مقررہ تقریر کر رہا ہوتا ہے تو آپ یہ دیکھیں جتنے بھی وزیر یہاں پر تشریف فرما ہیں یہ مسلسل اپنی خوش گلیوں میں مصروف رہتے ہیں۔  
جناب سپیکر، وہ بڑے غور سے سن رہے ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء، وزیر تعلیم کو آپ دیکھ لیں، وہ مسلسل مسکرا رہے ہیں۔ This is not the way to sit in the Assembly. یہ جب سنتے ہی نہیں ہیں تو عوام کے مسائل کو کیا حل کریں گے؟

جناب سپیکر، وہ سن رہے ہیں۔ حاجی محمد اعجاز صاحب۔۔۔ (قطع کلامیں) آرڈر پلزز۔

حاجی محمد اعجاز، جناب سپیکر! ہر سال بجٹ کے معاملے کو figures میں الجھایا جاتا ہے۔ میری تو بڑی سیدھی سادی سی بات ہے کہ وزیر خزانہ یہ جا دیں کہ انہوں نے اس غریب عوام کے لئے آنے میں کوئی رعایت کی ہے؟ کیا اس غریب عوام کے لئے واسا کا پانی سستا کیا گیا ہے؟ غریب عوام کو جو گندم مہیا کی جاتی ہے کیا اس کی قیمت میں کوئی کمی کی گئی ہے؟ چاول جو عوام آدمی استعمال کرتا ہے کیا اس کو سستا کیا گیا ہے؟ کیا سوئی گیس کے بلوں میں کوئی کمی کی گئی ہے؟ کیا تعلیم کے لئے کوئی ایسی رقم مختص کی گئی ہے کہ جس سے غریبوں کے بچے مفت تعلیم حاصل کریں؟ پچھلے سال کے مقابلے میں ہر سال بجٹ میں اضافہ کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا

ہے کہ پچھلے سال اتنا تھا اور اس دفعہ اتنا کر دیا گیا ہے۔ لیکن کیا اس عام میں کوئی بہتری پیدا ہوتی ہے؟ ہر سال ہم پولیس کو اربوں روپے دیتے ہیں لیکن پولیس کا رویہ آپ دیکھیں کہ کسی کے ساتھ وہ ہنس کر بات نہیں کرتے۔ جرائم دن بدن بڑھ رہے ہیں اذکیتیاں بڑھ رہی ہیں چوریاں بڑھ رہی ہیں اور ڈاکے بڑھ رہے ہیں کیا آج تک اس میں کوئی اصلاح ہوتی ہے؟ جناب والا! بے شک آپ پچھلی بہتری انہما کر دیکھ لیں ہر سال بجٹ میں اضافہ کیا جاتا ہے اور ہر ٹکٹے کے لئے اضافہ کیا جاتا ہے لیکن آپ ان کی کارکردگی کو بھی دیکھیں کہ اس میں کوئی بہتری پیدا نہیں ہوتی۔ آپ صرف ایک واسا کے ٹکٹے کو ہی لے لیں۔ پانی کابل جو پچھلے سال بیس روپے تھا تو اس دفعہ وہ تیس روپے ہو گیا اگلے سال چالیس روپے ہو جانے کا یعنی اس میں دن بدن اضافہ تو ہوا ہے لیکن اصلاح نہیں ہو رہی۔ اس میں غریب آدمی کے لئے رعایت نہیں ہو رہی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم printed matter پر لاکھوں روپے لگاتے ہیں 'اخبارات میں اشتہارات دینے جاتے ہیں کہ پڑھا کھا پنجاب' یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا حق ہے۔ وہ اشتہارات دیتے ہیں ضرور دیں لیکن کیا وجہ ہے کہ سکولوں کو دوسرے سکولوں میں merge کر کے سکولوں میں کمی کی جا رہی ہے؟ ایک طرف تو ہم اشتہار دیتے ہیں کہ پڑھا کھا پنجاب، دوسری طرف ہم سکولوں کو اپنی ضرورت اور اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے سکولوں کے مالکوں سے ساز باز کر کے سکولوں کی بلڈنگوں کو خالی کیا جا رہا ہے تو یہ ساری باتیں کرنے کا میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں کوئی ایسا راستہ اختیار کرنا چاہئے کہ ہم اپنے کسان کو relief دے سکیں، ہم ان غریب عوام کو relief دے سکیں۔ کیا اس بجٹ میں کوئی ایسا اقدام کیا گیا ہے کہ جس طرح انڈیا کے پنجاب میں کسان کو بجلی free دی جاتی ہے۔ کیا کوئی ایسا step اٹھایا گیا ہے کہ ہم اپنے کسان کو relief دے سکیں؟ تاکہ وہ بہتر گندم اور بہتر گنا پیدا کر سکے؟ وہ چینی جو ہم دوسروں کو برآمد کرتے تھے آج ہم اپنا قیمتی زرمبادلہ خرچ کر کے درآمد کر رہے ہیں۔ چینی کے rates دن بدن بڑھ رہے ہیں کیا ہم ایسی صورت حال پیدا نہیں کر سکتے کہ ہم اپنے کسان کو relief دیں؟ وہ گنا لگانے، ہماری شوگر میں چینی تیار کریں اور ہم اس چینی کو اپنے عوام کے لئے استعمال کریں، اس کی قیمتیں کم ہوں اور کالتو پیداوار کو export کر سکیں۔ اس بجٹ میں ایسا کوئی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ میرے جن دوستوں نے بھت بنایا ہے ان سے کہیں کہ اس کا دوبارہ جائزہ لیں اور غریب عوام کو relief دیں انہیں ان کا بنیادی حق دیا جائے۔ کپڑے کی قیمت بڑھ رہی ہے، روٹی کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان جیسے بنیادی حقوق میں کوئی ایسی ترمیم لائی جائے کہ ہم عوام کو وہ relief دے سکیں جس سے عوام مطمئن ہوں۔ ایک گھریلو استعمال کی بنیادی چیز Kerosene oil جو ہمارے گھروں میں استعمال ہوتا ہے اس کی قیمت پچھلے سال کے مقابلے میں تو کم نہیں ہوئی۔ اسی طرح غریب عوام کے استعمال کی دیگر بنیادی چیزوں میں بہتری پیدا ہونی چاہئے۔ اس بھت کی اصلاح کی جانے اور ایسے اقدامات کئے جائیں کہ ہم اپنے غریب عوام کو پانی، روٹی، مالا، اور گیس کے ایوں کی حلق میں relief دے سکیں۔ ہم واما کی water supply کے rates کم کر کے، گندم اور آنا کو سستا کر کے غریب عوام کو relief دے سکتے ہیں۔ صرف یومیٹی سنوروں پر آنا سستا کرنے سے غریب عوام کا بھت نہیں بھرنے لگا۔ آپ دیکھیں پورے پاکستان میں یومیٹی سنوروں کی تعداد کیا ہے؟ وہ لوگوں سے ملیوں دور ہیں لہذا کوئی ایسا سٹم لایا جائے جس سے عوام کو relief مل سکے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، شکریہ جناب انجینئر محمد اشرف بٹ!۔۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب جاوید اقبال کھچی!

جناب جاوید اقبال کھچی، جناب سپیکر! میرا نام pending کر لیں۔ میں بعد میں تقریر کروں گا۔

جناب سپیکر، نمیک ہے۔ میں محمد لطیف عاقل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری اظاف حسین صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ صاحبزادہ منزل الرشید عباسی صاحب!۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اگرچہ میں نے آج نام تو نہیں دیا تھا مہر مال آپ نے نام پکارا۔ اتنا اچھا بھت پیش کیا گیا کہ حکومتی ارکان شاید احتجاجاً باہر چلے گئے

کہ وہ اس کے حق میں کچھ کہہ ہی نہیں سکے لیکن یقیناً ہم کچھ نہ کچھ تو کہیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ بجٹ پیش کرنے کا یہ گورکھ دھندا ہے یہ ایک رقم چلی آ رہی ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ گزشتہ 57 سالوں میں ہمارے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے۔ بجٹ کی جب بھی ضرورت پیش آئی ہمارے وزیر خزانہ ہمیشہ import ہوتے رہے اور ہم پر باہر کی پالیسیاں ہی لگاتے رہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں اور جن احباب کی عمر 40 سال سے زیادہ ہوگی وہ جانتے ہیں کہ پہلے ایک روپے کے 16 آنے ہوتے تھے تو ہمیں کہا گیا کہ ہم نے ترقی کرنی ہے یہ سسٹم تھا۔ آج بھی سسٹم میں change ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ 16 آنے کے 100 پیسے کر دیجیے۔ جب ہم گیلن میں پٹرول وغیرہ ناپتے تھے تو انہوں نے کہا جناب! ہم تو ترقی کر رہے ہیں آپ لیٹرز میں کیوں نہیں کرتے۔ اسی طرح ہم نے میل کے کلومیٹر بنا دیئے۔ گیلن میں 1.5 لیٹر ہوتے تھے۔ پہلے اس پر 10/20 پیسے بڑھتے تھے۔ اب وہ چار گنا بڑھتے ہیں تو یہ ایک گورکھ دھندا ہے جس میں ہمیں الجھایا گیا۔ پہلے کرایہ میل پر بڑھتا تھا اور کلومیٹر تقریباً پونے میل کے برابر ہے تو یہی گورکھ دھندے ہم پر چلتے رہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ہم آزاد قوم ہیں۔ اس وقت 1 روپے کا ڈالر تھا۔ انہوں نے کہا جناب! اسے آزاد کریں اور عیحدہ کر دیں اس کا نتیجہ ہے کہ آج ڈالر 60 روپے کا ہے۔ باہر کے imported وزراء خزانہ نے ہمیں کہا کہ پٹرول عالمی منڈی کے ساتھ منسلک کر دیں تو اس سے لوگوں کو کیا ملا، سوائے ایک گورکھ دھندا جو لوگوں کو یہ دھوکا دیتے رہے کہ پہلے گیلن کے حساب سے قیمت بڑھتی تھی اب لیٹر کے حساب سے بڑھتی ہے۔ آج بھی معاملات کچھ ایسے ہی ہیں۔

جناب سپیکر! شاید یہ میری ہی کم علمی ہے کہ اس بجٹ کی تقریر کو ہم بڑھیں تو پہلے ہی صفحے پر لکھا ہے کہ یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس منتخب جمہوری حکومت کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے۔ پتا نہیں شاید ”ذریعہ“ کوئی ایسا ہی ہے جیسے ”ڈانیو“ کے ”تورے“ کوئی چیز بھیجی جا رہی ہے۔ اس کا ان احباب سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ نے کل بھی سنا، انا صاحب نے بھی کچھ اعتراضات اٹھائے لیکن کسی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

جناب سپیکر! آپ آگے چل کر دیکھیں یہاں صفحہ 5 کے نمبر 17 پر لکھا ہوا ہے اور یہ

حکومت فرما رہی ہے۔ "یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حفظانِ صحت کے لئے فراہمی اور نکاسی آب کے شعبوں پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔ نجلی سطح پر اختیارات کی تقاضی کے منصوبے کے تحت یہ شعبہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے زیر انتظام چلا گیا جس کی وجہ سے صوبائی حکومت اس پر زیادہ توجہ نہیں دے سکتی۔" جناب والا! یہ ان کی بے کسی ہے۔ اوپر والے ان کی بات نہیں مانتے اور نیچے والے بھی ان کی بات نہیں سنتے۔ حتیٰ کہ آٹری میرا میں یہ لکھتے ہیں۔ "گرانی کی ہر اور قیمتوں میں اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ عوام پر کسی قسم کا...؟" جناب! اوپر کن کی حکومت ہے؟ انڈیا والوں کی یا امریکہ والوں کی حکومت ہے؟ کیا یہ اور والی حکومت کو own نہیں کرتے؟ یہ گرانی کیا ہے؟ اور آپ دیکھ لیں ان کی کیا کارکردگی ہے۔ یہاں پر کسی کی جان مال محفوظ نہیں ہے اور اوپر سے یہ کہہ رہے ہیں۔ ابھی ہم بت کر رہے تھے کہ آپ ان کے پورے tenure میں دیکھیں کہ جب ہم بجٹ استعمال ہی نہیں کر پاتے تو پھر یہ figure دینے کا کیا معنی ہوتا ہے؟ ہم عوام کو کیوں دھوکا دے رہے ہیں؟

جناب سٹیپیکر! یہاں پر وزیر زکوٰۃ بھی موجود ہیں۔ 3.5 ارب کی مثلیہ ایک گرانٹ جو تینوں صوبوں نے استعمال کر لی ہے لیکن صوبہ پنجاب میں وہ گرانٹ استعمال نہیں ہوئی۔ وہ گرانٹ بحالی روزگار کے لئے قومی جو 10 ہزار سے زیادہ کی تھی۔ اس کی فائل ہمارے محترم چیف منسٹر کی table پر پڑی ہوئی ہے اور اگر وہ 30 جون تک نہ استعمال ہو سکی تو وہ ضائع ہو جانے گی۔ یہ تو ہمارے لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ کیا خدمت ہے؟ ان کا کیا بگڑ جانے کا کہ اگر ان لوگوں کو یہ گرانٹ مل جائے؟ جناب والا! امداد دینا یا نہ دینا ایک علیحدہ بات ہے لیکن اس کا انتظار اس سے بھی برا ہے۔ ایک شخص نے مہینہ پہلے درخواست دی اسے چاہے کہ مجھے 5/10/20 ہزار روپیے ملے گا تو میں روزگار کے سلسلے میں کوئی کام کروں گا تو ایک سال میں کچھ بھی نہیں ملا۔ اگر یہ منسٹر صاحب کچھ فرمانا چاہیں تو فرما لیں۔ ہم لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ اگر 30 تاریخ تک یہ گرانٹ ضائع ہو جاتی ہے تو پھر فنانس منسٹر کیا کریں گے؟ یہ ہمیں بتائیں، کھڑے ہوں اور یہ کیوں جرات نہیں کرتے۔

جناب سٹیپیکر! یہ کوئی وقفہ سوالات نہیں ہے۔

مہر اشتیاق احمد، جناب سیکرٹری! بات یہ ہے کہ کیا مسائل کا حل کرنا ہمارا کام نہیں ہے؟ یہاں لاہ اینڈ آرڈر کا مسئلہ discuss ہوا۔ انہوں نے figures دی ہیں کہ دس لاکھ لوگوں کو روزگار مہیا ہو جانے گا۔ وہ کون سی پالیسیاں ہیں؟ شاید کسی دوسرے ملک میں یہ پالیسی adopt ہو۔ یہاں پر جو مرضی ہم بات کر لیں، ابھی انہوں نے لاہ اینڈ آرڈر کی بات کی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تھوڑے دن پہلے میں نے by name بات کی تھی۔ یہاں پر ایس۔ ایس۔ پی لاہور سختیات کو آج تک بدلا نہیں تو کیسے لاہ اینڈ آرڈر کی صورت حال بہتر ہوگی؟ وہ ایک ایف۔ اے پاس ایس۔ پی ہے وہ دو تین سال پہلے ڈی۔ ایس۔ پی بنا۔ بات یہ نہیں ہے لیکن آپ کو شش تو کریں۔

جناب والا! اس کا تعلق ایجوکیشن سے بھی ہے، ہمارے دوست کہتے ہیں کہ وزیر تعلیم بڑا ہلکا ہلکا کر یہاں پر باتیں کرتے ہیں۔ یہاں contract پر بھرتی ہوتی ہے۔ یہ عجیب پالیسی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ باہر والے contract پر رکھتے ہیں، ہم نے بھی contract پر رکھ لیا ہے۔ ایک شخص کو آپ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے رکھتے ہیں۔ اب اپنے بچوں کو پانچ سال ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور جب اس کو پانچ سال کا تجربہ ہو جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ اب اپنے گھر جائیں۔ یہ کون سی پالیسی ہے۔ بہر حال یہ ان کی پالیسیاں ہیں۔ کالجوں کے اندر انہوں نے سیلف فنانس سکیم introduce کی ہوئی ہے۔ یہ ہر چیز کو تجارتی بنیادوں پر چلانا چاہتے ہیں۔ اگر کسی کے باپ کے پاس 50/60 ہزار روپیہ ہو تو وہ داخلے کے لئے دیتا ہے۔ اگر کسی کے باپ کے پاس نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟ کیا اس سے غریبوں کی حق تلفی نہیں ہوتی؟ کیا ان کو یہ پالیسیاں نظر نہیں آتیں؟

جناب سیکرٹری! ہر چیز کو figures کے اندر بڑھایا جاتا ہے۔ آج کل عجیب سسٹم چل گیا ہے کہ ہیڈ ماسٹریں بچوں کا داغہ نہیں بھیج رہی۔ اس لئے کہ اس کا رزلٹ خراب ہوگا۔ اگر ایک بچہ تین مہینے پہلے نہیں پڑھ سکا اور بعد میں پڑھ لے گا تو ان کا کیا بگڑ جانے کا لیکن عجیب سسٹم ہے کہ وہ figures بڑھانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ غربت اپنے حدود پر ہے۔ میرے بھائی نے نو لاکھ بچوں کے داخلے کی بات کی تھی تو لوگ غربت کے مارے پر انیویٹ سکولوں سے دوسری شفٹ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کیا ہمارا مقصد یہ ہے کہ shifting ہوتی رہے؟ ہمارا

مقصود تو یہ تھا کہ پنجاب کے اور زیادہ بچے سکول جاتے۔ کیا اس طرح انہوں نے اس طرف کوئی قدم اٹھایا ہے؟ ہرگز نہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب محمد وارث کھو!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ میں 2005-06 کے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ میں ابھی تھوڑے سن رہا تھا اور بیشتر تقاریر میں اپوزیشن بھائیوں کی طرف سے جو کچھ سنتے میں آیا۔ وہ بجٹ تقریر کم اور ذاتی حوالے سے تنقید برائے تنقید زیادہ تھی۔ کہیں ایس۔ پی کا نام لیا جا رہا تھا اور کہیں P.E.V.T.A کی appointment کی بات تھی۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ اگر ہمارے دوست کوئی مثبت تجاویز لاتے۔ ان کی تجاویز پر ہم بھی درخواست کرتے کہ فنانس منسٹر اور وزیر اعلیٰ ان پر عمل کریں۔ جس غربت کی یہ بات کر رہے ہیں، جس امن و امان کی یہ بات کر رہے ہیں اس سلسلے میں کچھ مثبت تجاویز لاتے لیکن میرے ٹیبل میں ہمارا culture ہی ایسا develop ہو چکا ہے کہ تنقید برائے تنقید ہمیں ابھی گنتی ہے اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم تنقید برائے تنقید کریں اور ہمیں داد بھی ملے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اگر کسی کے اچھے کام ہیں تو ان کی تعریف کرنی جائز ہے۔ وہ اپوزیشن کو بھی کرنی چاہیے اور اگر کوئی غلط کام ہے تو ان پر باطل تنقید کا ناطہ اپوزیشن کو بھی بنانا چاہیے اور ہمارے حکومتی بچوں کا بھی حق ہے کہ وہ بھی تعمیری تنقید کریں۔

جناب سپیکر! یہ تیسرا بجٹ ہے جو ہماری حکومت نے پیش کیا ہے۔ اس میں جو اچھے کام کئے گئے ہیں ان کی تھوڑی سی جھلکیاں دکھانوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی صاحب نے جو ترجیحات یہاں مقرر کیں اس حوالے سے اب ماشاء اللہ فیڈ میں اس کے اثرات واضح طور پر نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ ان کی سب سے پہلی ترجیح یہ تھی کہ زراعت کے شعبے کو انہوں نے بہت اہمیت دی اور ہر ترقی پذیر معاشرے کو ترقی یافتہ بنانے کے لئے اور ترقی دلوانے کے لئے بنیادی چیز زراعت ہی ہے۔ زراعت کو اگر آپ establish کر لیتے ہیں، کسان کو اگر establish کر لیتے ہیں تو اس کے بعد آپ صنعت میں جاتے ہیں۔ زراعت میں کچھ no doubt ان کے کارنامے ہیں۔ یہی پنجاب اسمبلی تھی، جس میں پانچ ایکڑ پر زرعی ٹیکس لگایا گیا اور

یہاں 75 فیصد زمیندار بیٹھے تھے جنہوں نے پانچ ایکڑ پر ٹیکس لگایا اور ساری زبانیں کنگ ہو گئیں۔ کسی نے نہ پارلیمنٹ میٹنگ میں یہ ایک لفظ اٹھایا اور نہ کسی کاشتکار نے یہ بتایا کہ آپ جو ساٹھ ہزار روپیہ جموت ایک tracter کو دیتے ہیں تو آپ ساٹھ ہزار روپیہ نکال کر پانچ ایکڑ کے کاشتکار کو اس کے بعد ٹیکس لگا دیں۔ کسی نے جرأت ہی نہیں کی اور نہ کسی کو بولنے کی اجازت تھی۔ اس وقت تو یہ رواج تھا کہ،

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محل میں

یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے آتے ہی آئی۔ ایم۔ ایف۔ ورلڈ بینک اور پتا نہیں کیا کیا پریشرتھے لیکن انہوں نے صحیح فیصد کیا اور کہا کہ یہ علم عظیم ہے اور معاشی قتل ہے۔ انہوں نے ساڑھے بارہ ایکڑ پر کنگن کو ٹیکس میں جموت دی اور پچیس ایکڑ بارانی علاقے پر ٹیکس پر جموت دی۔ یہ تو دیکھنے کی بات ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح انہوں نے 13 فیصد سے رینٹ کم کئے۔ سٹیٹ بینک کی پالیسیاں بعد میں enforce ہوئیں۔ وہ 13 فیصد سے 9 فیصد مارک اپ پر اس وقت لے آئے جب سٹیٹ بینک کی پالیسیاں enforce نہیں ہوئیں تھیں۔ انہوں نے وہ ریٹیف direct کسانوں کو دیا۔ اسی طرح صدر صاحب کے ساتھ مل کر اپنا کس لڑا۔ میں قتل علاقے کا ایک معمولی سا کنگن ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم جو آنکھیں بھلنے بیٹھے ہیں کہ گریٹر قتل کنگن چلے گی تو وہاں بہت کچھ ہوگا۔ وہاں لہجہ کھیت ہوں گے اور وہاں کے سرسبز کھیت صرف ہماری بھوک ہی ختم نہیں کریں گے بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ پورے پنجاب کی بھوک ختم کریں گے۔ یہ زمینی حقائق ہیں۔ میرے دوست جو کہہ رہے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا تو میں کہتا ہوں کہ ہماری پاکستان گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ نے بہترین حکمت عملی کے ساتھ اسے break بھی نہیں ہونے دیا اور خوبصورت انداز کے ساتھ جاری رکھا۔ میں آپ کو یہاں ایک نوید سنانا ہوں کہ گریٹر قتل مکمل ہو چکی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری گندم اور ہماری غذائی کمی پوری ہو جائے گی۔ ہماری غذائی اور غوراک کی کمی انشاء اللہ تعالیٰ پوری ہوگی۔ انہوں نے سب سے زیادہ زراعت پر توجہ دی ہے۔ ہر سال زراعت کا بجٹ بڑھتا گیا اس میں زرعی مارکیٹنگ پر بجٹ رکھا گیا اور اس کے



اثرات نظر آرہے ہیں۔ گندم کی قیمت اڑھائی سو سے تین سو تک آئی تھی۔ ہمارے دور میں 25 فیصد increase ہوتی ہے۔ یہ کسان کے لئے بہت بڑی increase ہے لیکن یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ اگر ہم کسان کی گندم کی قیمت بڑھائیں گے تو جو گندم کھانے والے ہیں ان کا بھی تو خیال رکھنا پڑتا ہے 'ان کو سبسڈی دینی پڑتی ہے۔ ان کے لئے سستا آنا سسٹم رائج کیا۔ اس سلسلے میں 'میں اپنے بھائیوں سے یہ استدعا کروں گا کہ ہم گورنمنٹ کے اچھے کاموں کو appreciate ضرور کریں۔

جناب سیکرٹری! اب میں تعلیم کے موضوع پر آتا ہوں۔ ساہا سال سے تعلیم تجربہ گاہ بن چکی تھی۔ 1985 سے لے کر 1999 کا دور تھا 'یہاں یہ لوگ ایوان سے باہر جا کر خود کہتے ہیں کہ وہ اندھیرنگری کا دور تھا بے شک یہاں کوئی ماننے یا نہ ماننے۔ یہ ساری کریٹن 'رضوتیں یہ سب کچھ چودہ پندرہ سلاہ دور میں پروان چڑھی ہیں۔ پچھلے دور میں تعلیم کو ignore کر دیا گیا 'تعلیم کو تجربہ گاہ بنا دیا گیا 'میرٹ کی ڈجیلیں اڑائی گئیں اور یہ سب آج ہماری گورنمنٹ کو بھٹکتا پڑ رہا ہے۔ تعلیم کی اب یہ صورتحال ہے کہ E.S.R پروگرام کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے کہا کہ جو سچے دیہاتوں میں درختوں کے نیچے بیئر چمت کے بیٹھے ہونے ہیں 'بجلی نہیں ہے' کسی کے پاس ٹاٹ ہے تو وہ بھی بھٹا پرانا ہے۔ اب ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اب ایسا نہیں ہے۔ وہ پندرہ سلاہ دور کہنے کو 'معموری دور تھا' حالانکہ وہ بہترین شخصی دور تھا۔ شخصی دور آمریت ہوتی ہے 'شخصی دور میں چاہے کوئی بھی ہو 'آمریت آمریت ہی ہوتی ہے۔ آمریت کو یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ فوجی آمریت ہے اور یہ سول آمریت ہے۔ ہمارے دوست کہتے ہیں کہ فلاں ضلع میں پیسے نہیں لگ رہے۔ مجھے کوئی ایک جگہ بتادیں میں خود وہاں جاؤں گا ہر ضلع میں پندرہ پندرہ کروڑ روپیہ تعلیم کے شعبے میں E.S.R میں لگے ہیں اور اب وہاں لیبارٹریاں بن رہی ہے اور لیبارٹریوں کے کمرے بن رہے ہیں۔ اس سال پھر پیسے لگیں گے۔ ہم تعلیم کے لئے سکیمیں identify کر رہے ہیں 'مکمل طور پر سارے سکولوں کو equip کر رہے ہیں اور اس دفعہ بھی E.S.R پروگرام کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔ ہمیں آنے ہونے یہ تیسرا سال ہو گا۔

اب میں سب سے زیادہ appreciate کرتا ہوں کہ اس سال کے بجٹ میں ہیلتھ کے

لئے بہت زیادہ اضافہ کیا گیا ہے I think more than 60 percent لاہور کے ہسپتالوں میں ' بڑے شہروں میں ' آج اگر آپ امرجنسی میں مریض کو لے کر جاتے ہیں آپ کی جیب میں پیسے نہیں ہوتے اور فری علاج ہو جاتا ہے۔ آج غربت کا جو حال ہے یہ تو پچھلی constant policies تھیں جن کی وجہ سے آج پنجاب 57 فیصد غربت کی اٹھارہ گھرانوں میں گرا پڑا ہے۔ یہ ایک دن میں نہیں ہوا ' یہ تو پچھلی constant policies کا نتیجہ ہے جس میں خود میں بھی شامل ہوں ' یہ بھی شامل ہیں ' ہر انسان شامل ہے۔ یہ ہماری پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ آج 57 فیصد سے زیادہ پنجاب below the poverty line چلا گیا ہے۔ آج آپ لاہور ' ملتان اور دوسرے شہروں میں کسی بھی امرجنسی میں جائیں تو وہاں آپ سے کوئی پیسا نہیں لیتا ' چاہے جتنا بھی منگا فیک لگتا ہے ' چاہے جتنی ہنگامی ادویات آتی ہیں چونکہ آپ پریشان ہوتے ہیں اور جب بھی امرجنسی میں جاتے ہیں تو وہاں مفت علاج ہوتا ہے اور اس کا دائرہ پورے پنجاب کے ضمنی اور تحصیل ہسپتالوں تک اگلے سال میں پھیلا جا رہا ہے۔ اس کے حوالے سے یہ کہنا کہ کھل نظر آ رہا ہے ' یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ سراسر ناانصافی ہے بلکہ میں کہوں گا کہ یہ میرے بھائیوں کی کنجوسی ہے۔ (60 فیصد سے اوپر رقم صحت کے لئے محض کی گئی ہے۔ جس طرح تعلیم میں مفت کتابیں مل رہی ہیں ' وظائف مل رہے ہیں اسی طرح ادویات بھی مفت مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آپاشی کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ چونکہ جس طرح زراعت پر پینڈا ٹریج کیا گیا اسی طرح آپاشی پر اتنی توجہ دی گئی کہ فنڈز سنٹر نے arrange کئے ' صدر پرویز مشرف صاحب نے بھی کہا ' پرائم منسٹر صاحب arrange کر کے لے آئے۔ آج آپ field میں جا کر دیکھیں ' آپ بھی کہنا ہیں ' میں بھی کہنا ہوں ' یقین مانیں کہ جگہ جگہ کیے کھال بن گئے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یکے کھال بننے سے ہمارے پانی کی کتنی بچت ہوگی ' زراعت میں ہمیں کتنا فائدہ ہوگا۔ جگہ جگہ پر یکے راجہا بن رہے ہیں ' یکے کھالے بن رہے ہیں۔ activity generate ہوتی ہے۔ ایک تو ہمارا کسان بیچارا کھالے کھٹ کھٹ کر مر جاتا تھا اب اسے آسانی ہو جانے کی اور دوسرا ہمارے پانی کی بچت ہو جانے کی۔ ہمیں ضل ابھی ملے گی لیکن میرے بھائی کہتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی کام نظر نہیں آتا لیکن مجھے تو نظر آتا ہے۔ میں appreciate کروں گا کہ کم از کم پندرہ

بیس سال کے دور کے بعد ایک پولیٹیکل گورنمنٹ ایڈپاک ازم سے باہر آئی ہے ورنہ تو ایڈپاک ازم ہمارے معاشرے میں اتنا prevail کر چکا تھا کہ جمہوریت جو کہ ایڈپاک ازم کی مخالف تھی لیکن جب جمہوری Ideology ہی نہیں رہتی تو ایڈپاک ازم prevail کر جاتا ہے۔ پندرہ سال ہم ایڈپاک ازم میں رہے۔ اب ہم اس ایڈپاک ازم سے بھٹکے کے ساتھ باہر آنے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے نتائج سامنے آگئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں انڈسٹریل سٹینڈس کی بات کروں گا۔ میں بخت میں پڑ رہا تھا کہ سندھ، کھڑیا نوانہ اور فیصل آباد پتا نہیں کون سا زون انڈسٹریل اسٹیٹ بنا ہے۔

زلذم سے تھوڑا سا مدد بھی سن لے

اس سلسلے میں ہمیں استعا عرض کروں گا کہ یہ فیصل آباد، لاہور، کھڑیا نوانہ، شیخوپورہ کے علاوہ ایک دنیا ادھر مغرب میں بھی بستی ہے۔ ہم بھی توڑے ہیں ان راہوں میں "ایک غوثاب ہے" ایک میانوالی ہے۔۔۔

مہر اشتیاق احمد، جناب سپیکر! یہ ٹھیک نہیں کہہ رہے اور اتنی دیر سے بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر، مہر اشتیاق صاحب! میلز تشریف رکھیں۔ یہ سپیکر کا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ کون relevant بول رہا ہے اور کس کو کتنا نام دینا ہے؟

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! بخت تقریر کے اصول ہوتے ہیں۔ اب تو میں یہ کہوں گا کہ ہماری جمہوریت کا جو سفر پستی کی طرف شروع ہوا، ہماری جمہوریت کا وہ سفر اس نچ پر جا پہنچا ہے کہ ہمارے وہ دوست جو جمہوریت کے داعی ہیں ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ اسمبلی میں بیٹھ کر بخت تقریر کیسے ہوتی ہے اور وہ کیسے کرتے ہیں اور اس میں interrupt کرتے ہیں یا نہیں؟ ان کو اتنا بھی نہیں پتا۔ تقریر کے بعد بے شک جو مرضی بول لیں میں نے کسی بندے کو interrupt نہیں کیا، جو کچھ بھی بولتے رہے میں نے کسی کو interrupt نہیں کیا۔ میں اپنے اندر کی آواز بین کر رہا ہوں۔ واللہ میں کسی کی غوثابہ نہیں کر رہا میں بالکل حقائق بیان کر رہا ہوں لیکن اس اسمبلی کا ایک کھیر بن چکا ہے اور یہ لوگ کھیر سے مجبور ہیں۔ یہ اپنی جمہوری پستی کی

اس گہرائی میں چلے گئے ہیں۔ جہاں انہیں جمہوریت اور آمریت میں فرق ہی نظر نہیں آتا۔  
جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، سمیع اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! معزز مقرر کی آدمی speech تو لیکچر ہے کہ جمہوریت کیا ہے؟ رویے کیا ہیں؟ اب ان کا رویہ دیکھیں کہ یہ اندر سے بات کریں کہ یہ کتنے مطمئن ہیں کہ حکومتی اراکین میں سے جتنے لوگوں نے بھی بحث پر تقریر کی ہے ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری نہ ہو یعنی جن کو پارلیمانی سیکرٹری کا عہدہ ملا ہے، جو منسٹر ہیں وہ تو حکومت کی تعریف کر رہے ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک بھی مقرر ابھی تک ایسا نہیں آیا کہ جس کو حکومت نے مراعات نہ دی ہوں اور اس نے یہاں پر بحث پر بات کی ہو۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ آپ تعریف رکھیں۔ جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! میں سزکوں اور تعمیرات کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر، کلو صاحب! دو منٹ میں wind up کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! سخاوارہ دار طبقے کو جتنا ریٹیف ملا ہے وہ بھی حاصل ہے۔ سزکوں کے لئے خطیر رقم رکھی گئی ہے، لوکل گورنمنٹ سسٹم کے تحت ہمارے اضلاع میں جتنی ترقی ہونی ہے اس سے پہلے ہم نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی تھی۔

جناب سپیکر! میں ایک دو چیزیں ذاتی طور پر بیان کرنا چاہوں گا۔ میں نے اسی ایوان

میں وزیر اعلیٰ سے آپ کے توسط سے عرض کیا تھا اور پھر آپ نے ہی حکایت ریٹ آئیے نے پر کمیٹی

بنائی تھی۔ میں چودھری پرویز الہی صاحب، آپ کا اور کمیٹی کے ارکان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ

ہمیں حکایت ریٹ آئیے نے پر ہمارے قتل کیٹال ڈویژن میں واضح ریٹیف دیا گیا ہے اس کے لئے

میں اتھارٹی شکر گزار ہوں۔ اس کے علاوہ یہاں پر مناظر راجھا صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک Cabinet decision ہوا ہے کہ پنجاب میں لیز پر سرکاری زمینوں میں existing lease holders کا پتہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں 'میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب' میں مناظر علی راجھا اور پوری کابینہ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ existing lease holder لوگوں کے ساتھ اتھارٹی زیادتی ہو گی۔ ان لوگوں کے سرگرم موجود ہیں 'ان کے rights accrue ہو چکے ہیں۔ ایسے لوگ آپ کے ہاں فیصل آباد میں بھی ہوں گے۔ یہ لوگ پندرہ پندرہ 'تیس تیس سال سے پتہ دار ہیں 'ان کے rights accrue ہو چکے ہیں۔ آج اگر ایک غریب آ گیا اور ان کو پتہ بھی دیا گیا تھا کہ چار ایکڑ سے کم کے مالک کو دیا جاتا ہے۔ آج اگر آپ ان کے مزے سے نواہ مچھینیں گے تو یہ اتھارٹی صریحاً زیادتی ہو گی۔ یہی بات میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر! میرا علاقہ تحصیل نور پور قلع ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ عام طور پر متوازن بجٹ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ متوازن اس طرح ہونا چاہئے کہ جن علاقوں کے پاس بہت ساری ڈویلپمنٹ سزگیں 'بھلی' سکول غرضیکہ ہر شے ہے اب متوازن یہ ہونا چاہئے کہ وہاں خرچ ہونا چاہئے 'جہاں پہلے کچھ بھی نہیں ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ میرے پاس نہ کوئی پرائمری سکول ہے 'وزیر تعلیم کے دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ نئے سکولوں کی opening بند ہو گئی ہے۔ اب میرے علاقے میں تو سکول ہی نہیں ہے 'اب گریڈیشن بند ہو گئی ہے تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پیجز 'آرڈر پیجز' کو صاحب! آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! بجٹ متوازن اس حوالے سے ہونا چاہئے کہ پسماندہ علاقوں کو فنڈز زیادہ دینے جاتیں بہ نسبت مرکزی پنجاب کہ جس کے پاس پہلے بھی بہت کچھ ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر اسد مسلم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، شکر۔ جناب سپیکر! آپ نے کل مہربانی سے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کا مشکور ہوں،

I am going to comment on a budget artistically crafted by Finance Minister with strokes of beautification, rosy cheeks, black bulging eyes and golden trousseau. But behind this fact, there is ample agony, misery, starvation of the people of Punjab. Ever since the concept of budget was evolved by the British Parliament, Budgets have always been being based on very viable facts and figures. But unfortunately, last three budgets were a hallmark of achievement by honourable Finance Minister based on suppositions, conjectures, submisses constructed on crutches without N.F.C Award.

ان کا عوام کو ہمیشہ یہ کہنا تھا کہ خدا بھلی کرے گا اور آج بھی یہی کہنا ہے کہ خدا بھلی کرے گا جو تین سال سے نہیں آیا وہ انشاء اللہ موجودہ حکمرانوں کے دور میں کبھی نہیں آنے گا۔ (قطع کلامیں) پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں ان کو بات کرنے دیں۔ جی ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب موجود ہیں۔ ان کے صاحبزادے کا شدید ایکسیڈنٹ ہوا ہے ہم سارے دوست ان کے بیٹے کی صحت کے لئے دعا گو ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس صحت کے بچت میں پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت فرزانہ صاحبہ کی بالائی منزل کے لئے بھی کچھ رکھا جائے۔ (قیمتے)

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ جو پچھلے تین سال سے نہیں آیا وہ شاید موجودہ دور میں کبھی آہی نہ جائے۔ اس بحث میں حکومت نے اخبارات میں جس چیز پر سب سے زیادہ دواویلا کیا اس میں تین پارلیمنٹرز سے سیز نیکس کا remove ہونا تھا۔ ان میں سے سب سے پہلے میں بیونی پارلز کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ آپ مجھے بتائیے کہ بیونی پارلز سے سیز نیکس کے نٹے سے کسی عام ووٹر پر، کسی عام پنجابی کی صحت پر کیا اثر پڑے گا، مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ وزیر موصوف نے 33 فیصد خواتین کے کہنے پر یا شاید کسی کی خاص فرمائش پر اس سیز نیکس کو ہٹایا ہے اور اس کے بعد انہوں نے جلادی گھروں سے سیز نیکس ہٹایا۔ جلادی گھروں کے متعلق میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ فرمائش انہیں شاید قومی اسمبلی سے آئی تھی جہاں پر جلادیوں اور ملاقوں کا سیزن چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ جلادیوں اور ملاقوں کا جو سیزن قومی اسمبلی میں چل رہا تھا شاید اسی کو یہ پہلے پر بھی رائج کرنا چاہتے ہوں۔ تیسرا انہوں نے جو سیز نیکس ہٹایا وہ سلنگ سٹرز سے ہٹایا، سلنگ سٹرز سے سیز نیکس ہٹانا میری غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق یہ خواہش پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت کی تھی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب ذاتی طور پر نام لے کر لال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! آپ نام نہ لیا کریں۔ اپنی تقریر ایک منٹ میں مکمل کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! سیز نیکس اس لئے ہٹایا ہے کہ سب لوگ ان کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے جارہے تھے اور گورنمنٹ نے سوچا کہ یہ پیسا ہمیں

رہے اور ہم یہاں سارا system develop کریں۔ انہیں کہیں کہ ذرا پڑھ کر آئیں، کھجیں اور پوری دنیا کے معاملات کو جانیں کہ کیا ہو رہا ہے؛ اس وقت ہم نے اپنا سارا system develop کرنے کے لئے اپنی عام پبلک کو سہولت دی ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ آمدنی ہو۔ آندا کیا جانے سنت کی بہار۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، سب سے آخر میں انہوں نے لانڈری سے جنرل سیز ٹیکس اٹھایا۔ سب کے علم میں ہے اور ہر پاکستانی یہ جانتا ہے کہ اب اس حکومت کی گھنٹی بجنے والی ہے اور جب بھی یہ گھنٹی بجے گی تو ان وزراء کو دھلتی کی ضرورت پڑے گی اور شاید اسی دھلتی کے لئے انہوں نے لانڈری سے جی۔ ایس۔ ٹی بھی ختم کر دیا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

چودھری خضر الیاس ورک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

چودھری خضر الیاس ورک، شکر ہے۔ جناب سپیکر! معزز رکن نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ یہ ان کے لئے شاید اچھی ہو لیکن میں ان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ سوئٹزرلینڈ میں گھنٹی ان کی بج رہی ہے اس حکومت کی نہیں بج رہی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! بیٹے مختصر کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! یہ حکومت بجٹ کے surplus ہونے کا رونا روتی ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ ایسا صوبہ جس کا ہر دسواں آدمی بیپائٹس کا infected ہو، جس میں 70 فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہ ہو، جس میں 90 فیصد آبادی کو sanitation کی سہولیات میسر نہ ہوں، 95 فیصد آبادی اپنی آمدن کا 85 فیصد بجلی اور گیس کے بلوں پر خرچ کر دیتی ہے اور صرف 15 فیصد



سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی ہے ایسا صوبہ جس میں اوسطاً ہر سال 12 سو سے 15 سو لوگ اپنے معاشی حالات سے تنگ آ کر خودکشی کرتے ہیں اور اس سے حکومت کی فیسی پلاننگ کی پالیسی کو تقویت بخشنے ہیں۔ ایسا صوبہ جس کا وزیر اعلیٰ اپنے لئے 39 کروڑ کا بیلی کلینر خریدتا ہے اور اس کے عوام کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں کہ وہ اپنے ناقواں ٹانگوں پر کھڑا ہو سکے اور وزیر اعلیٰ صاحب 39 کروڑ روپے کے بیلی کلینر پر اڑنے کے خواب دیکھتے ہیں۔

جناب والا! بڑے فخر بلکہ فخر کی بات ہے۔ کہا گیا کہ بجٹ surplus ہے۔ پنجاب کے لوگوں کو بھوک اور اٹلاس کی مار مار کر بھار اور لاپار کو علاج سے محروم کر کے آپ اندازہ کیجئے کہ حکومت نے صحت پر ٹی کس آدمی ازھائی روپے رکھے ہیں جبکہ عمر ان خود تو علاج کروانے کبھی جرمنی اور کبھی امریکہ جاتے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ آج کے اس دور میں ازھائی روپے میں کسی شخص کو دوا تو کیا دعابھی کوئی نہیں دیتا۔

جناب والا! ان حالات میں بجٹ کا surplus ہونے کا رونا رو کر انہوں نے کون سا سبزہ برپا کیا ہے۔ میرے حصے میں پنجاب حکومت کی طرف سے جو ازھائی روپے آتے ہیں وہ میں ان پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت کی بالائی منزل کے لئے دیتا ہوں ' donate کرتا ہوں۔

After all I must say that the Honourable Minister is one of the King's men and King's men hear no evil, they see no evil, they speak no evil. Hence, this is a marvelous budget of the rich, by the rich and for the rich. عام آدمی کے لئے میں کہوں گا کہ یہ جو بجٹ ہے یہ "بج با اور پر سے ہٹ" کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ بہت ٹھکریہ۔

### قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب سپیکر، وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ کے تحت قاعدہ 139 کو معطل کر کے گوانا نامو بے جیل میں امریکی فوج کے بعض عناصر کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کی مذمت کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں یہ ایک تحریک پیش کرتا ہوں کہ،  
 ”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت  
 قاعدہ 139 کو مٹل کر کے گوانتانا مو بے جیل میں امریکی فوج کے بعض  
 عناصر کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ذمت کے سلسلے میں  
 قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت  
 قاعدہ 139 کو مٹل کر کے گوانتانا مو بے جیل میں امریکی فوج کے بعض  
 عناصر کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ذمت کے سلسلے میں  
 قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

## قرارداد

گوانتانا مو بے جیل میں امریکی فوج کی جانب

سے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ذمت

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکر یہ۔ جناب سپیکر!

”پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان گوانتانا مو بے جیل میں امریکی فوج کے بعض  
 عناصر کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کے مبینہ واقعات کی پر زور  
 ذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے  
 افسوس ناک واقعات سے پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی ہر دوز گئی  
 ہے اور یہ ایوان اس ناپاک جسارت پر سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا

ہے کہ ان واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جانے اور اس میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جانے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد ہمیش کی گئی ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان گوتاناہو بے جیل میں امریکی فوج کے بعض عناصر کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کے مبینہ واقعات کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے افسوس ناک واقعات سے پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی ہر دوز گئی ہے اور یہ ایوان اس ناپاک جسارت پر سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جانے اور اس میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جانے۔"

اس تحریک کو کیونکہ oppose نہیں کیا گیا اور اب سوال یہ ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کا یہ معزز ایوان گوتاناہو بے جیل میں امریکی فوج کے بعض عناصر کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کے مبینہ واقعات کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ اس ایوان کی رائے میں قرآن پاک کی بے حرمتی کے افسوس ناک واقعات سے پورے عالم اسلام میں غم و غصہ کی ہر دوز گئی ہے اور یہ ایوان اس ناپاک جسارت پر سراپا احتجاج ہے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ان واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جانے اور اس میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دی جانے۔"

(قرارداد متنفسہ طور پر منظور ہوئی)

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! ماشاء اللہ بہت اچھی بات ہے کہ اس ایوان میں آج قرآن پاک کی

بے حرمتی پر متفقہ طور پر قرارداد پاس ہوئی ہے۔ اسی طرح میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ شجاع آباد میں بھی ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے ایک ذلیل شخص نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی ہے اور وہ لازم اس وقت تھانہ سنی شجاع آباد میں پکڑا ہوا ہے جہاں ہم دیگر ممالک کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ بے حرمتی پر انہیں سزا دیں ہمارے اپنے ملک میں کوئی ذلیل شخص ایسی حرکت کرتا ہے تو میں یہاں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ اس کیس کے سلسلے میں بھی ذاتی دلچسپی لیں اور ایسے اشخاص کو پھانسی کی سزا دی جاتے تاکہ آئندہ کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو۔

جناب سپیکر، جی شکرہ۔ چودھری خضر الیاس ورک صاحب!

چودھری خضر الیاس ورک، جناب سپیکر! شکرہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ پنجاب جناب حسین بہادر دریشک اور ان کی ٹیم کو پنجاب کا بجٹ 2005-06 ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبے کے تمام ڈویژنوں کے لئے تقریباً برابر توجہ مرکوز کی ہے اور یہاں ہمارے وہ بھائی جو جنوبی پنجاب کا کافی ذکر کرتے تھے میرے خیال میں اس دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے ان کی شکایات دور کرنے کے لئے کافی کام کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب نے یہاں دوسرے علاقوں کے لئے بہت کام کئے ہیں۔ میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمارے ضلع نارووال کے لئے بھی ایک میگا پراجیکٹ دیا تھا اور اس میں بھی انہوں نے ADBP میں فنڈ مختص کر دینے میں اور ایک ذریعہ تھی جو کاشتکاروں کو نقصان پہنچاتی تھی، میں نے (2005-06) ADBP کا بھی مطالعہ کیا وہ بھی اس میں شامل ہے۔ میں ذاتی طور پر اپنی اور اپنے حلقے کے عوام کی طرف سے وزیر اعلیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے چھوٹے سے پسماندہ ضلع کے کافی زیادہ مطالبات Annual Development Programme میں شامل کر لئے ہیں۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کے علاوہ پنجاب کے تمام نڈل سکولوں کو جو ہائی

سکول کا درجہ دینے کا اعلان کیا ہے اس سلسلے میں انہوں نے بجٹ میں فنڈز بھی block

allocation میں رکھے ہیں تو اس سلسلے میں وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ سزائیں اور پل تو بنتے رستے ہیں سارے کام ہوتے رستے ہیں جہاں وزیر اعلیٰ نے صحت اور تعلیم کے لئے اور ہر شعبے کے لئے فنڈز رکھے ہیں میری ان سے چند گزارشات ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ پری بجٹ سیشن میں انہوں نے جو تجاویز دی تھیں انہوں نے 80 فیصد ان تجاویز کو بجٹ میں شامل کیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں ان کے مشکور ہیں۔ آئندہ بجٹ سیشن 2006-07 کے لئے وزیر اعلیٰ اور ان کی نیم کو چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گا تاکہ رکھی گئی block allocation اس میں شامل کر لیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انڈین پرائم منسٹر پنڈت جواہر لال نہرو جب انڈونیشیا گئے تھے تو انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو کو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ملک میں اتنی سزائیں اور اتنے پل بنائے ہیں تو سوئیکارنو نے جواب دیا کہ پنڈت جی! آپ یہ بتائیں کہ آپ نے سزائیں اور پل بنانے کے لئے تو اتنے وافر پیسے رکھے ہیں آپ نے قوم بنانے کے لئے کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ لیڈر سزائیں اور پل نہیں بنایا کرتے بلکہ لیڈر قومیں بنایا کرتے ہیں جو اپنی ضرورت کے مطابق سزائیں اور پل تعمیر کرتی ہیں۔

جناب والا! میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب کی enlighten, moderation and tolerance کے Vision کے مطابق پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک tolerance کا ایک subject نصاب میں شامل کریں تاکہ دنیا میں ہمارے خلاف کہا جاتا ہے کہ religiously tolerant society ہم یہاں پر investment نہیں کریں گے اس کا سدھار کیا جاسکے۔ ہماری آنے والی نسلوں میں جب tolerance ہو گا تو یہاں investment آنے گی تو یہاں jobs بھی آئیں گی اور انہیں ان کا حق بھی ملے گا۔ اس لئے میری گزارش ہے یہاں پر عمران مسعود صاحب بھی بیٹھے ہونے ہیں کہ enlighten, moderation and tolerance کا subject پہلی سے لے کر دسویں تک لازمی شامل کریں۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش ہے کہ انگلش اب کسی ملک کی زبان نہیں رہی ہمارے rural areas کے سکولوں میں انگلش پہلی جماعت سے نہیں پڑھائی جاتی تو میری آپ کی

وساطت سے وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ انگریزی تعلیم کو عام کرنے کے لئے سکولوں میں اور زیادہ پیسے دیں تاکہ ہماری قوم انگلش بہتر طریقے سے پڑھ سکے۔ میں وزیر قانون اور وزیر صحت کی توجہ چاہوں گا تاکہ وہ میری بات سن کر وزیر اعلیٰ صاحب کو اس سلسلے میں کچھ کہ سکیں۔ 1973 میں صدر امریکہ نکسن نے پاکستان کی وساطت سے چائے کا وزٹ کیا تو چائے کے پرائم منسٹر چوان لائی کو صدر نکسن نے کہا کہ ہم دوست ہیں ہم آپ کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ تو چوان لائی نے کہا کہ آپ ہمارے دس ہزار طالب علموں کو امریکی یونیورسٹیوں میں دافعہ دے دیں اور ان طالب علموں سے وہی فیس وصول کریں جو آپ امریکی سٹوڈنٹس سے وصول کرتے ہیں۔ صدر نکسن نے ان کی یہ بات تسلیم کر لی جب وہ طالب علم 1980 کی دہائی میں تعلیم حاصل کر کے چائے آنے تو آپ دیکھیں کہ اب وہ چائے کو لے کر کھل جا رہے ہیں۔ اسی vision کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب تعلیم پر بہت زیادہ خرچ کر رہے ہیں تاکہ جس طرح ہمارے دوست ملک چائے نے ترقی کی ہے ہم بھی اپنے ملک کو آگے کر جا سکیں۔ ہم قوم بنانے کی باتیں کرتے ہیں۔ آج تک جتنے بھی ہمارے لیڈر آنے کوئی سز کوں کا نام لیتا رہا تو کوئی کسی کا نام لیتا رہا۔ یہ اب سارا کریڈٹ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کو جاتا ہے کہ انہوں نے پہلی دفعہ قوم بنانے کے لئے کام کیا ہے۔ پہلی دفعہ world میں ایک نمبرہ دیا ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔ سبھی کچھ لوگ کہتے تھے جب ہمارے neighbour میں کچھ ہو رہا تھا کہ ایسے کرنا چاہتے لیکن جنرل مشرف نے اس ملک کے لئے جو کام کیا ہے اس سے world میں عزت حاصل ہوئی ہے اور ہر پاکستانی کو جو بیرون ملک ہے اسے عزت ملی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ صدر پاکستان کے vision in enlighten، moderation اور tolerance کی وجہ سے ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ آپ سب بخوبی جانتے ہیں کہ دنیا میں investment atmosphere دو ملک ہیں۔ ایک امریکہ جیسے ہر کوئی جانتا ہے اور دوسرا مینی اس کو بھی ہر کوئی جانتا ہے۔ میں آپ کے علم میں یہ بات لاؤں گا کہ امریکہ اور مینی نے ایک ہی وقت میں آزادی حاصل کی لیکن امریکہ کو دنیا میں ایک مقام حاصل ہے۔ اس کے متعلق ہم بحث نہیں کر سکتے وہ ہر کسی کو پتا ہے۔ ہمیں بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن نالائق لیڈر شپ کی وجہ سے مینی آپ سب کے سامنے ہے۔ اس لئے میری ایجوکیشن اور حکومتی نیچر

سے بھی گزارش ہے کہ ہم سب کو مل کر اس ملک کے نئے کام کرنا چاہتے۔ جب یہ ملک ترقی کرے گا تو غریب عوام بھی ترقی کریں گے۔ اس کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی شکر یہ، محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید، بِنِیْلِی اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۱) شکر یہ۔ جناب سپیکر! یہاں میں بحث کی بحث کے ساتھ کچھ مجموعی صورت حال کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔ کسی بھی ملک کی ترقی کا راز وہاں کا پرسکون ماحول ہوتا ہے۔ ملک میں امن و امان کے لئے ضروری ہے کہ یہاں نظام عدل ایسا ہو جہاں سب کو انصاف میسر ہو۔ یہ نہ ہو کہ امیر اور بااثر لوگ جرم بھی کریں اور بیچ بھی جائیں اور معاشرے میں فتنہ فساد برپا کرتے رہیں اور وہاں کے صاحب اختیار لوگ ان کو بچاتے رہیں۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس کی تمام آبادی تقریباً مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ دستور پاکستان کے آرٹیکل 227 کی رو سے یہ لازم ہے کہ تمام مروجہ قوانین کو قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق بنایا جائے۔ اسلام جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔

وزیر جیل خانہ جات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نوائی صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، نوائی صاحبہ!

وزیر جیل خانہ جات، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی روز کے تحت کوئی بھی مقرر پڑھ کر تقریر نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی notes اس کے پاس ہوں تو وہ ان کو دکھ کر پڑھ سکتا ہے، محترمہ نے پہلے لفظ سے لے کر جب تک کہ میں نے ان کو interrupt کیا ہے وہاں سے وہ پڑھ کر تقریر کر رہی ہیں۔۔۔ (قطع کلامیں)

محترمہ عابدہ جاوید، آپ اپنے اندر اتنی برأت، اتنا حوصلہ پیدا کریں، سننے کی ہمت پیدا کریں، سچائی کو سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پلینز۔ آرڈر پلینز۔ سعید اکبر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ کر ذرا جلدی خارج ہو جائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، میں نے ابھی اپنی بات شروع کی نہیں۔ میں چند باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

آپ اپنے اندر سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم پاکستان کے لئے کیا چاہ رہے ہیں؟ ہم پاکستان کے لئے کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ یہ دیکھیں کہ ہم سچائی کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ پڑھنے کی بات کرتے ہیں، میں نے تو کبھی بات پڑھ کر کی نہیں۔ میں یہ چند باتیں اس لئے کرنا چاہ رہی ہوں تاکہ آپ ان پر سنجیدگی سے غور کریں، پاکستان کے ساتھ وفاداری کے لئے غور کریں۔

(قطع کلامیں)

جناب سپیکر، محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ ان کی تقریر سنیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، دستور پاکستان کے آرٹیکل 227 کی رو سے یہ لازم ہے کہ تمام مروجہ قوانین قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق بنائے جائیں۔ اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام کا نظام عدل معاشرے کو ہر طرح کی برائی سے پاک کرتا ہے۔ اسلامی قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں۔ لہذا امن و سکون کے لئے آئین کے مطابق یہاں عملی طور پر تمام قوانین قرآن و سنت کے مطابق بنائے جائیں۔ آپ ذرا سنیں کہ میں کیا بات کہہ رہی ہوں؟ آپ یہ دیکھیں کہ اگر آپ پاکستانی ہیں اور میں پاکستان کے لئے بات کرتی ہوں، اس کی سلامتی، اس کے استحکام کے لئے تو آپ کو یہ سننا ہو گا۔ اس لئے یہاں ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ مسلمان یہاں اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ قائد اعظم نے انگریزوں اور ہندوؤں سے منوایا کہ یہ دو قومی نظریہ ہے اور انھوں نے اس کو تسلیم کیا کہ مسلمانوں کی ثقافت میں فرق ہے۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا اور طور طریقہ ہندوؤں اور انگریزوں سے الگ ہے۔ انھوں نے اپنی شکست مانی اور پاکستان کو قائد اعظم نے ان سے حاصل کیا۔ وہ جنگ سے حاصل نہیں کیا تھا۔ وہ میز پر بیٹھ کر حاصل کیا تھا اور اب بھی میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیں ایسا پاکستان چاہیے کہ جہاں دہشت گردی بد امنی، علم و نائنسائی نہ ہو۔ یہ سچی باتیں ان کو تکلیف دیتی ہیں۔ میں پاکستان کے لئے بات کر رہی ہوں۔ سچی باتوں سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ آپ جموںوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ بچوں کے لئے آپ راستے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ میری بہن جنتی مرضی بات کریں، میں سچ کی بات کروں گی، حق کی بات کروں گی، میں کبھی بھی غورزدہ نہیں ہوتی۔ یہ کیا چیز ہے؟ آپ کا جنرل مشرف کیا ہے؟ آپ کا بٹن کیا



ہے جس کے کہنے پر آپ چل رہے ہیں میں کسی سے غورزدہ نہیں ہوتی۔ (شور و غل)  
جناب سپیکر، جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ محترمہ! ان کو سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! تحریک پاکستان میں میرے دادا نے قائد اعظم کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ پاکستان اکیلے نہیں بنا تھا۔ قائد اعظم کے ساتھ میرے آباؤ اجداد نے کام کیا تھا۔

جناب سپیکر، محترمہ! ان کو سنیں۔ جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ آپ کا نام غم جو رہا ہے ذرا جلدی کریں۔

آوازیں، وہ پڑھ کر تقریر کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر، جی، پڑھ لیں ذرا جلدی کریں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، محترمہ! میں نے ممبرز رکن کو Floor دیا ہے۔ ان کی بات سن لیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، انہوں نے باز نہیں آنا۔

محترمہ عابدہ جاوید، ان کو تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ (قتضے)

تکلیف کتنی ہے اندر۔ inside کتنی تکلیف ہے۔ ہم پاکستان کے استحکام کی بات کرتے ہیں۔

پاکستان کی سلامتی کی بات کرتے ہیں۔ پاکستان سے وضع داری کی بات کرتے ہیں۔ پاکستان سے

محبت کرتے ہیں۔ ہم محب وطن ہیں۔ ہماری بات آپ کو سننا ہو گی۔ ہماری بات آپ کو سننا ہو گی۔

(شور و غل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! انہیں بتائیں کہ تحریک پاکستان ہے کیا؟

محترمہ عابدہ جاوید، آپ کو پریشانی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم پاکستان کی بات کر رہے ہیں، آپ کیوں

پریٹن ہیں؟ آپ پریٹن کیوں ہیں؟ کس لئے؟ (شور و غل)

جناب سپیکر، محترمہ پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

محترمہ عبیدہ جاوید، میں بات کر رہی ہوں ایسے پاکستان کی جہاں دہشت گردی، بد امنی، ظلم و ناانصافی، قبضہ گروپ اور کرپشن نہ ہو، آزاد عدلیہ ہو، نگہداری، سب الیٹنی اور اللہ کا خوف ہو۔ میں ایسے پاکستان کی بات کرتی ہوں جس کو ہم نے اس لئے حاصل کیا کہ پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ اور اس کے لئے کس کا خوف ہونا چاہیے؟ اللہ کا۔ کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، تمہارے کسی فائدہ ان کے فرد نے تحریک پاکستان میں کام کیا ہے؟

محترمہ عبیدہ جاوید، آپ بات سنیں۔ آپ اللہ کا خوف کریں۔ آپ تمہرے صدمت کا نہیں۔ ہم اللہ سے کاشپتے ہیں، ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتے۔ ہم مہد ان جنگ میں کھڑے ہیں، میدان عمل میں کھڑے ہیں۔

نعرہ تکبیر۔ (اللہ اکبر)

نعرہ رسالت۔ (یا رسول اللہ)

ہم ایسے پاکستان کی بات کرتے ہیں جہاں پر دیانتداری ہو، جہاں پر سب برائیوں کی جڑ مچوت نہ ہو، سمگلنگ نہ ہو، ذبیحہ اندوزی نہ ہو، حقوق پر ڈاکے نہ ڈالے جائیں۔ اگر ہم بات امن کی کرتے ہیں تو ہمیں نیک نیتی سے پاکستان کے آئین کے مطابق تمام قوانین قرآن و سنت کے مطابق جانے ہوں گے۔ پھر ان پر عملدرآمد بھی کروانا ہو گا۔ ہمیں حمایت کرنا ہو گا کہ ہم واقعی امن چاہتے ہیں اور پاکستان کو اسلام کا قلم بنانے کے لئے قائد اعظم اور ڈاکٹر اقبال کا پاکستان بنانے کے لئے ہم سب کو متحد ہو کر پاکستان کے اس مقصد کو حاصل کرنا ہے جس کے لئے قائد اعظم کی ولولہ انگیز قیادت نے برصغیر کے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، جناب سپیکر! یہ دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ عبیدہ جاوید، ہمیں متحد ہونا ہے۔ ہمیں متحد ہو کر کشمیر حاصل کرنا ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکر۔ بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: ہمیں کسی سے ٹوٹا نہیں ہونا۔ ہم نے حق کی بات کرنی ہے۔ ہم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ ہم کشمیر کو حاصل کرنے کی بات کرتے ہیں۔ ہم مسجد اقصیٰ کی آزادی کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو امریکہ کا غلام نہیں سمجھتے بلکہ امریکہ کو اچھا غلام جانیں گے۔ انشاء اللہ یہ آنے والا وقت آپ کو جانے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر، جی، شکر یہ مہربانی۔ بی بی! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! یہ صرف اپنے نمبر جاننے کے لئے بات کر رہی ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، یہ وقت فیصد کرے گا۔ انشاء اللہ رب باری حرکتیں دیکھ رہا ہے وہ بدے اعمال بھی جانتا ہے۔ ہماری دلوں کے حال بھی جانتا ہے۔ ہم اپنے رب کو عاجز نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، جی، شکر۔ بی بی! مہربانی۔

محترمہ عابدہ جاوید، ایک منٹ۔ ایک منٹ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، پاکستان زخمہ باد۔

جناب سپیکر، جناب عمور احمد ڈاٹا صاحب!۔۔۔ (شور و غل)

جی، بی بی! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں نے بھی اپنا نام بھجوا دیا ہے۔

جناب سپیکر، ان کے بعد آپ کی باری آنے گی۔ جناب عمور احمد ڈاٹا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، آزادی کے لئے جیلیں ہم لوگوں نے کٹی ہیں۔ آپ کی طرح

نہیں ہیں۔ پاکستان ہمارے بزرگوں نے بنایا ہے۔

جناب سیکرٹری، آرڈر پیپر۔ بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ آرڈر پیپر۔ جی، محترم تشریف رکھیں۔ آپ نے بات کر لی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ذہاب صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس بجٹ کی بنیاد وزیر اعلیٰ پرویز الہی کا Vision 2020 ہے اور اس کی خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کے اندر یہ کوشش کی گئی ہے کہ devolution concept بھی اپنایا جانے اور اس کو بھی عمل میں لایا جائے۔ یہ بجٹ ایسا ہے کہ جس میں investment پر بڑا زور دیا گیا ہے تاکہ ملازمتیں پیدا ہوں اور ان سے لوگوں کو روزگار ملے اور لوگوں کی غربت میں کمی آئے۔ اس کا بنیادی مقصد یہی ہے۔ بجٹ چاہے کوئی بھی ہو اس میں حکومت کی جو پالیسی ہوتی ہے اس کو واضح کرنا ہوتا ہے اور اس میں جو عارٹ ہوتے ہیں ان کو حاصل کرنے کا جو طریقہ ہوتا ہے وہ اس میں بتایا جاتا ہے۔ اس میں صرف اثرا بات کا ہی ذکر نہیں ہونا چاہیے بلکہ انکم کے مختلف ذرائع کا بھی تفصیل سے ذکر ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ income کتنی ہے؟ اصل میں یہی بنیاد ہے کیونکہ جتنی income ہوتی ہے اس کے مطابق ہی ہم نے فریج کرنا ہوتا ہے لہذا بجٹ میں آمدنی کی تفصیل دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ میرے خیال میں اس موجودہ بجٹ میں income کو explain کرنے پر زیادہ زور نہیں دیا گیا جو کہ بہت ضروری ہے۔

جناب والا! اس بجٹ میں devolution کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس کے لئے ہم نے مقامی حکومتوں کو کافی زیادہ فنڈز دیئے ہیں تاکہ وہ اپنے ترقیاتی کام کروا سکیں اور اس کے فوائد gross root level تک پہنچ سکیں۔ اس کے علاوہ صوبائی منصوبہ جات میں بھی اس چیز کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

جناب سیکرٹری، ہم نے تعلیم کے شعبے کے لئے 9-11 ارب روپے رکھے ہیں۔ بہت سارے سکولوں کو upgrade کرنے کا منصوبہ ہے۔ 6-11 ہزار سکولوں میں missing facilities پوری کر دی گئی ہیں۔ سکولوں میں غریب لوگوں کے بچوں کو خاص طور پر بچوں کو 2007 روپے ماہوار وظیفہ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے غریب لوگ بھی اپنی بچیوں کو تعلیم دلوا سکیں گے۔ ان اقدامات کی

وجہ سے طالب علموں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں بچوں کو دسویں جماعت تک کتابیں مفت مہیا کرنے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جتنے بھی پرائمری یا مڈل سکول ہیں ان کو upgrade کیا جائے، پرائمری سکولز کو upgrade کر کے مڈل کا درجہ دے دیا جائے اور مڈل سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے تاکہ وہاں کے بچے، بچیاں میٹرک تک باآسانی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اسی طرح سپیشل ایجوکیشن کے حوالے سے بہت سے اچھے اقدامات اٹھانے گئے ہیں۔ ان کے اساتذہ کو ڈبل تنخواہیں دی گئی ہیں۔ خصوصی بچوں کو گھر سے سکول اور سکول سے گھر تک ٹرانسپورٹ مہیا کی گئی ہے تاکہ وہ بغیر تکلیف کے سکول پہنچ سکیں۔

جناب والا: Literacy programme بہت اہم ہے۔ تمام بچے، بچیاں، لڑکے، لڑکیاں،

بوزے سب لوگوں کو literate بنایا جائے کیونکہ دیہاتوں میں اب بھی illiteracy rate بہت زیادہ ہے۔ ان اچھے اقدامات سے انشاء اللہ ہماری شرح خواندگی میں بہتری آنے گی۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت کے لئے ہم نے تقریباً 735 ملین روپے رکھے ہیں۔ اس حوالے

سے 13.11 U.S کی تعداد بڑھائی جائے گی اور کچھ موبائل یونٹس کا پروگرام بھی ہے جو کہ دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو صحت کی سہولیات مہیا کریں گے، یعنی جو لوگ ہسپتال تک نہیں پہنچ سکتے ان کو گھر کی دہلیز پر ہی صحت کی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ شعبہ زراعت کی بہتری کے لئے بھی بہت کچھ کیا جا رہا ہے۔ خاص طور پر آبپاشی کا نظام بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: ایوزیشن کے معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ میرے پاس صرف دو نام بتایا ہیں جن کی جنس میرے پاس آئی ہیں۔ ایک چٹ احسان الحق نولایا صاحب اور دوسری چودھری زاہد پرویز کی ہے۔ لہذا جو معزز اراکین اسمبلی بھجت پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ مہربانی کر کے اپنے ناموں کی جنس سیکرٹری اسمبلی کے پاس بھجوادیں۔ جی، ڈاٹا صاحب ایلیٹز مختصر کریں کیونکہ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ، جناب سپیکر، میں آبپاشی کے حوالے سے ذکر کر رہا تھا کہ

زراعت کے لئے جو پانی استعمال ہوتا ہے وہ پہلے کئی ضائع ہوتا رہا ہے۔ اب نہروں، کھالوں، موگوں کو پکا کیا گیا ہے۔ جہاں جہاں موگوں میں نشتر تھا اسے دور کیا جا رہا ہے، پانی کی چوری کو روکا جا رہا ہے۔ اس مرحلے سے پانی انشاء اللہ والمرمندر میں مہیا ہو سکے گا۔ علاوہ ازیں غریب کسانوں کے لئے crop insurance بہت اہم چیز ہے۔ کسان کی اگر کوئی فصل تباہ ہو جاتی ہے تو crop insurance ہونے کی وجہ سے کسان کا کوئی نقصان نہیں ہو گا بلکہ انشورنس کمپنی اس کا نقصان پورا کرے گی۔ اس میں صرف اس کی لاگت ہی نہیں ملے گی بلکہ اس فصل سے جو آمدنی ہوتی تھی انشورنس کمپنی اسے بھی ensure کرتی ہے۔ جس سے کسان کی مالی حالت خراب نہیں ہوگی۔ اسی طرح پوٹری، لائیو سٹاک، فہریریز کے لئے بہت سے اچھے steps ہماری حکومت نے لے لئے ہیں۔ جانوروں کی نسل کشی کے سٹے نئے سنٹرز کھولے جا رہے ہیں، ڈیپریسج سنٹرز بنانے جا رہے ہیں۔ اب میں TEVETA کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی labour force کو trained کریں۔ لوگوں کو مختلف قسم کے skills سکھائیں تاکہ وہ اچھا کاروبار کریں، نوکری کریں یا مہر ملک سے باہر جا کر اپنی روزی بہتر طور پر کما سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ ناز ہوتا ہے اور ہاؤس 20 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر ہاؤس ناز عصر کے لئے 20 منٹ کے لئے adjourn کر دیا گیا)

(جناب ذہنی سپیکر ناز عصر کے وقفے کے بعد 5 بج کر 55 منٹ پر)

کرسی صدارت پر منتہن ہونے)

جناب ذہنی سپیکر، محترمہ قمر عامر چودھری!

محترمہ قمر عامر چودھری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 2005-06 پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سال 2005-06 کا فیکس فری بجٹ صوبہ پنجاب کی عوام کے لئے دور رس نتائج کا حامل ہے۔ جس میں ہر طبقے کے لئے بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی کی گئی ہے اور چودھری پرویز الہی وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ مہاراجا کے مستحق ہیں جنہوں نے دستیاب وسائل کے اندر انقلابی بجٹ پیش کیا

ہے۔ بد قسمتی سے سیاسی تعصبات کی مٹی چشم بینا کو بھی نابینا کر دیتی ہے و گرنہ مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ اب کلاس نم اور دہم کو بھی مفت کتابوں کا تحفہ، 6-1000 سکولوں میں عدم دستیاب ہوتوں کی فراہمی کے لئے پانچ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کرنا، بچوں کے وظائف کے لئے سات سو ملین روپے کا تخمینہ اور پنجاب ایجوکیشن سیکرٹریٹ پر دو گرام کے نتیجہ نیز ہونے کا پتا دیتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، سید ناظم حسین شاہ!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا معزز رکن کمی ہوئی تقریر ہاؤس میں پڑھ سکتے ہیں؟ اس پر آپ کی رونگ پاسیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹس پڑھ سکتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹس بھی ریفرنس کے تحت پڑھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوائنٹس دیکھ رہی ہیں۔ شاہ صاحب! شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، ہمیں تو بت غلط فہمی ہوتی ہے۔ اب آپ کا کہنا ہے تو یہی مان لیتے ہیں کہ غلط فہمی ہے۔ آپ اگر رونگ دینا چاہیں تو دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب ایسی نوبت آنے گی تو میں رونگ دوں گا۔ فی الحال ایسی نوبت نہیں ہے۔ جی، بی بی!

محترمہ قمر عامر چودھری، جناب سپیکر! اس موقع پر میں گجرات کے عوام کی طرف سے اس عوامی وزیر اعلیٰ کو یونیورسٹی آف گجرات کے قیام اور سائنس و ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے یونیورسٹی کے کردار کے تعین پر فرائض تحسین پیش کرتی ہوں۔ سہیل ایجوکیشن پر توجہ اور مزید 90 ادارے قائم کرنے کا منصوبہ موجودہ حکومت کی انسانی بہرہ ردی اور مصوم بچوں کے مستقبل سے محبت کا symbol ہیں۔ صحت کے شعبے میں فیصل آباد اور وزیر آباد میں کارڈیالوجی ہسپتالوں کا

قیام وقت کی اشد ضرورت تھی۔ صحت کے بچت میں 65 فیصد اضافہ یقیناً پنجاب کے عوام کو اس شعبے میں مزید مراعات فراہم کرے گا۔ وائرسپلٹی و نکاسی آب کے منصوبہ جات کے لئے موجودہ بجٹ میں جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں اس سے عوام کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی جیسی بنیادی ضرورت پوری ہوگی اور گندے پانی کے نکاس سے صحت و صفائی کے مسائل حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! سکھوں کے مقدس شہر سکنا صاحب کو ضلع کا درجہ دے کر وزیر اعلیٰ پنجاب نے جرمیر کے اہم مذہب کے پیروکاروں کو اسلامی اقدار کے مطابق سولیات کی فراہمی کا فرض ادا کیا ہے۔ اس پر میں انہیں دل کی مہرائی سے مبارکباد پیش کروں گی۔ زراعت کے شعبے کے لئے پنجاب حکومت کی اصلاحات قابل ستائش ہیں، فصلوں کی انشورنس، زرعی قرضہ جات کی فراہمی اور نظام آبپاشی کی اصلاحات کے ساتھ ساتھ گندم کی قیمت خرید میں اضافہ اور زراعت کے ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے 925/- ملین روپے کی رقم رکھنا بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس شعبے کے لئے اہمٹی بار آور ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر! صنعت، کامرس اور لیبر کے شعبے کے لئے بھی حکومتی اقدامات قابل تحسین ہیں۔ جہاں مختلف علاقوں میں انڈسٹریل اسٹینڈس قائم کی جا رہی ہیں وہاں میں یہ مطالبہ کرنا چاہوں گی کہ عرصہ دراز سے گجرات میں سال انڈسٹریل اسٹینڈ فیز 11 کا زیر التوا منصوبہ بھی مکمل کیا جائے۔ ہمارے ضلع میں معمولی صنعتوں کے فروغ کے لئے یہ منصوبہ مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ بجٹ میں مختلف سزکوں، انڈر پاس اور دیگر ترقیاتی منصوبوں کے لئے ساڑھے بارہ ارب روپے کی رقم مناسب ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ثراج تحسین پیش کروں گی کہ انہوں نے کئی منصوبہ جات کو ریکارڈ مدت میں پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ (نعرہ ہانپتے تحسین)

جناب سپیکر! مختصر وقت میں بجٹ پر سیر حاصل تبصرہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ میں آخر میں ایک گزارش کروں گی کہ جس طرح موجودہ system میں غواتین کو نمائندگی دی گئی ہے اسی طرح آبادی کے اس اہمٹی اہم حصے کو حکومت اور سیاسی رویے میں احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے اور منتخب نمائندوں کو بلا تخصیص مردوں کے برابر رستے دینا چاہئے۔ بہت شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اگے سپیکر جناب احسان الحق نولا میا ہیں۔



جناب احسان الحق احسن نولائیا، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بحث پر بات کرنے کا موقع دیا۔ کل اس کرسی پر جناب سپیکر براہمن تھے، کچھ تلخ گفتگو ہو گئی تھی میں چاہتا تھا کہ اس کا اظہار یہیں پر کیا جائے۔ میرا کبھی بھی ایسا رویہ نہیں رہا کہ میں اس تلخ انداز میں گفتگو کروں لیکن معاملہ یہ تھا کہ جب ہم نے یہ کہا کہ اس ایوان کے اندر چند لوگ ایسے بیٹھے ہیں جنہیں آئینی طور پر یہاں نہیں ہونا چاہئے کہ انہوں نے default کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ کنسڈرین آف دی ہاؤس کی طرف سے ہمیں یہ فیصلہ ملتا کہ آیا انہیں بیٹھنا چاہئے یا نہیں بیٹھنا چاہئے؟ تو انہوں نے ہماری ہی حیثیت کو چیلنج کر دیا۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب کے محبوب کا معاملہ ہمارے ساتھ ہوا ہے کہ جو کسی محفل میں بیٹھے ہونے تھے ان کا محبوب جب کسی کے ساتھ آیا تو انہوں نے کہا کہ غیروں کو یہاں سے اٹھا دیجیے تو ان کے محبوب نے جو جواب دیا غیر تو تم ہوا کہہ کر چلے جاؤ وہی حشر ہمارے ساتھ ہوا۔ مرزا اسد اللہ خاں غالب کہتے ہیں کہ۔

رات کے وقت سے بیٹے ساتھ رقیب کو لے

آنے وہ یہاں خدا کرے پر نہ خدا کرے کہ یوں

ہم نے کہا کہ بزمِ ناز چاہئے غیر سے تھی

سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسا بھی ہوتا ہے کبھی کبھی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ شمیم اختر، جناب سپیکر! عرض ہے کہ۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے

کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر!

ہزاروں حقوق دارمان لے رہے ہیں ہتکیاں دل میں

حیا ان کی اجازت دے تو کچھ بے باکیاں کروں

جناب سیکر! اب میں بجٹ 2005-06 کے حوالے سے بات کروں گا۔ بجٹ دستاویز کو انتہائی محتاتی اور اعلیٰ تعلیم یافتہ، انتہائی توجہ کے ساتھ وزیر خزانہ کے بقول کہ انہوں نے تیار کیا ہے۔ انتہائی کمزور مشق سیاستدان وزیر قانون نے اس کی نوک پلک کو سوراہا ہے اور انتہائی قابل، محتاتی اور ایک وسیع سیاسی تجربہ رکھنے والے ہمارے قائد ایوان نے اس پر کام کیا ہے اور اس کا حجم 221 ارب روپے ہے۔ میں بجٹ کو آج ایک نئے angle سے دیکھوں گا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم 53 ارب روپے سے سائے آٹھ کروڑ عوام کی ترقی کا خواب دیکھتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ یہ ہماری نئی Vision ہے جس کے تحت انٹرنیشنل یول پر ہم اپنی قوم کو ایک قوم کے طور پر سامنے لانا چاہتے ہیں۔ میں اس کریشن کی طرف توجہ دلاؤں گا جس کا تعلق ڈائریکٹ اس بجٹ کے ساتھ ہے۔ انہوں نے ایک portion رکھا ہے کہ تینتالیس ارب روپیہ سینیپ ڈیوٹی کی حقل میں صوبائی ٹیکسز کی حقل میں اکٹھا کریں گے اور اس سے ہم اس صوبے کی ڈویلپمنٹ کریں گے۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ دس لاکھ کی کوٹھی آج بھی دو لاکھ میں رجسٹری ہوتی ہے۔ یہ کسی سے بات عجیبی ہوتی نہیں ہے کہ آج بھی کرشل پراپرٹی کو زرعی پراپرٹی بنا کر ایک ایک رجسٹری پر بارہ بارہ لاکھ، بیس بیس لاکھ، ستر ستر لاکھ سینیپ ڈیوٹی بچانی جاتی ہے۔ بقول ان کے جو انہوں نے ریونیو اکٹھا کرنا ہے وہ اصل اکٹھا کیا جانے۔ یہ سو روپے میں سے بیس روپے اکٹھا کریں گے 80 روپے تو یہ اکٹھا کر ہی نہیں پارہے جو کہ بجٹ میں آ ہی نہیں رہا۔ وہ آنے کا تو اس پر بات ہوگی کہ اس کی ہم پلاننگ کریں گے۔ میں اس 80 فیصد بجٹ کی بات کرتا ہوں کہ

حسرت ان شیخوں پر جو بن کھلے مر جاتے

بیس فیصد بجٹ پر تو ہم بارہ پندرہ دن بات کریں گے۔ اس 80 فیصد بجٹ پر کوئی بندہ بات کرنے کو تیار نہیں ہے جس میں کوئی دو آراء نہیں ہیں۔ دوسری opinion ہی نہیں ہے کہ یہ چوری ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی؟ یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ انہیں ایک سیاستدان کو سروے کرنے کے لئے، پیکرنے کے لئے، پھنسانے کے لئے تمام وسائل دستیاب ہیں۔ اگر دستیاب نہیں ہے تو ان کو intelligence کا وہ عمدہ دستیاب نہیں جو کینٹ کچھری کے اندر ہے۔ ان تمام

کمپریوں کے اندر رجسٹریوں کو انٹانٹس اور فیڈ میں جا کر دیکھیں کہ یہ کونسی کیسی ہے اور اس کی کیا حالت ہے؟ پندرہ لاکھ کی کوئی دو لاکھ میں رجسٹری ہو رہی ہے۔ دو کروڑ کا بنگہ پندرہ لاکھ میں رجسٹری ہو رہا ہے۔ وہ جو سٹیپ ڈیوٹی 80 فیصد ضائع ہو رہی ہے وہ ان کے Vision میں ہی نہیں ہے ان کی سوچ میں ہی نہیں ہے۔ یہ سارے آٹھ کروڑ عوام کی ڈویٹمنٹ صرف بیس فیصد بجٹ سے کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تو یہ بات ہوتی کہ گزشتہ سال کے اندر انہوں نے یہ فنڈ اکٹھا کیا ہے تو اس پر ہم کہتے کہ شاید یہ آئندہ ٹھیک کر لیں گے۔ انہوں نے بجٹ اس بات کا دیا ہے کہ آنے والے سال میں ہم تینتالیس ارب روپیہ اکٹھا کریں گے۔ گویا کہ انہوں نے compromise کیا ہے کہ جس طرح سے لوگ عرصہ دراز سے لوٹ رہے ہیں ان کے پکڑنے کا بہتر کوئی پروگرام نہیں ہے اور نہ ہم انہیں پکڑنا چاہتے ہیں۔ کوئی بھی اس طرح رجسٹری ہوں زرعی زمین اسی طرح سے رجسٹری ہو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سیکرٹری! میں دوسرے موضوع پر بات کرنا چاہوں گا کہ ضلعی حکومتوں کے لئے انہوں نے 90۔ ارب روپیہ رکھا ہے اور اس میں 10۔ ارب ترقیاتی اور 80۔ ارب روپیہ یوں سمجھیں کہ ان کے جاری اخراجات کے لئے رکھا ہے۔ ایک ڈویژن میں گریڈ 20 کا ایک آفیسر کمرشل کام کرتا تھا آج ہر ڈویژن میں بیس سے پچیس آفیسر گریڈ 20 کے کام کر رہے ہیں۔ جب آپ ان کے اخراجات کا اندازہ لگاتے ہیں تو یقین کیجیے کہ اگر ہم اتنی بڑی amount کا کام کر رہے ہیں تو اتنا بڑا فائدہ بھی تو عوام کو نظر آنا چاہئے۔ عوام کے کہ 20 گریڈ کے ایک افسر کی جگہ پر پچیس آفیسر کام کرتے ہیں اور عوام کو یہ ملا ہے۔ یہ کوئی ایک چیز بتادیں تو شاید میں کہ دوں کہ یہ نوے ارب روپیہ ان کے لئے جاتا ہے۔ انہوں نے خود بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ 10۔ ارب روپے ترقیاتی ہیں اور باقی جاری اخراجات کے لئے ہیں۔

عذر سننے میں بھی ہے سنا تے بھی نہیں  
باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں  
کیا کہا میر تو کو ہم نہیں سننے تیری  
نہیں سننے تو ہم ایسوں کو سنا تے بھی نہیں

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اپنے تین سٹہ دور میں پورے صوبے کے لئے پہلے سال 68- ارب روپے پہلے ستر ارب دوسرے اور 90- ارب روپے اس سال رکھے ہیں۔ 68- ارب میں سے ضلع مظفر گڑھ کو آبادی کے حساب سے دیکھیں تو سب سے کم حصہ بنتا ہے۔ پیمانہ گی کے لحاظ سے دیکھیں تو زیادہ حصہ بنتا ہے۔ رقبے کے اعتبار سے دیکھیں تو زیادہ حصہ بنتا ہے، ٹیکس ریٹرن کے اعتبار سے دیکھیں تو زیادہ بنتا ہے لیکن سب سے چھوٹا حصہ آبادی کے لحاظ سے بنتا ہے کیونکہ ضلع مظفر گڑھ گیارہ ایم۔ پی۔ این کے علاقوں کا ہے گزشتہ سالوں میں اس کا حصہ 270 کروڑ روپیہ بنتا تھا انہوں نے 150 کروڑ روپیہ دیا، 280 کروڑ روپیہ بنتا تھا انہوں نے 170 کروڑ روپیہ دیا۔ اب انہوں نے Local Government کے لئے 90- ارب روپے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے یہ پندرہ ہزار صفحوں کی کتابیں دے دی ہیں کیا ان میں ایک لائن میں یہ نہیں لکھ سکتے تھے کہ ہم نارووال کو کیا دے رہے ہیں، لاہور کو کیا دے رہے ہیں، راجن پور کو کیا دے رہے ہیں، ہم یہ کو کیا دے رہے ہیں تو پھر میں ان کو جانتا کہ آپ ان 90- ارب روپے پر کیسے ذمہ داری ڈالتے ہیں۔

ضلعی حکومتوں نے ہمیں کیا دیا ہے؟

جناب سپیکر! پہلے ذمہ داری کھتر ضلع کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوتا تھا، وہ لاہ اینڈ آرڈر کا ڈسٹرکٹ دار ہوتا تھا۔ نئے روز کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع ناظم ہے۔ میں on the floor of the House یہ آٹھویں دفعہ بات کر رہا ہوں کہ ضلع ناظم مظفر گڑھ پر چار مقدمات درج ہیں اور چاروں مقدمات میں اس کو چالان کیا گیا ہے اور چالان ہونے کے بعد according to C.R.P.C اس کو گرفتار ہونا چاہئے یا اس کو behind the bars دینا چاہئے اس کے علاوہ اس کے لئے کوئی چارہ نہیں ہے یا اس کو اشتہاری قرار دے دیا جائے۔ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کرسی پر بیٹھ کر مظفر گڑھ کے عوام کو عدل و انصاف اور لاہ اینڈ آرڈر دے رہا ہے اور عجیب بات ہے کہ،

میر بھی کیا سزا ہے کہ بیمار ہونے جس کے سبب

اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

آپ اس سے کیسے عدل و انصاف لینے کی توقع رکھتے ہیں؟ تھانوں کے اندر مقدمات درج ہوں تو وہ speedy process ہوتا ہے۔ اس میں ممکن ہے کہ کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے لیکن اتنی

کمرشن میں مقدمہ درج ہونے سے پہلے اس کی انوسٹی گیشن ہوتی ہے، انکوائری ہوتی ہے اس کے بعد پرنسپل درج کیا جاتا ہے، مگر اس پر مقدمہ چلنے کے بعد مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اس پر اپنے ملنے کے غریب لوگوں کی زمینوں پر قبضے کرنے کے الزامات ہیں۔ اس نے سرکاری پراپرٹی تین لاکھ میں خریدی ہے اور جو پانچ دن کے بعد Documentary proof کے ساتھ اس نے 70 لاکھ میں بیچی ہے۔ ایک سرکاری زمین پر اس نے قبضہ کیا اور کہا کہ یہ زمین مجھے تین لاکھ میں دے دی جانے میں غریب اور یتیم آدمی ہوں۔ اس نے تین لاکھ میں رجسٹری اپنے نام کروائی اور پانچ دن کے بعد 70 لاکھ میں فروخت کی اس سے بڑا Documentary proof اور کوئی نہیں مل سکتا آوازیں، شیم، شیم۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب کی یہ بات کر رہے ہیں اس وقت چودھری پرویز الہی کی حکومت نہیں تھی۔ اس وقت میں محمد نواز شریف کی حکومت تھی۔ میں آپ کو واضح بات بتاؤں کہ یہ کیس کوٹ ادو کا ہے اور میں محمد نواز شریف نے اپنے قلم سے یہ الاٹمنٹ کی تھی۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر!

ناز ہے طاقت گنہار یہ انسانوں کو

بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

یہ بات تو آپ بعد میں بھی کر سکتے تھے۔ (قطع کلامیوں)

جناب ڈپٹی سپیکر، نولائیا صاحب! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جو آدمی یہاں ہاؤس میں موجود نہیں ہے اور اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتا اس کے بارے میں آپ اشارہ کلیہ تو کر سکتے ہیں لیکن آپ ساری بحث اس پر نہ کریں کیونکہ متعلقہ آدمی اس وقت موجود نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سیکرٹری اریگیشن کے لئے انہوں نے سات ارب روپے رکھے ہیں۔ اس سلسلے میں میں سب سے پہلے تو جناب عامر سلطان چیمہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے قتل کینال کے لئے اڑھائی ارب روپے کا پراجیکٹ منظور کر کے لوکل ملکان جو قتل کینال کے آب پاش علاقے میں رہتے ہیں ان کے لئے بہت بڑا کام کیا ہے اور آبیانہ کے معاملے میں آپ نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے وہ جو ہم پر بہت بڑا علم تھا اس کے لئے آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے اس کے لئے میں آپ کا اور وزیر اریگیشن کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ بھی ادا کریں کیونکہ ان کی یہ خصوصی ہدایت تھی۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سیکرٹری ایہ ایک علم کی داستان ہے کہ پورے پاکستان میں 12 نہری نظام ہیں۔ 41 لوگوں کو نہری پانی اس لئے دیا گیا کہ وہ پاکستان کے شہری ہیں لیکن ایک صرف قتل کینال جس میں میانوالی، بکھر، خوشاب، یہ اور مظفر گڑھ شامل تھے ان سے 75 فیصد زمینیں لے کر ان کو پانی دیا گیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کے آرٹیکل 25 کی سب سے بڑی violation ہے کہ 41 لوگوں کو تو پانی مفت دیا جائے لیکن ایک فریق سے زمین لے کر پانی کس بنیاد پر دیا جاتا ہے؟

جناب سیکرٹری جب وہ نہری پانی گنتی تو وہ تیرہ لاکھ ایکڑ رقبہ کو irrigate کرنے کے لئے بنائی گئی آج وہی نہر 25 لاکھ ایکڑ زمین کو irrigate کر رہی ہے جس سے لاکھ اس نہر کا واٹر الاؤنس 1.58 سے کم ہو کر 3.17 رہ گیا۔ صوبہ پنجاب کے 24 نہری نظام ہیں ان میں سے چار نہروں کا واٹر الاؤنس ہم سے کم ہے لیکن باقی بیس نہروں کا واٹر الاؤنس آج بھی ہم سے زیادہ ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا لمحہ نکریہ ہے کہ ایک فرد قیمت دے کر چیز کو وصول کرتا ہے تو اس کا واٹر الاؤنس جو بیسویں نمبر پر ہے اس سے 19 لوگ جو پہلے پانی لیتے ہیں وہ ان سے کس بنیاد پر لیتے ہیں؟ میں نے پہلے بھی عامر سلطان چیمہ صاحب سے کہا تھا کہ آپ نے وزیر بننے کے بعد اپنے محکمہ

کے لئے ایک Vision دیا تھا اور اس میں کہا تھا کہ ہم rationalization of water allowance کریں گے۔ آج انجانی سال گزرنے کے بعد وہ Vision آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے۔ میں نے بیس دفعہ اس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر آپ نے نیشنلائزیشن کرنی ہے تو اس کے لئے آپ انجانی سال پہلے وعدہ کر چکے ہیں اور خدا را! اس کے لئے کام کیجئے اور اس میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے روز اینڈ ریگولیشنز بھی ہمیں support کرتے ہیں۔ زمینیں ہم نے دی ہیں، قیمتیں ہم نے دی ہیں اور سوشل سیکٹرز بھی ہمیں support کرتے ہیں۔ آج میں اریگیشن روز کے standard نکال کر لایا ہوں کہ ایسی زمینیں جو دریا سے دور خالص پر ہیں ان کا وائر الاؤنس زیادہ ہونا چاہئے، ایسی زمینیں جو صحرائی علاقے میں ہوں ان کا وائر الاؤنس زیادہ ہونا چاہئے، جہاں ہوا کی نمی کم ہو وہاں پر وائر الاؤنس زیادہ ہونا چاہئے اور جہاں پر زیر زمین پانی کھارا ہو تو وہاں پر وائر الاؤنس زیادہ ہونا چاہئے۔ ایسی زمینیں جہاں پر پانی کے آنے سے سیم اور تھور کے پیدا ہونے کے chances نہ ہوں تو وہاں پر وائر الاؤنس زیادہ ہونا چاہئے۔ علم کی حد دیکھینے کہ اگر وائر الاؤنس کے standard کو دیکھا جائے تو وہ ہمارے لئے supportive ہے، اگر قیمت کو دیکھا جائے تو پورے پاکستان کے ایک ایک فرد نے قیمت ادا کی ہے اور جب ہم rationalization of water allowance کی بات کرتے ہیں تو ہمیں 24 systems میں سے انہوں نے بیسویں نمبر پر رکھا ہوا ہے اور اوپر والے پاربے چاروں کا مستند یہ ہے کہ ان کے پاس پانی ہی اتنا زیادہ ہے کہ وہ برداشت ہی نہیں کر سکتے ورنہ ہم ضرور چوبیسویں نمبر پر ہوتے۔

جناب سپیکر! ایگریکلچرل مارکیٹنگ کی بات کروں گا۔ آج ہم کاشتکاروں کے مسائل کی بات کرتے ہیں۔ کاشتکار اس دور کا سب سے زیادہ پسا ہوا طبقہ ہے کہ۔

دبھال ہے کسی قبر کا اگلا ہوامردہ

بوسیدہ کنن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جناب سپیکر! تمام پروڈکشن کے اخراجات کو شمار کرنے کے بعد دودھ پیدا کرنے

والے کاشتکار کو دس روپے سے لے کر پندرہ روپے فی کلو ہتے ہیں اور جب یہی دودھ بیک ہو کر

مارکیٹ میں آتا ہے تو 12 سے لے کر 5.1 روپے فی کلو میں خریدتے ہیں۔ کیڑو کا کاشتکار پوری

پروڈکشن اور زمین کے اخراجات کو شمار کرتا ہے تو فی کلو ایک یا دو روپے نہیں ملتے اور جب یہی کیلور مارکیٹ میں آتا ہے تو وہی بیس پیس نہیں روپے فی کلو میں ملتا ہے۔ سیب کی بات کریں تو کوئٹہ سے جب سیب آتا ہے تو شاید پانچ روپے فی کلو سے زیادہ پیدا کرنے والے کو نہیں ملتا اور اسی پر کاروبار کرنے والا اس کو سو روپے فی کلو فروخت کرتا ہے۔ اگر انڈیا جیسے ملک کے اندر زرعی مٹھادے کے لئے پانی کے حصول کے لئے بجلی مفت فراہم کی جاسکتی ہے، اگر یو۔ ایس۔ اے میں بجلی اور ڈیزل کو مفت فراہم کیا جاتا ہے، امریکہ میں ایسا کیا گیا ہے کہ زرعی مٹھادے کے لئے جب ڈیزل مفت دیتے ہیں تو اس میں خاص قسم کا liquid ڈال دیتے ہیں جس سے اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ کہیں فروخت ہوتا ہے نہ ہی کسی دیگر کاموں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کیا پاکستان کے کاشتکار کے لئے ہمارے اے۔ ڈی۔ پی میں سبسڈی کے لئے کوئی چیز موجود نہیں ہے لیکن وہ تب ملے گی جب یہ اس بجٹ کے حجم کو 224 سے بڑھا کر پانچ ہزار تک لے جائیں گے تو شاید اس کاشت کار کے لئے کچھ سوچا جاسکے۔

جناب سیکریٹری! پنجاب میں آٹھ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں سے سات میں یونیورسٹیاں موجود ہیں اور ایسے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز بھی ہیں کہ جہاں پر دو دو تین تین یونیورسٹیاں بھی موجود ہیں۔ ڈی۔ جی۔ خان کے اندر کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ پورے پاکستان کے اندر ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ایسا نہیں ہے جہاں پر یونیورسٹی ہو لیکن گجرات کے اندر یونیورسٹی موجود ہے۔ میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ اس چوری اور ڈکیتی کی یونیورسٹی کا پرچہ وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ پر درج ہونا چاہئے۔ میں آپ کو یہ دفعات بتاتا ہوں کہ 379 اور 392 اور یہ ریکوری 111 کی بھی اس پر لگ سکتی ہے کہ آج بھی اس یونیورسٹی کی اینٹیں گجرات میں پڑی ہوئی ہیں۔ ان پر ریکوری ڈال کر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم پر پرچہ درج کیا جائے کہ انہوں نے ڈی۔ جی۔ خان کی یونیورسٹی کو چوری کر کے گجرات میں تعمیر کیا ہے۔

جناب سیکریٹری! آج آپ نے مجھے اپنی چوری بات کرنے سے روک دیا ہے۔ ٹا کر شجاع آبادی نے ایک بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ۔



میڈی زندگی و گزیا دھاگر ہنے اینکوں تند او تندا کوئی نئیں  
 میڈے نولے کرتے ست ذیندن اتے گندا گندا کوئی نئیں  
 میاں ہر کوئی چندا اسے کھیں کون ڈھنے پھل کون چندا کوئی نئیں  
 ہن بس کر شا کر روون دی تنڈی دھاگر کو سندا کوئی نئیں  
 شکر یہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، شکر یہ۔ جناب سپیکر! آپ نے اجازت دی ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پورا ایوان گزشتہ کئی روز سے اجازت کے اندر ان سرٹیوں کو دیکھتا ہے کہ پی ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین اس بات پر شدید احتجاج کر رہے ہیں کہ اس اہم اور حساس ادارے کو جو کہ ہر سال اربوں روپے کا ریزیو دینا ہے، اس کو پرائیویٹ کیا جا رہا ہے اور پرائیویٹ کرنے کی تلوار سے ان کو ذبح کرنے کی مکمل تیاریاں ہیں۔ اس سے پہلے آغا خان بورڈ کے ساتھ تعلیمی نظام کو منسک کیا گیا۔

جناب ذہنی سپیکر، ڈاکٹر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ It is no point of

order میں نے rule out کیا ہے۔ It is a Federal subject اور اس پر صوبہ کی سطح پر بحث

نہیں ہو سکتی۔ میں کسی کو Floor نہیں دوں گا۔ اگلے سپیکر کرنل (ر) سر فرخو اعوان صاحب!

کرنل (ر) سلطان سر فرخو اعوان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکر یہ کہ آپ نے مجھے

بحث پر بولنے کا موقع دیا۔ بحث کے حق اور مخالفت میں بہت کچھ کہا جا رہا ہے اس بارے میں

ہمیں جو کتابیں پڑھنے کے لئے دی گئی تھیں ان میں facts اور بحث allocation تھی ان کو

دیکھ کر اچھے حکومتی اقدام کو سراہنا چاہتے تاکہ حکومت کی حوصلہ افزائی ہو اور weaknesses کو

highlight کیا جانے۔ اسی طریقے سے اچھی تجاویز دی جائیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ روایتی

طریقے سے بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کا تقریباً یہ تیسرا بجٹ ہے اور میں کچھ حقائق پر بات کرنا چاہوں گا اور میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب توجہ فرماتے ہوئے میری تجاویز کو نوٹ کریں۔ موجودہ حالات اور وسائل کے اندر رستے ہونے میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس پر میں وزیر خزانہ 'ان کی نیم اور پلاننگ اینڈ ڈیٹیلز' والے حضرات کو سیٹ کرنا ہوں۔ ہماری سب سے بڑی پریشانی بے روزگاری ہے اور اس پر بات ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ ہنگامی بھی منسلک ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بے روزگاری اور ہنگامی بڑے عرصے سے چلی آ رہی ہے اور اس کی بڑی وجوہات ہیں لیکن موجودہ حکومت اس کو کم کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں کہ فیکٹریاں روزگار دلاتی ہیں یا جب انڈسٹریاں تڑپتی ہوتی ہے تو ملک سے بے روزگاری ختم ہوتی ہے۔ اب انڈسٹری لگانے کے لئے کچھ حالات درکار ہوتے ہیں جن کے اندر انفراسٹرکچر کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے سندر سٹیٹ اور دوسری انڈسٹریل سٹیٹس پر توجہ دی جا رہی ہے اور individual investor کو motivate کیا جا رہا ہے کہ وہ investment کریں۔ باہر کی حکومتوں کو کہا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان میں آئیں جس کے لئے انہیں incentive دینے جا رہے ہیں لیکن امن عامہ کو دیکھتے ہوئے 'آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں foreigners کے ساتھ کیا ہوا' چاتیز کو اغوا کیا گیا' گوادری میں چاتیز کو مارا گیا' کراچی میں 'جب foreigners کے ساتھ یہ ہو گا تو کوئی investor کیوں ہمارے ملک میں آئے گا؟ ہمارے ملک میں مذہبی مخالفت پر دھمکے ہو رہے ہیں' مساجد میں اسلام کے نام پر گولیاں چلا رہے ہیں اور پھر ہم چاہتے ہیں کہ کوئی investor آئے اور ہمارے لئے کارخانے لگانے اور ہمیں روزگار ملے تو اس میں پورا معاشرہ ملوث ہے۔ اس میں حکومت کی بھی ذمہ داری ہے لیکن ہم اس وقت نئے حضرات بیٹھے ہیں 'ہم سب کا قصور ہے لیکن ہمارے مذہبی ٹھیکیداروں کا زیادہ قصور ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کام کرتے ہیں۔ any how تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سدھارک کے لئے گورنمنٹ پوری کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے ملنے کی بات کروں گا کہ ضلع چکوال ایک پسماندہ علاقہ ہے جہاں پہلی دفعہ سینٹ کے پانچ کارخانے لگ رہے ہیں اور تقریباً 50 فیصد کام ہو چکا ہے اور باقی ہو رہا ہے

اور یہاں 10 ہزار لوگوں کو روزگار ملے گا جو کہ حکومت کی اس پیمانہہ علاقے کے لئے incentive ہے جس کی وجہ سے investor یہاں پر آرہے ہیں۔ میں نے آزاد ایکشن لڑا تھا اور آج مجھے خوشی ہے کہ میں نے یہ حکومت join کی اور ایک اچھا فیصلہ کیا جس کے نتائج میں دیکھ رہا ہوں۔

میں اپنے علاقے کی بات کروں گا کہ میرے علاقے میں ایک سڑک ہے اور آپ بھی جانتے ہیں کہ جو میانوالی سے چکوال آتی ہے جس پر سات ہزار گاڑیاں روزانہ گزرتی تھیں اور آئے روز یہ سڑک بلاک ہوتی تھی اور بڑا دیرینہ اور جاتر مطالبہ تھا لیکن حکومت کوئی نہیں سن رہی تھی۔ بسیں کراچی، کونڈی، جی فلان، ملتان سے پنڈی اور مانسہرہ آتی ہیں اور عورتیں اور بچے ان بسوں میں ہوتے تھے چونکہ روڈ کی حالت بہت بری تھی اس لئے روڈ بلاک ہونے کی وجہ سے وہ پریٹن ہوتے تھے لیکن سڑک کے لئے کوئی نہیں سن رہا تھا تو وزیر اعلیٰ صاحب پہلی دفعہ وہاں گئے اور میں نے انہیں بتایا کہ پاکستان کا مسئلہ ہے اور میرے علاقے میں واقع ہے لیکن بہت اہم سڑک ہے۔ انہوں نے مہربانی کرتے ہوئے 175 کروڑ روپے allocate کئے اور آج وہ سڑک بن رہی ہے میں اپنے منسٹر C&W کا بھی مشکور ہوں کہ اس سڑک پر توجہ دینے سے تین چار اضلاع کے لوگ بھی ان کے بڑے مشکور ہیں اور یہ حکومت کی مہربانی ہے۔ 200 کلو میٹر یہ روڈ اور اس پر 14 پل بنے ہیں۔ (نعرہ پڑتے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر مواصلات مبارکباد کے مستحق ہیں اور ایسی مہربانی ہمارے ضلع میں بھی کی جائے۔

کنٹرول (ر) سلطان مسرور و احوال، جناب سپیکر! اس کے بعد حکومت بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے self employment کی طرف لوگوں کو motivate کر رہی ہے اور اس کے لئے لوگوں کو ذمہ داری اور لائوسٹاک کے شعبوں میں incentive دینے جارہے ہیں تاکہ لوگ اپنے کام خود کریں اور بے روزگاری میں کمی آئے۔ مسکافی کے حوالے سے تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ کیا گیا ہے لیکن ایک چیز میں وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ کنٹریکٹ پر کام کرنے والے لوگوں کی تنخواہیں نہیں بڑھانی گئیں۔ وہ بھی حکومت کے ملازمین ہیں اور وہ بھی مسکافی کے نیچے پے ہونے ہیں اس لئے کنٹریکٹ پر کام کرنے والوں کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا

جانے۔

جناب سپیکر! خود کسی کہیں بھی ہوتی ہے تو کچھ حضرات حکومت پر الزام دیتے ہیں۔

ٹھیک ہے غربت اور منگنی خود کسی کے reason ہیں but this is not the only reason

there are many more reasons جس کے اندر گھریلو مسائل، جذباتی کیفیت اور نفسیاتی

مسائل ہوتے ہیں۔ اگر صرف بے روزگاری اور منگنی ہی خود کسی کی وجہ ہوتی تو جاپان میں خود

کسی نہ ہوتی۔ اس وقت دنیا میں جاپان میں highest خود کشیاں ہو رہی ہیں جو کہ نمبر 1 ملک ہے

جہاں سب سے زیادہ خود کشیاں ہوتی ہیں۔ یہ کہنا کہ خود کسی ہو گئی تو حکومت ذمہ دار ہے تو میں یہ

کہتا ہوں کہ یہ this is unfair اب جاپان (3-8) ملکوں میں آتا ہے جو آٹھ امیر ملک ہیں اور دنیا کو

قرضے فراہم کر رہے ہیں اور انہی پر ہوں کی بات ہے کہ 26 بلین ڈالرز غریب افریقی ممالک کو

معاف کیا ہے تو Japan is one of the countries which is contributing in the

poverty elevation in the World تو اس میں خود کشیاں ہو رہی ہیں تو میں جب یہ دیکھتا

ہوں کہ خود کسی کو لے کر۔۔۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ہمارے ساتھی رکن فرما رہے ہیں کہ جاپان میں سب سے

زیادہ خود کشیاں ہوتی ہیں لیکن جو اہم point ہے جس کو وہ نظر انداز کر رہے ہیں کہ جب خود کسی

کی خبر آتی ہے تو اس کے ساتھ یہ نہیں لکھا ہوتا کہ وہ آدمی دس دن سے قافہ کسی کا شکار تھا اس

کے بچوں کے پاس کپڑے نہیں تھے اور اس کے مالی حالات اتنے خراب تھے کہ اس سے تنگ آ کر

وہ اپنے بچوں کو پال نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے خود بھی خود کسی کر لی اور ساتھ اپنے بچوں کو

بھی مار دیا۔ ان کے دوسرے نفسیاتی مسائل ہوتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ this is not point of

order انہوں نے ایک بات کی وضاحت کرنا چاہی ہے۔

محترمہ زاہدہ سر فرزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، محترمہ! پہلے آپ فرمائیے!

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سیکرٹری ہمدی معزز رکن اسمبلی صاحبہ فرماری ہیں کہ جب ان کی خود کشی کی خبر آئی ہے تو اس کے ساتھ یہ نہیں لکھا ہوتا کہ وہ فاقد یا ملالی حالات غراب ہونے کی وجہ سے مرا ہے ان کے بیان کے مطابق یوں لگتا ہے کہ وہ تو خوشی خوشی دنیا سے رخصت ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، سرفرو اعموان صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرفرو اعموان، جناب سیکرٹری! بات ہو رہی تھی خود کشی کی تو جو سکیڈنل تھا کو آپرینو کا اس میں زیادہ غریب آدمی تھے جن کا پیسا لونا گیا اور ڈوب گیا یہ کس کے دور میں ہوا؟ ہماری حکومت تو یہ پیسا واہلی دلواری ہے اگر خود کشیاں ہو رہی ہیں تو زیادہ ذمہ داری previous Govt. کی ہے۔ اگر صرف خود کشی ہی وجہ ہوتی تو جاپان میں تو وزیر اعلیٰ پرویز الہی کی حکومت نہیں ہے۔ وہاں کیوں ہو رہی ہے؟ اس لئے آئندہ کے لئے صرف حکومت کو ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے۔ تعلیم کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا یہ سب جانتے ہیں کہ E.S.R کے حوالے سے جو سکول میرے حلقے میں تھے وہ تقریباً کمزور نظر آتے تھے اور ان میں کوئی facility نہیں تھی۔ اب پہلی بار میرے حلقے میں 76 سکول renovate ہو چکے ہیں، کچھ لگانے جا چکے ہیں اور فرنیچر مل رہا ہے یہ تعلیمی پالیسی ہے۔ اس کے علاوہ میٹرک تک کتابیں مفت مل رہی ہیں اور فیس بھی معاف کر دی گئی ہیں۔ تمام ذیل سکولوں کو ہائی سکول کیا جا رہا ہے تو کیا یہ عوام کے لئے نہیں ہو رہا ہے؟ اس لئے میں ادھر پٹھے ہونے حضرات سے درخواست کروں گا کہ اگر کوئی اچھا کام ہو تو اس کو encourage کیا کریں اور آہے آدمی کا کام ہے کہ ابھی چیز کی تعریف کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا دل تو کرتا ہوگا لیکن شاید کچھ مجبوریاں ہیں کہ یہ حکومت کی تعریف کبھی نہیں کرتے۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ کبھی کبھی تعریف کر دیا کریں۔ |\*\*\*\*\*|

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اس لطیفے کا اس سے کیا تعلق ہے؟ اس کو ریکارڈ سے expunge کیا جاتا ہے۔ that is a wrong thing!

\* محکمہ جناب ڈپٹی سیکرٹری کا روادانی سے حذف کئے گئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، جناب سپیکر! آپ زراحت کے حوالے سے دیکھ رہے ہیں کہ بند و سٹن ہمارے پانیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بھیمار ڈیم وغیرہ۔۔۔ اس نئے پانی کی کمی کا اندیشہ ہے اس کو دیکھتے ہوئے ہمارے بارانی علاقوں میں۔۔۔ جناب والا! میں بارانی علاقوں سے تعلق رکھتا ہوں وہاں بہت بارشیں ہوتی ہیں لیکن بارانی پانی نالوں کے ذریعے دریاؤں اور سمندروں میں جاتا اور ضائع ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی کوئی 22 ملین کیوبک واٹر سمندر میں جا رہا ہے۔ اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے سال ڈیم تجویز کئے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے تمام نالوں پر ڈیم بنانے جائیں تاکہ پانی reserve ہو اور آبپاشی اور دیگر مسائل کے لئے اس کو استعمال کیا جاسکے۔ کلاباغ ڈیم فیڈرل سیمینٹ ہے لیکن پاکستان کے لئے نہایت اہم ہے تو میں درخواست کروں گا کہ کلاباغ ڈیم پر بھی پیشرفت ہونی چاہئے اگر حکومت کو کوئی problem ہے تو قوم سے ریفرنڈم کروا کر اس پر فیصلہ لیا جائے۔ ٹریڈر اور یوب ویل بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں اور ایسی چیز misuse نہیں ہو سکتی۔ جب یوب ویل گئے گا پانی نکلے گا زمین کو گئے گا تو ضل ہوگی اور زمیندار خوشحال ہوگا۔ ٹریڈر چلے گا تو زمین آباد ہوگی تو میں دیکھتا ہوں کہ ٹریڈر اور یوب ویل کے لئے بھی دس بارہ فیصد interest پر قرضے دینے جاتے ہیں جو کہ کم ہونا چاہئے بلکہ میں کہوں گا کہ ٹریڈر اور یوب ویل کے لئے interest free ہونا چاہئے تاکہ زمیندار زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کر سکے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے جو B.H.U.s اور Rural Health Centres ہیں، تحصیل ہسپتال ہیں۔ ان پر توجہ دی جا رہی ہے لیکن ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں سپیشل ڈاکٹرز نہیں ہیں۔ میری تحصیل میں تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں کوئی بھی سپیشل ڈاکٹر نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی اور اب بھی کروں گا کہ یہ سہولتیں Rural Areas کو دیں تاکہ لوگ شہروں کی طرف نہ آئیں اور شہروں کے مسائل میں اضافہ نہ ہو۔ آخر میں میں یہ کہوں گا کہ یہ بھت واقعی عوام کی خوشحالی کا بھت ہے، عوام کی بھلائی کا بھت ہے۔ دانشوروں، معاشی ماہرین اور پارلیمنٹیرین کی تجاویز کو لے کر اس کو مزید بہتر کیا جاسکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اگلے مقرر ہیں ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سیکرٹری میں اپنی تقریر کل کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ذہنی سیکرٹری، آپ کا نام تو یہاں لسٹ میں آیا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے کل کر لینا۔ اگلے مقرر ہیں چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز، جناب سیکرٹری میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے۔ بحث 06-2005 پر اہماریل کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں آپ سے پہلے سہی صاحب سے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جناب ذہنی سیکرٹری، یہ بحث تقریر ہے آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ کہہ دیتے ایک ہی بات ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر raise مت کریں بلکہ بحث پر بحث کریں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سیکرٹری یہ بات اس سے مستقر ہے اور میں اس پر آپ کی رولنگ بھی چاہوں گا۔ یہاں نوائی صاحب اور ناظم شاہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتے۔ میں آپ کو جانتا ہوں کہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس دیکھ رہا تھا میں نے سابق وزیر اعظم چودھری شجاعت صاحب کو اسمبلی میں وہ تقریر پڑھتے ہوئے دیکھا جو ان کو لکھ کر دی ہوئی تھی۔ تقریر کچھ لمبی لکھی گئی تھی اس لئے انہوں نے سادے ورق ات دئے اور گھبرا گئے اور گھبرا کر کہا کہ "ایسے کسی نے بڑی پتیل مادی اسے کہ ایسڈی لمبی تقریر لکھ چھڈی اسے"۔۔۔ (قہقہے)

یہ الفاظ چودھری شجاعت صاحب کے اسمبلی میں تھے۔ اس لئے کوئی مقرر چاہے وہ اس طرف سے ہو یا اس طرف سے ہو کوئی hints لے لے یا قنوزی بہت تقریر دیکھ کر پڑھ دے تو جو زیادہ پڑے گئے لوگ ہیں انہیں اتنی تنقید نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ اب precedent بن چکا ہے کہ جلد سے سابق وزیر اعظم نے جو کہ اب بھی ایم۔ این۔ اسے ہیں انہوں نے لکھی ہوئی تقریر اسمبلی میں پڑھی ہے۔ یہ لفظ بھی انہوں نے quote کئے تھے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں بتا رہا ہوں۔ یہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے۔

جناب ذہنی سیکرٹری، ٹھیک ہے۔ آپ۔ بحث پر آئیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب والا! میں بحث پر آتا ہوں۔ بحث کے شروع میں ہی وزیر خزانہ نے اپنی تقریر پڑھتے ہوئے یہ پڑھا کہ 05-2004 کے بجٹ میں غریبوں کے لئے بڑی مراعات دی گئی ہیں، غریبوں کو ہزار ہا روزگار فراہم کیا گیا ہے، مسکنی بڑی کم کی گئی ہے، لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو

بڑا قابو کیا گیا ہے لیکن میں اس بات پر اتفاق نہیں کرتا۔

جناب والا! آپ بھی ہماری طرح منتخب ہو کر آئے ہیں۔ منگنی پر آپ بات کر کے دیکھ لیں کہ لوگوں کو چیزیں کتنی سستی مل رہی ہیں۔ بے شک وہ کھانے پینے کی چیزیں ہیں یا وہ مسننے کی چیزیں ہیں یا وہ رہائش اختیار کرنے کی چیزیں ہیں۔ آج تو سبزیاں بھی چالیس پچاس روپے کلو سے کم نہیں تھیں۔ یہ subject غلط داری کے لئے خواتین کا ہے یعنی جب بندے کو بھی ایک مہینے اپنے گھر میں 15 ہزار روپیہ دینا پڑے تو دوسرے مہینے اس سے اس کی عاتون بیس ہزار یا پچیس ہزار روپیہ مانگے تو چٹا مل جاتا ہے کہ کچن کی چیزیں بہت مہنگی ہو چکی ہیں۔

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن کی عدت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے لیڈر پر بڑی اچھی بات کی۔ ان کے لیڈر جو کہتے ہیں کہ اذان بج رہا ہے، وہ نمیک ہے اور اگر ہمارے لیڈر نے کبھی کوئی point دیکھ لیا تو ان کو اعتراض ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر ہمارے اس پرائمر مشنر کے خلاف استعمال کئے گئے یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔ ان کے لیڈر کو تورا دو بولنا ہی نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، any how, let's come to the budget. جی، فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کو چاہے کہ یہ کھانے پینے کی چیزیں بھی کتنی مہنگی مل رہی ہیں۔ اگر آپ اس چیز پر بھی آئیں کہ ایک غریب آدمی کے لئے اس دور میں مٹکان جانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو چکا ہے۔ میڈیا کے لوگوں کے لئے بھی مٹکان یا پھر رہائش اختیار کرنا اتھائی مشکل ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہاں ہمارے صوبے میں ہمارے شہروں کے ارد گرد ایک لینڈ مافیا قائم ہو چکا ہے جو پچاس پچاس ایکڑ، سو سو ایکڑ زمین خریدتے ہیں پانچ لاکھ روپے کا ایک یا دس لاکھ روپے کا ایک، پھر اس کے بعد اس کے اوپر کالونیاں بناتے ہیں، پلاٹ خریدتے ہیں اور پھر وہ ایک ایک کنال پندرہ پندرہ، بیس بیس لاکھ روپے کا بیچتے ہیں جو کہ ہمارے غریب لوگوں کی دسترس سے باہر ہے۔ اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ یہ ہمارے



شہر کی نئی زمینیں بیشک لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، شیخوپورہ جتنے بھی ہیں انہی زمینوں میں پہلے سبزیاں کاشت ہوتی تھیں جو ملکی ضروریات پورا کرتی تھیں لیکن اس لینڈ مافیا نے زمین کو بھی تنگ کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ زمینیں صرف پٹانوں کی شکل میں اسی طرح کھلی پڑی ہیں۔ نہ وہاں کوئی فصل ہوتی ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی رہائش اختیار کی جاتی ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، جناب سیکرٹری! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس بات پر لاہور منسٹر صاحب بھی یقین دہانی کرا چکے ہیں کہ اسمبلی کا ساؤنڈ سسٹم بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ ابھی کرنل صاحب تقریر فرما رہے تھے تو ہمیں بت کم سمجھ آئی ہے۔ اب ہمارے دوست یہ ساتھ کھڑے ہوئے ہیں میرا خیال ہے کہ اگر یہ سیکرٹری کے بغیر بات کریں تو ساری بات سمجھ آنے لگی تو جب تک ہم کسی بات کو سمجھ ہی نہیں سکیں گے تو اس کا جواب کیا دیں گے؟ بعض اوقات کوئی ایسی غلط فہمی بھی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس طریقے سے صحیح بات convey ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے یہ میں نے پچھلے سال بھی point out کیا تھا اس سے پہلے بھی point out کیا تھا لاہور منسٹر صاحب نے بھی کہا تھا آپ کے بھی فون میں ہے۔ آخر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ inefficiency کی بھی انتہا ہوتی ہے۔ اس کو میں کیا کہوں یا inefficiency یا negligence کون؟ both are not acceptable sir! خدا! آپ اس پر توجہ دیں۔ یہ تقریباً اب تیسرا بجٹ پیش ہے۔ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے ساتھ والے ساتھی کیا بات کر رہے ہیں؟ اس لئے یہ بار بار بار بات کرنے سے یہاں اس ہاؤس کی traditions ہی رہی ہیں کہ ایک دفعہ اگر کسی منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرا دی تو وہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اسی چیز کو دیکھ لیں لاہور اینڈ آرڈر کی میں بات نہیں کر رہا میں بجٹ پر بات نہیں کر رہا۔ اسی چیز کو آپ دیکھ لیں یہاں پر ایک معمولی سی بات ہے کہ آپ کا اسمبلی کا ساؤنڈ سسٹم تو آج تک دو سال سے ٹھیک نہیں ہو رہا باقی صوبے کا کیا حال ہو گا؟ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، سیکرٹری صاحب! اس پر فون میں کیونکہ بار بار یہ point out ہو رہا ہے۔ یہ

آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ Notice will be taken this time.

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! اس کا کوئی time limit رکھیں۔ آپ یہاں پر کوئی نام دے دیں۔ پندرہ دن دے دیں، ہفتہ دے دیں، آپ کے لئے جو بھی ممکن ہو وہ نام دے دیں۔ جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مجھے چیئر میں آ کر ملیں۔ میں آپ کے سامنے یہ discuss کروں گا۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH:- It is a matter of the House

یہ پوری اسمبلی کا مسئلہ ہے۔ اس لئے یہاں آپ جا دیں جو بھی آپ جانا چاہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ اس کو نوٹ کر لیا گیا ہے اور میں نے سپیکر صاحب سے کہا ہے کہ اس پر نوٹس لیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے اسی سے متعلق بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں فنانس کمیٹی کا ممبر ہوں۔ شاہ صاحب نے یہ بڑی اہمی نشاندہی کی ہے۔ دراصل صورتحال یہ تھی کہ 1997 میں فلیس کمیٹی کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا تھا۔ اس سلسلے میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اور فلیس کمیٹی نے stay لے لیا۔ ہم بھی کورٹ میں چلے گئے اور وہ بھی کورٹ میں چلے گئے۔ اب ہمارا ان کے ساتھ سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ ہم نے وہ کیس واپس لے لئے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ فنانس کمیٹی کی اگلی میٹنگ میں یہ issue اٹھایا جانے کا کیونکہ معمولی دفعہ سپیکر صاحب کو ہم نے ہی نشاندہی کی تھی کہ شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر تھا کہ جی! اس سسٹم کو ٹھیک کیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ میٹنگ میں یہ فیصلہ ہو جانے کا کہ اس سارے سسٹم کو renew کیا جائے۔

معزز ممبران، میٹنگ کب ہو گی؟

جناب ارشد محمود بگو، اسی بیٹے۔

معزز ممبران، کل کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، any how، میٹنگ ہو جانے کی انتہاء اللہ۔ جی، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں اپنے تمام معزز ممبران سے یہ عرض کروں گا کہ میری

تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر ذرا کم اٹھائیں۔

جناب ڈپٹی سپییکر، آپ بات کریں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپییکر! میں مسئلہ اور بے روزگاری کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ یہ انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ جیسے ایک محترمہ نے یہاں ابھی مجھ سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ خود کشیوں کی بات چلی ہے۔ واقعی اخبارات میں آتا ہے کہ گلاس کے بچے کو رات کو روٹی نہ ملی اس کو کیزا نہ ملا، وہ اپنی ضروریات زندگی پوری نہ کر سکا اور اس نے ان مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اس دنیا خالی سے ہی اپنے آپ کو کوچ کر لیا تو اس وجہ سے لوگ معاشرے میں Frustration کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ تعریفیں تو بہت کرتے ہیں، وزیر اعلیٰ کا بہت تعریفیں ہو رہی ہیں، گورنمنٹ کی بہت تعریفیں ہو رہی ہیں لیکن مسئلہ تو کم کرنے کے لئے بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

جناب سپییکر! یہاں پر بات ہوتی ہے کہ اس سال دس لاکھ نوکریوں کے مواقع فراہم کئے جائیں گے، یہ بھت تقریر میں آیا ہے تو اس بات کو میں کوئی اتنا وزنی نہیں سمجھتا۔ یہ بات کر دی گئی ہے، یہ ایک سیاسی بات تو ہو سکتی ہے لیکن عملی طور پر اس پر عمل کرنا مجھے ناممکن تو نہیں مشکل ضرور نظر آ رہا ہے کہ دس لاکھ لوگوں کو پنجاب میں روزگار مل جائے اور اگر مل جائے تو بڑی بات ہو گی۔ ہم حکومت کے اس اقدام کو ایک سال کے بعد سراہیں گے لیکن اگر دس لاکھ لوگوں کو روزگار نہ ملا تو پھر وہی بات ہو جائے گی کہ جیسے کسی چودھری کے گھر بیٹا پیدا ہوا، میرانی وہاں سے ودھائی لینے کے لئے چلا گیا، چودھری نے اپنے نوکر سے کہا کہ اس کو ہزار روپیہ دے دو، میرانی نے کہا کہ کم ہے۔ چودھری نے کہا کہ دو ہزار دے دو، اس نے کہا کہ کم ہے۔ چودھری نے کہا کہ پانچ ہزار دے دو، اس نے کہا کہ بیوہ جی، مجھے پانچ ہزار دے دو۔ اس نے سوال کیا کہ میں کہاں سے لوں؟ چودھری نے جواب دیا کہ میں کہاں سے دوں؟ اگر یہ نوکریاں نہ ملیں تو پھر یہ اسی معاملہ کی طرح ہو گا۔

جناب سپییکر! اب میں انڈسٹری کی طرف آتا ہوں۔ بھت میں انڈسٹری کا ذکر کیا گیا ہے کہ انڈسٹری کو بڑی ترقی مل جائے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انڈسٹری بچانے لگانے کے لوگ اس کو بند کر رہے ہیں۔ میں گوجرانوالہ کی حد تک بات کروں گا کہ جہاں کارخانوں میں ہزار ہزار مزدور کام کرتا تھا لیکن اب وہاں سینکڑوں یعنی دو سو یا تین سو مزدور کام کرتے ہیں اور جو ہزار ہزار

مزدور ہیں، جنہوں نے وہ فن سیکھا ہے وہ پھارے کوئی پھل کی رہنری لگا رہا ہے، کوئی سبزی کا کھوکھا لگا رہا ہے، کوئی چاند گاڑیاں چلا رہا ہے۔ اس سے ہماری معیشت میں بہت کمی آ رہی ہے۔ انڈسٹری کو بڑھانے کے لئے یہ بھی بڑا ضروری ہے کہ اس سے متعلقہ افسران ان industrialists کو تنگ کرنا چھوڑ دیں، ان سے رشوت لینا چھوڑ دیں تو ہو سکتا ہے کہ سرمایہ دار ملک میں industry لگائیں۔ اس طرح ملک کی پیداوار بڑھے کیونکہ چائنا، انڈیا، کوریا، جاپان سے جو لوگ چیزیں امپورٹ کر کے لاتے ہیں وہ یہاں لوگوں کو میٹری اور سستی بھی ملتی ہیں۔ اس لئے ہماری industry میں بڑا فرق پڑ رہا ہے۔ یہاں بجلی منگنی ہے، سوئی گیس منگنی ہے، اس وجہ سے ہماری تیار کردہ products کی بازار میں اتنی قیمت نہیں ملتی اور industrialist اپنی industry بند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس پر بھی خاص توجہ دی جانی چاہیے۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت پر آؤں گا کیونکہ یہ میرا اپنا بھی پیشہ ہے۔ دنیا کے خطے میں ہمارے ملک کی پہچان ایک زرعی ملک کی حیثیت سے ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے۔ اگر ہم اپنے صوبہ پنجاب یا ملک کا موازنہ ہندوستان کے صوبے مشرقی پنجاب سے کریں تو مشرقی پنجاب پورے ہندوستان کی زرعی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ یہ صوبہ پورے ہندوستان کی گندم اور سبزیوں کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اپنی فصلیں export بھی کرتا ہے جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ان سے اشیاء منگوا رہے ہیں، ہم ان سے گندم اور سبزیاں بھی منگوا رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے افسوس کا مقام ہے۔ اس طرح ہم اپنے ملک کا قیمتی زرمبادلہ ان کو دے رہے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارا کسٹن 30/10 من فی ایکڑ پیداوار لینا ہے جبکہ انڈیا کا کسٹن کم از کم 70/75 من فی ایکڑ پیداوار حاصل کرتا ہے۔ ان کے کسانوں کو بڑی سہولیات میسر ہیں۔ زرعی آلات، ٹریکٹر، harvester ارزاں نرخوں پر میاں کئے جاتے ہیں۔ انہیں فاصلے بیج میاں کئے جاتے ہیں۔ کھادیں سستی ملتی ہیں اور زرعی ادویات سستی اور فاصلے میاں کی جاتی ہیں جبکہ ہمارے پاس ڈی۔ اے۔ پی کی کھاد 1200/- روپے کی بوری ہو چکی ہے، یوریا کھاد 500/- روپے میں مل رہی ہے۔ زرعی ادویات جیلی مل رہی ہیں۔ میں اور اصغر گجر صاحب اس جانب کئی مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں لیکن "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" جیسے جیسے ہم نفاذ ہی کرتے ہیں یہ چیزیں سستی ہونے کی بجائے منگنی

ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا کسٹن فی ایکڑ زیادہ پیداوار حاصل نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں ہمارے کسٹن کو اس کی فصل کا بہتر معاوضہ بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ کسٹن کو معاوضہ دیتے ہیں تو پھر عوام پر بوجھ آتا ہے اور اگر عوام کو سستی اجناس مہیا کرتے ہیں تو کسٹن خسارے میں جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ان دنوں مارکیٹ میں منگنا آنا فروخت ہو رہا ہے جبکہ ابھی سال کا آغاز ہوا ہے، نئی نئی گندم کی فصل آئی ہے، جب سال ختم ہونے کو ہو گا تو معلوم نہیں پھر کیا صورت حال ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کروڑوں روپے سبڈی کے لئے رکھنے کی بجائے کسٹن کو یہ بنیادی سہولتیں فراہم کریں، انھیں کھادیں، زرعی ادویات، سستی مہیا کی جائیں، پانی سستا ملے تو ان کی فصل زیادہ ہو گی اور پھر یہ چیزیں آپ کم قیمت پر بھی ان سے خرما سکتے ہیں۔

جناب والا! آپاشی کی صورت حال یہ ہے کہ انگریزوں نے ہمارے ملک اور برصغیر کو ایک بہترین نہری نظام دیا ہے۔ ہمارے پاس بہت زیادہ پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ ہر سال کروڑوں روپے بھل صفائی کے نام پر ہنرپ کر لئے جاتے ہیں۔ آپ راجپاہوں یا کھالوں کی حالت دیکھ لیں۔ نہروں کی پٹریاں خستہ حال ہو چکی ہیں۔ آج سے تیس سال پہلے نہر کی پٹری مکی سڑک سے بھی اچھی ہوتی تھی لیکن اب صورت حال بہت ناگفتہ بہ ہے۔ مجھے انڈیا جاننے کا اتفاق ہوا ہے وہاں پر نونے شروع سے لے کر ٹیل تک پکے ہیں۔ ان کا پانی ضائع نہیں ہوتا۔ پاکستان بٹنے کے ساتھ ہی انڈیا نے دریائے ستلج اور دریائے راوی کا پانی روک لیا۔ اب ستم یہ ہے کہ وہ دریائے چناب پر بگھیر ڈیم بنا رہے ہیں۔ اگر وہ یہ ڈیم بنا کر دریائے چناب کا پانی روکنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ہمارے اضلاع کی زمینیں بخر ہو جائیں گی۔ بات یہیں پر ہی نہیں رکھتی بلکہ اب تو انڈیا والے کسٹن لگھا پر اہلیک بنا رہے ہیں جس سے وہ دریائے جہلم کے پانی کو بھی روکنا چاہتے ہیں۔ اگر دریائے جہلم کا پانی بھی رک گیا تو پھر منگلا ڈیم بھی بے سود ہو جائے گا۔ آپ غور فرمائیں کہ اس سے ہمارے ملک کی معیشت پر کتنا بڑا اثر پڑے گا۔ جنرل مشرف صاحب نے بڑی بڑھک مادی کہ میں کالا باغ ڈیم بنا رہا ہوں لیکن آج تک نہیں بن سکا اور اس سال بھی کالا باغ ڈیم کے لئے وفاقی بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی، معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارے صرف سیاسی نعرے لگانے جا رہے ہیں۔ اگر یہ ڈیم بن جائے تو ایک طرف ملکی صنعت کے لئے بجلی کی ضروریات پوری ہوں گی اور

دوسری طرف ہماری پانی کی ضروریات بھی پوری ہو سکیں گی۔ ہم اصل منصوبے کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ عوام کامیاب زندگی بہتر ہونے کی بجائے گراف دن بدن نیچے کی طرف آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: زاہد پرویز صاحب! بہت شکریہ۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! اچھی تو میری بات مکمل نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو کافی وقت دیا جا چکا ہے۔ اگلے مقرر کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس صاحب ہیں۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے مقرر سردار محسن لغاری صاحب ہیں۔

سردار محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع دیا۔ میں نے پچھلے سال بھی وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ بجٹ بناتے وقت اسمبلی کے ممبران سے رائے لی جائے۔ بجٹ اسمبلی ممبران کی consultation کے ساتھ بنایا جائے جس میں ہماری participation ہو تاکہ resources کی ایک fair and equitable distribution ہو سکے اور under develop or under privileged علاقوں کی grievances redress ہو سکیں۔ بد قسمتی سے میری اس بات کو کوئی زیادہ وزن نہیں دیا گیا اور اس سال بھی بجٹ میں میری تو کوئی تجویز شامل نہیں ہوئی۔ مجھے باقی بھائیوں کی بات علم نہیں ہے۔ شاید باقی بھائیوں سے پوچھ کر بجٹ بنایا گیا ہو۔ بجٹ تقریر والے دن جس وقت ہمارے اپوزیشن بھائیوں کا شور مچا رہا تھا اور بجٹ تقریر کی کچھ کچھ آنا شروع ہوئی کہ وزیر خزانہ صاحب کیا فرما رہے ہیں تو تقریر کے آخر میں انھوں نے فورٹ منرو کی development کی بات کہی، مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی، میں سمجھا کہ اب شاید ان کی اس بات کے بعد ہمارے علاقے کی ترقی کے لئے بھی کوئی کام ہو گا لیکن جیسے بچا غالب کہ گئے ہیں کہ:

تیرے وعدے پر مینے ہم تو یہ جان جموٹ جاناں

کہ خوشی سے مر نہ جالتے اگر اعتبار ہوتا

جناب والا! جب اس بجٹ کو دیکھنا شروع کیا، جب اس کی تفصیلات پر نظر ڈالی تو

فورت منرد جو کہ ایک تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ہے اس کے اندر نہ تو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے نہ کلچ ہے۔ صرف پوری تحصیل کے اندر ایک سلت کلومیٹر سزک دی گئی ہے۔ اگر سلت کلومیٹر سزک کے ساتھ علاقے کی ترقی ہوتی ہے تو پھر ضرور ترقی ہو جانے گی۔ میں نے ایک قرارداد میں کی تھی کہ ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام کروانے جائیں جسے اس ہاؤس نے منظور بھی کیا تھا۔ اس میں انٹر کلچ کے حوالے سے ایک درخواست کی گئی تھی کہ ہماری تحصیل کے اندر کوئی کلچ نہیں ہے لہذا ایک کلچ بنا دیا جائے۔ وہ بھی آج تک نہیں بن سکا۔ اس کے بعد ہم نے پینے کے پانی کے لئے درخواست کی کیونکہ ہمارے ہاں پینے کا پانی نہیں ہے لیکن اس بات بھی کچھ نہیں ہو سکا۔ وزیر نور ازم نے وعدہ کیا تھا کہ وہاں پر ہمارے لئے چیز لفت کا ایک پراجیکٹ رکھیں گے۔ اس کی Feasibility بھی نا منظور ہو گئی ہے۔ ہمارا علاقہ غریب اور پہاڑی ہے جہاں پر لوگوں کا ذریعہ معاش بھیر بکریاں پانا ہے۔ بجٹ دستاویز کا صفحہ نمبر 38 مجھے جا رہا ہے کہ ذریعہ غازی خان کے لئے Support Service for Live Stock Farmer بھی unapprove ہو گئی ہے تو ان ساری باتوں سے میری خوشی، خوشیوں کا تلخ محل چکنا چور ہو گیا اور بات وہیں کی وہیں رہی جہاں کہ پہلے تھی۔

جناب سپیکر! میں اس موقع کو استعمال کرتے ہوئے درخواست کروں گا اور پہلے ہی میں نے بہت مرتبہ ان چیزوں کے بارے میں درخواست کی ہے کہ ہمارے اس پسماندہ علاقے کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ مہربانی کر کے ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے کچھ فنڈز allocate کئے جائیں۔ trible area تحصیل کے اندر ایک ڈگری کلچ sanction کیا جائے ایک کیڈٹ کلچ بنایا جائے تاکہ بچوں کو بہتر تعلیم مل سکے۔ ہماری تحصیل trible area کے دفاتر بھی trible area کے اندر نہیں ہیں۔ تحصیل کے سرکاری دفاتر بھی تحصیل سے باہر ذریعہ غازی خان کے اندر ہیں۔ اسی طرح ہمارا ایک دیرینہ مسئلہ واٹر سپلائی کا ہے۔ وہ صحت افزا مقام کے طور پر کیسے develop کرے گا جب وہاں پر پینے کے پانی کا مسئلہ رہے گا۔ وہاں پر لوگ نینکرز بھر کر گزارہ کرتے ہیں۔ اس طرح ایک summer resort بھی develop ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! جب میں over all بجٹ کی طرف نظر کر رہا تھا تو سزکوں کے لئے ہم

10500 ملین روپے کی allocation کی ہے۔ میرے ضلع ذیرہ غازی خان کے لئے 67.7 جو کہ 0.645 فیصد بنتا ہے، ایک فیصد سے بھی کم ہے۔ میں ڈریسنگ صاحب اور مزارعی صاحب آپ کو سلام پیش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ضلع تو حاصل ہی نہیں ہے۔ سڑکوں کے اندر راجن پور کا تو نام ہی نہیں ہے۔ وائرسپائی سکیموں اور sanitation کے لئے 4500 ملین کی allocation ہے۔ اس کے اندر بھی نہ تو ضلع ذیرہ غازی خان آتا ہے اور نہ ہی راجن پور شامل ہے۔ ابرن ڈومینٹ کے لئے 500 ملین روپے کی allocation ہے اس کے اندر بھی ذیرہ غازی خان اور راجن پور شامل نہیں ہے۔ اسی طرح ایجوکیشن کے لئے بھی بے اہتلافی رکھے گئے ہیں۔ اس میں بھی ہمارے ضلع کے لئے 15 کروڑ روپے وہ ہیں جو کہ ہر ضلع کو ملتے ہیں اور صرف دو سکولوں کی upgradation ہے۔ ان سب چیزوں سے احساس محرومی بڑھتا رہے گا۔ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ کہیں ہم چھٹے دریا کے پار ہونے کی وجہ سے تو نظروں سے اوجھل نہیں ہو جاتے؟ پنجاب جو پانچ دریاؤں کی زمین ہے۔ ہم تو چھٹے دریا انڈس کے بھی پار بیٹھے ہیں۔ کہیں یہی وجہ تو نہیں ہے کہ ہم نظر نہیں آتے؟ آخر ہم لوگوں کے ساتھ اپنا step-motherly سلوک کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ہو گی؟ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر فنڈز کی کمی ہے تو ہمارے ذیرہ غازی خان کے tribble area سے بیش قیمت اور بیش بہا قیمتی natural resources نکل رہے ہیں۔ ہم لوگ وہیں سے اربوں روپے کا یورنیم نکل رہے ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر اور کچھ نہیں تو جیسے باقی صوبے اپنی رامنٹی لیتے ہیں ہمیں بھی اس یورنیم کی رامنٹی دے کر ہمارے tribble area کی تحصیل کو develop کیا جائے۔ ہمارے پاس بھی سکول ہوں، ہمارے پاس بھی ہسپتال ہوں۔ ذیرہ غازی خان کے پورے tribble area میں صرف دو ہسپتال ہیں اور دو ہی ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔

جناب سپیکر! کیا ہم لوگ آب حیات پیتے ہیں کہ بیمار نہیں ہوتے؟ ہمارے پاس کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہوتا۔ ہسپتال نہیں ہیں، بنیادی مراکز صحت نہیں ہیں، سکول نہیں ہیں، کالج نہیں ہیں۔ یہ حالات کب تک ایسے رہیں گے؟ میرے تو تین سال اسی چیز کو پوچھتے پوچھتے گزر گئے ہیں۔ میں پھر گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر ہمارے ہمسامدہ علاقے پر خصوصی توجہ دی جائے



تا کہ جو sense of depression ہے احساس محرومی کا ازار ہو سکے۔

جناب والا! اچھی بلوچستان میں مسند ہوا تھا تو بلوچستان سے نوجوان لڑکے ہمارے trible area میں آ کر لوگوں کو اکٹھے تھے۔ یہ بات ان کے سامنے بھی کی جاتی تھی کہ پنجاب ہمارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے، تم لوگ کیوں پسماندہ ہو؟ یہ چیز ان کے دلوں میں بھی ذلی جباری ہے اور جو بیچ بونے جا رہے ہیں اگر قسمتی سے یہ بیچ پودے اور مہرتن اور درخت بن گئے تو پھر مسئلے مسائل ہوں گے۔ میں ہر دفعہ اس چیز کو point out کرتا ہوں کہ خدا را! اس بارے میں کچھ کیجیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ۔۔۔ جھلی مائیک تو بند نہ کرو۔ کوئی اتنی سخت باتیں نہیں ہیں کہ آپ مائیک بند کر دیں۔ میں اس کو اشارہ لیتے ہونے کہ شاید میرا ٹائم زیادہ ہو گیا ہے یا میری باتیں ناگوار گزر رہی ہیں میں اسی بات پر اپنی بات کو ختم کروں گا اور پھر سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے ساتھ step-motherly سلوک ختم کیا جائے۔ میں جب شوق سے بار بار بجٹ کے documents دیکھتا ہوں تو پچھلے تین سال سے ہمارے چولی زیریں کی پولیس اسٹیشن کی پولیس بیرک ہی نہیں بن رہی۔ میں تیسرا بجٹ دیکھ رہا ہوں۔ ہر بجٹ میں اسی کا ذکر ہوتا ہے۔ Mithawan Hill Torrent Management کا ذکر ہوتا ہے۔ وہی ایک پراجیکٹ ہے جو بار بار آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں وہی Hill Torrent Management کے پراجیکٹ ہیں۔ تو نہ شہر کو بچانے کے لئے ایک Hill Torrent Management کا پراجیکٹ ہے۔ وہاں سے نیشنل ہائی وے گزر رہی ہے۔ C.R.B.C کے لئے ایک Hill Torrent Management کا پراجیکٹ ہے۔ مہربانی کر کے ان سب چیزوں پر کوئی توجہ دی جائے تاکہ ہم لوگوں کو بھی محسوس ہو کہ ہم بھی اسی پنجاب کا حصہ ہیں اور اس اسمبلی میں بطور مہمان گیری میں بیٹھنے کے لئے نہیں آئے بلکہ کچھ contribution بھی کر سکتے ہیں۔ شکر یہ۔ (نعرہ ہانپتے تھیں)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، کینی صاحب!

MINISTER FOR PUBLIC HEALTH ENGINEERING: The thing is that after the revival of Public Health Department, this is the first time that we

are having a budget of 4 billion rupees. Sir, I can assure all my friends that there is a block allocation.

جتنی جگہیں اور جتنے اضلاع miss out ہونے ہیں۔ I have already called a meeting tomorrow میرے جن بھائیوں نے 40/40 سیکسز کرائی ہیں انہیں اس دفعہ نہیں ملیں گی۔ ان کو ملیں گی جن کو پہلے نہیں مل سکیں۔ انشاء اللہ ان کا کام بالکل دور ہو گا۔ We have block allocation for all the places. انشاء اللہ وہ distribution انصاف کے تحت ہو گی۔

رانا منام اللہ خان، پواتنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سیکر، جی۔

رانا منام اللہ خان، جناب سیکر! محسن نگاری صواب کی بات کے جواب میں کیلنی صواب نے فرمایا ہے کہ there is a block allocation ٹھیکہ انہوں نے 4 ملین کے متعلق بات کی ہے۔ یہ dishonesty ہے اور اس ایوان پر عدم اعتماد کے مترادف ہے کہ block allocation کر دیں اور یہ بتایا بھی نہ جائے کہ اسے کن کن علاقوں میں خرچ کیا جائے گا اور اس خرچ کرنے کی طاقت کو اپنی discretion پر رکھا جائے۔ یہ بات اس ایوان میں آئی چاہئے تاکہ ایوان ایک ایک سکیم کو دیکھے۔ اگر میں یہاں پر یہ بات کرنے کی سوچ یا فکر رکھ سکتا ہوں کہ جناب! آپ نے اتنے پیسے ضلع کو دیئے ہیں اتنے ضلع کو دیئے ہیں جب کہ ضلع ضلع کا جنوبی پنجاب کا یا ضلع علاقے کا حق زیادہ بنتا ہے اور وہاں کے مسائل یہ ہیں۔ یہ ساری بحث تو اب ہوتی ہے۔ جب یہ ساری بحث ہو جائے گی تو پھر اس کے بعد یہ اپنی discretion کو بند کرے میں بیٹھ کر exercise کریں گے اور پھر اسے abuse کریں گے۔ لہذا یہ dishonesty ہے اور اس ایوان پر عدم اعتماد ہے۔

جناب والا! نہ صرف وائز سپلئی بلکہ اور بھی دیگر جگہوں پر انہوں نے block allocations رکھی ہوئی ہیں جن کی میں انشاء اللہ next day نفاذ ہی کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ یہ ذمہ کر بیسی کی روح کے خلاف ہے، اس ایوان کے تھس اور طاقت کے خلاف ہے اور صرف manipulate کرنے کے لئے یہ طریق کار اختیار کیا گیا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، رانا صاحب! اس میں کیا dishonesty ہے۔ آپ لامٹی بہت کرتے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ پورے پنجاب میں جتنے بھی اضلاع ہیں میں کل بیٹھ کر ان سب کو discuss کروں گا۔ and I let you know اگر کوئی رہ گیا ہو۔ for God sake ابھی تو بجٹ منظور بھی نہیں ہوا۔ آپ غواہ غواہ number gain کرنے کی کوشش نہ کریں۔

**RANA SANULLAH KHAN:** Mr. Speaker! I am on personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! کیٹی صاحب فرما رہے ہیں کہ میں بیٹھوں گا۔ میں بیٹھ کر discuss کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ Who is he? جو یہ discuss کرے گا۔ یہ اس ہاؤس نے discuss کرنا ہے۔ یہ یہاں پر ہمیں بتائیں کہ فارمولا کیا ہے؟ کیا یہ district-wise on the basis of area or on the basis of population یعنی block allocation کے ساتھ کوئی فارمولا تو لائیں۔ میں بیٹھ کر discuss کروں گا۔ جہاں تم بیٹھ کر کیوں discuss کرو گے؟ یہ ہاؤس اس فارمولا کو discuss کرے گا۔ آپ یہاں پر وہ فارمولا لائیں اور ہاؤس کو بتائیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، just a minute میں جاتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، اب کیا جا رہے ہیں؟ آپ نے یہ document میں کیوں نہیں لکھا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، فارمولا یہ ہے کہ اگر آپ نے اپنے ذاتی تعہدات سے کیٹی صاحب سے 30 سیکیس لے لی ہیں تو اسی دفعہ آپ کو 30 سیکیس نہیں مل سکیں گی۔ ہم آپ کے سامنے پورے پنجاب کو دکھائیں گے کہ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اسے سیکیس ملیں گی۔ میں تو کچھ نہیں ہوں۔

I am speaking on behalf of Government of the Punjab. You are nothing because you are only Deputy Leader of the Opposition and you should not say this that who am I; you know who am I. I am Minister for Public Health and I know how to speak on the subject.

ساتھ بیٹھ کر خواہ مخواہ مستیں کرتے ہو۔ (نعرہ ہانے تحسین)

رانا حمزہ اللہ خان، جناب سپیکر انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارا فارمولہ یہ ہے کہ اب اس گورنمنٹ کا حال دیکھیں اور وزراء کا حال دیکھیں ان کی performance کیا ہے؟ گاڑیں لے پھرتے ہیں۔ یہ ہر مہینے اس قوم کا لاکھوں روپیہ بچھڑتے ہیں لیکن آپ ان کی performance دیکھیں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا فارمولہ یہ ہے کہ اگر آپ نے ذاتی تعلقات استعمال کر کے پچھلے سال 30 لیکس لے لی ہیں تو آئندہ آپ کو نہیں ملیں گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ guilty ہیں۔ اگر آپ نے پچھلے سال کسی کو تعلقات کی بنیاد پر 30 لیکس دی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ آپ کو تو prosecute کرنا چاہئے۔ اس ایوان کو چاہئے کہ آپ کے خلاف prosecute کیا جانے کہ آپ نے پچھلے سال کا بجٹ ذاتی تعلقات کی بنیاد پر کیوں خرچ کیا؟ اگر آپ نے ذاتی بنیاد پر خرچ کیا تو اب آپ نے کس فارمولے کے تحت کرنا ہے؟ آپ کا کیا پتا کہ پچھلے سال آپ نے جس کو 30 لیکس دی تھیں اب اسے 25 دے دیں۔ اس نے آپ اس فارمولے کو لاشیں اور ہمیں budget document میں بھی دکھائیں کہ آپ نے کہاں لکھا ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ یہ تو اپنی A.D.P کی کتاب بھی گھر بھول آئے ہیں اور ابھی مجھ سے لے کر دیکھ رہے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری کتاب باہر پڑی ہے۔

جناب ذہنی سپیکر، رانا صاحب؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ نے انہیں شہ دی ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، Let me tell him جناب سپیکر! یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ میرا ساتھی ہے۔ اس کی کتاب ہے یہ لے لو۔

(اس مرحلے پر معزز وزیر نے A.D.P کی کتاب

معزز رکن رانا حمزہ اللہ خان کو واپس دی)

Don't score points on these flimsy bloody grounds, for God's sake. This is nothing. I can get my own book. Are you my enemy? You are not my enemy.

اپنے دوستوں کی عزت کرنا سیکھو (نعرہ ہائے تحسین)  
اگر آپ اپنے دوستوں کی عزت نہیں کرو گے تو باہر جوتے پڑیں گے

For God sake, have I ever misbehaved with any one of you.

اپوزیشن بیچوں سے بھی کوئی بندہ کہہ دے۔ ہر آدمی کی کمزوری ہوتی ہے چلو! میرے پاس کتاب نہیں ہے so what I know my subject? کہ last time میں نے عرض کیا تھا کہ میرا ٹھکرہ جوائنٹی میں revive ہوا ہے We did not have time کہ کس کو کیا دینا ہے جو priority یعنی ہوتی تھی اس طرح سے سیکمیں دے دی گئیں۔ میرے ٹھکرے نے تو دسمبر میں ملی طور پر کام شروع کیا ہے۔ میں اب کی بات کرتا ہوں اور جو اچھی چیز ہو اس کی تعریف بھی کر دیا کرو۔ رانا حنا، اللہ صاحب I know you are a good orator باقی بھی بول سکتے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ آپ زیادہ بولیں۔ ہماری کمزوریوں کو آپ point out کریں We want to know کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی لیکن I Don't score points. رانا حنا، اللہ خان، جناب والا میں عرض کروں گا کہ۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، میڈیٹ! آپ بیٹھے رہیں۔ There is no point. یہاں کوئی debate تمہوڑی ہو رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ واٹر سپلائی سکیم لغاری صاحب کو بھی ملے گی اور میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں اور بھی کسی بھائی کو اگر کہہ ہو گا تو اس کو بھی دور کریں گے۔

ایک آواز، گورنر خان کو بھی دیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، گورنر خان کو بھی دیں گے۔

رانا حنا، اللہ خان، جناب سیکرٹری! دیکھ لیں یہ ان داتا بنے ہوئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ارب روپے یہ پاؤس ان کی صوابدید پر نہیں بھروسہ کیا۔ ان کی تو حالت یہ ہے کہ تمہوڑا سا under pressure ہونے ہیں اور فورٹ منرو میں انہوں نے سکیم دے دی ہے۔ چھپے سے ایک آواز گورنر خان کی آئی ہے تو ان کو بھی انہوں نے سکیم دے دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تو باہر بند رہتا کر

رہے ہیں۔ اس بندر بانٹ کو ہاؤس allow نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں وزیر خزانہ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس 1- ارب روپے کا break up تیار کیا جائے اور صبح اس ایوان میں in document پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ اذان ہو رہی ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب والا! گاڑیوں کی بھی بات ہوئی ہے اور قائد حزب اختلاف نے بھی کل یہ بات کی تھی اور میں نے ان کو interrupt نہیں کیا، ان کے پاس سرکاری گاڑی ہے He is using that اور اگر وزراء استعمال کرتے ہیں تو آپ کو کیا تکلیف ہے؟ ایک صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے 39 کروڑ روپے کا سیٹی کلنر لے لیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کہیں لاسر جنسی ہو جائے تو وزیر اعلیٰ کو ہم تانگے میں بھیجیں گے اور آپ کو رکٹے پر بھیج دیں۔ ہمارا! کچھ سوچیں اور یہ ساری دنیا میں ہوتا ہے۔ This is a very serious matter. اب آپ کل کہیں گے اور میں تو suggest کروں گا کہ آپ کی تنخواہیں بڑھیں لیکن آپ کہیں گے کہ نہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، نہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب والا! ہم اچھی کینیڈا سے ہو کر آئے ہیں۔

85 thousand pounds is the salary of Member Parliament in House of Commons. I am sure the honourable Speaker will endorse this.

تو ہم کس دنیا میں رہنا چاہتے ہیں؟ ان لوگوں کو غریب رکھو تاکہ "ایہل دی جیب دلچ مکہ نہ ہووے اور ایس ایم۔ پی۔ ایز کریشن کرن" Give them respectable salaries. گاڑی جو ہے It is a necessity now. It is no more a luxury. کچھ خیال کریں اور ان معمولی معمولی باتوں سے ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ رانا صاحب! اگر صاحب کو میں request کرتا ہوں کہ Let

us sit down and first sort out what are the perks needed for M P As

جناب ڈپٹی سپیکر، نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ اب پندرہ منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

MR. DEPUTY SPEAKER: Next speaker is Miss Maria Tariq.

وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! نماز سے پہلے بھگڑا چلتا رہا۔ کیٹی صاحب بھی پلے گئے تھے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں پانی پر قسوزی سی وضاحت کر دوں۔ پنجاب میں اٹھارہ روپے کی block allocation ہے۔ اس کے علاوہ فیڈرل گورنمنٹ نے پانچ بلین روپے واٹر سپلائی کے لئے commit کئے ہیں۔ جب یہ clean drinking water سپلائی ہوتا اور ہمارے پائپنگ سسٹم سے گزرتا ہے تو پھر یہ contaminate ہو جاتا ہے۔ ہر ضلع میں پانی کی صورت حال مختلف ہے۔ اب ہم نے یہ plan بنایا ہے جس کو execute پبلک ہیلتھ والے کریں گے لیکن جو strategy یا پلاننگ ہم نے بنائی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مخدوم صاحب! وہ اس موضوع پر بات نہیں کر رہے تھے۔ They were discussing something else.

وزیر تحفظ ماحولیات، وہ پانی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پانی پر بات نہیں ہو رہی تھی۔

It's a budget speech. Please restrict on that and we shall not get into any controversy.

محترمہ ماریہ طارق صاحبہ! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

محترمہ ماریہ طارق، جناب سپیکر! میں پچھلے مالی سال کے رواں حالات اور درپیش مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں

نے انتہائی موزوں اور خوشحال بخت پیش کیا۔ موجودہ حکومت نے آج تک جو developments کر دی ہیں یا جو کرنے جا رہی ہے اس کی پچھلی حکومتوں تعلیمی، صنعتی، روزگاری، اقتصادی، زرعی یا کسی بھی شعبے میں مثال نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے صرف دعوے نہیں کئے بلکہ ہیں یہ کون گی کہ implements کئے ہیں اور اپنے دور حکومت میں روز بروز بہتری لانے میں کوشش ہیں جس کی مثال عوام اور اراکین اسمبلی کے سامنے ہے۔ انہوں نے غربت کے خاتمے کے لئے، بے روزگاری جیسے مسائل کے حل کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ میں یہ کہنے میں خوشی محسوس کرتی ہوں کہ میرے حلقے کے عوام نے مجھے اقتدار دی۔ کیونکہ کوئی بھی عوامی نائنہ جو یہاں پر آتا ہے وہ صرف ایک ایم۔ پی۔ اے نہیں ہوتا بلکہ عوام اس کو ایک اقتدار دے کر سمجھتی ہے کہ وہ ان کے لئے کچھ کر سکیں۔ تو میں یہ کہنے میں خوشی محسوس کرتی ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ اور ان کے بعد ضلعی ناظم چودھری شجاعت حسین کے مکمل اور بھرپور تعاون سے اس اقتدار کی تمام requirements کو میں نے پورا کیا ہے۔ جس کے لئے میں ان کی تسہیل سے شکر گزار ہوں۔ میرے حلقے کی تمام developments کے لئے میں اپنی حکومت اور ضلعی حکومت کی بے حد مشکور ہوں۔ تعلیم کے حوالے سے وزیر تعلیم عمران مسود کی شب و روز کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے سبکدوش کے تعلیمی میدان کو بہت اعلیٰ بنایا ہے۔ ہذا کے فضل و کرم سے وزیر اعلیٰ پنجاب پورے پنجاب کی ترقی کے لئے ہر وقت کوشش ہیں اور یہ سب ان کی انتہک محنت ہے کہ ملک میں کامیاب جمہوریت رواں دواں ہے تو میں ایک اہم نکتے کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ پی۔ ٹی۔ سی ایل کی پرائیویٹائزیشن کی وجہ سے عوام مستقبل میں درپیش آنے والے بہت ہی سنگین مسئلے سے دوچار ہو جائیں گے تو میں ان سے التماس کروں گی کہ اس سے انہیں بچا لیا جانے اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ اس بارے میں ضرور سوچیں گے۔ میں محترم وزیر اعلیٰ صاحب اور ضلعی ناظم کا شکریہ ادا کروں گی کہ وہ میرے حلقے کی تمام تر developments کے لئے بھرپور معاون ہیں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں روز بروز ترقی دے اور وہ ہمیشہ اقتدار میں آ کر لوگوں کی امنگوں پر پورا اتریں اور مقبولیت حاصل کریں۔



جناب سپیکر! میں آخر میں تمام اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گی کہ وہ اپنے حلقے کے ایسے مسائل جو ان کے عوام کے لئے عذاب بنے ہوئے ہیں ان کے لئے زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب غیر جانبداری سے سب کی help کرتے ہیں۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ اگر کوئی اپوزیشن میں ہو تو وہ اس کی help نہ کریں وہ ضرور ان کے ساتھ تعاون کریں گے کیونکہ انہیں صرف ترقی سے لگاؤ ہے نہ کہ صرف اپنی ذات سے۔ اس کے ساتھ میں اجازت چاہوں گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری شیر مہر صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ بریگیڈیئر محمد حسن۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ چودھری مشتاق احمد صاحب۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ طاہر حسین خان میزنی صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خصوصی تعلیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بجٹ کے حوالے سے دونوں طرف سے آراء آئیں۔ ان پر تنقید بھی کی گئی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میٹل پر جن میرے بھائیوں نے تنقید کی ہے وہ بغیر وجہ کے، بغیر نمونہ دلائل کے اور بغیر کسی نئے اضافے کے انہوں نے تنقید کی ہے۔ اس میں میری submission یہ ہے کہ صوبے کا بجٹ پورے سال کے لئے بنایا گیا ہے جبکہ اگر ہم اپنی ذات کے لئے ایک نئے بجٹ کے لئے بھی جتنا چاہیں تو میرے خیال میں شاید ہمارے لئے ممکن نہ ہو۔ موجودہ حالات اور وسائل کے مطابق جو اتنا اچھا خوبصورت اور شاندار بجٹ بنایا گیا ہے اس میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب، وزیر خزانہ کو اور پی این ڈی کے نکلنے کو بھی مبارک پیش کروں گا کہ انہوں نے بڑا خوبصورت بجٹ بنایا۔ اس بجٹ میں ہر سیکٹر کو اس کی ضرورت اور اہمیت کے مطابق مد نظر رکھا گیا ہے۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال ایک Vision 2020 کے حوالے سے اپنا white paper issue کیا۔ جب اس white paper اور اس بجٹ کو ملا کر پڑھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس ویژن 2020 کی طرف ایک قدم ہے۔ اس بجٹ میں یہ زیادہ کوشش کی گئی کہ سرمایہ داری کو فروغ ملے اور اس سے روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کئے جائیں۔ اس بجٹ میں jobs کو target کیا گیا ہے۔

جناب والا! مسئلہ چوتھے ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے۔ کئی ممالک میں کم ہے اور کئی ممالک میں زیادہ ہے۔ اس بجٹ میں supply and demand کے قانون کو مد نظر رکھا گیا ہے جس سے ہمیں امید ہے کہ آنے والے وقتوں میں انشاء اللہ مسئلہ کو کافی حد تک control کیا جانے گا۔ اس بجٹ میں تعلیم کے حوالے سے 9 ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ سابقہ ادوار میں یہ بجٹ تقریباً ایک ڈیڑھ ارب روپے کے لگ بھگ ہوا کرتا تھا۔ تعلیم کے حوالے سے بھی خاص طور پر کئی علاقوں کو فوکس کیا گیا ہے۔ جس سے میں امید کرتا ہوں کہ آنے والا وقت انشاء اللہ تعلیم کے لئے خوش آئند ہو گا۔ اس بجٹ میں ٹریبیسی کے حوالے سے کافی فنڈز مختص کئے گئے ہیں جو کہ انشاء اللہ صوبہ پنجاب میں تعلیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرے گا۔

جناب سیکرٹری اسپیشل ایجوکیشن کے حوالے سے میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ پچھلے سے پچھلے سال تقریباً اس کا بجٹ اڑھائی تین لاکھ روپے کے قریب تھا لیکن پچھلے سال وزیر اعلیٰ پنجاب نے پہلی دفعہ اس کا بجٹ بڑھا کر چالیس کروڑ روپے کیا اور ہم نے ہر تحصیل یو لہ پر 90 نئے ادارے کھولے ہیں جبکہ اس سال موجودہ بجٹ میں چالیس کروڑ سے بڑھا کر چھاس کروڑ روپے کیا گیا ہے۔ جس سے انشاء اللہ تعلقان بچوں کو جو کئی محرومی کا شکار ہیں ان کے بہتر حالات ہوں گے۔ (نمبر ہائے تحسین)

جناب والا! صحت کے حوالے سے بجٹ میں تقریباً 735 ملین روپے رکھے گئے ہیں جو کہ سابقہ سالوں کی نسبت تقریباً 65 فیصد زیادہ ہیں جو کہ خوش آئند بات ہے اس میں بی۔ ایچ۔ یو اور آر۔ ایچ۔ سی کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے آنے والا وقت ایک صحت مند پنجاب کی راہ دیکھے گا۔

جناب والا! ایگریکلچر کے حوالے سے موجودہ بجٹ میں تقریباً 737 ملین روپے رکھے گئے ہیں جس میں انشاء اللہ تعلقان ایک عام آدمی اور ایک کسان کی معاشیات بہتر ہوں گی اور جس سے گروتھ ریٹ جو کہ سابقہ سالوں میں تقریباً ایک فیصد تھا اس سال انشاء اللہ تعلقان 10.6 فیصد متوقع ہے۔ آبپاشی کے حوالے سے بجٹ میں بہت سارے منصوبے شامل کئے گئے ہیں جس میں خاص طور پر سابقہ اریگیشن سسٹم کی rehabilitation کے لئے اور small water reservoirs بنانے کے

لئے بہت سارے فنانسنگ کے گئے ہیں جو انشاء اللہ زراعت کے لئے خوش آئند ہو گا۔ غریب لوگوں کو subsidized rate پر گندم اور غلہ فراہم کرنے کے لئے بھی موجودہ بجٹ میں 10-ارب روپے رکھے گئے ہیں اور اس کے علاوہ بورڈ آف ریونیو کا لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سماجی حکومتوں کے ترقیاتی فنڈ کو اس بجٹ میں بڑھا کر 10-ارب روپے کیا گیا ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ جو ترقی کے ثمرات لوکل گورنمنٹ کے ذریعے gross root level تک پہنچنے شروع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ اس سے بھی زیادہ پہنچیں گے۔ اس بجٹ کی خاص اہم بات یہ ہے کہ ہیلن پر لیبر کو ٹریننگ دینے کے لئے لوگوں کو ٹیکنیکل ٹریننگ اور ہنر سکھانے کے لئے TEVTA کو promote کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! بجٹ میں environment کے حوالے سے بنایا گیا کریں فنڈ بھی حکومت پنجاب کا بڑا احسن اقدام ہے۔ اس سے انشاء اللہ ہماری ماحولیات بہتر ہو گی۔ جناب والا! بجٹ میں سڑکوں کی مدد میں تقریباً ساڑھے بارہ ارب روپے رکھے گئے ہیں سابقہ سالوں میں ایک ہزار تیس کروڑ سڑکیں بنائی گئیں اور کچھ سڑکوں کی winding اور improvement کی گئی ہے جبکہ اس سال تقریباً آٹھ سو بیس کروڑ سڑک متوقع ہے جو کہ موجودہ فنڈ سے انشاء اللہ بنے گی جس میں ٹارم نو مارکیٹ روڈ اور لنک روڈز بھی ہیں جس سے زراعت کو indirectly کامدہ ہو گا۔ بجٹ میں پولیس اور عدلیہ کو facilitate کرنے کے لئے 20-ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بڑی رقم ہے جس سے انشاء اللہ تعلق امن و امان کی صورت حال مزید بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! sanitation, water supply and sewerage کے حوالے سے موجودہ بجٹ میں تقریباً 1-ارب روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں خاص طور پر دیہی علاقوں کو focus کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں انڈسٹری کے حوالے سے بھی unprecedented اقدامات کئے گئے ہیں جس سے انشاء اللہ تعلق پنجاب میں انڈسٹری مزید فروغ پانے گی۔ انسی الفاظ سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعلق آنے والا وقت صوبہ پنجاب کے لئے ایک بہتر اور شاندار ہو گا۔ انسی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سیکرٹری، محترمہ شمیم اختر صاحبہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلے مقرر مرزا فرقان علی منٹل صاحب ہیں۔

مرزا فرقان علی منٹل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سیکرٹری آج صوبائی بجٹ 2005-06 کے حوالے سے یہ بحث اس ایوان میں چل رہی ہے اس کے متعلق چند گزارشات عرض کرنا چاہوں گا۔ مختصر آئیے کہ ہمارا اس سال کے مرتب کردہ ترقیاتی پروگرام کا حجم تقریباً 53۔ ارب روپے ہے اور اتھارٹی خوش آئند بات ہے کہ جس تیزی سے ہم اپنے اس development کے بجٹ کو ہر سال بڑھا رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت اب قریب ہے کہ جب پنجاب کے عوام کے لئے اتنی ترقی ہو گی کہ پنجاب کے عوام بھی سکھ کا سانس لے سکیں گے۔ ہم کسی بھی شعبے کی طرف نظر ڈالیں، تعلیم کو لیں، صحت کو لیں، امن و امان کے سلسلے میں رکھے گئے فنڈز کا جائزہ لیں، اسپتال ایجوکیشن کے لئے فنڈز کو دیکھیں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سیکرٹری نے ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا)

ہاؤسنگ سیکٹر کے لئے ہم فنڈز کو دیکھیں غرض کہ ہر شعبے میں پہلے کی نسبت بہت زیادہ فنڈز مختص کئے گئے ہیں جو اس لحاظ سے اتھارٹی خوش آئند بات ہے کہ جب کسی بھی سیکٹر کے لئے زیادہ وسائل مختص کریں گے، زیادہ وسائل رکھیں گے تو یقیناً اس سیکٹر میں بہتری آنے گی۔ بجٹ کا ایک بہت ہی اہم پہلو یہ ہے کہ پبلک کا نائنڈہ ہونے کی حیثیت سے ہم یہاں ایوان میں بجٹ کا جائزہ لیتے ہیں اور بجٹ کے متعلق اپنی تجاویز یہاں پیش کرتے ہیں تاکہ ان تجاویز کی روشنی میں گورنمنٹ اپنا لائحہ عمل مرتب کرنے اور اس کے ثمرات عوام تک پہنچیں۔

جناب سیکرٹری! یہاں سب سے پہلے میں ایجوکیشن کے متعلق بات کروں گا کہ چیف منسٹر پنجاب نے پہلے میٹرک تک تعلیم کو مفت کیا اور اس کے بعد اس سال سے میٹرک تک تمام طلباء کو مفت کتابیں فراہم کرنے کا پروگرام ہے جو یقیناً ایک انقلابی قدم ہے جس کی ستائش نہ کرنا یقیناً زیادتی ہو گی۔ میری تجویز ہے کہ آئندہ سال سے اس پروگرام کو انٹرمیڈیٹ تک بڑھایا جائے تاکہ ہمارے غریب طبقے کے وہ طلباء جنہیں کالجز میں تعلیم حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے، اگر ہم تعلیم کو فری کریں گے تو ان کے لئے بھی یقیناً مواقع زیادہ ہوں گے۔

ESR پروگرام کی افادیت آپ سب کے سامنے ہے اور آج پنجاب کی عوام کو تعلیم کے اس شعبے میں ایک تبدیلی محسوس ہو رہی ہے تو میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کی مائیننگ کے نظام کو اور بہتر کیا جانے اور خصوصاً محکمہ C&W کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ فاس طور پر شہروں میں پچھلے سال سکولوں میں جو تعمیرات کی گئی ہیں ان میں پری کاسٹ بھتوں کا فارمولا اپنایا گیا ہے۔ شہروں میں چونکہ جگہ کم دستیاب ہوتی ہے لہذا میری ان سے گزارش ہے کہ شہروں میں پری کاسٹ بھتوں کے سسٹم کو ختم کر کے ان کی مکمل کنکریٹ کی ایسی پھتیں ڈالی جائیں کہ ان کے اوپر بھی تعمیر ہو سکے اور ہم کم جگہ میں زیادہ سے زیادہ طلباء کو accommodate کر سکیں۔

جناب سپیکر! یونیورسٹی کیسپس ہم پہلے ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز تک لے جا چکے ہیں اور ہماری یہ تجویز ہے کہ اس انتظامی پروگرام کو آگے بڑھاتے ہوئے ڈسٹرکٹ کی سطح پر توسیع دی جانے تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام کو اپنے قریب ہائر ایجوکیشن سے استفادہ کرنے کا موقع مل سکے۔ یہاں ایک چیز انتہائی ضروری ہے کہ بلڈنگ ہم جتنی مرضی بنائیں اور تعلیم کے لئے جتنے مرضی فنڈز رکھ لیں لیکن جب تک اساتذہ کی کمی کو پورا نہیں کیا جانے گا اس وقت تک ان بلڈنگز کا اور ان فنڈز کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا لہذا انتہائی اہم جنسی طور پر اساتذہ کی کمی کو پورا کیا جانے تاکہ ہمارے اس پروگرام کی افادیت کے 100 فیصد نتائج برآمد ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ہر گون سے سنتے آتے ہیں کہ خواہ ہم ملٹ کے سکولوں میں پڑھتے تھے لیکن ہمارے نیچر کا جو مقام تھا اس کی تعلیم دینے کی جو ہمدت تھی یہ اسی کی بدولت ہے کہ ہم آج اس معاشرے میں ایک باعزت مقام اور ایک باعزت طور پر زندگی گزار رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ انتہائی سائنسی بنیادوں پر نیچرز کی ٹریننگ کا بندوبست کیا جانے اور ان کی ٹریننگ کے بندوبست کو قریب ترین جگہوں پر مرتب کیا جانے تاکہ زیادہ سے زیادہ نیچرز اس ٹریننگ سے استفادہ کر سکیں اور آئندہ آنے والے جدید دور کا مقابلہ کر سکیں۔

یہاں ہمیں خصوصاً ایک انتہائی معاشرتی مسئلہ درپیش ہے کہ ہماری خواتین نیچرز کو دور دراز کے علاقوں میں ویگنوں اور بسوں میں دھکے کھاتے ہوئے سفر کرنا پڑتا ہے اور بعض دفعہ بہت

دور تک پیدل جانا پڑتا ہے جو کہ بہت ہی سنگین معاشرتی مسئلہ ہے لہذا اس کی طرف بھی توجہ دی جانے اور ان کے لئے proper ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جانے تاکہ وہ ذہنی یکسوئی اور سکون کے ساتھ قوم کے نونہالوں کو تعلیم دے سکیں۔

میں ایک گزارش یہ کروں گا اور ایک تجویز یہ دوں گا کہ ضلعی حکومتیں اپنا بجٹ جاتے وقت کم از کم 20 فیصد تعلیمی ترقی کے لئے ضرور مختص کریں۔ ہماری صوبائی حکومت نے جو انقلابی قدم تعلیم کی ڈویلپمنٹ کے لئے اٹھایا ہے اس میں ضلعی حکومتوں کی شمولیت بھرپور ہونی چاہئے تاکہ ہمیں اس کے نتائج زیادہ سے زیادہ حاصل ہو سکیں۔

اس کے علاوہ خصوصی تعلیم کی طرف بہت انقلابی اقدامات کئے گئے ہیں اور یہ کوئی افسانوی بات نہیں ہے کہ ایک کروڑ 80 لاکھ روپے کے بجٹ کو بڑھا کر پچھلے سال 40 کروڑ روپے کیا گیا اور اس سال 50 کروڑ روپے کیا گیا جو کہ بہت ہی خوش آئند بات ہے اور اس ضمن میں میری گزارش ہو گی کہ اگلے سال اس میں حکومت اور زیادہ اضافہ کرے تاکہ معاشرے کا وہ طبقہ جو آج تک ان سہولیات سے محروم تھا ان کو بھی ایک باعزت طریقے سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے اور وہ بھی اس معاشرے کے ایک باعزت اور کلر آم افراد بن سکیں۔ خصوصی بچوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر اور تحصیل کی سطح پر Composite units بنائے جائیں ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جائے اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ بہتر مواقع مہیا کئے جائیں۔ فنی تعلیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ہمیں middle level سے فنی تعلیم کو مختص کرنا چاہئے اور ہمیں middle level سے ہی بچے کی توجہ فنی تعلیم کی طرف دلوانی چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ ایجوکیشن کے فوائد حاصل ہو سکیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کے ایک اور انقلابی قدم کا ذکر کرنا انتہائی زیادتی کی بات ہو گی کہ ہمیک مانگنے والے بچوں کے لئے تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا اور آج بھی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ ماضی کی نسبت سڑکوں اور چوراہوں پر بہت کم بچے ہمیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں میری گزارش یہ ہو گی کہ اس پروگرام کو خواتین اور بوزموں پر بھی implement کیا جانے اور ان کے لئے ایسے وسائل مختص کئے جائیں اور ان

کے لئے ایسے Composite units بنانے جائیں کہ وہ بھی معاشرے کے کارآمد شہری بن سکیں اور اپنی باعزت زندگی گزارتے ہوئے اس معاشرے پر بوجھ نہ بنیں۔ اس ضمن میں سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کا فائدہ کیا جانے اور ان کے سرپرستوں کا قلع قمع کیا جانے اور اس ضمن میں ان کو سخت سے سخت سزائیں دی جائیں۔

صحت کے حوالے سے دن بدن حکومت پنجاب اپنے بجٹ کو بڑھا رہی ہے۔ مہلن کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اس ضمن میں ہمارے ہاں کارڈیک سنٹر کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ نشتر ہسپتال مہلن میں بہت سارے نئے شعبے تعمیر ہو رہے ہیں۔ ہسپتال کے نئے بہت ساری نئی مشینری خریدی گئی ہے۔ چلڈرن کمپلیکس کو up to date کیا جا رہا ہے اور بہت سے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال مہلن کا قیام جلد از جلد عمل میں لایا جانے اور ایک تجویزیہ عرض کروں گا کہ مہلن کی ہر entry پر کم از کم 50 بستروں کا ایک مکمل ہسپتال تعمیر کیا جانے تاکہ دور دراز کے لوگوں کو بھی اس سے فائدہ حاصل ہو سکے۔ یہاں کئی سنٹر کے متعلق میں نے پچھلے بجٹ میں بھی عرض کی تھی اور آج پھر گزارش کروں گا وزیر صحت سے فاس طور پر کہ یہ اتنا سنگا علاج ہے تو زیادہ سے زیادہ فری ڈائنرز سنٹرز کا قیام عمل میں لایا جانے تاکہ عوام کو بہت بڑے مسئلے میں کچھ نہ کچھ ریٹیف مل سکے۔ میری اہمائی گزارش ہے کہ فری ڈائنرز سنٹرز کا قیام زیادہ سے زیادہ عمل میں لائیں۔ جیپائٹنس ایک وبائی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے وکائی حکومت نے اپنے پروگرام میں بھرپور توجہ دی ہے اس ضمن میں گزارش ہے کہ آپ ان کا ہاتھ جلاتے ہوئے مسلسل ہم جلدی رکھیں اور اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کریں تاکہ لوگوں کو اس موذی مرض سے نجات حاصل ہو اور احتیاطی تدابیر کے طور پر لوگ اس کے بچاؤ کی تدابیر کر سکیں۔ یہاں ایک بات اور عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر کے level پر کم از کم تین سپیشلسٹ ڈاکٹروں کا تقرر ضرور کرنا چاہئے۔ اس میں ایک پیٹ سپیشلسٹ، ایک کئی سپیشلسٹ اور ایک جیپائٹنس سپیشلسٹ۔ ہمیں ان تین سپیشلسٹ کا ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر کے level پر ضرور تقرر کرنا چاہئے تاکہ ایسے مریضوں کو ان کے گھر کے قریب علاج معالجے کی سہولت حاصل ہو اور وہ بھی دور دراز کے سفر کی تکلیف سے بچ

تئیں۔ یہاں پچھلے سال بھی عرض کیا تھا اور اب پھر عرض کر رہا ہوں کہ تمام سرکاری اسپتالوں میں برقم کے جدید ٹیسٹ کی سہولت فراہم کی جانے تاکہ غریب عوام جو ہزاروں روپے کے باہر سے ٹیسٹ کرواتے ہیں اس اذیت سے نجات حاصل کر سکیں۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کریں تاکہ غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ میں Low Income Housing Scheme کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب ذہنی سپیکر، پلیز بات ذرا مختصر کریں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے اور بھی بہت سے مقرر ابھی باقی ہیں۔

مرزا فرقان علی مغل، جناب سپیکر اسام میں ایک دفعہ موقع ملتا ہے۔۔۔ (قہقہے)

میں یہاں Low Income Housing Scheme کے حوالے سے عرض کروں گا کہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک انقلابی پروگرام سرکاری ملازمین کے لئے دیا ہے اسی طرح پرائیویٹ افراد کے لئے بھی کوئی پروگرام دیا جانے، جس میں حکومت کی بھرپور شرکت ہو اس ضمن میں گزارش یہ ہوگی کہ جگہ حکومت فراہم کرے اور پرائیویٹ ڈویلپر سے جدید ترین طریق کار اپناتے ہوئے تعمیرات کی جائیں اور تعمیرات کر کے حکومت پرائیویٹ لوگوں کو وہ گھرانے کرے۔ چونکہ شہروں میں بہت کم جگہ available ہوتی ہے اس لئے vertical construction کو اپنایا جانے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے کم سے کم جگہ میں رہنے کی سہولتیں مہیا ہو سکیں۔ یہاں لوکل گورنمنٹ کے متعلق یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک ایسا ٹکڑا ضرور ہونا چاہئے جو اس بات کو چیک کرے کہ نافذ کردہ لوکل گورنمنٹ ٹیکس عوام کے لئے کس حد تک تکلیف کا باعث بنتے ہیں؟ یہاں ٹیکس نگاری ہے لوکل گورنمنٹ اور بدنام ہوتی ہے صوبائی اور وفاقی حکومت۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ ایک ایسے محکمے کا قیام عمل میں لایا جائے جو اس طرح بھرپور توجہ دے اور ان تمام ٹیکسوں کا جائزہ لے اور ان کے feasible ہونے کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ یونین کونسل، تحصیل کونسل اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی سطح پر تعمیرات کے میٹرز کو یقینی بنایا جانے اور construction میں سینڈرز کو برقرار رکھا جانے تاکہ عوام کا پیسا ضائع ہونے سے محفوظ رہے اور transparency کو



اس ضمن میں مزید فروغ دیا جائے۔ شہری مورتحمل کے حوالے سے سیوریج کے لئے عرض کروں گا۔ سیوریج ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عوام کا براہ راست تعلق ہے۔ پینے کا پانی اور سیوریج پنجاب کے سو فیصد عوام کو میسر آسکے تو یہ ایک انتہائی عظیم کارنامہ ہو گا اس لئے اس طرف انتہائی بھرپور توجہ دی جائے اور ضلعی حکومتوں کو انتہائی خاص ٹارگٹ دیتے جائیں کہ وہ عوام تک یہ سہولتیں ہم پہنچانے کے لئے خصوصی اقدامات کریں۔ یہاں ایک دو پوائنٹس اور آپ کی خدمت میں عرض کر کے wind up کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم نے ساڑھے آٹھ بجے ختم کرنا ہے باقی دوست بھی بیٹھے ہیں ان کو بھی نام دینا ہے۔ میرا خیال ہے آپ نے کافی کہہ لیا ہے۔

مرزا فرقان علی منگل، ٹھیک ہے جناب سپیکر! یہاں انتہائی مختصر طور پر یہ عرض کروں گا کہ اب تک ہمارے نظر انداز شدہ سیکرٹری سول ڈیپارٹمنٹ کی طرف بھرپور توجہ نہیں دی، ہم نے ٹرانسپورٹ کی بہتری کی طرف وہ توجہ نہیں دی جو دینی چاہتے تھے، ہمیں طلباء کی ٹرانسپورٹ کے لئے خصوصاً طالبات کی ٹرانسپورٹ کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ خصوصی طور پر انقلابی اقدامات کئے جائیں اور یہ اقدامات ہنگامی طور پر کئے جائیں تاکہ اس سیکٹر میں بہتری ہو اور عوام کو بہت فائدہ ہو۔ آپ کا بہت مشکور ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ اگلی ہیں۔ محترمہ زاہدہ سرفراز!

محترمہ زاہدہ سرفراز، شکریہ۔ جناب سپیکر! Sorry sir۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی بات نہیں جی۔۔۔۔۔ (قہقہے)

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر ان کو تو ویسے ہی کوئی بات ہنسنے کے لئے چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، کوئی بات نہیں، آپ جس رنگ میں کہیں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ (قہقہے)

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! عورتوں میں بیٹھ بیٹھ کر عادت پڑ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی گل نہیں اے، کوئی گل نہیں اے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، بِنِیْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بخت سازی اور عوامی مسائل کوئی فیشن نہیں ہے اور نہ ہی کوئی سالانہ مشق ہے۔ بخت سازی عوامی مسائل کی درست نشاندہی، ان مسائل کے حل کرنے کے لئے ہلکے مٹکے ملے وضع کرنے کا ایک کٹھن اور سنجیدہ مرحلہ ہے مگر قسمتی سے سیاسی حوالوں سے اور جماعتی وکاداروں کے حوالے سے بخت پر تنقید ایک روایت بن گئی ہے۔ میرا نقطہ نظریہ ہے کہ بخت کا تجزیہ معزز اراکین اسمبلی کی ایک اعلیٰ ترین ذمہ داری ہے جس کے لئے انہیں اپنے مطلقوں کی ضرورتوں کا تو علم ہونا چاہئے اس کے علاوہ قومی اور صوبائی تمام ضرورتوں کا ادراک ہونا بھی ضروری ہے۔ بخت سازی پر بحث، تنقید اور تعریف سے جہاں بخت کی خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں وہاں اس کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے راہ ہموار ہوتی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کا مالی بخت 2005-06 ایک عوام دوست بخت ہے جس میں کوئی ایسے ٹیکس نہیں لگانے گئے جو عوام پر بوجھ بن سکیں بلکہ غریبوں کو زیادہ سے زیادہ سوتھیں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جدید اور ترقی یافتہ پنجاب وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کا vision تھا اور آج کا بخت اسی vision کو مد نظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔ پنجاب میں ترقیاتی منصوبے برسر زمین نظر آنے لگے ہیں جن پر چودھری پرویز الہی صاحب کی چھلپ ناپیل نظر آتی ہے۔ یہ درست ہے کہ سرکاری دفاتر میں عام آدمی کو وہ عزت اور توقیر نہیں مل رہی جس کا وہ مستحق ہے مگر یہ بھی درست ہے کہ مدتوں پرانے رویوں کو یکایک تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب ان طریقوں میں ایسی تبدیلیاں لانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ عام آدمی کو دفاتر میں جانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ مہلک فلاحوں کی دستیابی اور ادائیگیوں کی سوتھیں گھروں پر پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سب سے زیادہ بنواری بدنام تھا وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب نے آبیانے کے نظام میں سے بنواری کو خارج کر دیا ہے۔ اب زمینوں کا تمام ریکارڈ کمپیوٹر پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ تھوڑے ہی عرصے میں مال کا تمام ریکارڈ کمپیوٹر پر منتقل کر دیا جانے کا اور کسی شخص کو بھی بنواری کے پاس فرد لینے کے لئے جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب سپیکر! پولیس ہنرونگ پوسٹوں جن میں خصوصی بھرتی کی گئی ہے۔ ان بھرتیوں میں ایسی ہر کس شراظ رکھی گئی ہیں جس میں ایک کانسٹیبل کی تنخواہ دس ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ ان پکٹس مراعات کی وجہ سے ان بھرتیوں میں 60 فیصد لوگ گریجویٹ ہیں 25 فیصد ایم۔ اے پاس ہیں اور ان میں پالیس افراد لاء گریجویٹ ہیں۔ حکومت پنجاب نے اس اعلیٰ نکلنے کو ایک ماڈل بنا کر تمام دوسری پولیس کو بھی منظم کرنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ اس سے تحصیل اور تھانے کی سطح پر عام آدمی کو وہ عزت اور احترام مل سکے گا جس کا وہ مستحق ہے۔

جناب سپیکر! ہم سب جانتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب کی پہلی ترجیح تعلیم و تربیت ہے۔ ان کی تعلیمی اصلاحات کو نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں اور اداروں میں بھی ان کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں جو دعوے کئے ہیں دنیا کے عالمی ملکوں نے ان پر آزادانہ تحقیق کر کے ان کی تصدیق کی ہے۔ اس کے علاوہ سکولوں میں مفت کتابوں کی فراہمی اور خستہ حال سکولوں میں عدم دستیاب سولتوں کی فراہمی بھی شامل ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے آئندہ سال نڈل تک کے تمام سکولوں کو میٹرک تک کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ ان کی تقریر wind up ہونے والی ہے۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کون سے مالک ہیں جنہوں نے ہمارے تعلیمی پروگرام کو مانگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی ایہ آپ اپنی تقریر میں کہیں۔ جی!

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! غریب طالبات کو مفت کتابوں کی فراہمی اور جو دو سو روپیہ ماہوار وظیفہ آٹھویں تک دیا جاتا تھا وہ اب میٹرک تک دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ تعلیم کے شعبے کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب ہنرمند افرادی قوت بھی تیار کر رہے ہیں۔ ان کا کتاب ہے کہ جب

تک ہنرمند افرادی قوت تیار نہیں ہو گی تب تک صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز نہیں کیا جاسکے گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے جو صنعتی زون قائم کئے ہیں ان کا ذکر تو صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب بھی نہایت فخر کے ساتھ کرتے ہیں۔ انھوں نے بیرون ملک ایک تقریب میں پاکستانیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ سندر اور فیصل آباد انڈسٹریل اسٹینڈ میں سرمایہ کاری کریں۔ آپ کو وہاں پر تمام سہولتیں اور سرمایہ کاری کے تمام فوائد حاصل ہوں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے جو صنعتی زون قائم کئے ہیں وہ ان کے ذہن کی اختراع ہے۔ وہ اس سلسلے میں حکومت کے وسائل مہیا کرتے ہیں اور مالی و انتظامی معاملات کو نجی شعبے کے سپرد کر دیتے ہیں۔ سندر اسٹینڈ میں حکومت پنجاب نے زمین اور 90 کروڑ روپیہ فراہم کیا تھا جو کہ اس جگہ کی انتظامیہ اب حکومت پنجاب کو واپس کر چکی ہے۔ اسی طرح سے سندر اسٹینڈ میں 10 فیصد صنعتی پلاٹ فروخت ہو چکے ہیں اور آئندہ دو سالوں میں 50 فیصد کارخانے وہاں پر کام کرنا شروع کر دیں گے۔ سندر اسٹینڈ میں تیزی سے پلاٹ فروخت ہو رہے ہیں اور آئندہ کا منصوبہ ملتان میں قائم ہونے والا ہے۔ پنجاب میں بیرونی سرمایہ کاری بھی تیز رفتاری سے ہو رہی ہے۔ چکوال میں تین ارب ڈالر کی لاگت سے سینٹ کے کارخانے لگانے جارہے ہیں۔ یہ وہ کارخانے ہیں جو آلودگی نہیں پھیلائیں گے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

اس کے علاوہ پنجاب کے بڑے شہروں میں لاہور میں اسپوننس اور فائبر گائیڈ کی سروسز کا نظام شروع ہو چکا ہے۔ آئندہ مزید پانچ بڑے شہروں میں یہ نظام شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے ترقیاتی منصوبوں کی ایک طویل فہرست پر حکومت پنجاب عملدرآمد کر رہی ہے مثلاً ہیک مانگنے والے بچوں کے تعلیم و تربیت کے مراکز، معذور بچوں کی سولتیس، راولپنڈی اور لاہور میں under passes کی تعمیر، سکولوں میں مفت کتابوں کی فراہمی، خستہ حال سکولوں میں عدم دستیاب سولتوں کی فراہمی، دس ہزار کلو میٹر سڑکوں کی تعمیر۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جس تیز رفتاری سے ان منصوبوں پر عملدرآمد کر رہے ہیں وہ ایک علیحدہ کہانی ہے۔ اگر وہ اپنے ارادوں میں اسی طرح کامیاب ہوتے رہے تو پانچ سال مکمل ہونے کے بعد ان کی کل کردگی کا ریکارڈ ایک مثال قائم کرے گا۔

جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے صبح گریٹر کینال قتل کا ذکر کیا، مجھے سرگودھا ڈویژن کی مختلف جگہوں پر جانے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے گریٹر قتل کینال کو دیکھا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں آج تک اتنی خوبصورت اور پائیدار نہر نہیں بنی۔ میں اس کے نئے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف، وزیر اعظم پاکستان جناب شوکت عزیز، مسلم لیگ (ق) کے صدر چودھری شجاعت حسین، وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب، آرگنیشن کے منسٹر جناب عامر سلطان پیپر کو فراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

یہ وہ کینال ہے کہ جس کو طرفین سے اور فرش پر سیمنٹ کی سلائیزیں لگا کر تیار کیا گیا ہے۔ یہ 30 کلومیٹر لمبی ہے۔ یہ یہ مظفر گڑھ اور کوٹ ادو تک کے علاقوں کو سیراب کرے گی۔ اس میں سے چار براعظیم نکلتی ہیں اور وہ چاروں براعظیموں طرفین اور فرش سیمنٹ کی سلائیزوں سے بنائی گئی ہیں۔ ان میں سے جو چھوٹی نہریں نکلتی ہیں، جن کو پنجابی میں "نودے" کہتے ہیں وہ بھی سیمنٹ کی سلائیزوں سے بنائے گئے ہیں۔ یہ وہ منصوبہ ہے جو 1960 میں صدر ایوب نے بنایا تھا مگر اس پر عملدرآمد صدر جنرل پرویز مشرف اور مسلم لیگ (ق) کی حکومت نے کروایا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

میری ایک تجویز ہے کہ یہ جو گریٹر قتل کینال چشمہ جہلم نلک کینال سے نکل رہی ہے، جس میں 21 ہزار کیوسک پانی ہے، جو دریائے سندھ کے قاتو پانی کو دریائے جہلم میں گرتی ہے، چشمہ جہلم نلک کینال پانی کو جذب کر کے ارد گرد کے علاقوں میں پھیلا دیتی ہے، جس کی وجہ سے کوٹ ادو اور بگاڈ کالاکھوں ایکڑ رقبہ سیم زدہ ہو چکا ہے، میری تجویز ہے کہ ان علاقوں کو سیم زدہ ہونے سے بچایا جائے۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! آپ نے بہت اچھی تقریر کی۔ میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری طرف سے اور ہاؤس کی طرف سے آپ قابل مبارکباد ہیں۔ اب وقت ختم ہوتا ہے۔ اب اجلاس کل دوپہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جلد 20، شمارہ 40

# ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 14 - جون 2005

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

2 - بحث

سالانہ بجٹ بہت سال 2005-06 پر عام بحث (--- جاری)

## صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس)

منگل، 14 جون 2005

(یوم الثانیہ، 6۔ جولائی 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 35

منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منظر ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ فارسی عہد الماجد نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْغَيْطِ مِنَ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ

الْأَرْضَ يَرِيثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا

لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾

سورة الانبياء، آیات، 105، 107

اور ہم نے کتب آسمانی میں لکھا ہے لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد کہ زمین (جنت) کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے ۝ بے شک اس (قرآن) میں (بڑی) تبلیغ ہے بندگی کرنے والے لوگوں کے لئے ۝ اور ہم نے آپ کو دنیا جہان پر (یعنی) رحمت ہی کے لئے بھیجا

وما علينا الا البلاغ ۝



جناب ڈپٹی سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

## پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی!

### تحصیل ناظم کی غیر قانونی حراست

قائد حزب اختلاف، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں حکومت کے victimization دور کی ایک اور مثال آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا تحصیل ناظم ندیم اصغر کازہ جس کو پہلے suspend کیا، اس کے خلاف مقدمات بنانے، ان مقدمات میں اس کی interim bail ہوئی وہ آج bail confirmation کے لئے جب عدالت میں پہنچا تو ایسی جج نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا، انھوں نے judgement reserve کی کہ میں دوپہر کو یہ judgement دوں گا تو اسی دوران وہاں پر دو ڈی۔ ایس۔ سیز اٹھیں مگر قار کر کے نامعلوم مقام پر لے گئے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ قانون اور آئین کی اس طرح دھجیاں بکیریں اور یہ بھی نہ بتائیں کہ اس کو کس قانون کے تحت اور کس جرم کی سزا دی گئی ہے کہ اسے اس طرح اٹھا کر لے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت سوانے political victimization کے اور کوئی کام نہیں کر رہی۔ کلکتوں کو گھروں سے اٹھایا جاتا ہے اور اب جبکہ کورٹ میں معاملہ ہے اور وہ اپنی bail confirmation کے لئے وہاں گئے تھے تو پولیس اس کو کورٹ کے احاطے میں سے اٹھا کر پولیس وین میں بٹھا کر وہاں سے لے گئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چونکہ نیا ڈی۔ آئی۔ جی چیف منسٹر صاحب کا رشتہ دار ہے جسے گورنمنٹ میں لگایا گیا ہے یہ

اس کی کارستانی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف، یہ کارکنوں کو تنگ کرنے کی بات ہے کہ اب ایک طرف تو لوکل باڈیز کے ایکشن کی بات ہو رہی ہے تو دوسری طرف آپ اس طرح جہاد سے کارکنوں کو ذرا دھمکا کر گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور میں حکومت کے اس Act کے خلاف اپنے ساتھیوں سمیت ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے سب معزز اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: قاسم نون صاحب! پلیز بائیں اور اپوزیشن کو واپس لے کر آئیں۔

وزیر زرعی مار کیشنگ: جناب سپیکر! تموزی دیر تو ان کو باہر رستے دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں! آپ لے آئیں تاکہ کارروائی شروع کر سکیں۔

وزیر زرعی مار کیشنگ: بہتر ہے۔ جیسے آپ کا حکم۔

(اس مرحلے پر رانا محمد قاسم نون اپوزیشن اراکین کو واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر گئے)

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین ایوان میں واپس آ گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اس حوالے سے کوئی وضاحت کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ضرور گزارش کروں گا لیکن میں اپنے بھائی قاسم

حبیب صاحب سے کہوں گا کہ پہلے وہ مجھے تموزی سے تفصیل بتادیں کہ یہ واقعہ کہاں ہوا ہے؟

لاہور میں ہوا ہے، گوجرانوہ میں ہوا یا گجرات میں ہوا ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مجھے راجہ صاحب کی مصیبت پر بڑی حیرانگی ہے۔

سب کچھ ان کے علم میں ہوتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ فیصل آباد کی طرف سے ہم اس

پولیس انسٹر کے خلاف سراپا احتجاج رہے جس کو وہیں پر on different charges بھیجا گیا

ہے۔ یہ سب کچھ بھی راجہ صاحب کے علم میں ہے۔ میں آپ کے علم میں لانا چاہوں گا کہ

اس وقت امن و امان کی سب سے زیادہ خراب صورتحال گوجرانوادر ڈویژن میں ہے۔ اس ڈی۔آئی۔جی کو یہ احساس تو نہیں ہوا کہ کھاریاں میں 9 آدمیوں کو عدالت کے آگے قتل کر دیا گیا۔ انہیں تو آج تک پولیس نے گرفتار نہیں کیا مگر ایک جمہوری طریقے سے ایکشن کر وزیر اعلیٰ کے ضلع میں جیتنے والے شخص پر دو جموں نے مقدمات بنا دینے گئے ہیں۔ انہوں نے اس میں عبوری ضمانت کروالی اور جب confirmation کے لئے وہ عدالت میں گئے تو

اسی دوران ان کی تلی کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں یہاں حاضر ہوں، میں اپنی تلی کے جنازے کے بعد آجاؤں گا لیکن ان کو وہاں پر گوجرانواد میں ایک ڈی۔اے۔پی نے عدالت کے اندر ہی گریبان سے پکڑ کر سیپ میں ڈالا اور لے گئے اور تاحال معلوم نہیں ہو سکا کہ کہاں لے گئے ہیں؟ اگر اس شخص کو کچھ ہو گیا تو اس کی ذمہ داری directly وزیر اعلیٰ پنجاب پر ہوگی کیونکہ ان کے کہنے پر یہ واقعہ ہوا ہے۔ وزیر قانون اس کی ضمانت فرمادیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ بات میرے نوٹس میں ضرور ہے کہ ان کے خلاف انٹی کرپشن میں مقدمہ چل رہا تھا اور اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ میں بھی کچھ معاملات پر ان کے خلاف انکوائری ہو رہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کی انکوائری کا criminal prosecution سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میرے علم میں اتنا ضرور ہے کہ انٹی کرپشن میں بھی ان کے خلاف کچھ معاملات چل رہے تھے۔ اس سلسلے میں میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر آپ مجھے تھوڑا سا موقع دے دیں تو میں مکمل information لے کر ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔

میں ڈی۔آئی۔جی گوجرانواد سے ذاتی طور پر رابطہ کر کے صحیح صورتحال اس معزز ایوان میں پیش کر دوں گا۔ دوسرا میں اپنے بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان کی ضمانت وہاں سے reject نہیں ہوئی اور اس کے باوجود پولیس نے ان کو گرفتار کیا ہے، انٹی کرپشن والوں نے گرفتار کیا ہے یا کسی بھی دوسری ایجنسی نے ان کو گرفتار کیا ہے، without any legal authority تو انشاء اللہ میں اس کو concede کروں گا۔ اگر ہم سے غلطی ہوئی ہوگی تو اس کو میں تسلیم کروں گا لیکن کم از کم پہلے میں حالات و واقعات کو چیک تو کر لوں۔ مجھے آپ ایک

کھٹنے کی ہمت دے دیں، ایک کھٹنے کے بعد I will come back to you.

پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کے مطالبات پر اظہار ہمدردی

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس وقت پورے ملک میں ایک بڑا ہی اہم اور core issue پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے حوالے سے بنا ہوا ہے گوکہ یہ مرکز کا مسئلہ ہے لیکن ہمارا تعلق ایک بڑے صوبے سے ہے اور پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کا بھی صوبہ پنجاب سے تعلق ہے۔ بڑے اچھے طریقے سے سلسلہ چل رہا تھا، حکومت کے ساتھ ان کی negotiation ہو رہی تھی اور پتا نہیں کون سا ہاتھ اس میں داخل ہوا جس نے اس negotiation کو ختم کر کے حکومت کو بڑھکیں مارنے پر اُلکیا ہے اور اب پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کو گرفتار کر کے ان پر ظلم و تشدد کیا جا رہا ہے یعنی اب حکومت کی طرف سے اس رخ پر ڈال دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک کے لئے بھی اہم بات نہیں ہے اور اس حکومت کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہے۔ تو میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ ان ملازمین کو جن کی خدمات ہیں، جو کام کرنے سے انکاری نہیں ہیں، صرف وہ یہ چاہتے ہیں کہ پی۔ٹی۔سی۔ ایل کا محکمہ ان ہاتھوں میں نہ جانے جو ہمارے ملک و قوم کے دشمن ہیں۔ میں اس ایوان اور حکومت سے یہ کہوں گا کہ اسی طرح negotiation سے اس معاملے کو حل کیا جائے۔ بڑھکوں سے نہیں، طاقت کے زور پر نہیں بلکہ negotiation کے ذریعے اس معاملے کو حل کیا جائے۔ جناب! جو کچھ یہ کرنا چاہتے ہیں اس بات پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کو negotiation کر کے قائل کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ارشد بگو صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے یا جو concern show کیا ہے، یہ درست ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک پاکستانی ہونے کے ناطے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ اپنا concern show کریں۔ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ یہ معاملہ پنجاب حکومت سے متعلق نہیں ہے لیکن اس کے باوجود وفاقی حکومت نے اس وقت تک پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کے حقوق کے تحفظ کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ بھی قومی پریس میں آچکے ہیں۔ اس وقت تک تقریباً پانچ ارب روپے کا ایک package ملازمین

کے لئے announce کیا جا چکا ہے اور اب بھی وفاقی حکومت کی یہ کوشش ہے کہ یہ معاملہ افہام و تفہیم سے حل ہو جائے۔ وفاقی حکومت یہ بھی چاہتی ہے کہ کسی صورت میں بھی ملازمین کے حقوق کا نقصان نہ ہو۔ ان کے حقوق کا تحفظ ہونا چاہئے اور جو مراعات ملازمین چاہتے ہیں وہ دینے کے لئے عملی طور پر اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ پہلے سے وفاقی حکومت کے نوٹس میں ہے۔ وفاقی حکومت اس پر اقدامات بھی کر رہی ہے اور ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ معاملہ افہام و تفہیم کے ساتھ حل پا جائے گا۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگلو: جناب سپیکر، میں راجہ صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں بڑا مثبت جواب دیا ہے۔ اگر حکومت پنجاب اور یہ ایوان ایک قرار داد کے ذریعے یہی الفاظ جو میرے فاضل دوست وزیر قانون نے فرمانے ہیں وفاقی حکومت کو بھجوا دینے جائیں، افسی الفاظ میں اگر ہم وفاقی حکومت کو message دے دیں کہ یہ جو disturb ماحول بنا ہوا ہے اس کو اس طریقے سے حل کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان ملازمین کے ساتھ اظہار ہمدردی ہوگا اور حکومت کے لئے بھی یہ ایک بڑا اچھا ماحول پیدا کرنے والی بات ہوگی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر، فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ already وفاقی حکومت اس پر کام کر رہی ہے اگر ضرورت محسوس ہوتی تو ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ رابطہ کر کے کوئی مشترکہ لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاہ منسٹر صاحب کی یہ بات اس حد تک صحیح ہے کہ آپ نے جو تجویز دی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ اخبارات میں بیکنگ چمپ رہا ہے اور بات چیت چل رہی ہے۔ اگر ایسی نوبت آئی تو پھر اس پر آپ سے discuss کرنے کے کچھ کر لیں گے۔ In principle وہ agreed what you said that this is not a state. مطابق فیصلہ کر لیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ایک چھوٹا سا مسند نہیں بلکہ یہ لاکھوں گھروں کا مسند ہے۔ ان ملازمین کا مسند ہے جو اس ملک کے لئے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے حیب بنک سمیت جتنے بھی اداروں کو نجکاری کے ذریعے فروخت کیا ہے۔ پی۔ئی۔سی۔ ایل ایک ایسا ٹکڑہ ہے جو کھلنے میں نہیں بلکہ منافع دے رہا ہے۔ یہ بہت بڑا sensitive department ہے لہذا ہمیں پائے کہ ہم اس سلسلے میں کچھ سوچیں۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہم سارے ملک کے assets بیچ کر لوگوں کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں اور ہمیں یہ بھی پتا نہیں کہ اسے کون خرید رہا ہے؛ لہذا وزیر قانون سے میری گزارش ہے کہ انہوں نے یہاں ایوان میں جو الفاظ کہے ہیں انہی الفاظ کو ایک قرار داد کی صورت میں وفاقی حکومت کو message دے دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو ان پر پریشر ہو گا اور فریقین کو ہماری طرف سے ایک اتھا message جانے گا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو احسن طریقے سے حل ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ لائسنس صاحب نے کافی وضاحت کر دی ہے۔ آپ بھی اسی ذکر پر جا رہے ہیں جس بارے میں انہوں نے بات کی ہے۔ ذرا ایک دو دن دیکھ لیتے ہیں۔ جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

### تحریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک تحریک استحقاق ہے اسے take up کرنے کے بعد میں آپ کو نام دیتا ہوں۔ چونکہ آج بجٹ اجلاس ہے اس لئے وقفہ سوالات نہیں ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو دو گر اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

اے۔ ایس۔ پی بورے والا کارکن اسمبلی پر شدید تشدد

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر، جناب سیکرٹری میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دغل اندازی کا متقاضی ہے۔ معلوم یہ ہے کہ پچھلے اجلاس سے قبل سرفراز احمد علی A.S.P بورے والا نے پولیس کادد کے ہمراہ میرے اوپر ریڈ کر کے مجھے گرفتار کر لیا۔ میں نے وجہ گرفتاری پوچھی تو بتانے کی بجائے مجھ پر تشدد کرنا شروع کر دیا۔ میں نے A.S.P کو بتایا کہ میں ایک معزز ایم۔ پی۔ اے ہوں آپ اس طرح کھلے عام مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی بلا وجہ اور بغیر وارنٹ گرفتاری مجھے حراست میں لے سکتے ہیں۔ مذکورہ A.S.P نے مجھے جھوٹے کی بجائے مجھ پر شدید تشدد کرنے کا حکم دے دیا جس پر پولیس کے تین چار سپاہیوں نے بڑی طرح تشدد کا نشانہ بنایا جس سے میرے جسم پر شدید چوٹیں آئیں جس کی DIHQ ہسپتال و ہاڑی نے میڈیکل کر کے تصدیق کر دی کہ مجھے شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ شدید تشدد کا نشانہ جانے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جانے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جانے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی۔ لا، منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری! ابھی تو مجھے اس کی کاپی بھی نہیں ملی لہذا پہلے مجھے اس کی کاپی دی جائے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی۔ فرمائیے!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری! میں بات کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح یہاں پر ارشد بگو صاحب نے پی۔ ٹی۔ سی۔ ایل کا مسئلہ رکھا ہے۔ جو یہ رہا ہے اس کے پس منظر میں اسے دیکھنا چاہئے۔ لائسنس صاحب نے فرمایا ہے کہ ملازمین کو اربوں روپے کا بیج دیا ہے۔ یہی بات تو یہ دیکھیں کہ کیا ملازمین اس بیج کو قبول کر رہے ہیں یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا

پرائیویٹائزیشن ہونی چاہتے یا نہیں؟ یہ الگ بحث ہے کہ یہ Federal subject ہے لیکن جس طرح اس issue کو handle کیا جا رہا ہے۔ آپ آج پاکستان کی پنجاب کی کسی بھی exchange میں چلے جائیں وہاں ریجر اور فوج گنوں کے ساتھ بیٹھی ہے۔ اس ایوان میں میرا سوال ہے کہ ریجر اور فوج کے سپاہی عوام کے خلاف گنیں لے کر بیٹھے ہیں؟ وہ اس ملک کے مزدوروں اور پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کے خلاف گنیں تانیں وہاں بیٹھے ہیں؟ ہم اس ایوان میں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پی۔ٹی۔سی۔ ایل کی پرائیویٹائزیشن کے لئے اس حکومت نے جو طریق کار اختیار کیا ہے وہ اس ملک کی یکجہتی کے خلاف ہے اور عملاً اس ملک کی ریجر اور فوج کو عوام کے سامنے کھڑا کر دیا گیا ہے۔ ہم پہلے سنتے تھے کہ فوج عوام کے سامنے کھڑی ہے لیکن آج اس ملک کی ہر exchange میں ہم اس ملک کے محنت کشوں کے خلاف فوج اور ریجر کو گنیں لے بیٹھے ہونے دیکھ رہے ہیں۔ حکومت کے اس عمل کی ہم اس ایوان میں پر زور مذمت کرتے ہیں کہ آج فوج اور عوام آمنے سامنے گنیں تانے کھڑے ہیں۔ یہ عمل انتہائی گھناؤنا اور قابل شرم ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس ایوان اور حکومت کو اس پر ضرور نوٹس لینا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، فلن صاحب! آپ کے اور ان کے بچے میں فرق ہے۔ جو لہجہ انہوں نے اختیار کیا ہے اس کے جواب میں لائسنس صاحب نے جو لہجہ اختیار کیا ہے اس سے اہتمام و تقسیم کی وضاحت ہوتی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! گنیں یکڑ کر کون سی اہتمام و تقسیم ہو سکتی ہے؟ جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ بات کر رہا ہوں کہ لہجہ صاحب نے جو بات کہی ہے اور جو لائسنس صاحب نے جواب دیا ہے وہ ایک مثبت طریقے سے دیا جا رہا تھا اور وہ اس بارے میں ایوان کی حقیقت رائے لینا چاہتے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میرا مطالبہ ہے کہ تمام exchanges سے ریجر اور فوج



کو واپس بلا کر ہی افہام و تفہیم کی بات ہو سکتی ہے۔ آپ بدوق کے زور پر کیسی افہام و تفہیم کر سکتے ہیں،

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! یہاں پر اپوزیشن کے ممبران نے پرائیویٹائزیشن کے حوالے سے بہت سی reservations رکھی ہیں لیکن میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ سب سے پہلے 1999 کے اندر محترم نواز شریف صاحب نے پرائیویٹائزیشن کی تھی۔ ایم۔ سی۔ بی، صیب بینک اور پی۔ آئی۔ اے اور پاکستان سٹیل مل کراچی کو پرائیویٹائز کرنے کی بات نواز شریف اور پیپلز پارٹی کے دور میں کی گئی۔ اب ان کے پاس کوئی دلائل نہیں ہیں تو ان کو یہ باتیں یاد آگئی ہیں۔ اس ملک کے اندر پرائیویٹائزیشن کا concept میں نواز شریف نے introduce کر لیا تھا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہاں پر یہ بات نہیں کرنی چاہئے اور مخالفت کی سیاست نہیں کرنی چاہئے۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ لا، منسٹر صاحب اب آپ تحریک استحقاق کا جواب دیں۔

چودھری اعجاز احمد سہاں، جناب سپیکر! اسی ضمن میں میری معمولی سی بات ہے۔

جناب ذہنی سپیکر، پہلے لا، منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں پھر آپ کو موقع دوں گا۔

چودھری اعجاز احمد سہاں، جناب سپیکر! تھنڈ صدر وزیر آباد میرے حلقے رکھ بھردی میں حکمہ

نیل فون کے ملازم کے اہل فائدہ عزیز و اقارب کو آج صبح پکڑ کر ابھی تک تھنڈ صدر وزیر آباد میں بھاڑ رکھا ہے جبکہ ملازم نوکری سے بھاگ گیا ہے۔ فوج اور پولیس اس کے پیچھے ہے لیکن وہ

نہیں مل رہا۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ وزیر قانون یہ یقین دہانی کرا دیں کہ ڈی۔ پی۔ او

گوبرنور اہل ایس۔ ایچ۔ او وزیر آباد اے۔ ایس۔ پی وزیر آباد کوئی تادیبی کارروائی نہیں کریں

گے۔ میری اطلاع یہ ہے کہ پولیس والے ان کے خلاف کارروائی کر کے ڈی۔ پی۔ او سے کہہ رہے

ہیں کہ ان کے باقی سب عزیزوں کو بھی گرفتار کیا جائے۔ لہذا اس کی یقین دہانی کرا دیں کہ اس

کے عزیز و اقارب کو تنگ نہیں کیا جانے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی، لاہ منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! تحریک استحقاق نمبر 28 جو ڈاکٹر نذیر احمد منصور ذکر صاحب کی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایسی ایسی مجھے موصول ہوئی ہے۔ میں اس کا جواب لے لیتا ہوں اس کے بعد میں گزارش کروں گا لہذا مہربانی فرما کر اسے کل یا پھر 18 تاریخ تک کے لئے pending کر دیں۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! ایک معزز ایم۔ پی۔ اے یہ بات کہہ رہا ہے کہ پولیس نے مجھے تشدد کا نشانہ بنایا اور پھر سرٹیفکیٹ بھی لن کے پاس موجود ہے۔ میں ایوان میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ اگر راجہ بشارت چاہیں تو ایسی معزز ممبر کے کیزے اٹھا کے اس کے جسم پر تشدد کے نشانات دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد کون سی بات باقی رہ جاتی ہے۔ لہذا اسے admit کیا جانے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق کو oppose نہیں کیا اور معزز ممبر یہ جانتے ہیں کہ جب کسی ممبر کے استحقاق کا معاملہ آنے میرے خیال میں سب سے lenient view لینے والا شخص میں ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کم از کم ہمیں پہلے اس کا proper procedure adopt کر لینا چاہئے۔ [جواب آنے اور جواب آنے کے بعد اگر کسی کے illegal action کو میں نے defend کیا تو پھر آپ مجھ سے گلہ کر سکتے ہیں۔ کم از کم آپ مجھے اس کا جواب تو لے لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، منصور ذکر صاحب کی بات کو کوئی رد نہیں کر رہا اور نہ ہی اس تحریک کو dispose of کیا جا رہا ہے۔ اس پر عمل ہوگا وہ کہتے ہیں کہ مجھے صرف ایک دن اور دے دیں۔

It will be done

ڈاکٹر نذیر احمد منٹو ڈوگر، ٹیک ہے کل تک کے لئے pending کر دیں۔  
جناب ذہنی سپیکر، کل تک کے لئے اس تحریک استحقاق کو منظوری کرتے ہیں۔ دوسری بات  
جو سناں صاحب کہہ رہے تھے اس کا جواب نہیں آیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! مجھے ان کی بات کی سمجھ نہیں آئی وہ میرے پاس  
تشریف لے آئیں یا میں ان کے پاس حاضر ہو جاتا ہوں۔ میں ابھی ان سے تفصیل لے لیتا ہوں۔  
جناب ذہنی سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین کے عزیز و اقارب کو  
گرفار کیا جا رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں ابھی ان سے تفصیل لے لیتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میں عرض کر دیتا ہوں کہ پنجاب کے اندر رہنے  
پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین ہیں پنجاب پولیس ان کے عزیز و اقارب کو پریشان کرنے کے  
لئے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہی ہے، دھمکیاں دے رہی ہے۔ ان کے گھروں پر چھاپے  
مارے جا رہے ہیں۔ ہم حکومت پنجاب سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پی۔ٹی۔سی۔ ایل کے ملازمین  
کے کسی رشتہ دار، بھائی، بھتیجے، چچا کو پریشان نہ کیا جائے اور نہ ان کے خلاف کوئی غلط  
کارروائی کی جائے اور نہ ہی انہیں گرفتار کیا جائے۔ اس بات کی حکومت پنجاب یقین دہانی  
کروانے۔ across the board یہ یقین دہانی کروا دیں کہ کسی کے خلاف کوئی کارروائی  
نہیں ہو گی اس سے غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔

رانا آفتاب احمد خان، اینٹل دے دس وچ ای نہیں۔

جناب ذہنی سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اگر کوئی specific instance ہے تو میرے بھائی بتائیں کہ

کسی کے اہل فائدہ سے کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اس سلسلے میں بات کرنے کے لئے تیار ہوں۔  
چودھری اعجاز احمد سال، جناب والا! یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ زیادتی ہوتی ہے۔  
وزیر قانون و پارلیمانی امور، تو آپ بتائیں میں نے یہی گزارش کی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سال، جناب والا! کانسٹیبل اسے۔ ایس۔ پی وزیر آباد اور ڈی۔ پی۔ او۔  
گوجرانوالہ نے کیا اسے کہ اس کانسٹیبل نوں arrest کیتا جانے اور اس کانسٹیبل نوں آکھیا اسے  
کہ تون اپنے بھرانوں پیش کر۔ ڈی۔ پی۔ او گوجرانوالہ تے اسے۔ ایس۔ پی گوجرانوالہ نوں آکھو  
کہ اس کانسٹیبل دے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہ کیتی جائے۔

جناب ذہنی سپیکر، سال صاحب وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ان کو مل لیں۔ جن کے بارے میں  
آپ فرما رہے ہیں ان کو بتادیں وہ معلومات حاصل کر لیں گے اور ایسا نہیں ہوگا۔

## سرکاری کارروائی

### بحث

سالانہ بحث بابت سال 2005-06 پر عام بحث

----(جاری)

جناب ذہنی سپیکر، اب بحث پر تقریریں ہوتی ہیں اور جن صاحبان نے اپنے نام دیئے ہیں وہ  
مہربانی کر کے اپنی تقریریں دے دیں تاکہ ان کا نام بھی include کیا جائے۔ سب سے پہلے  
سپیکر چودھری جاوید احمد صاحب ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! اگر اجازت ہو تو؟

جناب ذہنی سپیکر، تقریر کر لینے دیں ابھی ناٹم دیتا ہوں۔ چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد، جناب والا! میں نے کل کے لئے گزارش کی ہوتی ہے۔

جناب ذہنی سپیکر، ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، احوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

ایڈوں غربت دے مدے نصیبیاں ڈھن  
اوڈوں فرقت دی سانول سزا ڈے گیا  
کوئی بچھے تا با بے مہا بے کووں  
بخت کیا ڈیوں با تے کیا ڈے گیا  
پاز مجبور با اپنی ظرت کووں  
میوں ساون وی تتی ہوا ڈے گیا

جناب سیکر! میں حکومت پنجاب کو اتنا heavy budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک تازہ جی بخت پنجاب اسمبلی میں پیش کیا ہے اور خاص طور پر 57 ارب روپے جو ڈیٹمنٹ کے لئے رکھے ہیں جس کی پاکستان بننے سے لے کر آج کے دن تک کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ ایک تازہ جی بخت ہے اور اس ڈیٹمنٹ کی طرف جتنی توجہ جناب پرویز الہی صاحب اور جناب وزیر خزانہ نے دی ہے اور خاص طور پر سلیمن صدیقی اور سبطین فضل حلیم جنہوں نے یہ بخت بنایا ہے ان کی اس میں جتنی شجقت اور مہربانی ہے یقیناً پنجاب کے عوام کے لئے یہ ایک یادگار بخت ثابت ہوگا۔

جناب سیکر! جب ہم اس بخت کا جائزہ لیں گے تو اس کے اندر کچھ خامیاں بھی ہوں گی کیونکہ یہ کوئی آسانی کتاب تو ہے نہیں، یہ بخت بھی انسانوں نے بنایا ہے۔ ہمارے سامنے یہ کتاب اس لئے رکھی گئی ہے کہ ہم اس کو پڑھیں اس کا مطالعہ کریں اور اس میں جو اچھائیاں ہوں ان کی تعریف کرنے میں کسی سخل سے کام نہ لیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر بخت میں کوئی اچھائیاں ہیں تو میرا پونکھ ایوزیشن سے تعلق ہے اس لئے میری ڈیوٹی میں حاصل ہے کہ میں نے ہر حال میں وزیر اعلیٰ کی برائی کرنی ہے مسلم لیگ کی برائی کرنی ہے وزیر خزانہ کی بھی برائی کرنی ہے اور اس میں کیڑے نکالنے ہیں۔ یہ میرے فرائض میں حاصل نہیں ہے اور اگر اس میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں جیسا کہ میں نے سطلے کہا کہ یہ ایک انسانی بخت ہے انسانوں نے بنایا ہے اور اگر اس میں کوئی کوتاہی رہ گئی ہے کوئی خامی رہ گئی ہے تو بھی میرا

یہ فرض بنتا ہے کہ میں اپنے نظر نظر سے اس کو point out کروں اس کو highlight کروں اور یقیناً اس پر مکران ان غامیوں کو بھی اسی نظر سے دیکھیں جس طرح انہوں نے میری تعریف کو اچھے انداز میں receive کیا ہے۔ اگر میں کوئی غامیوں میں بیان کروں گا اور دلائل کے ساتھ document اور figure کے ساتھ اور figure بھی وی جو انہوں نے اس کتاب میں لکھے ہیں۔ تو میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس پر بہ دردانہ غور کریں گے اور اس کو ایسے ایک بے کار آدمی کی صدا سمجھ کر نہیں پھینک دیں گے۔ میں اعداد و شمار اور حقائق بیان کرنے سے پہلے صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اس وقت کے سیاسی حالات اتنے سازگار نہیں ہیں کہ ہم کوئی نیا سیاسی issue اپنے غلام کی خاطر کھڑا کر کے پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک منفی حربہ ہوگا اور منفی سیاست ہوگی اور میں اس حق میں نہیں ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم اور مقامی لوگوں کا سندھ میں بھی ایک مسئلہ ہے۔ بلوچستان کے اندر بھی issues آپ کے سامنے کھڑے ہونے ہیں۔ سرحد میں بھی سختوںستان اور دوسرے معاملات چل رہے ہیں لیکن میں یہ نہیں چاہوں گا کہ ہمارے علاقے ملتان بہاولپور ذیرہ خانہ ڈویژنوں میں "اسل قیدی" تحت لاہور دے "یا" جاگ سرائیکی جاگ" یا علیحدہ صوبے کے نعرے گونج رہے ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میکوں	آکھ	نہ	بخ	دریانی
میں	تسی	میڈی	روی	تسی
میکوں	آکھ	نہ	بخ	دریانی

یعنی وہ کہتے ہیں کہ مجھے بخ آبی نہ کہ۔ اور اسل قیدی تحت لاہور دے کسی کھوکے پر بیٹھنے والے نے نہیں کہا بلکہ ہائی کورٹ ہا کے باہر آج سے کچھ عرصہ قبل چھ بیٹھنے تک ایک بیٹھ لگا رہا ہے جو ہائی کورٹ ہا ایسوسی ایشن کی طرف سے تھا جو پڑے لکھے لوگوں کی طرف سے تھا۔ جناب والا! اسی طرح شاعر کہہ رہے ہیں،

ساڈے نہ تے جندرے میر دے  
تے ساڈے ہتھ کڑیاں وچ بند

میں پچھلے دنوں دیکھ رہا تھا کہ ڈاکٹر شاہ مسعود جو ARY چینل پر ٹیلی ویشن پروگرام پیش کرتے ہیں انہوں نے ملتان میں پورے دو دن ایک پروگرام کیا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں یہ چیزیں exploit کر کے یا منہی سیاست کو اچھال کر کوئی اپنا benefit حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ نہ ہی اس میں میرا کوئی فائدہ ہے، نہ ہی اس سے پاکستان کا کوئی فائدہ ہے، نہ ہی اس سے پیپلز پارٹی کو کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی اس سے مسلم لیگ کا کوئی فائدہ ہے۔ میں نے جب بھی کبھی یہ بات کی ہے تو میری بات کو انہوں نے اس انداز میں لیا ہے کہ جیسے شاید میں نفرتیں بڑھا کر یا exploit کر کے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! میں نے اس بات کے بدلے میں یہ قربانی بھی دی ہے کہ دو سال ہو گئے ہیں اور انہوں نے میرے ڈومینٹ کے فکڑ بھی روک دیئے ہیں جس کے لئے میں اپنے issue سے غصے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ خیر وہ ایک علیحدہ بات ہے میں یہ چاہ رہا ہوں کہ جتنی باتیں میں اب کروں گا یا تجاویز دوں گا اس کا نقطہ نظر main یہ ہو گا کہ ہم نے پاکستان کو مضبوط کرنا ہے اور اس قسم کے متنازعہ issues کو ہم نے ختم کرنا ہے کیونکہ یہ دیس بڑا پیارا ہے اور میرے جذبات یہ ہیں کہ

دعا کرو کہ سرشت بہار زندہ رہے

کھوں کی باتیں مہمن کا نکھار زندہ رہے

ہزار بار میں بیوند خاک ہو جاؤں

میرا وطن میرے پروردگار زندہ رہے

(نعرہ ہانپنے تحسین)

تو وطن کی عظمت ہمیں ہر حال میں بہت عزیز ہے۔ صرف ایک بات میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ماں کے دو بچے ہیں صبح ایک بچے کو پرانے کے ساتھ 'انڈے کے ساتھ بہترین ناشتہ تیار کر کے بھیجا ہے۔ شام کو وہ واپس آیا ہے تو دوسرا بچہ جو بھوکا بیٹھا ہوا تھا اب اس انتظار میں تھا کہ اب رات کو ماں مجھے روٹی دے گی۔ جب رات ہو گئی تو پھر بھی اس نے دوسری روٹی پکا کر اُس پہلے بیٹے کو دے دی۔ بھوکا بیٹھا بولا کہ اہل میں تو صبح سے بھوکا

ہوں آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ تو وہ کہتی ہے کہ "تیکوں اپنا ہمارا رونی کمانڈا چکا نہیں گدا" جناب چکا گدا ہے۔ اگر یہاں لاہور میں فوارے بن رہے ہیں اگر تین تین مہینوں میں لاہور میں اہوں روپے کے انڈ پاس مکمل ہو رہے ہیں اور اگر 2 ہزار تین روپے سے لاہور کی ایک ring road بن رہی ہے تو ہمیں اچھی لگتی ہے۔ اگر قدم قدم پر ہمیں یہاں فوارے اور باغات نظر آتے ہیں تو ہمیں بہت پیارے لگتے ہیں۔ ہم جب مال روڈ پر جاتے ہوئے نہر والی سڑک سے گزرتے ہیں اور چیف منسٹر کے گھر سے پہلے درمیان میں ایک ٹکڑا آتا ہے جس میں balump بھی ہوتی ہے، باغات بھی ہوتے ہیں، فوارے بھی ہوتے ہیں، کشتیاں بھی ہوتی ہیں یہ ہمیں اچھے لگتے ہیں ہمارا صوبہ ہے، ہمارا شہر ہے، ہمیں اس جنت سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میں جو تجاویز دینے کے لئے جا رہا ہوں انہیں خدا کے واسطے تھب کی نظر سے دیکھنے کی بجائے آپ انہیں مثبت نظر سے دیکھیں اور میں جو figures دوں گا انہیں note کریں اور اس کا جائزہ لیں اگر میں نے درست کہا ہے تو مہربانی فرمائیں اس پر توجہ کریں اور اگر میں نے غلط کہا ہے تو آپ انہیں مسترد کر دیں۔

جناب والا! ہمارے ہاں ادھر محرومی کی آواز میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اقدار میں ہمارا proper حصہ نہیں ہے ہم اسے ابھی دیکھ لیتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ نہیں، اقدار میں ہمارا پورا حصہ ہے کہ حسنین دریشک صاحب کو وزیر خزانہ بنایا ہوا ہے اور وہ کیا کریں؟ انہوں نے کہا کہ جناب! 1977 سے لے کر آج 2005 آ گیا ہے آپ ان 28 برس کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ان 28 برسوں کے دوران صرف 3 سال کے لئے محدود سہولت قرضی کو گورنر بنایا گیا تھا وہ بھی میاں نواز شریف کا clocted دور تھا اور وہ لاہور سے تعلق رکھنے والے چیف منسٹر تھے۔ اس کے بعد چند دن کے لئے کھوسہ صاحب گورنر بنے۔ 28 برس کے دوران سوائے سواتین سال کے period کے جنوبی پنجاب کے ان تین divisions سے کوئی گورنر نہیں بن سکا۔ ان 25 سالوں میں upper Punjab سے ہی تعلق رکھنے والے گورنر بنتے آئے ہیں۔ میں نے کہا کہ چیف منسٹر تو آپ کو دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 28 برس میں کسی ایک چیف منسٹر کا نام دے دیں۔ میں نے کہا غلام حیدر واٹس کو دیا نہیں ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ انہیں جنت



میں جگہ دے آپ کو تو معلوم ہے وہ اپنے دور میں ملتان سے لے کر جنوں تک سڑک ہی نہیں بنوا سکے تھے تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ملان بھی لیا جائے تو بھی ان 28 برسوں کے دوران صرف تین سو تین سال کی آپ کو گورنری ملتی ہے اور اڑھائی تین سال کی آپ کو چیف منسٹری ملتی ہے اور 25 سال تک یہ سارا اقتدار کسی اور کے پاس رہا ہے۔

جناب والا! خوش قسمتی کی بات ہے کہ اس وقت اتفاق سے چیف منسٹر بھی تشریف لے آئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ان کی موجودگی سے ایک فائدہ حاصل کیا ہے آپ کو معلوم ہوگا کہ ملتان کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹ کی 150 نوکریاں تھیں اور ان کے انٹرویو لاہور میں ہونے لگے۔ میں نے ان کے سامنے یہ عرض کی تھی کہ نوکریاں ملتان کے ہسپتال کی ہیں اور انٹرویو لاہور میں ہو رہے ہیں، کیا کبھی گجرات والوں کے انٹرویو ذریعہ غازی خان میں ہونے لگے؟ خیر! انہوں نے سرہانی کی، اس وقت وہ cancel کئے اور ان کے انٹرویو وہیں سے ہونے اور ملتان کے لوگوں کو وہاں پر نوکریاں ملیں جس کے لئے میں نے ان کے اچھے اقدام کی اس وقت بھی تعریف کی تھی اور آج بھی ان کے سامنے کرتا ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب والا! اقتدار کی صورتحال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے اسی طرح اگر آپ موجودہ دور میں وزارتوں کا کونا دیکھ لیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے 80 ایم۔ پی۔ ایز لے لیں تو ان میں سے صرف 4 ہیں جنہیں منگھے لے ہیں۔ باقی 3/4 کو مشیر بنایا گیا ہے جبکہ upper Punjab سے تعلق رکھنے والے 80 ایم۔ پی۔ ایز آپ لیتے ہیں تو ان میں سے ہر دوسرا ایم۔ پی۔ اے وزیر ہے یا Advisor to the Chief Minister, with the status

of the minister enjoy کر رہا ہے۔ میں آپ کو اس کی واضح مثال دیتا ہوں کہ ضلع کو دھراں سے کوئی وزیر نہیں ہے، ضلع وہاڑی سے کوئی محکمہ رکھنے والا وزیر نہیں ہے، یہ سے تعلق رکھنے والا کوئی وزیر نہیں ہے، ذریعہ غازی خان سے تعلق رکھنے والا کوئی وزیر نہیں ہے اور بسا اہل پور سے کوئی وزیر نہیں ہے۔ (قطع کلامیں)

اچھا وزیر میں نے تو نہیں بننا میرا تعلق تو ایوزیشن سے ہے۔ میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ وزیر بننے کا کیا فائدہ ہوتا ہے؟ وزیر بننے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جیسے آپ نے ہمارے ہارون سلطان کو وزیر بنایا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ میں بچت بڑھ رہا تھا تو اہل ضلعوں پر مشتمل کسٹن نام سے ایک تنظیم بنائی گئی ہے اس میں مظفر گڑھ بھی شامل ہے جہاں سے 600 سے زائد اداروں نے استفادہ حاصل کیا ہے۔ اچھی بات ہے وزیر بنے ہیں تو کم از کم اپنے ضلع کا خیال رکھا ہے۔ یہاں پر نوانی صاحب نہیں بیٹھے وہ جیل خانہ جات کے وزیر بنے ہیں تو بھکر اور یہ میں جیل خانہ گئی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر حسین جہانیں وزیر بنے ہیں تو چار پانچ اضلاع میں literacy کے مراکز جانے گئے ہیں جن میں سے انہوں نے نیک وزیر، غازی خان اور ایک غازیوال میں دیا ہے۔ میں اس بات سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ کسی ضلع سے جب کوئی منسٹر لیا جانے کا تو اپنے ٹکے کے حوالے سے جب وہ پنجاب کی تفریح و تہذیب کے بارے میں سوچے گا تو اس میں یقیناً وہ اپنے ضلع کی کچھ نہ کچھ بہتری اور بھلا کر جانے گا۔ جمعیل دھرمی میں نے کہا تھا کہ میں جو غامیوں گوارا ہوں اس سے میرا مقصد (ق) لیگ کو بدنام کرنا نہیں ہے یا پرویز امینی یا حسین دریشک کو بدنام کر کے مجھے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ میں یہ ساری غامیوں point out کر کے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اگر آپ نے یہ غامیوں دور کر دیں اور ہماری طرف جو احساس محرومی بڑھ رہا ہے اگر آپ نے یہ اقدامات کر کے اسے ختم کر دیا تو اگلے ایکن میں سب سے زیادہ مشکل تو مجھے ہوگی کیونکہ ان کا نامزد کردہ candidate مجھے شکست دے دے گا کیونکہ میرے پاس تو کہنے کے لئے کچھ ہوگا ہی نہیں لیکن اس کے پاس کہنے کے لئے سب کچھ ہوگا کیونکہ سب کچھ تو (ق) لیگ نے انہیں دے دیا ہوگا تو میں بڑی نیک نیتی اور اہمائی ایامداری کے ساتھ اپنی suggestions شروع کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تعلیم کے لئے 9۔10 ارب 20 کروڑ روپے رکھے ہیں یہ ایک بہت عالی شان اقدام ہے کہ انہوں نے تعلیم کی جانب خصوصی توجہ دی ہے۔ اس پر حکومت پنجاب کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے لیکن میں ایک دو گزارشات کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے Upgradation of Schools جب راولپنڈی کی بادی آئی تو 19 سکول

upgrade ہو رہے ہیں، فیصل آباد کی باری آئی تو 20 سکول upgrade ہو رہے ہیں اور جب ملتان کی باری آئی تو ایک سکول upgrade ہو رہا ہے وہ بھی 5/MR میں یہاں میرے وزیر خزانہ بیٹھے ہیں جب راجن پور کی باری آئی تو ایک سکول upgrade ہو رہا ہے۔ جب ضلع ڈی۔جی۔غان کی باری آئی تو دو سکول upgrade ہو رہے ہیں۔ تو کئے کا مقصد یہ ہے کہ راولپنڈی میں already تعلیم کی ratio زیادہ ہے، آپ کو ترجیحات بدلتی ہوں گی کہ جہاں پر ضرورت زیادہ ہے، جہاں مستحقین زیادہ ہیں، جہاں literacy rate بہت کم ہے۔ آپ اس کو میاں بنا کر فنڈ تقسیم کریں گے تو یقیناً اس میں آپ کی نیک نامی بھی ہوگی اور آپ کا جہلا بھی ہوگا اور آپ کا بول بالا بھی ہوگا۔

جناب سپیکر اسی طرح آپ بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کی طرف آجائیں اسے ایک روپیہ نہیں دیا۔ اسلامیہ یونیورسٹی کو ایک روپیہ نہیں دیا۔ یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور کو 1141 ملین روپے دیتے ہیں۔ میں تو اسی کتاب سے لکھ کر لیا ہوں میرے پاس تو کوئی اور source نہیں جہاں سے میں یہ لکھوں۔ جب جہولہ پنجاب کی دو یونیورسٹیوں کی بات آتی ہے تو ایک روپیہ ہی نہیں دیتے اور جب یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور کی بات آتی ہے تو 1141 ملین روپے دے دیتے ہیں۔ یہ تعلیم کی بات ہے۔

جناب والا میں محکمہ صحت کو لے لیتا ہوں۔ ایک میں کوئی طبی ہو گئی ہوگی یا کوئی کمی رہ گئی ہوگی، کوئی ایسی بات نہیں۔ ہم ہمد نہیں کرتے۔ آپ صحت کو دیکھ لیں۔ صحت کا بجٹ بھی موجودہ حکومت نے اتنا اچھا بنایا ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ واقعی اس سے پنجاب کے عوام کو طبی سہولتوں میں اضافہ ہوگا۔ چونکہ میرا تعلق ملتان سے ہے اس لئے صحت پر تنقید کرنا میرے لئے سب سے مشکل ہے لیکن میں ایماہداری سے ایسا گریبان کھول کر یہ بات کروں گا کہ میرے لئے سب سے مشکل یہ ہے کہ 50 سالوں میں ہمیں کوئی اسپتال نہیں ملا تھا، وہاں پر چیف منسٹر پنجاب نے بہت مہربانی کرتے ہوئے 50 سالوں میں پہلی مرتبہ منسٹر اسپتال کے بعد مہربانی کی اور کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ دیا لیکن اب ملاحظہ فرمائیں۔ اگر ایک ارب کی لاگت سے کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ ملتان دیا گیا اور چار مرتبہ چیف منسٹر صاحب نے یہ کہا کہ میں نے ایک

ارب کی لاگت سے ملتان میں وہ ہسپتال دیا ہے تو آپ یہ دیکھیں کہ ایک سال ختم ہو گیا ہے اس پر صرف 31 فیصد کام ہوا ہے، اگلے مالی سال میں بھی 31 فیصد ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ایک ارب کا project 1 سالوں میں مکمل ہوگا جب کہ دوسری طرف انہوں نے اس کے مقابلے میں فیصل آباد اور وزیر آباد میں بھی اعلان کر دیا ہے۔ میری request یہ ہے کہ اگر وہ بار بار اعلان کر کے اپنی نیک نامی کا بھی پتکے ہیں تو کم از کم اتنی تو مہربانی کریں کہ 31 فیصد پچھلے سال 31 فیصد اس سال تو پتا نہیں وہ کب مکمل ہوگا لہذا اس بحث میں پورے پیسے دے کر اسے جلد از جلد complete کرنے کے احکامات جاری کریں۔

جناب سیکرٹری! دوسری چیز یہ ہے اور آپ سن کر حیران ہوں گے کہ انہوں نے burn unit کا اعلان بہت پہلے کر دیا تھا جس کا پچھلے بجٹ میں بھی ذکر تھا۔ اس کتاب کے اندر بھی لکھا ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کا سنگ بنیاد نہیں رکھا گیا اور پورا سال گزرنے کے باوجود اس پر ایک فیصد بھی کام نہیں ہوا۔ چیف منسٹر صاحب اور دیگر حکومتی ممبران کے اخباروں میں کئی مرتبہ اعلان بھی آپکے ہیں کہ ہم نے ملتان کو burn unit دے دیا۔ جناب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس پر ایک percent بھی کام نہیں ہوا۔ ویسے بھی practically انہوں نے ابھی تک ملتان میں اس burn unit کی جگہ ہی decide نہیں کی اور مالی سال ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے فرمایا کہ میں نے نرسنگ کالج دے دیا ہے۔ پرسوں میں اخبار میں پڑھ رہا تھا تو مجھے انتہائی افسوس ہوا کہ ملتان کو نرسنگ کالج چیف منسٹر اور حکومت پنجاب نے دیا ہے لیکن کتنے ظلم کی بات ہے کہ اس کے افتتاح کے لئے معمولی حکومت کے ہوتے ہوئے بھی گورنر کا نذر صاحب کو بلایا جا رہا ہے جو میرے لئے بڑی شرم کی بات تھی۔

جناب والا! اسی طرح انہوں نے emergency ward کے لئے پیسے دیئے لیکن اس پر بھی 50 فیصد کام مکمل نہیں ہو سکا۔ میں آپ کو لاہور کی ایک مثال دے کر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ ملتان کے بہت بڑے مختصر ہسپتال کے لئے صرف 500 ملین روپے دیئے گئے ہیں لیکن جب لاہور کی باری آئی ہے تو لاہور کے 5/6 ہسپتالوں کو 3000 ملین روپے دیئے گئے ہیں، لاہور کے ہسپتالوں کو جن میں 638 ملین روپے سروسز ہسپتال کے لئے 373

ملین روپے جناح ہسپتال کے لئے، 547 ملین روپے جنرل ہسپتال کے لئے، 246 ملین روپے گنگا رام ہسپتال کے لئے، کنگ ایڈورڈ کے ساتھ ملحقہ ہسپتال کے لئے 780 ملین روپے اور میو ہسپتال کے لئے 586 ملین روپے دینے گئے ہیں، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کو جو دینے گئے ہیں وہ علیحدہ ہیں اور جو چلڈرن ہسپتال کو دینے گئے ہیں وہ علیحدہ ہیں اور پورے جنوبی پنجاب کے دو بڑے ہسپتالوں کے بارے میں آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ کئی سو فیصد صحت کا بجٹ بڑھایا گیا ہے لیکن بہاولپور و کٹوریہ ہسپتال کا بجٹ پچھلے سال 111 ملین روپے تھا اس کو کم کر کے 409 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔ یہ ساری باتیں کرنے کا میرا مقصد ہے کہ آپ لاہور کو ضرور دیں۔ مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن کم از کم ضرورت اور آبادی کے مطابق اس طرف بھی توجہ کریں اور کوئی نہ کوئی تموزا سا انصاف اس طرف بھی کر دیں۔

جناب والا! آپ سپورٹس کی چھوٹی سی مثال دیکھ لیں کہ جلاپور پیر والا میں چونکہ رانا قاسم نون وزیر بنے ہیں تو ادھر انھوں نے 20 ملین روپے سے سنڈیم جانے کا اس میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی 20 ملین روپے سے جلاپور پیر والا میں سنڈیم بنے گا اور 1600 ملین روپے سے لاہور میں ایک اور سنڈیم بنایا جا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی تو توازن ہو ایک طرف 20 ملین روپے اور دوسری طرف 1600 ملین ہے۔ اس کے علاوہ 3 ملین روپے واہزی میں بیڈمنٹن کے کورٹ بنانے کے لئے دیا ہے کہ چلو واہزی والا! آپ راضی ہو جاؤ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تموزا سا پیش کریں۔

آرٹ اینڈ کچر میں انھوں نے آرٹ اور لیٹنگ کیج کا ایک ادارہ بنایا ہے۔ اس میں یہ پنجابی کو promote کر رہے ہیں۔ پنجابی ہمارے صوبے کی زبان ہے، ہمارے دوستوں کی زبان ہے، ہماری ہمنوں اور بھائیوں کی زبان ہے۔ جن سے ہم پیدا کرتے ہیں یہ ان کی زبان ہے۔ ہمیں بست پیاری ہے لیکن کوئی ازحافی تین یا ساڑھے تین کروڑ لوگ سرانٹیک ہی بولتے ہیں۔ اگر لیٹنگ اور آرٹ کا ادارہ جاتے وقت آپ کسی ایک سرانٹیک ممبر کو بھی اس کا ممبر بنا دیتے تو آپ کی شان میں تو کوئی کمی نہیں آتی تھی بلکہ آپ ہی کا بول بالا ہوتا لیکن آپ نے یکسر نظر انداز کیا اور کسی سرانٹیک کو آپ نے اس میں شامل نہیں کیا اور

نہی یہ کہا ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی میں سرانٹگی کے ایک ادارے کو ہم promote کریں گے۔ یہ مناسب طریقہ نہیں ہے۔ سرانٹگی بھی ایک قدسی زبان ہے، قدسی محافت ہے۔ آرٹ اینڈ گھبر میں اس کو promote کرنے اور اس پر توجہ دینے کی حدید ضرورت ہے۔ میں آپ کو آرٹ اینڈ گھبر کے قوزے سے امداد و شمار سنا دیتا ہوں۔ آپ سن کر بڑے حیران ہوں گے کہ جب آرٹ اینڈ گھبر کی بات آتی ہے تو انھوں نے جنوبی پنجاب کے لئے ایک صادق آرٹ گیلری، بہاولپور کو 60 ملین روپے کے قریب دیا ہے لیکن آپ دکھیں کہ 120 ملین روپے گجرات میں آرٹ کو promote کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ گجرات میں کون سا آرٹ اور گھبر تھا جس کو انھوں نے promote کرنا تھا۔ چلو لاہور میں تو شالدار باغ کو دیا ہے، لاہور میں میوزیم کو دیا ہے، لاہور میں قلعے کو دیا ہے اور لاہور میں کئی چیزوں کو دیا ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ محافت کامرکز ہے۔ اگر اس طرف دے دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کم از کم تھوڑا سا آرٹ اینڈ گھبر کی طرف توجہ دیں۔

جناب سیکریٹری! میں low cost housing Scheme کی بات کرتا ہوں۔ چلیے تو یہ تھا کہ جہاں ہماہد گی ہے وہاں low cost housing Scheme ہو لیکن صورتحال یہ ہے کہ ریٹلہ خورد میں دو کروڑ روپے سے، مری میں اٹھائی کروڑ روپے سے، ننکانہ صاحب میں ایک کروڑ روپے سے اور یہ میں تیس لاکھ روپے سے، انک میں چار کروڑ 36 لاکھ روپے سے اور جھلم میں تین کروڑ 14 لاکھ روپے سے ہے۔ آپ نے اہ پنجاب میں کروڑوں روپوں کا سا اور جب یہ کی باری آئی تو صرف تیس لاکھ روپے۔ ہڈا کے واسطے low cost housing Scheme کا اصل حق بن لوگوں کا ہے جہاں پر طربت ہے۔ جہاں پر طرب لوگ رستے ہیں۔ وہاں آپ تیس لاکھ سے سکیم جانا چاہتے ہیں۔ یہ غیر منصفانہ ہے، اس کو تھوڑا سا بہتر کریں۔

جناب سیکریٹری! آخر میں، میں صرف ایک گزارش کروں گا کہ کوئی اہمی تجویز بھی دینی چلیے۔ وزیر اعلیٰ صاحب اتفاق سے بیٹھے ہیں ملتان میں نیشنل ہسپتال 50/55 سال پرانا ہے۔ اس سے ٹھخہ ایک ڈسٹرکٹ جیل جو تقریباً ایک مربع زمین پر ہے۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی

تجویز دی تھی اور اب بھی میری عرض یہ ہے کہ اس جگہ سے ڈسٹرکٹ جیل کو سنٹرل جیل میں منتقل کر دیا جائے کیونکہ سنٹرل جیل بھی شہر میں ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے سنٹرل جیل کے لئے پچھلے 12/13 سال سے زمین سٹی تل روڈ پر خریدی ہوئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس مرحلے پر صرف جیل فنانس کی مدد میں ملتان میں ایک نئی سنٹرل جیل کی تعمیر کی جائے جہاں زمین موجود ہے۔ یہ کوئی فنڈز مختص کر دیں۔ جب یہ جیل ادھر چلی جائے گی تو کینسر ہسپتال سے قریب جو آدھ مربع زمین ہے وہ اسے دے دی جائے۔ بے شک اس مالی سال میں نہ رکھیں، اگلے مالی سال میں رکھ دیں۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کروں اور آخری ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں کہ،

صدیوں سے گھیراؤ میں ہم تھے  
 ہمیں بچانے کوئی نہ آیا  
 کچھ دن ہم نے گھیرا ڈالا  
 ہر ظالم نے شور مچایا  
 پھر ہم نے زنجیریں پہنیں  
 ہر سو پھیلا چپ کا سایہ  
 پھر توڑیں گے ہم زنجیریں  
 ہر ب کو آزاد کریں گے  
 جان پہ اپنی کھیل کے پھر ہم  
 شہر و قبا آباد کریں گے

جناب ذہنی سپیکر، شکریہ۔ اگلے مقرر چودھری تنسیم ناصر صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی بڑی سیر حاصل گفتگو سنی۔ میں اہلپنی افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں صوبائی منافرت پھیلانے کی بات کی، سیاسی منافرت پھیلانے کی بات

کی ہے میں اس کی ذممت کرتا ہوں اور پورا جنوبی پنجاب ان کے اس رویے کی ذممت کرتا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ پچھلے اٹھائیس سال میں پاور شیئرنگ میں ہمیں صرف تین سال ایک گورنر محدود جلاوطنی فریٹی کے علاوہ کوئی ٹائمہ کی نہیں ملی۔ یوسف رضا گیلانی صاحب بھی سیکر رہے، وفاقی وزیر رہے، ہمیں حکومت میں شاہ محمود قریشی بھی وزیر رہے۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر وزیر اعلیٰ رہے۔ نواب عیادتی حسین قریشی وزیر اعلیٰ رہے۔ کسی نے جنوبی پنجاب کی محرومی دور نہیں کی۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر وزیر اعلیٰ رہے انھوں نے جنوبی پنجاب کے لئے کیا کیا؟ آج وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کو جی کرالیٹ جاتا ہے کہ ایک ارب روپے کا کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ دیا، برن یونٹ دیا، زنگ ہسپتال دیا۔

جناب سیکر! آج ملائیں کے عوام، جنوبی پنجاب کے عوام اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ احمد والا پتن دیا، احمد والا پتن دے کر کراچی اور پشاور کے درمیان 60 کلومیٹر کا سڑک کو کم کیا۔ ریمورٹ ایریا میں، جلاپور پیر والا میں سپورٹس سٹڈیم دیا، بیگ سکول دیا، ہاؤسنگ کالونی دی، ایجوکیشن کے حوالے سے کروڑوں روپے دینے میں اس بات کی ذممت کرتا ہوں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکر، جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سیکر! گزارش ہے کہ کل کے اجراءات کے اندر وزیر تعلیم کا یہ اعلان چھپا کہ پنجاب میں contract پر اساتذہ اور باقی ملازمین کو مستقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ بہت خوش آئند اعلان ہے۔ اس سے پہلے محترم وزیر اعلیٰ صاحب contract ڈاکٹروں کو مستقل کرنے کا اعلان کر چکے ہیں لیکن تاحل کسی تاریخ کا اعلان نہیں کیا گیا۔ آج قائد ایوان میں تشریف فرما ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ وہ باقاعدہ کسی تاریخ کا اعلان کر دیں کہ اس تاریخ سے contract ڈاکٹرز، ملازمین اور اساتذہ باضابطہ طور پر ریگولر کر دینے جائیں گے۔ اس سے ایک بڑا اچھا پیغام پنجاب کے عوام کو جانے گا۔

جناب ڈپٹی سیکر، جی، چودھری نسیم ناصر صاحب!



چودھری تسنیم ناصر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری! میں چودھری پرویز الہی صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب حسنین دریشک صاحب وزیر فنانس کو بہترین بخت پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں یہ گھنٹا ہوں کہ ہمارا جو دو تین سال کا دور گزرا ہے اس میں اپوزیشن کے بانیوں کا خصوصاً بخت والے دن رونق کر باہر جانا اور ہمارا ان کو پیار و محبت کے ساتھ منا کر لانا۔ میں ہمیشہ ان سے ایک اٹھا کرتا ہوں کہ خدارا! اس ملک کے لئے سوچئے، اپنی قوم کے لئے سوچئے، اس پنجاب کے لئے سوچئے۔ جن لوگوں نے آپ کو یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے۔

جناب سیکرٹری! ان کے پاس برواشت کا مادہ نہیں ہے۔ ان کو عوام کی تلخ نہیں چاہیے۔ یہ ضریب عوام کے متعلق نہیں سوچئے، بار بار ان کا رولہ کر جانا اس چیز کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ یہ عوامی فائدے نہیں ہیں۔ ایک ٹون کال پر عوام کی کسی بھی بھلائی کی خاطر یہاں پر رکنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں گھنٹا ہوں کہ یہ ہمارے قائد چودھری پرویز الہی صاحب کا یہ بڑا مل ہے کہ جو ان کے اور عوام کے لئے اچھا بخت اور ان کے لئے بہتر مستقبل سوچنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ گلے بگلے یہ دن نو دن ہمارے پاس آرہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھی تقریر کی ہے جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن بڑی دیر کر دی مہرباں آتے آتے میں گھنٹا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں جو تعلیمی میدان کے لئے بخت پیش ہوا ہے یہ عوام کی تلخ کے لئے ایک اچھا بخت ہے۔۔۔ (قطع کلامیں)

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، محترم! No cross talk آپ کو بعد میں موقع دیا جائے گا۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ آرڈر پیز۔ آرڈر پیز۔

چودھری تسنیم ناصر، جناب سیکرٹری! فری ایجوکیشن کے پروگرام کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ ایک عوامی بخت ہے اور خصوصی طور پر فری ٹیکس بخت اس لحاظ سے ہے کہ کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا۔ کسان قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ

ہماری گورنمنٹ نے جو یہ بجٹ پیش کیا ہے، یہ کسانوں کے لئے بہت اچھا بجٹ ہے، ان کو نئے ریٹیف دینے لگے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بیچر سے جتنی بھی آوازیں آئی ہیں یا آتی رہیں گی یہ اس کریڈٹ کے حامی ہی نہیں ہیں۔ یہ کسانوں کے متعلق، عوام کے متعلق نہیں سوچتے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہمیشہ دہنی اور بدہ والوں کی سوچتے ہیں۔ ہمارا اس عوام کے بارے میں سوچیں۔ میں بڑے فخر سے یہاں ایک بات کہوں گا کہ جمونے ٹیروں کا ٹور جو انہوں نے kick out کر کے باہر بٹھا دیا ہے یہ بھی چودھری پرویز الہی کو کریڈٹ جاتا ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے سلسلے میں جتنا بھی بجٹ دیا گیا ہے یہ بہت بڑا کریڈٹ ہے۔ لاہ اینڈ آرڈر کے حوالے سے میں ایک بات کہوں گا کہ نئی چوکیاں بن رہی ہیں۔ پولیس ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے وہ بھی ایک اچھے بجٹ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ ہر علاقے میں سکولوں کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے، کالجز بنانے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اچھے معاشرے کے لئے تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے اور جتنا بھی کریڈٹ ایجوکیشن کے لئے اس بجٹ میں مختص کیا ہے یہ بہت ہی ضروری ہے۔ میں اس چیز کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر پرائمری یا مڈل سکول تھے ان کو اپ گریڈ کر کے پائی کا درجہ دیا گیا ہے۔ جس طرح میرے بھائی ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ ان کے علاقے میں سکول کم ہیں۔ راولپنڈی اور لاہور میں سکول زیادہ ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر آبادی کا لحاظ بھی دیکھ لیں کہ وہاں پر کتنی آبادی ہے؛ میں ان سے یہی request کروں گا کہ آبادی کے تناسب کے لحاظ سے جتنے بھی سکول راولپنڈی اور لاہور میں اپ گریڈ کئے گئے ہیں یہ عوام کی بہتری کے لئے ہیں۔ یہ بار بار ساؤتھ پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ ہمارا کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی ہونا چاہئے کیونکہ ساؤتھ جو، نارٹھ جو یا ایسٹ ویسٹ جو، یہ پنجاب کے حصے ہیں اور ہمارے پورے پنجاب کی ایک مشترکہ اچھی سوج ہو اور اچھی ظلع کی خاطر سوجنا چاہئے۔ میری یہ بھی درخواست ہوگی کہ وزیر اعلیٰ نے صنعت کے لئے 22.1 ارب روپے مختص کئے ہیں اس لحاظ سے یہ صنعتی لوگوں کے لئے بھی بہتر ہے اور اس سے لوگوں کو نئے روزگار بھی ملیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کریڈٹ ہماری گورنمنٹ کو جاتا ہے۔

میری آخر میں صرف اور صرف میرے بھائیوں سے یہ اپیل ہوگی کہ خدا را! اس ملک کے سنے سوچنے، اس عوام کے سنے سوچنے۔ بار بار کہنے ہو کر interrupt کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی بات کریں to the point کریں یہ ہمارے سنے ہمارے سنے ہمارے سنے ہو گا۔ اگر ہم صحیح جگہ پر صحیح تنقید کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا ہم پر احسان ہے لیکن بار بار احتجاج کر کے واک آؤٹ کر جانا ان کو suit نہیں کرتا۔ میری اپوزیشن شیوں پر بیٹھے ہونے بھائیوں سے request ہے کہ خدا را! یہ ڈیپوکریسی کے سنے بہتر solution ہے کہ آپ اپنے ملنے کے عوام اور ان کی علاج و بہبود کے سنے سوچیں۔ پاکستان پانندہ ہاد۔

جناب ذہنی سپیکر، شکریہ۔ معززہ فرزانہ راجہ  
شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اگر پوائنٹ آف آرڈر میں پڑ جائیں گے تو پھر بحث تقاریر نہیں ہوں گی۔ بہت طویل لسٹ ہے پھر ہم debates کو cover نہیں کر سکتے۔ میری تمام دوستوں سے استدعا ہے کہ let's not get into the point of orders آپ نے جو کتنا ہے اپنی تقریر میں کہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر نہ بولیں کیونکہ بہت لمبی لسٹ ہے اور سب دوستوں نے بولنا ہے، نامم بہت تمھوڑا ہے اور کل آخری دن ہے۔ ہر بندے کا تقریر کرنے کا حق بنتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا کہ نامم بہت تمھوڑا ہے میں پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کرنے چاہئیں لیکن میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ ہمارے جو دوست فریڈری بنجر پر بیٹھے ہیں وہ اب یہ چاہ رہے ہیں کہ کسی طریقے سے کوئی نہ کوئی ایسی بات کر جائیں تاکہ کوئی بات ان کے منہ سے نکلے اور شاید کسی کو پسند آجائے۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ نے speeches کا سلسلہ شروع کروانا ہے تو بڑی اچھی بات ہے اور اس کو جاری کریں۔ انشاء اللہ ادھر سے کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا لیکن ادھر سے بھی سمجھائیں۔ ان کے ادھر سے جو جذبات ابھرنے والے ہیں وہ انشاء اللہ ہم بھی

سیں گے۔

جناب ذہنی سپیکر، دونوں طرف سے request کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر نہ کریں۔ جو آپ بت کر رہے ہیں وہ میں نے بھی محسوس کیا ہے اور میں یہ کہوں گا کہ اس وقت بجٹ speech ہو رہی ہے صرف بجٹ پر بات کریں۔ ادھر ادھر کی باتیں مت کریں جس سے احتمال یا بد مزگی پیدا ہو۔ پلزز بجٹ speech شروع کریں۔ محترمہ فرزانہ راجا!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی فرمائیے!

جناب مشتاق احمد (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں چودھری پرویز الہی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مرید کے کو تحصیل کا درجہ دے کر محام کا دیرینہ مطالبہ پورا کر دیا ہے اس کے لئے میں ان کا ٹکڑا گزارا ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی فرمائیے!

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جناب سپیکر! ہمیں کبھی بھی موقع نہیں ملا۔ آج وزیر اعلیٰ صاحب سامنے بیٹھے ہیں۔ میں ان سے ایک سوال پوچھنا چاہوں گی کہ آپ نے جو پڑے لکے پنجاب کا نعرہ لگایا ہے اور ہر وقت ٹی وی پر اس کی تشہیر ہو رہی ہے اور اس پر اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اگر آپ وہی پیسا سکولوں کی نلج اور ان کی بنیادی سہولیات پر لگائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ نے دیکھا کہ ٹی وی پر کبھی سٹی سکول اور کبھی بیکن ایوان کا اشتہار آتا ہے۔ لیکن لوگ اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں جو زیادہ اہم تعلیم دے رہے ہیں ان میں کیوں داخل کرواتے ہیں؟ صرف اس لئے نہیں کہ ان کی کوئی تشہیر نہیں ہوتی بلکہ اس لئے کہ وہیں پر پڑھائی اہم ہے ان کو بنیادی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اہم چھلے دنوں۔۔۔۔

جناب ذہنی سپیکر، محترمہ! آپ وزیر اعلیٰ صاحب کو خود مل لیں اور ان سے بت کر لیں۔ یہ کوئی question hour نہیں ہے۔ آپ ان سے مل کر اپنی گزارش کر دیں۔ I am not

allowing any point of order now.

جناب طاہر اختر ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب طاہر اختر ملک، شکرگاہ۔ جناب سپیکر! کیونکہ ایوان کا ماحول بڑا اجماعیہ گیا ہے۔ تمام ممبران وزیر اعلیٰ صاحب کا شکرگاہ ادا کر رہے ہیں۔ میں اس موقع سے کاغذہ اٹھاتے ہوئے اپنی طرف سے ان کا شکرگاہ ادا کرتا ہوں کہ تین سالوں میں میرا ڈومینٹ فنڈ بالکل بند ہے اور ان کے ہوتے ہوئے انشاء اللہ نہیں ملے گا۔ ان کا بہت بہت شکرگاہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم ہر سال بجٹ پر بت کرتے ہیں، ہر سال بجٹ کی تقریر فائن منسٹر کرتے ہیں۔ آج میرے ہاتھ میں بجٹ کی دونوں کاپیاں ہیں۔ پچھلے سال کی بجٹ تقریر بھی ہے اور اس سال کی بھی بجٹ تقریر ہے۔ اس میں ایک بہت اہم اور قابل ذکر بات جو میں یہاں mention کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ پچھلے سال اور اس سال کے بجٹ میں فرق یہ ہے کہ پچھلے دفعہ ہماری صاحبہ پر انٹرنیشنل اسٹوڈنٹس کمیونٹی کے منسٹر ہیں۔ ورنہ ان دونوں کتابوں میں سہانے خواب، سبز باغ، جھولی باتیں، عوام کو بھلانا اور بھولانا یہ تمام باتیں ایک جیسی ہیں اور جن باتوں سے عوام کو مکمل طور پر بھلایا نہیں جاسکا۔ اس میں سے چند باتیں اس دفعہ کی بجٹ تقریر میں بھی شامل کر دی گئی ہیں اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ اگلے سالوں میں ہمیں سے یہی باتیں اٹھا کر آگے move ہوتی رہیں گی۔

چودھری خضر الیاس ور ک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو باری دی جائے گی آپ اس وقت بت کر لیجئے گا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ابھی فیصلہ کیا ہے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوں گے اور تھاپہ کو جاری رکھا جائے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! کسی معزز رکن کو وقت دینے کے بعد ہماری طرف سے

کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرے گا۔ راجہ صاحب یقین دہانی کرا دیں کہ ادھر سے بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ یہ تعریف کرتے ہیں تو یہ سن کا حق ہے مگر جو تنقید کرتا ہے اس کو بھی برداشت کریں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اس سے زیادہ بہتری اور کیا ہو سکتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب آپ کی تنقید سننے کے لئے خود موجود ہیں اس سے زیادہ اور کیا جمہوریت ہو سکتی ہے؟ جی، محترمہ! محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سیکرٹری حکومت کا ایک دعویٰ بالکل سچ ہے وہ یہ کہ اس بجٹ سے عوام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا یقیناً وہ سچ کہتے ہیں کیونکہ یہ بجٹ عوام کے لئے ہے ہی نہیں یہ عوام کے لئے بنایا گیا ہے اس میں غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا چلا جانے کا جس کی ایک واضح زندہ مثال آج کی تازہ خبر ہے کہ آنے کی قیمت میں دس روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ابھی بجٹ implement بھی نہیں ہوا اور دس روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے عوام کو واقعی بہت اچھا تحفہ دیا گیا اور ان کی بات سچ ہے کہ عوام پر اس بجٹ کا کوئی اثر نہیں ہونا ہے۔

جناب سیکرٹری جس ملک کی اقتصادی ترقی کی عمارت اتنی کمزور ہو کہ ایک افواہ سے سٹاک مارکیٹ سینکڑوں پوائنٹ نیچے گر جاتی ہے اور ملکی معیشت کو بہت بڑا جھکا لگتا ہے۔ اس طرح کے حالات میں بجٹ اعداد و شمار سے نہیں بلکہ عوام کی فلاح سے بننا چاہئے۔ یہ جو موجودہ بجٹ ہے اس میں عام آدمی کو ریٹیف نہیں ملا۔ جس ملک میں جس صوبے میں ایک عام آدمی جس کی تنخواہ تین ہزار بڑھا دی گئی ہے اگر اس کے برابر اس کا مکان کا کرایہ ہو تو وہ آدمی تعلیم اور صحت کی سہولتوں کی کیا بات کرے گا؟ اگر ہم تعلیم کے سیکڑ میں آتے ہیں تو بہت بڑے اور بند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں لیکن بڑے افسوس سے یہ کسنا پڑتا ہے کہ چیف منسٹر "پڑھا لکھا پنجاب" کا بہت راگ الاپتے ہیں اور وہ یہاں پر تشریف فرما بھی ہیں۔ میں ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ ایک سروے کے مطابق 80 ہزار بچے آج بھی راہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے لئے کب سکول بنے گا کہ جس سکول میں وہ داخل ہوں گے اور پڑھیں گے اور اس ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکیں گے؟ اگر باہر کے فنڈز ملتے ہیں تو اس کا بہت بڑا حصہ تشریح پر خرچ کر دیا جاتا ہے اور پڑھا لکھا پنجاب کا ایک بہت بڑا اشتہار آتا ہے۔

جس اشتہار کے آدھے صفحہ پر وزیر اعلیٰ کی تصویر لگی ہوتی ہے، عوام کے لئے اس میں کوئی message نہیں ہوتا اور جو عوام کے لئے message دیا جاتا ہے وہ سمجھنا سنا سچے لکھا ہوتا ہے جو شاید کسی کو نظر بھی نہیں آتا اگر ہم وہ تشبیہ اپنی self projection کرنے کی بجائے، وہی پیسا سکول جانے میں لگائیں تو وہ 80 ہزار بچے جو سکول کے لئے بیٹھے ہونے ہیں اور دیکھ رہے ہیں ہم ان کو سکول کی عمارتیں دے سکتے ہیں۔ ایک اہلکار نے لکھا کہ یہ اشتہار بی۔بی۔سی اور fox news پر بھی چلے ہیں۔ ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ بی۔بی۔سی اور fox news کے ذریعے کن کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ "پڑھا لکھا پنجاب" کے ذریعے سکولوں میں داخل ہوں۔ وہ کون سے بچے ہیں جو بی۔بی۔سی اور fox news دیکھ کر اور impress ہو کر ان سکولوں میں جا کر ایڈمشن لیں گے اور پڑھیں گے۔ مصلحت صرف ملت کتابیں دینا نہیں بلکہ ایک جامع اور واضح تعلیمی نظام دینا ہے جس کی ہمارے صوبے میں بہت کمی ہے۔

جناب سیکرٹری! اب اس نظام کی طرف آتے ہیں جس کو جنرل مشرف سمجھتے تھے کہ اقتدار عوام تک منتقل کیا جاسکے گا اور وہ ہے "لوکل گورنمنٹ سسٹم" سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پچھلی دفعہ بھی 65۔ ارب روپے رکھے گئے اس دفعہ 90۔ ارب روپے کا اعلان کیا گیا اور بڑے فخر سے بتایا گیا کہ بہت اضافہ کیا گیا ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ 34 اضلاع میں آج تک اس کا آڈٹ نہیں ہوا۔ جتنے بھی فنڈز دیئے گئے ہیں اس کا آڈٹ نہیں ہوا جب کسی چیز کا آڈٹ نہیں ہو گا، چیک اینڈ بیلنس نہیں ہو گا کہ پیسا کہاں خرچ ہوا تو یقیناً ان فنڈز کو بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آڈیٹر جنرل نے ایک سروے کے مطابق اس کا خود آڈٹ کروایا اور رپورٹ گورنر کو بھیجی اور گورنر نے چیف منسٹر کو بھیجی۔ وہ irregularities آج تک وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس پڑی ہیں اور انہوں نے آج تک اس پر کوئی عمل نہیں کیا اور کوئی ایکشن نہیں لیا۔ جناب لوکل گورنمنٹ کمیشن قائم کیا گیا جس کی رولز کے مطابق ہر مہینے میٹنگ ہونی ہوتی ہے اور آج تک اس کی چالیس میٹنگیں ہوئی چاہئیں تو ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج تک اس کی صرف آٹھ میٹنگیں ہوئی ہیں اور اس کے minutes of meeting وزیر اعلیٰ

صاحب کو بھجوانے گئے اور جتنی بھی irregularities ہیں ان کا کوئی حساب کتاب یا ایکشن نہیں لیا گیا۔ اس کمیشن نے پندرہ سے بیس اضلاع اور اتنی ہی تحصیلوں کی inspection کی لیکن ان میں جتنی کرپشن اور irregularities پائی گئیں ہیں آج تک ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا مگر سیاسی مخالفین کو راستے سے ہٹانے اور باہر پھینکنے کے لئے بہت اقدامات کئے گئے ہیں۔ وہ ناظم جن کے علاقوں کو ورلڈ بینک نے role model قرار دیا ان ناظمین کو اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا جس میں اصغر ندیم کازہ، خواجہ حسن مسلم لیگ (ن) کے شامل ہیں اور اپنا ناظم کتنا ہی کرپٹ کیوں نہ ہو راوی ٹاؤن کی مثال سب کے سامنے ہے اس کو support کیا جاتا رہا اور اس کا ساتھ دیا جاتا رہا۔

جناب سیکرٹری! ایک بہت بڑی رقم ہمیشہ ہر سال لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے رکھی جاتی ہے۔ مجھے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی رقم میں جتنا جتنا اضافہ ہوتا ہے، جوں جوں پنجاب میں کرائم میں اضافہ ہوتا جلا جاتا ہے۔ جب تک لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہتر نہیں ہو گی تب تک صوبے میں انڈسٹری ترویج نہیں پانے گی اور جب تک investor اور اس کی investment کو protection فراہم نہیں کی جائے گی تب تک اپنے مقرر کردہ اہداف حاصل نہیں کئے جاسکتے۔

جناب سیکرٹری! جیلوں کی سکورٹی کے لئے بہت بڑی رقم مختص کی جاتی ہے۔ میں اس وقت سیالکوٹ جیل یا دوسری جیلوں کی زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہوں گی۔ اسی پچھلے دنوں یہ خبریں اخباروں کی زینت بنی ہوئی تھیں کہ لاہور کینٹ جیل میں مسلح افراد نے جیل کے محلے کو یرغمال بنا لیا۔ آپ یہاں سے اندازہ لگائیں کہ جس جیل میں ایک بزدل محلے کو لوگ اسلحے کے زور پر یرغمال بنا لیں گے وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کیا ہو گی؛ صرف فنڈز مختص کرنا کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے بلکہ اس کا بہتر طریقے سے استعمال اور وہاں پر social financial کرپشن کو ختم کرنا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں ان کے سامنے ایک بہت افسوسناک بات جلتی ہوئے شرم سے میرا سر جھک رہا ہے کہ جو عورتیں پنجاب کی جیلوں میں بند ہیں چاہے وہ ملکی ہیں یا غیر ملکی ہیں وہاں کا عملہ اپنے ذاتی اور ملی فوائد



کی خاطر ان کو بااثر قیدیوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ہماری جیلوں میں ملکی اور غیر ملکی عورتوں میں سے 2۰ عورتیں بچوں کی مائیں بن چکی ہیں۔ یہ بات اس ہال 'اس صوبے اور اس صوبے کے عوام کے لئے شرم کی بات ہے یہ حکومت ان چیزوں پر control نہیں کر سکتی اور صرف فنڈز اٹھا کر دے دینے جاتے ہیں اور یہاں پر بڑے فخر سے اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ فنڈ ہم نے غلط ذیادہ کو دے دیئے۔ مسائل اس طرح حل نہیں ہوتے بلکہ ہمیں جیلوں کے نظام کو موثر اور فول پروف بنانا ہو گا اور عورتوں کی عزت و عصمت کی حفاظت حکومت کو یقینی بنانا ہو گا کیونکہ اسلام نے قیدیوں کو جو حقوق دینے ہیں ان کو پامال کرنا میرے خیال میں اسلام کی اقدار سے اپنی آنکھیں بچانا ہے۔ اب میں حکومت کے کارناموں کی طرف آتی ہوں جو انہوں نے انجام دینے میں اور ان پر روشنی ڈالنا بھی میرا فرض ہے۔ ایک افسد کے مطابق اس صوبے کے ایک بااثر شخص کے بہت پیارے بیٹے 'ان کے بخت بگڑ لہور ایئر پورٹ پر بغیر ویزے کے اپنے مڈل ایئر دوستانوں کو اس ملک کے اندر داخل کرواتے ہیں۔ امیگریشن اور ایف۔ آئی۔ اے والے لوگ جب ان کو منع کرتے ہیں تو وہ وزیر داخلہ آفتاب احمد خان شیر پاؤ کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں اور ان کو بغیر ویزے کے اپنی personal assurance کے تحت پاکستان کے اندر داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں اور دوسری طرف اس ملک کے شہری اور عوام کے دلوں میں بسنے والے لیڈرز جن کا اس ملک کی منی پر حق ہے اور یہاں آنے کا حق ہے انہیں اس ملک میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے جو کہ حکومت کے لئے باعث شرم ہے۔

(اپوزیشن پنجر کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر! دوسرا سیکنڈل اور دوسرا کام پی۔ ڈی۔ ایف کے ذریعے غریب عوام کی جیبوں سے 25/25 روپے نکالنا اور لائبریری سکیبوں کے تحت انعامات کا اعلان کرنا حالانکہ سٹیٹ بینک اور سندھ ہائی کورٹ نے پہلے ہی اس پر عمل رکوا دیا ہے۔ اگر یہ خود کرپشن میں involve ہوں گے تو صوبے کے عوام اور پنجاب کے عوام کو کہاں سے ریٹیف دیں گے؟

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ جعلی جمہوریت میں حکومت کی ناکھیں نہیں ہوتیں اسی لئے حمایتی ممبران کو خوش کرنے کے لئے مختلف رعایتیں دی جاتی ہیں اور میں

یہاں پر چک ہمرہ کے ایک سپوت کو مبارکباد پیش کروں گی جنہوں نے شریف الدین پیرزادہ اور ان جیسے بڑے بڑے ناموں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور جنرل مشرف آج اس بات پر یہ افسوس کرتے ہیں اور وہ پریشان ہوتے ہیں کہ اگر ان کو پتا ہوتا کہ defections and deflection clause کو اتنی protection ملنی ہے اور یہ ایک سپیکر کے ذریعے سے ملنی ہے تو وہ شاید کبھی بھی deflection clause کو held اور suspend کر کے نہ رکھتے۔ وہ کبھی پھریاٹس نہ بناتے اور وہ کبھی بھی ہارس ٹریڈنگ کو support نہ کرتے بلکہ ان کو تو بنا بنایا

\*\*\*\*\*| مل گیا تھا لہذا انہیں یہ سارے کام کرنے کی کیا ضرورت تھی؟  
(نعرہ ہانپنے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: Expunge those personal remarks

محترم فرزاند راجہ، جناب سپیکر! میں آخر میں ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گی کہ ہاں! پنجاب کے عوام اور اس صوبے کے عوام کے ساتھ sincerity سے کام کریں، ان کے لئے پراجیکٹس لائیں۔ ایک عام آدمی جو کہ غربت کی چکی میں پل رہا ہے، ایک لاکھ 45 ہزار نو جوان بڑے لگے بے روزگار ہیں، 50 فیصد لوگ غربت کی کیر سے نیچے رہ رہے ہیں جنہیں ایک وقت تک کا کھانا نصیب نہیں ہے، افراط زر 10 فیصد بڑھ چکا ہے۔ اگر اس کے لئے کوئی کام کیا جانے تو ہم سمجھیں گے کہ یہ حکومت عوام کے ساتھ مخلص ہے ورنہ جو باتیں میں نے پہلے آپ کو بتائیں وہ سچ ہیں تو پھر ان کا بھی اللہ حافظ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلد ہی کیفر کردار تک پہنچیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

معزز ممبران حزب اختلاف، No پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، وہ کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

\* حکم جناب ذہنی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شگری۔ جناب سپیکر! میں معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بات عرض کرنے لگا ہوں وہ آپ سن لیں۔ اگر میں نے قواعد و ضوابط کے منافی بات کی تو پھر آپ بات کریں۔ رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ ٹریڈری پنجر کی طرف سے بھی یہ assurance کروا دی جائے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر مداخلت نہیں کرے گا تو آپ نے دیکھا کہ ابھی محترم نے اتنی لمبی تقریر کی لیکن ادھر سے کسی نے مداخلت نہیں کی۔ میں صرف عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ اگر وقت بچانا مقصود ہے تو پھر ہمیں جو time limit دی گئی ہے اس کے اندر سپیکر صاحب کو رہ کر وقت کو بچانے کی بات کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ جس کی مرضی جتنا مرضی بولتا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض معاملات میں اس صوبے کے مفاد کی بات کرنی پڑتی ہے۔ ابھی محترم نے پی۔ ڈی۔ ایف کے حوالے سے بات کی کہ پی۔ ڈی۔ ایف کے متعلق سندھ ہائی کورٹ نے stay آرڈر دیا یا سندھ کی کسی عدالت نے stay دے دیا تو میں یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ آپ تو بات کر کے بیٹھ گئی ہیں چونکہ آپ کا کوئی personal stake نہیں ہے لیکن صوبے کی عزت اس پر at stake ہے، صوبے کا مفاد اس میں at stake ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کا مالی مفاد اس میں at stake ہے، آپ کا اس طرح اس معزز ایوان کے floor پر کھڑے ہو کر غیر ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ دینا کہ stay دے دیا ہے اور سارے معاملات مشکوک ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پنجاب حکومت کی financial resource کی credibility at stake ہو رہی ہے تو ہمیں اس معزز ایوان میں کوئی ایسا بیان نہیں دینا چاہئے کہ جس سے اس صوبے کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کا مالی مفاد آپ کے بھی مفاد میں ہے، ہمارے مفاد میں بھی ہے اور پوری عوام کے مفاد میں ہے۔ اس سے قطعاً کوئی stay نہیں ہوا اور یہ صرف غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور یہ ایک deliberate effort ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! پہلی بات آپ کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنی ہے کہ آپ نے ناٹم دس منٹ fix کیا ہے اور کھٹنی آپ نے بچانی ہے۔ آپ دس منٹ سے زیادہ allow نہ کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ راجہ صاحب نے کہا تھا کہ after one hour ندیم کاڑھ کے منتقل یہ وضاحت فرمائیں گے کہ انہیں کس کیس میں گرفتار کیا گیا ہے اور کیوں کیا گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ its already two hours تو اب راجہ صاحب اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں نے رپورٹ مانگی ہوئی ہے اور جیسے ہی رپورٹ آنے گی تو اس معزز ایوان کو بتا دیا جانے کا لیکن اس وقت جو معاملہ زیر بحث ہے میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تو پھر یہ ایک نیا سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جانے کا۔ ابھی محترمہ بات کرپشن کی کر رہی تھیں، محترمہ بات آڈٹ کی کر رہی تھیں اور محترمہ accountability کی بات کر رہی تھیں تو پھر ہمارے ناظم، کیا راوی ناظم کے ناظم کی accountability نہیں ہوتی لیکن اگر آج کوئی accountability میں پکڑا جاتا ہے تو ہڈا کے لئے تھوڑا سا صبر کریں۔ جواب آجانے کا میں جواب دے دوں گا لیکن پھر میں پنجابی میں کہہ کر بات ختم کرتا ہوں۔ محترمہ! پھر اس میں الجھ جائیں گی کہ "بچھ کیکہ بنے دنے گا پھانسی نوں" ان کے گھر میں کیا ہوا ہے یہ دوسروں کو کہہ کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھے مقرر سردار فتح محمد خان بزدار!

سردار فتح محمد خان بزدار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ذہنی سپیکر، محترم! میں نے آپ کو نام دے دیا ہے۔ لہذا اب ان کو بات کرنے دیں۔ then I will give you the floor after his speech ورنہ پھر وی controversy شروع ہو جائے گی۔ آپ کو بعد میں نام دوں گا۔ آپ آرام کیجئے ذرا۔ آرڈر پلزز! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے انہیں بات کرنے دیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلزز! آرڈر پلزز۔ جی 'بزدار صاحب!'

سردار فتح محمد خان بزدار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بحث پر بولنے کا موقع دیا۔ اس دفعہ۔۔۔

رانا مناء اللہ خان، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، ایک منٹ۔ پلزز۔ رانا صاحب فرمائیں!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر آپ ایک اصول طے کریں تو پھر چاہئے کہ آپ اس اصول پر پوری طرح عملدرآمد کریں۔ آپ نے direction دی ایک اصول طے کیا لیکن وزیر قانون صاحب نے اس کو violate کیا ہے اور آپ نے خود ان کو نام دیا ہے۔ اب وزیر قانون صاحب کی بات پر محترمہ فرزانہ راجہ اگر کسی بات کی وضاحت کرنا چاہتی ہیں تو آپ کو انہیں وقت دینا چاہئے۔۔۔۔

جناب ذہنی سپیکر، میں نے انہیں رد تو نہیں کیا میں نے کہا ہے اس کے بعد وقت دینا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! دوسری گزارش میں یہ کرنی چاہوں گا کہ وزیر قانون نے ان کی اس بات پر کہ stay ہوا ہے یا نہیں یہ صوبے کے مالی مفادات کا معاملہ ہے۔ اس میں صوبے کے مالی مفادات involve ہیں۔ اس قسم کی باتیں بھلا ان لوگوں کو زیب دیتی ہیں کہ این۔ ایف۔ سی جو کہ صوبے کا سب سے بڑا فائنشل مفاد ہے جسے یہ لوگ ایک ڈکنیزر کو جا کر دھتھلا کر کے دے آئے ہیں کہ جو مرضی ہے تم فیصد کرو۔ انہوں نے این۔ ایف۔ سی پر کوئی پالیسی نہیں اپنائی ان کا این۔ ایف۔ سی پر کوئی موقف نہیں ہے۔ یہ صرف ایک فوجی

جرنیل کو جا کر وہاں پر وزیر خزانہ بھی اور وزیر اعلیٰ جن کو پورا سال سوانے اس کے لوگوں کو ایک ہی خوشخبری جب بھی ٹی وی پر آنے ساتھ ایک لونا یا لونی بٹھا کر قوم کو کہہ دیتے ہیں کہ خوش خبری سن لو۔ اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی خوشخبری نہیں ہے۔ پنجاب کے عوام کو انہوں نے آخر میں یہ خوش خبری دی ہے کہ پنجاب کے عوام کا Financial ملا یہ ایک ڈکنٹر کو عالی پپر پر دستخط کر کے دے آئے ہیں کہ جو مرضی آپ فیصلہ کریں اور یہ بد قسمتی ہے کہ N.F.C ایوارڈ پر پنجاب کی کوئی پالیسی نہیں پنجاب کا کوئی موقف نہیں، ان حکمرانوں کی کوئی رائے نہیں اور ان لونا حکمرانوں کی سوانے لونا کریں کے کوئی پالیسی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب تک تمام صوبوں کا اتفاق نہ ہو اس وقت تک کوئی کامہ نہیں ہوگا۔  
وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو رانا صاحب کی کیفیت تھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورا معزز ایوان ان کی اس کیفیت سے آگاہ ہے کہ ان کو حصہ N.F.C ایوارڈ کا نہیں ہے انہیں حصہ کچھ اور باتوں کا ہے اور میں یاد ہاں کہ چکا ہوں کہ آج اگر ان کے ساتھی ان کو چھوڑ کر آرہے ہیں تو ان کے ذاتی پھر یہاں وہی بات آجانے گی کہ اگر قائدانہ صلاحیتیں ہوں تو دوست ان کے ساتھ چلیں اور اگر ان سے ناراض ہو کر لوگ آتے ہیں تو اس میں حصے والی کون سی بات ہے؟ دوسری بات انہوں نے N.F.C ایوارڈ کی کی ہے تو میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ N.F.C کوئی P.F.C نہیں ہے پنجاب کا Financial ایوارڈ نہیں ہے وہ بلکہ National Finance Commission ہے اور اس کی وفاقی سطح پر announcement ہونی ہے۔ جہاں تک پنجاب کے مٹلا کا تعلق ہے پنجاب کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اس پنجاب میں آج تک جو ہوتا رہا ہے جو پنجاب میں ترقیاتی سرگرمیاں شروع ہوئی ہیں جو پنجاب کے مٹلا کا تعلق کیا گیا ہے جو پنجاب کے

وسائل میں اضافہ کیا گیا ہے وہ صرف اور صرف چودھری پرویز الہی کی وجہ سے ہے۔ یہاں یہ نہیں تھا کہ اوپر بڑا بجلی بیٹھ جاتا تھا نیچے چھوٹا بجلی پنجاب کے محلات کا بڑے بجلی کی خاطر سودا کیا کرتا تھا۔ یہ اسی صوبے میں ہوتا رہا ہے لیکن ہمارے لئے کم از کم جب پنجاب کے تحفظ کی بات آتی ہے تو اس کو اپنے ذاتی محلات کے ساتھ منسلک مت کیجئے۔ یہاں پنجاب کا کوئی بھی سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جب N.F.C کا ایوارڈ آنے کا آپ دیکھ لیں گے کہ پنجاب کے محلات کا تحفظ کس طرح کیا گیا ہے اور پنجاب بھر پور طریقے سے لینا ہے یا نہیں لیکن یہاں بدقسمتی سے جس کے دل میں جو آتا ہے کھنا شروع کر دیتا ہے بات کوئی اور ہوتی ہے بات لوٹا لوٹی کی ہوتی ہے ساتھ N.F.C ایوارڈ کو شامل کر لیا جاتا ہے۔ میں پھر دوبارہ کھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے اپنی صفوں کو درست کیجئے۔ آپ کو اور بھی لوگ چھوڑ کر آنے کے لئے تیار ہیں اس لئے کہ وہ یہ بات سمجھ چکے ہیں کہ ان کا محلا پنجاب کے اس طبقے کے ساتھ وابستہ ہے جو پنجاب کے محلات کا تحفظ کر رہا ہے اور آپ کے ساتھ رہ کر کوئی کیا کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر debate کروانی ہے تو آپ موقع دیں۔ رانا صاحب بھی تقریر کریں اور میں بھی تقریر کروں گا اور اس کا جواب دوں گا لیکن یوانٹ آف آرڈر پر اگر آپ بات کروائیں گے تو ہم بھی پھر اتنا ہی جواب دیں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اس ایوان کی کارروائی کو چلائیں بلاوجہ آپ اس کو کیوں الجھا رہے ہیں؟

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ نیشنل خانس کمیشن ایوارڈ کا تعلق پنجاب سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! بات یہ ہے کہ I have not given the floor to you

at this movement انہوں نے جو بات کی ہے let's restrict it to the general debate on budget دیکھیں نل! اگر بحث و تھیں شروع ہوگئی پھر بحث تو رہ جانے گا۔ جب تقریر میں آپ کی باری آنے گی تو آپ جو مرضی کہیں مگر فی الحال I will not allow

the floor جی سردار فتح محمد خان بزدار آپ تقریر کریں۔ (قطع کلامیں)  
 دیکھیں رانا صاحب نے بات کی تھی اس کی وضاحت کی گئی۔۔۔ آپ شور نہ مچائیں بات طریقے  
 سے ہوتی ہے، ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ انہوں نے کہا کہ اگر debate کروانی ہے تو let's do it! کر  
 debate کرنی ہے when I wind up budget آپ اس وقت debate کر لیں میں آپ  
 سے گزارش کروں گا کہ فی الحال آپ اس کو رستے دیں let's continue the debate اس  
 کے بعد جب آپ کی باری آنے گی پھر آپ بات کر سکتے ہیں۔ (قطع کلامیں)  
 رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے personally میرے متعلق بات کی ہے اور میں  
 اس کا جواب دینے کا right رکھتا ہوں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔  
 رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تو مرتبہ لونا ہے۔۔۔

جناب ذہنی سپیکر، بات لونا اور لولی کی نہیں ہے۔ یہ جو بھی ہے اس وقت یہ اصلاح ختم  
 ہو جائے۔ اب بجن کے بارے میں بات ہو رہی ہے۔ سردار صاحب آپ شروع کریں۔  
 سردار فتح محمد خان بزدار، جناب سپیکر! اس دفعہ اتنا اچھا دوست بجن پیش کرنے پر میں  
 وزیر اعلیٰ صاحب اور اس کے رخصانے کار کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جو لوگوں نے بات کی ہے  
 میں اس کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا۔ (قطع کلامیں)

جناب ذہنی سپیکر، رانا صاحب! میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ ان کو بات کرنے دیں۔ اس  
 طرح نہیں ہوگا۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ سے گزارش  
 کرتا ہوں کہ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیں)۔۔۔

آرڈر پیز، آرڈر پیز۔۔۔ Sit down. I will not allow that. Please sit down. میں گزارش  
 کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔۔۔ تشریف رکھیے، آپ ایک منٹ بیٹھیں تو سہی۔۔۔

Order please, order. The first thing is the order in the House. I want  
 order in the House. You are Parliamentarians. I have just visited House



of Commons. The way I have seen there it was amazing.

احترامات بھی ہوتے ہیں مگر it should not create a fuss for the House ہم سب پڑے لگے ہیں، آپ پڑے لگے ہیں یہ پڑے لگے ہیں، ہماری کوئی آہں میں ذاتی دشمنی نہیں ہے۔

We are all Politicians. Let's get together as a Politician and act as a Politician.

برداشت کا مادہ ہونا چاہئے۔ ٹھیک ہے اگر کوئی بات ہو گئی ہے تو اس میں آپ کو موقع دیا جانے گا۔ رانا صاحب! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں، حکومتی بننے والے ہی میرے لئے قابل احترام ہیں اور اپوزیشن بھی میرے لئے اتنی ہی قابل احترام ہے لیکن میں یہاں یہ گزارش کروں گا،

That at this stage while I am sitting here I have always made a request that the House should go according to rules and regulations. Let's not make a fuss of everything.

(قلع کلامیں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں، پہلے سردار صاحب کو تقریر کرنے دیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔۔۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری رانا صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہ کرنے دی

جانے۔۔۔۔ No. No No.

رانا عناد اللہ خان، جناب سیکرٹری، جماعت اسلامی کا مرتبہ لونا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیے، میں نے سردار صاحب کو floor دیا ہے،

سردار صاحب آپ تقریر کریں۔

I have given the floor to Sardar Fatch Mohammad Khan Buzdar.

پلیز! میں نے floor ان کو دے دیا ہے۔

رانا منیا اللہ خان، جناب سیکرٹری مجھے explanation کے لئے نام دے دیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں ابھی آپ کو نام دیتا ہوں۔ جی، سردار فatch محمد خان بزدار صاحب!

سردار فatch محمد خان بزدار، جناب سیکرٹری! بحث پر اتنی اجمعی تقریریں ہونیں، سب کچھ کہا گیا، میں اس کو دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا۔ چند باتیں جو میں ضروری سمجھتا ہوں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، وہ یہ ہیں کہ صوبہ پنجاب میں بہت سارے ایسے علاقے جن پر ابھی تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ یہ صحیح بات ہے کہ جب تک کوئی علاقہ backward رہے گا وہ دوسروں کی نسبت پیچھے رہے گا۔ وہاں کے علاقے کے لوگوں کے حقوق متاثر ہوں گے اور وہ دوسروں پر بوجہ ثابت ہو گا۔ ایسا ہی ایک علاقہ ہمارا ذیرہ خازی غن ٹرائبل ایریا ہے، ٹرائبل ایریا وہ علاقہ ہے کہ جس پر پاکستان بننے کے بعد کوئی توجہ نہیں دی گئی اور ابھی تک وہاں پر لوگ پرانے وقتوں کے طریقوں سے اپنا وقت گزارتے ہیں۔ وہاں نہ بجلی ہے، نہ سڑک ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو دعوت دی تھی کہ آپ ہمارے علاقے میں تشریف لے آئیں۔ ہمارے حالات کو دیکھیں اور ہمیں سڑک بنوادیں۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے نہایت مشکور ہیں کہ وہ ہمارے علاقے میں تشریف لے آئے۔ ہمارے علاقے کے لوگوں کی حالت دیکھی۔ ہم نے ان سے کہا کہ یہ سلسلے والا پہاڑ پنجاب کا حصہ ہے، اس سے آگے بلوچستان ہے۔ ہم نے دوسروں کی تجویز دی ہے۔ یہ سڑکیں نہیں ہیں بلکہ اس کو بہت بڑا پراجیکٹ سمجھا جائے، وہ اس طرح کہ کونڈ لورالائی سے جو سڑکیں آتی ہیں وہ رچنی میں آکر بلوچستان کے علاقے میں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد ہمارا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ تو نہ تک سڑک بنوائیں، پھر اس کے بعد فروٹھا ہے، فاخذ تک ہمیں سڑک بنوادیں، اس کے بعد بلوچستان کا علاقہ ہے۔ یہ سڑک ضلع موسیٰ خیل، ژوب اور اس سے ملحقہ علاقوں کو فیڈ کرے گی۔ وہاں کے لوگ آئیں گے اور یہاں کے لوگ جائیں گے۔ اسی طرح ضلع بارکھان، ضلع موسیٰ خیل، لورالائی، کونڈ اور ان کے ساتھ والے علاقوں کی تجارت

پنجاب کے ساتھ ہو گی۔ وہ لوگ آئیں گے اور یہاں سے جائیں گے کیونکہ جو چیزیں بلوچستان میں تھیں وہ پنجاب میں نہیں تھیں اور جو چیزیں پنجاب میں تھیں وہ بلوچستان میں نہیں تھیں۔ پھر ہمارا علاقہ بھی ترقی ترقی کرے گا۔ یہ ٹرانزل ایریا 100 میل کی لمبائی میں ہے۔ ابھی تک اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ ان سڑکوں کے بننے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ یہ علاقہ لاہور سے بھی زیادہ ترقی یافتہ بن جائے گا کیونکہ یہاں گیس، تیل، معدنیات، یورنیم اور جہیم ہے۔ یہاں فیکٹریاں لگیں گی۔ ہمیں مستقبل کی طرف دیکھنا ہو گا۔ اگر ہم اس وقت یا سال، دو سال، پانچ سال کی طرف دیکھیں گے تو ہم کبھی ترقی نہیں کر سکیں گے۔ جب وہ لوگ یہاں سے تونہ میں آئیں گے تو آپ سمجھیں کہ تونہ لاہور بن جائے گا۔ اس کے بعد ان کا رخ ذرہ غازی عین کی طرف ہو گا۔ پنجاب کی طرف ہو گا اور راولپنڈی کی طرف بھی ہو جائے گا۔ بلوچستان والے لوگ پنجاب کے ساتھ اور پنجاب والے بلوچستان کے ساتھ mix up ہوں گے۔ آپس میں تجارت کریں گے۔ ان کی حالت بدے گی۔ اس سے پاکستان مضبوط ہو گا۔ حکومت کو کروڑوں کے حساب سے ریونیو ملے گا۔ پھر اس کے بعد اس پہاڑ میں بہت ساری ایسی جگہیں ہیں کہ جہاں پر آپ پانی سونہ کر سکتے ہیں۔ پانی سونہ کرنے کے بعد میدانی علاقوں کو بغیر کسی خرچے کے آپ by guarantee پانی ملا سکتے ہیں۔ اس وقت مشینری پر بجلی پر اور نہ جانے کتنے کتنے اخراجات ہوتے ہیں لیکن اس سے آپ مفت پانی ملا سکتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

رانا منار اللہ خان، جناب سیکرٹری

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی رانا صاحب!

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ بیٹھیے۔ اب میں نے رانا صاحب کو floor دے دیا ہے۔ انھیں تقریر

کرنے دیں۔ آپ بیٹھیے۔ میں ابھی آپ کو نام دیتا ہوں۔ (قطع کلامیں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری! آپ نے ان کو تقریر کرنے کے لئے ٹائم دیا ہے؟  
جناب ڈپٹی سیکرٹری، ہاں، تقریر کے لئے ٹائم دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، اس کے بعد پھر ان کو دوبارہ ٹائم نہیں ملے گا۔  
جناب ڈپٹی سیکرٹری، نہیں، یہ ان کی تقریر کے لئے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، یہ تقریر کے لئے ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں نے ان کو یہ وقت تقریر کرنے کے لئے دیا ہے۔ رانا صاحب کا نام  
تقریر کرنے والوں میں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد پھر آپ ان کو تقریر کرنے کے لئے  
ٹائم نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی۔ (قطع کلامیں)

(اذان عصر)

اذان ہو رہی ہے۔ آپ بیٹھیں۔ ان کا نام لسٹ میں ہے اور میں نے ان کو تقریر کرنے کے لئے  
floor دیا ہے۔ اب اذان ہو رہی ہے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سیکرٹری! میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اب ایوان کی کارروائی وقفہ نماز کے بعد شروع کریں گے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سیکرٹری! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں تقریر کے لئے آج نہیں بکھل  
ٹائم لینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں نے آپ کو ابھی floor دے دیا ہے۔ اب 15 منٹ کے لئے وقفہ  
برائے نماز عصر کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ہتھی کی گئی)

(اس سرمد پر ناز صر کے دفتر کے بعد جناب ذہنی سپیکر 6 بج کر 2 منٹ پر کرسی صدارت پر منتقل ہونے)

جناب ذہنی سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگلے مقرر چودھری شیر مہر صاحب ہیں۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔۔۔ میں مسود حسن ڈار۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب ذہنی سپیکر، میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دے رہا۔ ایوان کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈرز نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو تقریر کا موقع دوں گا۔ آپ اس میں ہر چیز کہہ دیجئے گا۔ چودھری طالب حسین صاحب موجود نہیں ہیں۔ محترمہ صائمہ بخاری!

محترمہ صائمہ بخاری، جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے بخت کے حوالے سے اعداد خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ ایجوکیشن سیکٹر کے بارے میں حکومت پنجاب بڑے بند و بالا دعوے کرتی رہتی ہے اور پڑھا لکھا پنجاب کا ڈھنڈورا پیٹنا جا رہا ہے۔ ٹی وی اور اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات چلانے جاتے ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اس بخت میں جو رقم تعلیم کے لئے مختص کی گئی ہے وہ پچھلے سال کے مقابلے میں صرف 11.8 فیصد ہے۔

جناب سپیکر! اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ غربت کے فاقے اور دوسری تمام معاشرتی برائیوں کو ختم کرنے کے لئے جتنی مدد ہمیں ایجوکیشن سیکٹر سے مل سکتی ہے وہ کسی اور سیکٹر سے نہیں مل سکتی۔ لہذا میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ جو رقم تعلیم کے لئے مختص کی گئی ہے وہ بڑھانی جانے اور اس چیز کا خیال رکھا جانے کہ یہ رقم صحیح طریقے سے استعمال ہو نہ کہ اخبارات اور ٹی وی پر اشتہارات کی مد میں ہی خرچ ہو جائے۔

جناب سپیکر! عالیہ بخت میں ایک بہت بڑی رقم ترقیاتی کاموں اور سڑکوں کی تعمیر کے لئے مختص کی گئی ہے لیکن جو رقم پچھلے بخت میں ترقیاتی کاموں کے لئے رکھی گئی تھی اس کے استعمال کے سلسلے میں حکومت کا رویہ بڑا مایوس کن رہا اور کرپشن کے قھے سننے کو سنتے

رہے۔ اس سلسلے میں مری روڈ راولپنڈی کینٹی چوک پر حکومت پنجاب کی طرف سے بننے والے انڈر پاس کا حوالہ دینا چاہتی ہوں۔ وہاں پر کوئی بھی جا کر دیکھ سکتا ہے کہ عوام کے پیسے کو ٹھیکسی غلطیوں کے شہکار کو جاننے کے لئے کس قدر بے دردی سے لایا گیا ہے اور عام آدمی کو سہولت دینے کی بجائے اس کی مشکلات میں مزید اضافہ کیا گیا ہے۔ کسی مقامی انجینئر کی رائے نہیں لی گئی بلکہ صرف ایک کنسنٹریشن کینٹی کو مختار کل بنا کر قومی خزانے کا نقصان کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ ہر سال پیش کیا جاتا ہے اور عام آدمی کو مختلف امداد و شمار کے ذریعے دھوکے میں رکھا جاتا ہے لیکن ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ بجٹ میں جو رقم جس کام کے لئے مختص کی جاتی ہے، وہ اس کام کے لئے ہی استعمال کی جائے اور ایسے طریقے سے استعمال ہو کہ عام آدمی تک اس کے فوائد پہنچ سکیں۔

جناب سپیکر! ہم عام ممبران یہاں پر گھڑے ہو کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں، کوئی تنقید کرتا ہے، کوئی اپنی تجاویز پیش کرتا ہے اور بات یہیں پر ختم ہو جاتی ہے لیکن میں اس بات پر زور دینا چاہوں گی کہ جو بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس میں جو رقم جس سکیم کے لئے مختص کی جاتی ہے، ادا کے لئے اس کو اسی کام کے لئے استعمال کیا جائے تاکہ عام آدمی تک فوائد پہنچ سکیں۔ بہت شکر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگے مقرر شیخ علاؤ الدین صاحب!

شیخ علاؤ الدین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ کی تعریف تو سبھی لوگ کر رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں یہ بہترین بجٹ ہے۔ اس کے لئے جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میری آپ سے اور اس ایوان سے گزارش ہے کہ A.D.P میں جو 53 ملین روپیہ رکھا گیا ہے اور اس میں 22/23 فیصد پچھلے سال سے اضافہ بھی ہے، اگر اس کی مانیٹرنگ مستقر ممبران کے ذریعے کی جائے کہ کہاں پر یہ خرچ ہو رہا ہے تو یہ رقم بہت اچھے نتائج دے سکتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جو پیسا محنت سے ڈولیمنٹ کے لئے دیا جاتا ہے اس میں سے بہت سا پیسا

موقع پر خرچ نہیں ہوتا ہونا تو یہ چاہیے کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی ہو جو ڈومینٹ کے کام کو پیک کرے کہ کیا وہ واقعی موقع پر ہوا ہے اگر ہوا ہے تو اس کا کوئی توجا دہ ہو لیکن ہوتا یہ ہے کہ جہاں پر جو کام ہوتے ہیں وہیں پر حقیقت میں کوئی کام نہیں ہوتے فیکیدار حضرات اور ڈومینٹ کا جو paying محلہ ہے ان کے آپس میں توڑ کا صرف یہی حل ہے کہ زیادہ سے زیادہ اختیارات متعلقہ ممبر کو یا ایک کمیٹی کو دینے جائیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن سیکٹر میں بھی بہت پیسا دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے سکول ایسے ہیں جہاں سائنس کا کوئی ٹیچر نہیں ہے خاص طور پر میرے پورے علاقے چونیوں میں کوئی سائنس ٹیچر نہیں اور اگر کہیں ہیں تو وہ بھی بھٹی پر ہیں۔ تعلیمی میدان میں موجودہ حکومت کی کارکردگی یقیناً بہت بہتر ہے لیکن ایجوکیشن کے لئے خاص طور پر لڑکیوں کی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے اور خاص طور پر ان کے لئے جو کہ اپنے تحصیل ہیڈ کوارٹر میں کالج کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتیں ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا مینا کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر اس بحث میں سے کچھ فڈر بانے ٹرانسپورٹ کالج یا سکول کو دے دیا جائے تو دور دراز interior علاقوں سے آنے والی طالبات کو ادارے تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ سپیشل بچوں کے لئے جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اگر ریگور سکولوں میں بھی سپیشل بچوں کو پانچ یا دس فیصد سینیٹیں دے دی جائیں تو ان کو بھی مناسب مواقع ملیں گے۔ یہ بہت بڑا احسان ہو گا۔ (نعرہ ہانے تمسین)

میرے علاقے میں ایک عجیب مسئلہ آیا ہے کہ جب چونیوں کو لاہور سے علیحدہ کر کے اور قصور کے ساتھ ملایا گیا تو اس کا geographically قصور سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ سیاسی اقدام تھا یا کیا تھا لیکن اب نتیجہ یہ ہوا کہ یہ پورے کا پورا علاقہ اُس وقت سے لے کر اب تک backward سے backward ہوتا چلا گیا۔ 1947 میں ملک کی تقسیم کے وقت چونیاں میں 64 بڑی فیکٹریں تھیں، آج صرف ایک برف خانہ رہ گیا ہے۔ میری آپ کے توسط سے اس حکومت اور اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ یا تو چونیاں کو مکمل طور پر فڈر دینے جائیں یا پھر چونیاں کو واقعی فری زون بنایا جائے۔ چونیاں کے فری زون کے نام پر پختان روڈ پر جو فیکٹریاں بنائی گئیں

اصل میں سلطان روڈ لاہور کا حصہ تھا، اس کا چونیاں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ نام چونیاں کا لیا گیا اور کام سلطان روڈ کا کر دیا گیا۔ چونیاں کے فری زون کا جو مفاد اٹھایا گیا، ٹیکس فری زون کے بارہ پندرہ سال کے جو slabs لے گئے، میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ چونیاں کو independent ضلع قرار دیا جائے اور باقاعدہ ایک انڈسٹریل اسٹیٹ قرار دیا جائے۔ یہ دقامی نقطہ نظر سے بات ہے کہ جب وہاں پر ایک بہترین کینٹ قائم کیا جاسکتا ہے تو آخر ہمیں قصور سے علیحدہ کیوں نہیں کیا جاسکتا؟

جناب سیکرٹری! اس کے علاوہ بحث یا کوئی بھی مالیاتی دستاویز کے لئے قوم کا اس کے لئے تیار ہونا بہت ضروری ہے۔ میں آپ کی توجہ اس میں دینی جتنے ہوئے بیوی پاررز اور سٹنگ سنٹرز کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہی ایم ایم عالم روڈ جو صرف چند سال پہلے اندھیرے میں ڈوبی رہتی تھی وہاں اب بیوی پارر، سٹنگ سنٹرز اور فوڈ سنٹریس کا یہ عالم ہے کہ ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں سلامتی اختیار کرنی چاہئے دوسری طرف آپ حیران ہوں گے کہ وہاں پر ہینز کٹنگ کا کم از کم ریٹ ساڑھے سات سو روپیہ ہے اور لن کو ٹیکس سے exempt کرنا کتنی بڑی زیادتی ہے؟ اسی طرح میری آپ سے گزارش ہے کہ فوڈ سنٹریس اور ریسٹورنٹس پر ٹاننگ کی limit لگنی جانے کے گیارہ بجے کے بعد کہیں کوئی کھانا نہ ملے۔ چائے، چائیں حتیٰ کہ لاس انجلس میں رات کو دس بجے کے بعد کہیں کھانا نہیں ملتا، چائے میں شام پانچ بجے کے بعد کوئی مارکیٹ کھلی نہیں ملتی۔ آخر ہمارے ہاں ٹانم کی پابندی کیوں نہیں آتی، قوم کو بچت کے لئے کیوں نہیں کہا جاتا، سلامتی کی طرف کیوں نہیں لایا جاتا؟ (نعرہ ہانپتے ہوئے)

جناب سیکرٹری! میں آپ کی توجہ deposits سکیموں کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ چھٹے پانچ سالوں میں بنکوں نے پورے ملک اور پنجاب میں کیا لوٹ مار چلائی ہے۔ ایک فیصد، آدھے فیصد پر بنکوں نے بیلک کا کروڑوں روپیہ لیا اور لیننگ میں استعمال کیا۔ آج صورتحال یہ ہے کہ خاموشی سے leasing amount بڑھا دی گئی ہے، سٹیٹ بنک سے پینا لینے کے بعد بھی بنکوں کے پاس پینا نہیں ہے۔ 12، 13 فیصد پر leasing amount چلی گئی ہے اور لوگوں کو تعیش کی عادت ڈال دی گئی ہے۔ اب ان کا کوئی پرسان مال نہیں ہے۔ اس وقت پندرہ ہزار



گازی recapture کر لی گئی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم سلامتی کی طرف جائیں، قوم کو سلامتی کا درس دیں تاکہ موجودہ حکومت بچنے کے اندر جتنی بھی محنت کر رہی ہے اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ سامنے آئے۔ ہو یہ رہا ہے کہ اگر آمدنی دس روپے بڑھتی ہے تو خرچ پندرہ روپے بند جاتا ہے۔ اس کا net result عام آدمی کو نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! جتنے بھی شادی ہال ہیں ان کو پابند کیا جانے کہ وہ رات ساڑھے دس بجے کے بعد کسی قسم کا کوئی Function نہ کریں اس سے بجلی کی بچت ہو گی، فیشن کی بچت ہو گی، لوگوں کی امیٹی جیوں کی بچت ہو گی۔ بہت شکر یہ۔ (نعرہ ہانے تمہیں)

جناب ذہنی سپیکر، اگلی سپیکر محترمہ نشاط افراء صاحبہ ہیں۔  
محترمہ نشاط افراء، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ہم دلچ و حرص کے سامنے میں بیٹھے نہیں افراء

جسے ہم سچ سمجھتے ہیں وہی ہم بات کرتے ہیں

جناب سپیکر! بجٹ کے اعداد و شمار کے گورکھ دھند سے پر حسب معمول روایتی بحث تو بہت ہو چکی ہے۔ حکومتی نمائندے اپنی حکومت کی کارکردگی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں جیسے ان کی حسن کارکردگی سے ملک میں دودھ کی نہریں بہنے لگی ہیں۔ بہر حال حکومت کی حنا، خوانی ان کی مجبوری ہے آخر مراعات یافتہ لوگ ہیں۔ شہنشاہ کے حواری اور درباری اپنے بادشاہ کے گن نہیں گانیں گے تو اور کیا کریں گے؟

ہر دور میں ہوتی رہی طاقت کی پرستش

ہر منافق یزیوں کا پرستار رہا ہے

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے بڑے خوبصورت الفاظ میں لپٹا ہوا 2005-06 کے بجٹ کا ایک حصہ خوب دکھایا ہے۔ کاش! یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر بھی ہو۔ کاش! وہ ہمیں یہ بھی بتاتے کہ یہ پیسا کہاں سے آئے گا؟ کون سے ترقیاتی منصوبے سے نچکے گا؟ یہ کون سا طسلیاتی جن ان کے پاس ہے کہ وہ رگزیں گے تو یہ رقم مہیا ہو جائے گی؟ میں آپ کی

وساطت سے حکومتِ وقت کے اس شاہانہ دور میں عوام کی حالت زار کی صرف ایک جھلک دکھانے کی جسارت کر رہی ہوں کہ،

رکھو اس تلخ نوائی سے صاف

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

جناب سیکرٹری! Human Development Rights اسلام آباد سنٹر کی رپورٹ کے

مطابق جنوبی ایشیا میں پاکستان میں غربت اور بے روزگاری کی شرح دن بدن بڑھ رہی ہے۔

پچاس بلین لوگ غربت کی لکیر سے نچلی سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اس دور میں غریب

افراد کی تعداد میں تقریباً ایک کروڑ کا اضافہ ہوا اور 55 لاکھ بے روزگار ہیں۔ 66 فیصد لوگوں کی

آمدنی دو ڈالر روزانہ سے بھی کم ہے۔ مسکنی کا چارٹر پارکنا بڑھا دیا گیا جو کہ متوسط طبقے کو بھی

گھن کی طرح چاٹ رہا ہے اور غریب عوام تاریخ کے سب سے الم ناک دور سے گزر رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری! یہ ایک سچائی ہے، یہ ایک حقیقت ہے چاہے یہ مانیں یا نہ مانیں مگر سچ

ہی ہوتا ہے اور بھوت بھوت رہتا ہے۔ اس دور حکومت میں غربت و افلاس اور بے روزگاری سے

تنگ آکر خودکشیوں کی شرح نمایاں طور پر زیادہ رہی ہے۔ امیر المومنین کے وقت دریائے فرات

کے کنارے ایک کتا بھوک سے مر گیا تھا تو وہ خوفِ خدا سے رزائے تھے۔ یہاں پر آدھا ملک

بھوک اور افلاس میں سسک سسک کر اور اینٹیں رگڑ رگڑ کر اپنی زندگی گزار رہا ہے اور حکومت

وقت کس ڈھٹائی کے ساتھ، کس ضد کے ساتھ ملک میں خوشیوں کی گھنٹیاں بجا رہی ہے اور

خوشیوں کے گیت گارہی ہے۔

کبہ کس منہ سے جاؤ گے غائب

شرم تم کو مگر نہیں آتی

(نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب والا! یہ عوام کی بے حالی اور پریشانی حکومت کے لئے کوئی وقت ہی نہیں

رکھتی حکومت کو تو صرف اور صرف ان کی حکومت کو دوام دینے والے چند افراد کی تجویریاں

بھرنے میں ہی پندرہ کروڑ عوام کی خوشحالی نظر آتی ہے مگر عوام اتنے احسان فراموش نہیں کہ

اپنے غریبوں کے لئے درد دل رکھنے والے وزیر اعلیٰ کے شکر گزار نہ ہوں انہوں نے تمام ٹیگ و دو اپنے مابینقی ذخائر جو ساجاتا ہے کہ تیرہ بلین ڈالر سے بھی تجاوز کر چکے ہیں۔ ملکی خزانے کے اس ذخیرہ سے غریبوں کی ماہوار تنخواہ 2500 روپے میں سے پانچ سو روپے بڑھا کر تین ہزار کر دی گئی ہے تاکہ وہ پندرہ سو ماہوار کرانے کی کچی کونٹری میں چین و سکون سے زندگی گزارے اور بھایا پندرہ سو روپے میں کھانا، روٹی، کپڑا، علاج معالجہ، بچوں کے سکول کا خرچ کفایتی ہے۔ ایسی خوشحال زندگی گزارنے کے لئے پندرہ سو روپے کا ان کو بھج دیا گیا ہے۔ اس فراخ دلی کے لئے یہ معلوم رعایا آپ کی شکر گزار اور ممنون ہے۔

جناب والا! ستم غریبی دکھیں کہ ہمارے قابل ترین وزراء جو اس ایوان میں بیٹھ کر عوام کے حالات سننے اور جاننے کی بجائے ماسوائے چند وزراء کے سارے کے سارے آپس میں خوش گپیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے ہر دلعزیز وزراء کے لئے 5- ارب کی بلٹ پروف گاڑیاں رکھی گئی ہیں تاکہ انہوں نے عوام میں جو اپنی ہر دلعزیزی پھیلانی ہے اور اپنے حسن کارکردگی سے کارنامے انجام دیتے ہیں اس ڈر سے کہ لوگ ان کو مار نہ دیں۔

جناب والا! 7 سارہ دور حکومت کی اس سب سے بڑی کامیابی یعنی 143 وزراء، وزراء نے مملکت، سینڈنگ کمیشنوں کے چیز مینوں کی صرف تنخواہوں پر ماہوار گیارہ کروڑ 44 لاکھ 87 ہزار روپے خرچ ہو رہا ہے باقی مہینے گاڑیاں مفت، پٹرول مفت، فون مفت، بجلی مفت، سوئی گیس مفت، اندرون و بیرون ملک علاج معالجہ پر کروڑوں روپیہ کا خرچ اٹھاتی ہے۔ جبکہ ایک ارب دس لاکھ آبادی والے ملک ہندوستان میں ہم سے آدھے وزراء ہیں اور ان پر ہم سے آدھے سے بھی کم خرچ ہو رہا ہے۔ پنجاب اسمبلی کی صورتحال بھی ملاحظہ ہو کہ اس اسمبلی میں اب تک 43 سینڈنگ کمیشنیں بنائی گئی ہیں جن کے لئے 43 چیز مینوں کے لئے اعلیٰ و ارفع دفاتر، گاڑیاں، صاف مہیا کیا گیا ہے۔ ان 43 کمیشنوں میں سے 24 کمیشنوں کا آج تک ایک بھی اجلاس نہیں بلایا گیا۔ محض مراعات پر لاکھوں روپیہ بے دریغ ضائع کیا جا رہا ہے۔

کہیں تک سنو گے، کہیں تک سناؤں

ہزاروں ہیں کھوسے میں کیا کیا بتاؤں

جناب سپیکر! آپ کی وسعت سے وزیر اعلیٰ سے درخواست ہے کہ انہوں نے مال ہی میں فرمایا ہے کہ ہم ملتان، گوجرانوالا، فیصل آباد میں مزید انڈسٹریوں کا جال بچھا رہے ہیں۔ وزیر خزانہ نے بھی اس بحث میں اس کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ آئندہ بائیس روزیاں اور ستر ماہوں کو دے۔"

جناب والا! یہ اضلاع تو پہلے ہی انڈسٹریل ہیں اور کافی ترقی یافتہ ہیں۔ ہمسائہ اضلاع جو کچھ آباد ہیں مگر وہاں یہ انڈسٹری کا نام و نشان تک نہیں ایسے غیر ترقی یافتہ اضلاع کو ترجیح کیوں نہیں دی جاتی؟ وہاں کے عوام کا کیا تصور ہے کہ وہ ان ہر مراعات سے محروم رہیں؟ ملاحظہ فرمائیے ایک سٹاک پیچھلے پانچ سال سے ترقی کی مختلف سکیوں میں شامل کیا جاتا رہا ہے مگر آج تک وہاں پر ایک بھی انڈسٹری نہیں لگائی گئی کہ وہاں کے غریب عوام کو بھی کچھ ریلیف ملے۔ وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ یہ یاد رکھا کریں کہ وہ صرف "ٹیگ" کے ہی وزیر اعلیٰ نہیں، وہ پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اعلیٰ مقرر محترمہ نگلت سلیم خان!

محترمہ نگلت سلیم خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی ان کی کابینہ اور خصوصی طور پر وزیر خزانہ حسین بہادر درینک صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے 2005-06 کے لئے دو کھرب 21۔2 ارب 40 کروڑ روپے سے زائد کا ٹیکس فری بجٹ پیش کیا جو کہ گزشتہ سال کے بجٹ سے 24 فیصد زیادہ ہے۔ یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس منتخب جمہوری حکومت کے ذریعے پیش کیا گیا۔ اس منتخب جمہوری حکومت کے ذریعے ریکارڈ قانون سازی ہوئی ہے، ریکارڈ ترقیاتی کام ہونے ہیں اور میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ اس حکومت میں جتنے بھی ترقیاتی کام ہونے ہیں اس سے پہلے کسی بھی حکومت میں اتنے ترقیاتی کام نہیں ہونے۔ اس سلسلے میں میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس منتخب جمہوری حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے ریکارڈ ترقیاتی کام کروانے ہیں۔ صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب اور وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کی دانشمندانہ پالیسیوں کی وجہ سے

پاکستان میں معاشی استحکام آیا اور اقوام عالم میں پاکستان کو ایک باعزت مقام حاصل ہوا ہے۔ اس بحث میں اخراجات جاریہ کے لئے 157.5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ 53۔ ارب روپے صوبائی حکومت کے ترقیاتی فنڈ کے لئے 10۔ ارب روپے مقامی حکومتوں کے ترقیاتی فنڈز کے لئے اور 8۔ ارب روپے نیم سرکاری اداروں کی ترقیاتی سکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب عوامی بہبود کے ترقیاتی منصوبوں اور عوامی بہبود میں کس قدر دلچسپی رکھتی ہے۔ صوبائی بجٹ کا جائزہ لیا جانے تو یہ امر کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ تعلیم، صحت، صنعت، زراعت، مواصلات، لائبریریاں کے شعبے کو ترقی دینا، عوام کو بڑھتی ہوئی مہنگائی کے منفی اثرات سے بچانا اور خصوصاً تنخواہ دار طبقے کو اس کی زد سے محفوظ کرنے کے لئے اقدامات کرنا اس کے بنیادی مقاصد ہیں۔

جناب والا! تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم اس سلسلے میں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جن کی کاوشوں سے سکولوں سے drop out rate کم ہوا ہے اور enrollment میں اضافہ ہوا ہے۔ پنجاب کی موجودہ حکومت نے گزشتہ دو سالوں سے پنجاب ایجوکیشن سیکرٹریٹ کے نام سے ایک پروگرام شروع کیا ہے جس کے لئے پہلے سال 7۔ ارب روپے، دوسرے سال 8۔ ارب جبکہ آئندہ مالی سال میں 9۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ 64 ہزار سکولوں میں 2006 تک ضروری سہولتوں کی فراہمی کے لئے 5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ انھوں نے جماعت تک طلباء کو مفت کتابیں دی گئی ہیں اور آئندہ یہ دائرہ کار وسیع کر کے نم اور دہم کلاسز تک کیا جا رہا ہے اور اساتذہ کی بھرتی پر پابندی ختم کر دی گئی ہے۔

جناب والا! وفاقی حکومت کی طرف سے طے کردہ ضوابط کے مطابق تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ تعلیمی شعبوں میں کی جانے والی اصلاحات اور اس کی طرف دی جانے والی توجہ کی وجہ سے پہلے سال 9 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات صوبہ پنجاب کے تعلیمی اداروں میں شامل ہو چکے ہیں اور اس بنیادی تعلیم کے فروغ کے بعد ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کی ترویج کے لئے دس ملہ پروگرام بنایا جا رہا ہے جس کے لئے 120۔ ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! خصوصی بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے تعلیمی اداروں کے لئے پچھلے سال 400 ملین روپے رکھے گئے تھے اور اس سال 100 ملین روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور ان بچوں کے مخصوص حالات کے پیش نظر ان کے گھر کے قریب ہی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنے کے لئے تحصیلوں میں 90 ادارے قائم کئے جا رہے ہیں جو ان بچوں کو ان کے پاؤں پر کھڑا کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کریں گے۔ زراعت ہماری ہمیشہ کے لئے پینہ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پچھلی حکومتوں میں اسے بری طرح تختہ مشق بنایا گیا اور زراعت کی بنیادی حیثیت اور اہمیت کو نظر انداز کر کے صنعتی شعبے کو جلد مراعات سے نوازا گیا جس سے کسانوں اور کاشتکاروں کو نقصان ہوا اور اس کا بوجھ غریب عوام پر پڑا۔ موجودہ حکومت اس اعتبار سے مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے دونوں شعبوں میں سے کسی ایک کو اہمیت نہیں دی بلکہ دونوں شعبوں کو ایک جیسی مراعات دے کر دانہمندانہ پالیسی اختیار کی ہے۔

جناب والا! صحت کا شعبہ ایک ایسا شعبہ ہے جس پر حکومت پنجاب نے خصوصی توجہ دی ہے اور اس کے لئے 3.5 ارب روپے اور بہبود آبادی کے لئے 735 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پنجاب کے تمام خود مختار ہسپتالوں میں اسمرنسی میڈیکل سروسز بلا امتیاز ہر شہری کو فراہم کرنے کے لئے پروگرام بنایا گیا ہے اور موبائل اسمرنسی سروسز بھی اس کا حصہ بن گئی ہے جس سے عوام کو بہتر سے بہتر سہولتیں ملیں گی اور عوام کو طبی سہولتیں ان کی دلہیز پر ملیں گی۔

جناب سپیکر! شادی ہالوں، بیوی پارلز اور لائڈریوں سے سیز لیکس ختم کیا گیا ہے جو کہ بہت ہی اچھا اقدام ہے جس سے معمولی کاروبار کو فروغ ملا ہے کیونکہ بہت سی عورتیں گھر میں بیوی پارلز بنا لیتی تھیں اور اپنے گھر کو چلاتی تھیں۔ لیکس کے خاتمہ سے کاروبار کو فروغ حاصل ہوا اور اس کے علاوہ پرائیویٹ پر کسی قسم کا ٹیکس عائد نہ کرنا بھی بڑا ہی دانہمندانہ فیصلہ ہے اس سے بے یقینی کی صورت ختم ہو گی اور ملکی وغیر ملکی سرمایہ کاری بھی ہو گی۔ اگر ان تمام شعبہ جات کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ صوبائی بجٹ میں جو

پُرکش منصوبوں کے لئے ترغیبات دی گئی ہیں، اگر ان پر اسی جوش و جذبے اور سرگرمی سے عمل ہو، جس سے ان کا آغاز ہوا ہے تو یقیناً اس سے ایسے نتائج برآمد ہوں گے کہ یہ پالیسیاں دوسروں کے لئے بھی مشکل راہ ہوں گی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صوبے سے غربت کے خاتمے، عوام کو سہولتوں کی فراہمی اور اقتصادی ترقی کے عمل کو حکومتی پالیسی کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں۔ وہ grass root level پر لوگوں کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت بجٹ 2005-06 ہے جس میں تمام شعبہ جات پر یکساں توجہ دی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی عوام دوست پالیسیوں کی وجہ سے نہ صرف حکومت بلکہ اپوزیشن میں بھی یکساں مقبولیت حاصل کئے ہوئے ہیں۔ میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی، ان کی کابینہ اور خصوصاً وزیر خزانہ حسین بہار دریشک صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے عوام دوست، کسان دوست حتیٰ کہ اپوزیشن دوست بجٹ پیش کیا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی مقرر محترمہ شہناز سلیم صاحبہ!

محترمہ شہناز سلیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ہر مالی سال کے آخر میں بجٹ دستاویز سے عوام کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ موجودہ بجٹ میں غریب عوام کو ریلیف نہ ملنے کی وجہ سے ان کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہے۔ اس بجٹ میں مراعات یافتہ اور امیر طبقہ کو نواز گیا ہے۔ جون میں بجٹ پیش کرنا ایک روایت بن گئی ہے ورنہ پورا سال سنی بجٹ آنے سے منتظر کے پہاڑ ٹوٹتے رہتے ہیں جو غریب عوام کے لئے انتہائی مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔ میں حکومت سے کہوں گی کہ وہ بجٹ میں ایک سال تک fix قیمتوں کا نظام متعارف کرانے تاکہ عوام کو ریلیف ملے۔ جی۔ ڈی۔ پی کے بڑھنے سے ضروری نہیں ہے کہ غریب عوام کو فائدہ پہنچے جس کا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس کا فائدہ صرف امیروں کو پہنچے گا۔ تادی پال، یونی کلینکس، سلنگ سنٹرز اور ذرائع کلینرز سے ٹیکس ختم کر کے غریبوں کو کیا فائدہ ہوگا؛ جبکہ غریب لوگ تو

بچوں کی شادیاں کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے لہذا شادی ہالوں کا انہیں کیا فائدہ ہوگا کیونکہ ایک غریب دس روپے کی 'petroleum jelly' تو خرید نہیں سکتا۔ بیوی پاررز سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟ فنانس منسٹر جانتے ہیں کہ ان کے علاقے میں غریب لوگوں کے لئے ان کی کسی بیٹی کی شادی کے لئے -15000 روپے بھی کافی ہیں۔ یہ بچت صرف 25 فیصد عوام کی فائدہ می کرتا ہے۔ یہاں روزگار کے 10 لاکھ مواقع کا ہدف بتایا گیا ہے جبکہ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے کوئی ٹھوس پالیسی مرتب نہیں کی گئی۔ بے روزگاری اور غربت و افلاس سے تنگ لوگ کرپشن میں اضافہ اور اجتماعی خود کشیاں کر رہے ہیں۔ پی۔ٹی۔سی۔ ایل کی نجکاری کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس سے بے روزگاری میں مزید اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کروں گی کہ جنوبی پنجاب میں بے روزگار نوجوانوں کے ذہنوں میں محرومی کی وجہ سے زہر بھرتا جا رہا ہے۔ اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ نوکری سے محروم رہنے کی وجہ سے سرانٹیک صوبے کا تھکانا بڑھتا جا رہا ہے۔ ان کے لئے سرکاری فرما کر خصوصاً جنوبی پنجاب کے فنڈز الگ سے جانے جائیں۔ حکومت کا کہنا ہے کہ راتوں رات مسکنی قتم نہیں کی جاسکتی۔ کیا تیسرا بجٹ آنے تک بھی قیمتوں میں control نہیں کیا جاسکتا۔ عام آدمی کو ریٹیف دینے کے لئے کوئی پالیسی مرتب نہیں کی گئی اور نہ ہی پیٹرولیم کی قیمتیں کم کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ایشیائی خورد و نوش اور آنے کی قیمتیں کم نہیں ہونیں بلکہ ان میں اضافہ ہوا ہے بجلی کی قیمتوں میں کمی نہیں ہوئی بلکہ ٹی وی لائسنس کی صورت میں اضافی رقم لی جا رہی ہے۔ بجٹ کا حجم پچھلے سال سے 21 فیصد زیادہ بتایا گیا ہے جبکہ پچھلے سال کے بھی کئی منصوبے ابھی تک نامکمل ہیں۔ اس سال کیا امید کی جانے کہ یہ تیسرا بجٹ بھی ہماری امیدوں پر پورا اترے گا یا نہیں؟



جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے محترم وزیر موصوف نے کہا ہے کہ حکومت کی اولین ترجیح تعلیم کا شعبہ ہے لیکن اس کے زیادہ تر فنڈز اشتہاری مسم پر صرف ہو رہے ہیں اور اشتہارات غیر ملکی چینلز پر بھی دکھانے جا رہے ہیں اس کا کیا قائدہ ہے؟ ذیرہ غازی خان ڈویژن کے سوا پاکستان کی تمام ڈویژنوں میں یونیورسٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ جنوبی پنجاب کے اس شہر کے فنڈز گجرات یونیورسٹی کو ماڈل یونیورسٹی بنانے کے لئے صرف کئے جا رہے ہیں جو کہ ڈی۔جی۔خان ڈویژن کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے اور انہیں اعلیٰ تعلیم سے محروم رکھنا ہے کیونکہ غربت کی وجہ سے غریب طاہطم دور دراز یونیورسٹیوں میں پڑھنا afford نہیں کر سکتے۔ گورنر صاحب اپنے دورہ ڈی۔جی۔خان میں دو دفعہ یہ اعلان کر گئے ہیں کہ یہاں یونیورسٹی بنانے کے لئے عملدرآمد کریں گے لیکن ابھی تک اس پر کوئی خاص عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ پورے بخت میں راجن پور میں صرف ایک نڈل سکول جو مرغلانی میں ہے اسے اپ گریڈ کیا گیا ہے اور تعلیم کے لئے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ اس طرح ڈی۔جی۔خان میں موضع ددنی اور مٹکانی میں صرف دو سکول اپ گریڈ کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تعلیم کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے بھی فنڈز کم رکھے گئے ہیں۔ بخت میں ادویات کی قیمتوں میں کمی نہ کر کے میڈیسن کمپنیوں کو لوٹ مار کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ غریب عوام مٹکی دوانیاں afford نہیں کر سکتی۔ ہسپتالوں میں دوائیاں دستیاب نہیں ہیں۔ عوام مشکلات میں مبتلا ہیں اس لئے ادویات کی قیمتیں کم کی جائیں۔ صحت کے لئے 250 روپے فی کس رکھے گئے ہیں جو ایک مذاق ہے۔ شہری مراکز صحت اور دیہی مراکز صحت میں درکار سہولیات کی فراہمی کو سرفہرست رکھا گیا ہے لیکن تیس ہزار افراد پر مشتمل قصبہ سخی سرور کے ہسپتال میں نہ کوئی لیڈی ڈاکٹر اور نہ ہی کوئی ہیلتھ وزیر ہے اسی طرح ڈی۔جی۔خان کے ہسپتال کی اپ گریڈیشن کے حوالے سے کہا گیا ہے لیکن پہلے ہی 250 بستروں کے ہسپتال میں 125 بستروں کا سٹاف موجود ہے۔ ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف کی کمی ہے، اسمبولینس خراب ہیں، سنرہیجرز نوٹ مینٹ کا شکار ہیں اور ایمرجنسی میں کوئی دوائی دستیاب نہیں ہے۔ اس کا مقصد تنقید کرنا نہیں ہے لاہور، پنجاب اور پورا پاکستان ہمارا گھر

ہے لیکن اپنے ضلع کے بارے میں بات کرنا ہمارے لئے اہمائی ضروری ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حفظانِ صحت کے لئے فراہمی آب اور نکاسی آب کے شعبوں پر خصوصی توجہ دینا ضروری ہے لیکن سیوریج وائر سپلائی سینی ٹیشن کے لئے ڈی۔جی۔خان کے لئے کوئی پراجیکٹ نہیں دیا گیا ہے جبکہ پینے کے پانی کی اشد کمی ہے اور پینے کا پانی خریدنا جاتا ہے جس پر -750/- روپے ملانے فرج ہوتا ہے کیا ایک غریب شخص یہ afford کر سکتا ہے؟ سیوریج اور پینے کے پانی کے پائپ پرانے اور متوازی ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی مکس ہو رہا ہے اس وجہ سے بیہائلس عام ہے جس میں 70 فیصد عوام مبتلا ہے۔ اب بچوں میں hypothyroid کی شکایت آرہی ہے۔ پورے شہر کے سیوریج کا گندہ پانی ایک نالے کی صورت میں open شہر کے درمیان سے گزارا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! چانڈ لیبر کا فاقہ نہیں ہوا بلکہ بچوں میں بھیک مانگنے کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ سوشل ویلفیئر سیکٹر میں ڈی۔جی۔خان کے لئے کوئی فنڈز نہیں ہے۔ خواتین کی تعلق اور gender reforms programme پر کوئی قابل ذکر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! زراعت کے شعبے میں بھی کسی غریب کاشتکار کو ریلیف نہیں ملا گندم پر سبزی دی جانے تاکہ گندم مارکیٹ میں سستی ملے اگر انڈیا ایسا کر سکتا ہے تو پاکستان ایسا کیوں نہیں کر سکتا جبکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے؛ آنے کا ریت کم ہونے کی بجائے آج کی خبر کے مطابق بڑھ گیا ہے۔ سستا آنا سکیم سے عوام میں احساسِ محرومی بڑھ رہا ہے کیونکہ آنے کے ٹرک سیاست کی نذر ہو رہے ہیں یہ صرف اپنے مٹھوں میں دوڑنے کے لئے سپلائی کیا جاتا ہے اور حقدار محروم رہ جاتے ہیں سستا آنا سکیم سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ مارکیٹ میں گندم سستی کی جانے تاکہ عوام کو سستا آنا مل سکے۔ گندم کا ریت 1/- سو روپے فی من اور مزدور کی مزدوری -120/- روپے ہے۔ میں ڈی۔جی۔خان کے حوالے سے ایک بات اور کہوں گی کہ ڈی۔جی۔خان کے پہاڑی علاقے کے لوگوں کا ذریعہ معاش غلہ بانی ہے۔ ان لوگوں کو غلہ بانی کی جدید سویاٹ وٹرنری ڈسپنسریاں میسر نہیں ہیں وہ اس دور میں بھی سو سال سے پہلے کے طریقے کے مطابق جانور پال رہے ہیں۔ کوئی سپیشل پراجیکٹ نہیں دیا گیا اگر اس طرف توجہ دی جائے تو بہت سے بے روزگاروں کو روزگار میسر آنے کا۔

جناب سپیکر! پنجاب کا محکمہ آبپاشی اگر رود کوہیوں کے پانی کو کنٹرول کر کے چھوٹے ڈیم بنانے پر توجہ دے تو پانی کی کمی پوری ہونے کے ساتھ ساتھ جو ہر سال رود کوہیوں سے جانی مالی نقصان ہوتا ہے اس میں بھی کمی ہوگی۔ بارانی زمین آباد ہوگی لیکن جنوبی پنجاب ذیرہ غازی خان کے لئے ایسا کوئی منصوبہ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! ہسپتال اپ گریڈ کرنے کی بجائے موجودہ ہسپتالوں کو مکمل اور proper ضروریات اور صاف سہیا کیا جائے۔ چند شہروں کے علاوہ باقی شہروں کی سڑکوں کی حالت خراب ہے۔ ڈی۔ جی۔ خان میں بھی سڑک ایوان کی سڑک چھوڑ کر پورے شہر کی سڑکیں نوٹ بھونٹ کا شکار ہیں۔ تاکہ کینال کی طرفی مٹری جہاں 11 کالونیاں آباد ہیں سبزی منڈی، گریز ہاسٹل اور مسجدیں اس روڈ کے ساتھ ہیں لیکن سڑک کی حالت ایسی ہے کہ پیدل چلتے ہوئے افراد گر جاتے ہیں۔ بارش ہونے کی صورت میں بچیاں ہفتہ ہفتہ سکول اور کالج نہیں جا سکتیں غازی مسجدیں چھوڑ دیتے ہیں شہر کا کوئی بھی محلہ ایسا نہیں ہے جہاں سڑکوں کی حالت بہتر ہو۔ بجٹ میں صرف کمر سے فورٹ منرو اور بھامبت سے بھیدی والا تک کی چند کومیٹیوں کی سڑک بنائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ محترمہ اعلیٰ مقرر ہیں محترمہ مصباح کو کب صاحبہ!

محترمہ مصباح کو کب (ایڈووکیٹ)، بِنِمْ اللہِ اِزْطَمِنِ الرَّسِیْمِ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو ذات باری تعالیٰ کا نہایت مجز و انکسادی سے شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے ہمیں تیسرے مالی سال کا بجٹ پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ میں چیف منسٹر پنجاب اور قائد ایوان چودھری پرویز الہی صاحبہ، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جن کی مسلسل رہنمائی اور قیمتی آراء کی روشنی میں budget document کی تشکیل ہوئی۔ میں اپنے پنجاب کے عوام کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان کی امنگوں، آرزوؤں اور ارادوں کے مطابق بجٹ بنا ہے۔ بجٹ balanced اور عوام کی favour میں تیار کیا گیا ہے اس سے عوام کو محبت ہو گیا ہے کہ ہمارے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہماری سیاست عوام کی سچی اور عملی خدمت کی سیاست ہے۔ سماجی شعبہ جات، تعلیم، ہیلتھ اور علاج و بہبود ہماری حکومت کی اولین ترجیحات ہیں۔ تعلیم کی اہمیت ایک مسئلہ ہے اس سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ علم ہی وہ بنیاد ہے جس پر کسی کام کی

ترقی کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ اس بنیادی ضرورت کو صرف نظر کر کے کوئی قوم ترقی کے میدان میں ایک قدم بھی آگے بڑھ سکے یا اسے وجود کو دنیا میں تسلیم کروا سکے۔ یورپ جس کی آج ہم تقلید کر رہے ہیں انہوں نے علم ہمارے ہی آباؤ اجداد سے سیکھا تھا لیکن ہم خود علم سے دور ہو گئے ہیں۔ علامہ اقبال کو سب سے زیادہ جس چیز کا دکھ تھا وہ یہی تھا کہ ہمارا علمی خزانہ لٹ گیا ہے انہیں سب سے زیادہ علمی خزانے کے لٹ جانے کا ہی افسوس تھا لیکن افسوس کہ ہماری کسی بھی حکومت نے آج تک تعلیم کی طرف توجہ نہ دی آج مہلی ہماری حکومت ہے جس نے تعلیم پر توجہ دی ہے مہلی سے مڈل کلاس تک فری فیکٹ بکس پنجاب کے تمام سرکاری سکولوں میں پہنچانی جا رہی ہیں جس کو اب 9th اور 10th تک extend کیا جا رہا ہے اس میں بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کی 80 فیصد حاضری کے مطابق 200/- روپے ماہانہ بھی دیا جا رہا ہے۔ آج کوئی مل بپ یہ نہیں کہہ سکے گا کہ ہمارے پاس کتابیں خریدنے کے لئے پیسے نہیں تھے اس لئے ہم بچوں کو پڑھا نہیں سکے۔ آج کوئی بچہ یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میرے والدین مجھے کتابیں خرید کر نہیں دے سکتے اس لئے میں نہیں پڑھ سکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج ہمارا ہر بچہ سرکاری سکولوں میں پڑھے گا، کتابیں ملیں گی اور اچھی تعلیم و تربیت حاصل کرے گا۔ ہم نے بچن کے پہلے سال تعلیم کی مدتیں 7-اب روپے رکھے تھے، دوسرے سال 8-اب روپے رکھے تھے اور اب اس کو بڑھا کر 9-اب روپے مختص کئے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ دیکھ لینا چاہیے کہ ہم نے پہلے اس مدت جو پیسے رکھے تھے وہ صحیح طور پر خرچ ہونے میں یا جو اب رکھے گئے ہیں وہ صحیح طور پر خرچ ہوں گے؟ میری تجویز ہے کہ اس سلسلے میں ایک مانیٹرنگ سیل قائم کر دینا چاہیے جو اچھے honest پورز پر مشتمل ہو جو چیک اینڈ بیلنس رکھے۔

جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ کی دوسری بڑی ترجیح ہیلتھ ہے کیونکہ اچھے خیالات، اچھے افکار، اچھی سوچیں ایک صحت مند شخصیت ہی کی مرہون منت ہو سکتی ہیں۔ ہم نے سرکاری ہسپتالوں کی 18 مینیسوں میں ادویات مفت مہیا کرنی شروع کر دی ہیں۔ اب تو لاہور اور ملتان کے کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹس کو extend کر کے ہم فیصل آباد اور وزیر آباد میں بھی کارڈیالوجی کے انسٹیٹیوٹس بنا رہے ہیں۔ اب رانا منا، اللہ صاحب کو فیصل آباد سے لاہور کے کارڈیالوجی ہسپتال میں

نہیں آنا پڑے گا۔ اب وہ فیصل آباد کے کارڈیالوجی ہسپتال میں ہی رہیں گے۔

جناب سیکرٹری اہم نے خواتین کے لئے معمولی قرضوں کا اجراء کیا ہے جو کہ ہمارا بڑا سنہری کارنامہ ہے۔ اب خواتین پنجاب پراونشل بینک کی طرف سے معمولی قرضے حاصل کر کے ڈیری فارم، پولٹری فارم، بکریوں کا فارم، بوٹیک، نیوشن سنٹرز اور سکولوں میں کنٹینینس بنا سکتی ہیں۔ جس طرح شالامار باغ اور شاہی قلعہ کو حکومت پنجاب کی تحویل میں لیا گیا ہے اس طرح میں چاہتی ہوں کہ معتبرہ جہانگیر کو بھی پنجاب گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے تاکہ اس کی مناسب دیکھ بھال ہو سکے کیونکہ باہر سے جو سیاح آتے ہیں جب وہ معتبرہ جہانگیر کی دیواروں کو دیکھتے ہیں تو بڑی تصویریں بناتے ہیں کہ شاید دیوار کو decorate کیا گیا ہے۔ اس لئے میری یہ request ہے کہ اس کو بھی پنجاب گورنمنٹ کی تحویل میں لے کر اس کی مناسب دیکھ بھال ہونی چاہیے۔

جناب سیکرٹری اہم نے عوام سے جو بھی وعدہ کیا تھا، ہم نے جو بھی عہد کیا تھا، ہم نے ہر عہد نبھایا ہے، نبھارہے ہیں اور نبھائیں گے۔ ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی رضا یا اس کے بندوں کی تلخ کے لئے کیا جائے عین عبادت ہے۔ آج جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ تاریخ میں ہمارا نام ان لوگوں کی لسٹ میں شامل ہونا چاہیے جنہوں نے قوم کی خاطر قربانیاں دیں، جنہوں نے قوم کی تلخ کے لئے کام کئے۔

یہ جاہ و حشمت، یہ طمراق، یہ رعب دبدبہ، یہیں رہ جانے کا زاد راہ صرف وہ آتسو ہیں جو کسی غریب کے لئے آنکھ سے ٹپکیں درد کی وہ لہر ہے جو کسی دکھی انسانیت کو دیکھتے ہوئے آپ کے دل میں پیدا ہو (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سیکرٹری اہم! میری اپوزیشن کے اپنے بھائیوں اور جنوں سے بھی یہ request ہے کہ جس طرح ہم نے عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے سچ کر کے دکھا دیا ہے، ہمارے پریذیڈنٹ پرویز مشرف کا جو سات نکلتی پروگرام تھا اس میں بھی سب سے پہلا point غربت کا فائدہ تھا۔ آج ہم نے غربت کے خاتمے کا آغاز کر دیا ہوا ہے اور یہ تیسرا سال ہے۔ آپ بھی ہمارے ساتھ ہمارا ہاتھ بنائیے۔ عوام سے جو وعدے کئے تھے ان وعدوں

کو پورا کیجئے۔ پاکستان زندہ بلا، پرویز مشرف زندہ بلا، چودھری پرویز الہی زندہ بلا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکر۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث پر ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔ ابھی جب ٹریژری بیجز سے ہمارے بھائی اس کتاب پر تئیں بجا رہے ہوتے ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ صوبہ پنجاب کا کوئی محکوم، کوئی مظلوم اور کوئی سرکاری ملازم میں پسا ہوا شخص پنجاب اسمبلی کے باہر کھڑا ہو کر گویا آواز لگا رہا ہے کہ،

ہروں سے ہاندہ کے ہتھر مجھے اڑاتا ہے

عجیب شخص ہے یہہ تئیں بجاتا ہے

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! آج جو دستاویز ہمیں تھمائی گئی ہے اور جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اور جس پر گزشتہ تین دنوں سے بحث جاری ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اعداد و شمار کا جسے ہم دوست گور کہ دھندہ کہتے ہیں، یہ صرف اعداد و شمار کا ایک بیجٹ نہیں ہے، یہ صوبہ پنجاب کے ان کروڑوں محکوم، مظلوم اور پے ہونے طبقات کا بیجٹ ہے جو ہمارے اس معزز ایوان پر اپنی نظریں گاڑے کھڑے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں کہ شاید اس بیجٹ میں کوئی ایسی چیز ہمیں دستیاب ہو جائے، کوئی ایسا ٹرڈہ سنایا جائے، کوئی ایسی ٹوٹھری سٹائی جائے جس کا براہ راست ریٹیف ان کے گھروں تک پہنچے لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ موجودہ بیجٹ جو صوبہ پنجاب کے فنانس منسٹر صاحب نے پیش کیا وہ دراصل وفاق کی ان پالیسیوں کا تسلسل ہے جو وفاق کے اندر وضع کی گئیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 05-2004 میں 212.11 ملین روپے پریذینٹ ایوان کے لئے رکھے گئے اور پھر نظر ثانی کرنے کے بعد 227.17 ملین روپے کر دیئے گئے۔ اس کے بعد 06-2005 میں ایوان صدر کے لئے 227.17 ملین روپے رکھے گئے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 1990 سے لے کر اب تک 179 فیصد پریذینٹ ایوان کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ یہی حال پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کا ہے۔ 05-2004 میں 226 ملین روپے رکھے گئے اور موجودہ بیجٹ میں اس کی تعداد بڑھ کر 234 ملین روپے تک پہنچ چکی ہے اور انہی

پالیسیوں کا تسلسل پنجاب اسمبلی کے اس ایوان میں دکھائی دیتا ہے۔

جناب سپیکر! حسین دریشک صاحب نے جب یہاں پر تقریر کی تو اس سے پہلے وفاق کا بخت بنانے والے سلمان شاہ صاحب نے جب اس معاملے کو آگے چلایا تو وہ قوم کو ایسی باتیں بنا رہے تھے کہ آپریس کو اس طرح گمراہ کر رہے تھے گویا جیسے اسلام آباد کی جو سڑکیں ہیں ان سے دودھ کی نہریں پھونتی شروع ہو جائیں گی جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ ہماری اسی اسمبلی میں ایک گھوڑی پال سکیم متعارف کروائی گئی اور گھوڑی پال سکیم جب متعارف کروائی گئی تو اس میں ہم سپیکر صاحب کے منکور ہیں کہ انہوں نے ہماری پانچ سالہ struggle پر گویا مہر تصدیق ثبت کر دی کہ انہوں نے کہا کہ آرمی کا ایک گھوڑا اپنے اصطبل سے نکل کر باجرے کے کھیت میں چلا گیا اور اس نے وہاں پر جا کر دوسرے کی فصل اجازتاً شروع کر دی ہم یہی بات تو کہتے آ رہے ہیں کہ آرمی کا گھوڑا اپنے اصطبل سے نکل کر پاکستان کے کھیت میں داخل ہو گیا ہے اور وہ ملک و قوم اور صوبوں کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ غیر آئینی طریقے کے ساتھ 'این-ایف-سی ایوارڈ کی تقسیم کے بغیر اس بخت کو قوم پر مسلط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے گھوڑی پال سکیم متعارف کروائی ہے۔ آج میں یہاں پر دو اور سکیمیں متعارف کراؤں گا جس سے انشاء اللہ مطلع صاف ہو جانے کا اور اقتدار کے سمندر میں ان کا Titame ان کو ڈوبتا ہوا محسوس ہو گا۔ جناب! میں invitation دیتا ہوں کہ اب تک جتنے لوٹے اور لوٹیاں گئی ہیں وہ جون کے بخت سے پہلے پہلے جانب ہو کر واپس آجائیں انشاء اللہ انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ایک سکیم تو گھوڑی پال سکیم ہے جبکہ ہم تو دائمی ہیں لیپال سکیم کے، ہم نے وفا کا سفر جہاں سے شروع کیا تھا آج بھی اسی سفر کو آگے بڑھاتے ہوئے رواں ہیں۔ جو پٹے گئے ہیں انہیں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنا قہد درست کر لیں اور واپس آجائیں اس میں ان کی بڑی بہتری ہے۔ یہ جو اوپر اوپر سے بنتے ہوئے چہرے ہیں یہ اندر سے بالکل مرجھانے ہوئے ہیں یہ پریشان ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

**MR. DEPUTY SPEAKER:** No point of order. I am not allowing any point of orders. Please sit down.

شیخ اعجاز احمد: یہ اس لئے پریشان ہیں کہ گھوڑی پال سکیم اب زیادہ دیر نہیں چلنی۔ اب پوری قوم نے دیکھ لیا ہے۔ آج پاکستان اور صوبہ پنجاب کے عوام نے اس بات کی واضح تقسیم کر دی ہے کہ گھوڑی پال سکیم والے سامنے بیٹھے ہونے ہیں اور جنھوں نے اضیٰح پالی ہے، جو بچپال سکیم

والے ہیں وہ ادھر ہمارے ساتھ بیٹھے ہونے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

یہ جو دیوانے سے دو چار نظر آتے ہیں

ان میں کچھ صاحب اسرار نظر آتے

تیری محل کا بھرم رکھتے ہیں سو جاتے ہیں

ورنہ یہ لوگ تو بیدار نظر آتے ہیں

(نعرہ ہانے تحسین)

ایک سکیم گھوڑی پال ہے، دوسری بچپال سکیم ہے اور ایک تیسری سکیم بھی ہے۔

جناب محمد طاہر محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

**MR. DEPUTY SPEAKER:** No point of orders. I have not allowed any body and I will not allow.

میں نے ایک فیصد کیا ہے لہذا آپ بیٹھ جائیے۔

جناب محمد طاہر محمود، جلیں، جناب! پوائنٹ آف آرڈر رہنے دیں۔ میں صرف ایک وضاحت کرنا

چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، جو بھی ہے میں اجازت نہیں دیتا۔ I will not allow Please

sit down ایوان اچھے انداز سے چل رہا ہے اس کو پلیز چلنے دیں۔



شیخ اعجاز احمد: جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ ایک سکیم گھوڑی پال ہے، دوسری بچپال سکیم ہے اور ایک تیسری سکیم بھی ہے۔ گھوڑی پال سکیم کے سربراہ جنرل پرویز مشرف ہیں، بچپال سکیم کے سربراہ میاں محمد نواز شریف ہیں اور |\*\*\*\*\*| (قطع کلامیں)

MR DEPUTY SPEAKER: Expunge from the record.

وزیر خصوصی تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سیکرٹری! پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے ایک لمحے کے لئے اجازت دے دیں۔

جناب ذہنی سیکرٹری: میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔  
شیخ اعجاز احمد: جناب! میری باری پر قدسیہ لودھی صاحبہ کو وقت دے دیں وہ آج بڑی performance میں ہیں۔ (قطع کلامیں)

جناب ذہنی سیکرٹری: آرڈر بیگز، آرڈر بیگز۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس وقت سات بج چکے ہیں، ایک گھنٹہ باقی بچا ہے اور ابھی بہت سے ممبران نے تقاریر کرنی ہیں۔ اگر آپ اس بحث میں پڑ جائیں گے تو پھر خواہ مخواہ وقت ضائع ہو گا۔ شیخ صاحب! آپ بھی اب لوٹنے پال اور لُج پال کو بھجوزیں اور آگے چلیں۔ اب بحث پر آئیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سیکرٹری میں ادھر ہی آ رہا ہوں۔ میں لوٹنا پال سکیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ چونکہ اس سکیم کی سربراہی ہمارے قائد ایوان کے پاس ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے secret funds کی اگر آپ تفصیل ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ اس میں کروڑوں روپے allocation سے بھی زائد خرچ کئے گئے ہیں۔ اس secret funds میں سے اب یہ اضافی اخراجات کھل رہے ہیں؟ یہ بات تو secret ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا اس سے یہ بات عیاں ہو

\* حکم جناب ذہنی سیکرٹری الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

گنی ہے کہ اس لوٹنے پال سکیم کے سربراہ ان لوٹنے اور لوٹیوں کو گھیرنے اور پانے پر یہ سارے فنڈ خرچ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! لوٹنے اور لوٹیوں پر کافی گفتگو ہو چکی ہے۔ اب آپ آگے بھی چلیں۔ Please keep yourself on the budget. فیصلہ یہ ہوا ہے کہ بجٹ پر بات ہوگی لہذا آپ بھی بجٹ پر رہیں۔ آپ جائز تنقید کریں۔ یہ لوٹے لوٹیاں ہر دور میں رہی ہیں اور رہیں گی۔ آپ اپنے حلقے کی بات کریں، بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب! میں تو کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ مجھے موقع ہی نہیں دے رہے۔ میں بات کر رہا تھا کہ بجٹ کے اندر وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک secret fund ہوتا ہے اس فنڈ کو کہیں پر استعمال کیا گیا اس کی وضاحت تو آچکی ہے۔ میں ان لوگوں سے یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ

اصول بیچ کر مسند خریدنے والو

نگاہ اہلِ وفا میں بہت حقیر ہو تم

وطن کا پاس تمہیں تھا نہ ہو سکے گا کبھی

کہ اپنی حرص کے بندے ہو بے ضمیر ہو تم

جناب سپیکر! ایوان کو in order کریں۔ میں بات کیسے کروں یہ تو اتنا شور کر رہے ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نجف صاحب! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر entertain

نہیں کرنا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! ایوان کو تو in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر میز، آرڈر۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترم! پلیز تشریف رکھیں۔  
 شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk please

شیخ اعجاز احمد،

اصول بیج کے مند خریدنے والو  
 نگاہ اہل وفا میں بہت حقیر ہو تم  
 وطن کا پاس تمہیں تھا نہ ہو سکے گا کبھی  
 کہ اپنی حرص کے بندے ہو بے ضمیر ہو تم

جناب حسین بہادر دریشک صاحب نے اپنی گفتگو فرماتے ہوئے اپنی تقریر کے تیسرے جز میں کہا کہ اس امر کا اعلان بھی ضروری ہے کہ صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم پاکستان شوکت عزیز صاحب کی ممبرانہ پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان میں معاشی استحکام آ رہا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا۔ یہ وزیر خزانہ کہہ رہے ہیں۔ اس کے بعد جو میں بات کرنے لگا ہوں اس پر بھی آپ نے تالیاں بجاتی ہیں۔۔۔۔ (نعرہ ہانپتے تھیں)

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کلاروائی 20 منٹ کے لئے مٹوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکر۔ جناب سپیکر۔ (قطع کلامیوں)

جناب سپیکر، شیخ صاحب! آپ تقریر کر چکے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد، نہیں۔ جناب سپیکر! میں نے زیادہ سے زیادہ 3 منٹ گفتگو کی ہے اور اس میں سارا

شور تھا اس کے بعد اذان کا وقفہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، معزز اراکین سے گزارش ہے کہ ہر معزز رکن کے لئے 10 منٹ ٹائم ہوگا خواہ شور ہو یا سکون صرف 10 منٹ دینے جائیں گے۔ شیخ صاحب! آپ کے لئے مزید 1 منٹ ہیں۔ 1 منٹ میں please wind up کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ ہمارے وزیر خزانہ جب اپنی تقریر کے تیسرے نمبر پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے جبریل پرویز مشرف صاحب اور شوکت عزیز صاحب کی مدبرانہ پالیسیوں کی وجہ سے اقوام عالم میں ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔

جناب والا! یہ ملاحظہ فرمائیں کہ باعزت مقام جو وزیر اعظم جناب شوکت عزیز کی سربراہی میں حاصل کیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ پچھلے دنوں شوکت عزیز صاحب 130 parliamentarians کا وفد لے کر چائے گئے اور وہ چائے جس کے وزراء سائیکوں پر اپنی سزکوں پر بھاگتے پھرتے ہیں وہ Nation Builders لوگ ہیں انہوں نے انہیں انکار کر دیا اور کہا کہ ہم صرف 30 بندوں کو بطور delegation accept کرتے ہیں اور باقی لوگ اپنے فرجوں پر رہیں۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے یہ انٹرنیشنل مقام حاصل کیا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کے دوران یہ کہا کہ جی آپ دعا کریں کہ یہ سنگھانی کی لہر عارضی ہو۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ،

امیر شہ نے کانڈوں کی کشتیاں دے کر

سمندروں کے سفر پر کیا روانہ ہمیں

جناب سپیکر! یہ انہوں نے عوام دشمن بحث بنا کر اوپر سے یہ کہہ دیا کہ آپ دعا کریں کہ سنگھانی کی لہر عارضی ہو۔ جب اقلیت بٹ پروف کاروں کے اندر سفر کرے اور اپنے آپ کو اشرافیہ سمجھتے ہوئے وہ سزکوں کے اوپر اپنی ہیکیلی اور گیلی گاڑیاں بھگاتے پھرے تو اس کے بعد ایک خود کار نظام کے تحت اکثریت سنگھانی کی چکی میں پستی رہتی ہے۔

جناب سپیکر! اس دستاویز اور سابقہ دستاویز میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ الفاظ کا وہی

گورکھ دھندہ ہے جو پچھلے سال ہمیں تمہا دیا گیا اور آج صوبہ پنجاب کے پے ہونے عوام بیاگ دہلی

یہ کہنے پر مجبور ہیں اور یوں محسوس ہو رہا ہے کہ وقت کا مورخ اور آج کے حکمرانوں کا ستیا ہوا کوئی دیوانہ وار کتا پھر تا ہے کہ۔

پندرہ کروڑ انسانوں زندگی سے بے گانوں  
 صرف چند لوگوں نے حق تمہارا چھینا ہے  
 خاک ایسے جینے پر یہ بھی کوئی مینا ہے  
 بے شور بھی تم کو بے شور کہتے ہیں  
 سوچتا ہوں یہ نلاں کس ذکر میں رستے ہیں  
 یہ طیں ' یہ جاگیریں کس کا خون جیتی ہیں؟  
 بیہ کون میں یہ فوجیں کس کے دم پر جیتی ہیں؟  
 کس کی محنتوں کا پھل دانشائیں کھاتی ہیں  
 جمہوریتوں سے رونے کی کیوں صدائیں آتی ہیں؟

جناب سپیکر! اور پھر وہ کتا ہے کہ۔

انہ کہ میری زندگی کے صبح و شام بدلو بھی  
 جس میں تم نہیں شامل وہ نظام بدلو بھی

ہم صرف تنقید برائے تنقید نہیں کرتے بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ صوبے میں خوشحالی ہو، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایسی ہوئی عوام کو ریٹیف لٹ، ہم یہ چاہتے ہیں کہ صوبے کے اندر وہ لوگ اور ماں جو اپنے بچے کو فیس نہ ہونے کی وجہ سے سکول نہیں بھیج سکتی اور سرحدوں کی ٹھنڈی راتوں میں جو بچہ ٹھہرتا ہے وہ اس لئے نہیں ٹھہرتا کہ اس کے پاس گورنمنٹ آسانشیں پہنچا رہی ہے بلکہ اس کے ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ grass root level تقسیم اس تک نہیں پہنچ رہی۔

جناب سپیکر! ہم نے پولیس صحت اور ایجوکیشن کے لئے پچھلی مرتبہ بھی بجٹ رکھا تھا لیکن آپ اندازہ کریں کہ پورے ایک سال میں کیا تبدیلیاں آئی ہیں؟ کیا تھانہ کھیر تبدیل ہو گیا ہے؟ کیا شرفاء کی تھانوں میں تبدیل نہیں ہو رہی؟ کیا political victimization نہیں ہو رہی؟ آج ہی ہمارے دوستوں نے ذکر کیا کہ ایک تحصیل ناظم کو صرف اس وجہ سے اٹھایا گیا کہ اس کی

بہر دیاں موجودہ حکمرانوں کے ساتھ نہیں تھیں۔

جناب سپیکر! جب آپ پولیس سے victimization کا کام لیں گے تو پھر وہ بے چارے آپ کا حکم ماننے پر مجبور ہوں گے۔ کیونکہ ان کو پتا ہے کہ اگر آج ہم نے حکم نہ مانا تو کل ہم اپنی سیٹوں پر نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب امجد حمید دستی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی 'راجہ صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! صبح تحصیل ناظم کا ذکر کیا گیا تھا کہ تصویر اصغر کازہ کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ انہوں نے جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر، آپ تعریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی 'دستی صاحب!

سر دار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں نے کچھ باتیں کچھ واقعات پارٹی میٹنگ میں آپ کے گوش گزار کئے تھے۔ ان واقعات کا یہاں بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ میں نے کہا تھا کہ معروف ایگنسز نما کے فن اور اداکاری کی کسی نے تعریف کی تو زمانے جواب دیا کہ میرا فن میرے وطن کے لئے ہے تو میں گزارش کرتا ہوں کہ میری سیاست میرے وطن کے لئے ہے۔ میری سیاست پاکستان کے لئے ہے۔ میری سیاست پاکستان کے بانی قائد اعظم کے لئے ہے۔ میری سیاست مادرت کے لئے ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میری سیاست اپنے ملک کے لئے ہے۔ میرے ملک کے خلاف جو بولے گا، جو قائد اعظم کی بہن کے خلاف بولے گا، جو اس ملک کے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف بولے گا تو میری زبان اس کو مسترد کرنے کے لئے کبھی نہیں رکے گی۔ میں نے کچھ ایسی باتیں کی تھیں جو برسر اقتدار لوگوں کو ناگوار گزریں اور کچھ پریس نے بھی اجمالاً۔ میں نے اکبر بگٹی کے متعلق ذکر کیا تھا کہ یہ شرارتوں سے باز نہیں آتا۔ جس طرح یہ پانپ لائنز اڑاتا ہے اس کو بھی اڑا دیا جلتے۔ یہ بات ناگوار گزری تھی۔ شریف الدین پیرزادہ نے اپنی تقریر میں 'اپنی سٹیٹمنٹ میں ذکر کیا تھا کہ جب مادرت دفن ہونے کے لئے پڑی

ہونی تھیں تو میں نے ان کی گردن پر زخم کا نشان دیکھا تھا۔ میں نے ان کے کپڑوں پر خون کے دھبے دیکھے تھے۔ جس کی وجہ سے میں نے اس ایوان میں گزارش کی تھی، اگر یاد ہو تو سارے ایوان نے بلا لحاظ مذہب و ملت کوئی حکومتی بیچوں کا یا اپوزیشن کا ہے، سب نے ایک زبان اس کی مذمت کی تھی۔ میں نے گزارش کی تھی کہ جو آدمی تیس سال مادر ملت کے قتل کو چھپانے رکھتا ہے اور وہ آج سب سے اونچی کرسی پر براہمن ہے تو میں اس کی مذمت کرتا ہوں اور سارے ایوان نے اپوزیشن نے بھی اور حکومتی بیچوں نے بھی اس کی مذمت کی تھی۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر بے تدبیر جناب شیخ رشید صاحب کو بولنے کا بڑا شوق ہے۔ انہوں نے امریکہ کو خوش کرنے کے لئے فرمایا کہ ڈاکٹر فقیر خان نے افزودہ یورینیم کو بلیک مارکیٹ میں خرید کر ایران کے حوالے کر دیا۔ اسے بھنی! امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اتنی دور نہ جاؤ کہ اپنے ہیرو کو کتے ہو کہ یہ چور ہے اور یہ بلیک مارکیٹ کرتا ہے۔ میں نے اس کی مذمت کی تھی اور سارے ایوان نے میرا ساتھ دیا تھا۔

جناب والا! میں نے یہاں کالا باغ ڈیم کے متعلق گزارش کی تھی۔ سارے ایوان نے اس کی حمایت کی تھی۔ کوئی ایک آواز نہیں تھی جس نے اس کی مخالفت کی ہو لیکن اس کے باوجود حیرت کی بات ہے کہ بلا باغ ہی ٹما جاتا ہے کہ جب تک سارے صوبے اس پر ایمان نہیں لائیں گے، کالا باغ کی حمایت نہیں کریں گے یہ شروع نہیں ہو سکتا۔ اب ان کو کون بتائے کہ اس ملک کی اکثریت چاہتی ہے کہ کالا باغ ڈیم بنے، وہ ہماری معیشت کے لئے بہت بڑا نشان ہے۔ یہ اسمبلی ملک کی 70 فیصد آبادی کو represent کرتی ہے۔ جب اس اسمبلی نے کہہ دیا، ملک کی 56 فیصد آبادی نے کہہ دیا کہ یہ ڈیم بننا چاہیے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ نہیں بننا؟ کہتے ہیں کہ اسٹنڈ یار ولی کہتا ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم بنا تو پاکستان نہیں رہے گا اور اگر پاکستان کو زندہ رکھنا ہے تو کالا باغ ڈیم کا نام نہ لو۔ |\*\*\*\*\*| ایک تو یہ بڑے مخالف ہیں اور ذرا تے ہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم بنا تو پاکستان نہیں رہے گا۔ دوسرے بڑے مخالف اکبر خان بگٹی ہیں

تیسرا بیٹو ہے جو غالباً آج تک ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بھی نہیں بن سکا۔ ایک اور صاحب ہیں جو اطراف بھائیو کھلتے ہیں جس کا کوئی بھائی نہیں ہے جو کسی کا بھائی نہیں ہے اور کوئی اس کا بھائی نہیں ' میں بھی اس کے خلاف ہوں۔ اب ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ کالا باغ ڈیم بن گیا تو وہ ملک کی معیشت کے لئے ضرورت ہے۔ انڈیائی پمپاس ڈیم بنائے ' 100 سے زیادہ پائپ لائن بنائے ہیں ہم نے دو تین بنائے ہیں وہ بھی salt up ہو گئے۔ یہاں گجرات میں صدر صاحب تشریف لائے تھے تو میں نے ان کے قریب جا کر کہا کہ لوگ توقع کر رہے تھے کہ آج آپ کالا باغ ڈیم کا ذکر کریں گے لیکن حیرت کی بات ہے کہ ہمارے پاس پیسے بھی ہیں ' غیر ملک ہمیں امداد بھی دیتے ہیں اور سارا ابتدائی کام بھی تیار ہے تو اس وقت مجھے وہ بات یاد آتی ہے کہ----

یہ صاف پچھتے بھی نہیں اور سامنے آتے بھی نہیں

جناب سپیکر، میری معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ بیگز اپنے موبائل فون بند رکھیں۔ جی ' دستی صاحب !

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ ! بیگز تشریف رکھیں۔ آپ نے بات کر لی ہے۔ دستی صاحب ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سر دار امجد حمید خان دستی، محترمہ ! میرے بیٹھنے سے آپ کو کیا فائدہ ہے؟ میرا کھڑا ہونا آپ کے لئے اچھا ہے۔

جناب سپیکر، محترمہ ! بیگز خاموشی سے سنیں۔ جی ' دستی صاحب !

سر دار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر ! یہ ہمارے لئے پریضالی کا موجب ہے کہ پیسے بھی ہمارے پاس وافر ہیں اور اس سال کے بجٹ میں ہم نے مزید کوئی ٹیکس نہیں لگایا اور اسی طرح سٹر کے حالات بھی اچھے ہیں لیکن حیرانی کی بات ہے کہ کالا باغ ڈیم کے لئے پیسے مخصوص نہیں کیا گیا۔ ہمیں اس کی بڑی تشویش ہے۔ ہم اس ایوان کے ذریعے صاحب صدر اور وزیر اعظم کو یقین



دلاتے ہیں کہ اسفندیار ولی مخالف ہے، بیجو مخالف ہے، اکبر بگٹی مخالف ہے اور اظاف بھانیو مخالف ہے تو ان مخالفتوں کے باوجود اگر یہ ڈیم بن گیا تو یہ پاکستان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہو گا۔ میں اس ایوان کے ذریعے صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب کو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور ان تک اس ایوان کی آواز پہنچانا چاہتا ہوں کہ براہ کرم یقین کیجئے کہ ولی خان کے بیٹے کی بات غلط ہے۔ وہ تو ایسا خاندان ہے کہ اسفندیار کے دادا نے یہاں دفن ہونا قبول نہیں کیا، وہ اس ملک کو اپنا ملک ہی نہیں مانتے، آپ ان سے ڈرتے ہیں، آپ بیجو سے ڈرتے ہیں جو کبھی ڈمنٹریک کونسل کا ممبر نہیں بنا۔ آپ اظاف بھانیو سے ڈرتے ہیں جو چھپا پھرتا ہے کبھی انگیڈ میں ہے کبھی انڈیا میں ہے۔ یہاں آنے کی ان کو جرأت ہی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ دستی صاحب! میز دو منٹ میں wind up کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں جلدی wind up کروں گا۔ ان واقعات کی وجہ سے برسرِ اقتدار لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ غالباً میں محب وطن نہیں ہوں۔ میں برسرِ اقتدار لوگوں کو قابلِ قبول نہیں ہوں۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ میرے ترقیاتی فنڈز بند کر دینے گئے۔ لیکن بھلا ہو جناب چیف منسٹر اور راجہ بشارت صاحب کا کہ ان دونوں نے سہرابانی فرمائی اور قبول کیا کہ ہم تمہیں فنڈز دیں گے۔ میں اس ایوان میں ان کا اور آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! دستی صاحب [\*\*\*\*\*] کے حوالے سے جو باتیں کی ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے کیونکہ اس ایوان سے اور پنجاب سے کوئی ایسا message نہیں جانے گا۔ صوبہ سرحد کے لئے ولی خان کی پارٹی کے لئے ایسا message نہیں جانے گا کہ پنجاب اسمبلی میں [\*\*\*\*\*] ذکر ہوا ہے۔

جناب سپیکر، جو باتیں اس ایوان میں غیر پارلیمانی کی گئی ہیں وہ تمام باتیں میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی دستی صاحب!

\* محکم جناب سپیکر ایوان کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! جب میں بات کرتا ہوں تو وطن کی بات کرتا ہوں۔ میں نے نہ کوئی سر سے محل بنوایا ہے نہ سویٹزر لینڈ میں پیسے جمع کرانے ہیں۔ میں اس ملک کا سب سے بڑا سرمایہ دار اور فیکٹریوں کا مالک نہیں بن گیا۔ بلکہ آج سے پچاس سال پہلے جو امجد حمید دستی تھا آج بھی وہی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ میں نے آج تک ایک پیسے کا قرض نہیں لیا۔ کیا میں اسی لئے قرضوں کی زد میں نہیں ہوں کہ میں نے بددیانتی نہیں کی، میں نے اس ملک کا نقصان نہیں کیا۔ میں اور میرا باپ دونوں بیک وقت تحریک پاکستان کے سلسلے میں ایک ہی جیل میں اکٹھے رہے اور میرا بھائی جو انجینئرنگ یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ تھا، مہاجر آنے تو ان کو ٹریوں سے اٹھا اٹھا کر دفن کرتا رہا۔ اس کا ذہن کام کرنا پھموز کیا، وہ اپنی یادداشت بھول گیا اور جس دن مظفر گڑھ کے ضلع میں سب سے پہلے رات کے 12 بجے جب انگریز کی حکومت ختم ہوئی تو ہم نے اپنے مکان کے اوپر اپنے ضلع میں سب سے پہلے پرچم ہرایا تو پرچم نے پوچھا کہ اسے پرچم ہرانے والا میرے پرچم کی لاج بھی رکھو گے؟ ہم نے کہا کہ رکھیں گے اور جو میرا بھائی یادداشت کھو گیا اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ اسے پرچم تمہاری یاد رکھوں گا۔ وہ یونیورسٹی کا طالب علم، ہمارے فائدان کا اور ہماری قوم کا سب سے زیادہ ذہین لڑکا اس ملک کی خدمت کرتے ہوئے اپنی یادداشت کھو بیٹھا۔ میں نے کیا نقصان کیا تھا کہ میرے فذز روک دینے گئے۔ میں راجہ صاحب کا اور وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے فذز بحال کر دیئے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

آوازیں، شعر سنائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! ابن انشاء جوانی میں ہی پلا گیا، خالی ہو گیا لیکن اس شعر کی وجہ سے لافانی بن گیا اور شعر بھی لافانی۔ ابن انشاء نے کہا۔۔۔

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تیرا  
 کچھ نے کہا یہ پانڈ ہے کچھ نے کہا چہرہ تیرا  
 (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، آرڈر میز، آرڈر میز۔

آوازیں، کمر، کمر

جناب سپیکر، شکریہ۔ دستی صاحب آپ کی تقریر کا اختتام بڑے خوبصورت شعر سے ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ختم کریں گے۔

آوازیں، کمر، کمر، شعر دوبارہ سنائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، چلیں ان کی حد بھی پوری ہو جائے۔

کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا تیرا  
 کچھ نے کہا یہ پانڈ ہے کچھ نے کہا چہرہ تیرا  
 (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، ایوان کا وقت مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! یہ چہرہ تیرا اس کا تعلق sex سے ہے جو ہمارے مظالم کی وجہ سے 'ہماری نالائقی کی وجہ سے علم کی بجلی میں بجلی نہیں رہا ہے۔ یہ کل کی بات ہے حافظ قرآن، نام محمد رمضان تھا وہ پسر شیطان، اس کے ساتھ والے مکان پر بارہ سال کی لڑکی کھڑی تھی۔ وہ مکان سے کود کر پلا گیا اور اس کے ساتھ بالجبر برائی کرنی چاہی۔ اس نے ہاتھ پاؤں مارے، اس کا ہاتھ بجلی کی تار سے جالکا اور وہ ختم ہو گئی اس مردود نے اس پر ریت ڈال دی تاکہ یہ جرم چھپ جائے لیکن جرم نہیں چھپ سکا۔ پتلا چیل گیا تو یہ حافظ قرآن، یہ پسر شیطان، یہ محمد رمضان، یہ گردن زدنی۔ ایک اور واقعہ بیان کروں گا ہم روزانہ واقعات پڑھتے ہیں۔

جناب سپیکر، دستی صاحب! آپ کی مہربانی، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! کسی گاڈن کا ایک شخص جو بل چلا کر آیا اور تھکا ماندہ تھا۔ آتے ہی اس نے اپنی بیٹیوں کو کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ بیٹیوں نے دیر کر دی تو اس نے دونوں بیٹیوں کو قتل کر دیا اور بیٹیوں کو اٹھا کر بھاگ گیا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ عورت کا ایسا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ کسی زکا نہیں کہا ملاہ کا کہا ہے، عورت کا کہا ہے کہ اس کے پاؤں تلے جنت ہے۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تشریف لاتی تھیں تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عزت و احترام کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ ہمیں ان سے سبق لینا چاہیے۔ خاتون کی عزت اور احترام کرنا چاہیے، ان کو protect کرنا چاہیے اور خواتین کا بھی یہ فریضہ ہے کہ جو یہاں پر بیٹھی ہیں وہ چاہے اس سائیڈ سے ہوں یا اس سائیڈ سے، میرا ادھر ادھر اشارہ کرنے کا کوئی خاص مقصد نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، دستی صاحب شکر یہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں اپنی تقریر گل کر دوں گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! راجہ بھارت صاحب نے بتانا تھا کہ

ندیم اصغر کا زہ کو گرفتار کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں نے دو دفعہ گوجرانوالا میں فون کیا ہے

ڈی۔ آئی۔ جی گوجرانوالا اور ڈی۔ پی۔ او گوجرانوالا دونوں یہاں لاہور آئی۔ جی صاحب کی میٹنگ میں

آنے ہونے ہیں جیسے ہی میرا ان سے رابطہ ہوتا ہے میں in writing جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، شکر یہ

جناب طاہر اختر ملک، جناب سیکرٹری انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک کھنڈے میں اس کی اطلاع آ جانے گی اور یہ صرف پچاس کلومیٹر دور ہے اگر ابھی یہ رابطہ ہی نہیں کر سکے تو یہ کس چیز کے وزیر قانون ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے۔ میں وہ الفاظ یہاں پر دہرانا نہیں چاہتا کہ ایک شخص پر اپنی کرپشن کے پرچے درج تھے، اس پر بدعنوانی کے مقدمات ہیں۔ جناب سیکرٹری، براہ مہربانی بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کون سی ایسی ایمر جنسی ہو گئی ہے اور کون سے اس معزز ایوان کے رکن کو پابند کر دیا گیا ہے۔ ایک واقعہ ہوا ہے اس کی جیسے ہی رپورٹ ملے گی میں جناب کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب طاہر اختر ملک، جناب سیکرٹری! یہ انسانی حقوق کا معاملہ ہے وہ ایک شریف اور معزز شخص ہے، تحصیل کا ناظم ہے، اس کا ایک بھائی ایم۔ این۔ اے ہے، ایک بھائی ہلدا ایم۔ پی۔ اے ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ کون سی قیامت آگئی ہے۔ کل کو اگر کہیں ان کو بند کر دیا جائے تو یہ کیا کہیں گے؟

جناب سیکرٹری، وہ فرما رہے ہیں کہ ڈی۔ آئی۔ جی صاحب اور ایس۔ پی صاحب سے رابطہ نہیں ہوا جنہی رابطہ ہوتا ہے تو وہ بنا دیں گے۔ راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، ٹکریہ۔ جناب سیکرٹری بجٹ کے حوالے سے میری پہلی گزارش ہے کہ اچھی مرکز سے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ تو نہیں ہوا لیکن جس طرح وہاں سے آبادی کی بنیاد پر پنجاب اپنا حصہ لینا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اسی فارمولے کو پنجاب کے بجٹ میں کیوں نہیں follow کیا جاتا؟ آبادی کی بنیاد پر پنجاب میں 70 سے 80 فیصد آبادی ہمارے دیہات میں رہتی ہے۔ دیہات جو زیادہ پسماندہ ہیں، جہاں پر سڑکوں کی حالت، بجلی اور دیگر تمام بنیادی سہولتیں نہیں ہیں لہذا پنجاب میں بھی یہی فارمولا اپنانا چاہیے۔ اس کے علاوہ میں اپنے بھائی وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت کسی صوبے میں اگر

سوئی گئیں کا کوئی معاملہ ہے تو اس کی جو net proceeds ہو گی اس کا حصہ اس صوبے کو ملے گا۔ اگر کسی صوبے میں بجلی کا کوئی ہائیڈرو پاور سٹم ہے تو اس کی proceed اور net profit پر صوبے کا حق ہو گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے تین سال سے پنجاب میں غازی بروقتا پراجیکٹ جو کہ بہت بڑا پراجیکٹ محترم بے نظیر بھٹو کے زمانے میں شروع ہوا تھا یہاں پانچ سو سے زیادہ میگا واٹ بجلی پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ غازی بروقتا پراجیکٹ انک میں واقع ہے اس لئے ہمیں اعتماد میں لیا جانے کہ اس کے sale proceeds کا کتنا حصہ پنجاب کو مل رہا ہے۔ پنجاب کو اس حوالے سے اگر نہیں مل رہا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ تو کیا ہم اس معاملے کو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ take up کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا انکم کو آرڈینیشن کیشن اور common interest کمیٹی میں لے جانا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر! اس بجٹ میں سپیشل ایجوکیشن کے حوالے سے 90 انٹی یونٹس قائم کرنے کے لئے شاید 500-ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ جس طرح پچھلے سال اعلان کیا گیا تھا کہ ہر تحصیل میں سپیشل بچوں کے لئے الگ ادارے قائم کئے جائیں گے تو میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں معذوروں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں کہ ہر تحصیل میں 90 ادارے الگ سے قائم کئے جائیں جو پہلے سے قائم شدہ ادارے کام کر رہے ہیں یعنی عام سکولوں کے ساتھ اسی concept کے تحت شروع کیا جانے تو اس پیسے کو بچا سکتے ہیں۔ تعلیم کے حوالے سے جس طرح دیگر دوستوں نے بات کی اور اس کے بہت چرچے اور شور شرابا ہے کہ پنجاب تعلیم کے معاملے میں بہت آگے جا چکا ہے، "پڑھا کھا پنجاب" کے حوالے سے میں Floor of the House یہ چیلنج کرتا ہوں کہ پورے پنجاب کے کسی دیہاتی علاقے میں پہلے جائیں، کسی تحصیل میں پہلے جائیں، کسی ایک جگہ پر بھی اگر 25 فیصد سٹاف پورا ہو گا تو جو بات ہو گی اس کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ کسی دوست نے بات کی تھی کہ میں کوئی سٹیاں کے حوالے سے بات کرتا رہا ہوں پچھلے سال آپ نے اور وزیر تعلیم نے بھی یہاں پر یہ کہا تھا کہ مری، کونہ اور کوئی سٹیاں کی تحصیلوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہونیں، جو 15 کروڑ روپے منصفانہ تقسیم نہیں ہوا اور اس کا زیادہ حصہ باقی لوگوں کی طرف گیا جو کہ زیادہ بااثر تھے اور جن کا تعلق مکران جماعت سے تھا

اور یہ سیاسی بندر بانٹ ہوتی۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ کوئٹی سٹیل پنجاب کی سب سے زیادہ پیمانہ تحصیل ہے، اس لئے کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسی تحصیل ہو جس میں آج بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہ ہو، لیکن اس تحصیل میں نہیں ہے اس تحصیل کے 80 فیصد علاقے میں آج بھی بجلی نہیں ہے، وہاں سکولوں کی حالت انتہائی خستہ ہے اور وہاں پر کوئی ڈگری کالج نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خواتین کا انٹر کالج ہے۔ جب وزیر اعلیٰ نے اقتدار سنبھالا تو انہوں نے اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ میری حکومت کی اولین ترجیح پیمانہ علاقوں کے لئے ہے تو میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ اس کا بیرومیٹر پنجاب کی پہلی تحصیل مری اور کوئٹی سٹیل ہے تو وہاں سے یہ ثابت ہوگا کہ آپ کہتے سنجیدہ ہیں لیکن اس دفعہ بھی اس 15 کروڑ روپے میں سے اس تحصیل کے دو سکول لئے گئے اور دوسری سے لئے گئے اور ہم اس کی بھی مذمت کرتے ہیں کہ وہ funded programme ہے لیکن اس کی سیاسی بنیادوں پر بندر بانٹ ہو رہی ہے جو کہ بنیادی اصول، ہمارے آئین اور propriety کے خلاف ہے، اس کو ٹھیک کیا جائے۔ اس کے علاوہ TEVTA کے حوالے سے انہوں نے جو facts and figures دینے چھٹے دنوں جیسے وزیر اعلیٰ تقریر کر رہے تھے اگر ہماری TEVTA فیل ہو گئی ہے تو ہمیں بتایا جانے کہ اس TEVTA کا کیا کردار رہا ہے؟ جس طرح انڈین پنجاب کی الگ یونیورسٹی بنائی گئی ہے کہ ہر سال کتنے راج کتنے مستری کتنے کار میٹرز اور کتنی skilled labours کی ضرورت ہے تو کجھ میں آتا ہے اور اس حساب سے وہاں production ہوتی ہے لیکن ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہماری TEVTA کیا کر رہی ہے؟ آج اسی وجہ سے قومی سطح پر National T.E.V.T.A کی بات ہو رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ہم نیشنل level پر ایک TEVTA بنا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس TEVTA پر عدم اعتماد ہمارے لئے ایک بوجھ ہے۔

جناب سیکرٹری! گزشتہ دو تین سالوں سے وزیر اعلیٰ کے Vision 2020 کے تحت چرچے ہو رہے ہیں اور ہم وہ بھی سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ کہاں سے آیا؟ Vision تو وہ ہوا کرتا ہے کہ جہاں سارے لوگ consult کر کے participate کرتے، اس پنجاب اسمبلی میں بات ہوتی اور participatory کے بعد جو collective thought آتی تو ہم اسے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا Vision

ہے۔ ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ جب جنرل مشرف صاحب نے اقتدار سنبھالا تھا تو انہوں نے بھی ایک Vision دیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، عباسی صاحب! دو منٹ میں مکمل کر لیں کیونکہ آپ کا وقت ہو گیا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں نے اسی لئے کہا تھا کہ آپ کل مجھے ناٹم دیں۔ جناب سپیکر! کل وہاں جا کر وزیر اعلیٰ پنجاب کے بیٹے نصیب علی کے انڈر وئیر کی بات کرتے رہے آدھا گھنٹہ۔۔۔

جناب سپیکر، عباسی صاحب! اصل topic پر آئیں اور اپنی تقریر wind up کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! وہ Vision کیا جو جنرل صاحب نے دیا تھا۔ ہمارے ایک پرائم منسٹر گزرسے جنہوں نے 15 دن کے لئے حکومت کی انہوں نے بھی ایک Vision دیا تھا کہ میری حکومت کا یہ پروگرام ہوگا اور یہ پرائم منسٹر بھی ایک اقتصادی ایجنڈا دے رہے ہیں اس لئے قوم کے ساتھ مل کر ایک صاف بات کریں۔ یہ کنفیوژن ہے کہ چار پار پروگرام چل رہے ہیں اور خواب کوئی دیکھتا ہے اور تعبیر کوئی دے رہا ہے جس سے قوم کو گمراہ کیا جا رہا ہے، قوم کی رہنمائی کی جانے اس لئے کہ جب پچھلے سال دوسرا بجٹ سیشن چل رہا تھا تو اس وقت نی وی پر جبر چلی اور جس طرح آج جبر چلی کہ پرائم منسٹر نے استعفیٰ دے دیا تو اس وقت بھی اس طرح کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اللہ خیر کرے کہ یہ بجٹ پتا نہیں کس کس کو ساتھ لے کر چلا جانے گا، پچھلے بجٹ کے بعد محترم جمالی صاحب کے ساتھ کیا ہوا، محترم شجاعت صاحب کے ساتھ کیا ہوا۔ اس لئے یہ جو کہتے ہیں کہ سب اچھا ہے، سب اچھا نہیں جس طرح یہ بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ میرے اپنے شہر تحصیل مری میں بے پناہ مشروم گروتھ ہاؤسنگ سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں جن کے پاس کوئی این۔ او۔ سی نہیں ہے، جنگلات کی زمین ہتھیارہی ہیں، او۔ جی۔ ڈی۔ سی کی سوسائٹی میں بڑے بڑے لوگ involve ہیں، کہیں elected ہیں اور کہیں دوسرے لوگ involve ہیں۔ وہاں تحصیل حکومت بے بس نظر آتی ہے، ضلعی حکومت اپنی جگہ بے بس ہے اور پنجاب والے اپنی جگہ بے بس ہو



جاتے ہیں۔ یہ لینڈ مافیا ہمارے مری کے قدرتی حسن رکھنے والے دشتوں کو کاٹ کر جنگلات کی زمین پر قبضہ کر رہا ہے تو میں آپ کے حوالے سے حاکم وقت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے کو بھی take up کریں۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ عباسی صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اگلے مقرر بابو نفیس احمد انصاری صاحب!

بابو نفیس احمد انصاری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بحث تقریر کا موقع دیا۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بحث تقریر میں انڈسٹری کے حوالے سے فقرہ نمبر 30 میں صرف 4 لائنیں لکھی ہیں اور انہوں نے فرمایا ہے کہ پنجاب میں انڈسٹری اسٹینڈ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی اور فیصل آباد میں اسی طرز کی کمپنیاں بنانی گئیں جو انڈسٹریز کے معاملات پر فور کریں گی اور ان کی مراعات یا جو بھی معاملات ہیں ان کو مل کریں گی۔

جناب والا! پاکستان کی اس وقت سب سے بڑی گھریلو صنعت پاور لومز ہے جسے صنعت پارچہ بانی بھی کہتے ہیں اس سے فیصل آباد، ملتان، گوجرانوادر اور پنجاب کے باقی بڑے شہروں میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے لیکن میں انتہائی ادب کے ساتھ وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے اس سلسلے میں کسی بھی پیکیج کا اعلان نہیں کیا۔ گورنمنٹ مرکزی بجٹ میں مل اوورز نیکسٹل پونٹس پر ایکسائز میں کچھ مراعات دی گئی ہیں لیکن جہاں تک نجی سطح پر پاور لومز کی صنعت کا تعلق ہے تو اس کے لئے کسی بھی مراعات کا اعلان نہیں کیا گیا۔ چونکہ صنعت تنظہد مانگتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس صنعت کو جس میں لاکھوں کی تعداد میں مزدور بے روزگار ہو رہے ہیں، پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے تاکہ غریب لوگوں کا روزگار اس سے وابستہ رہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ آسان شرائط پر قرضہ کی فراہمی کی جائے۔

جناب والا! ابھی پچھلے ماہ ہمارے پنجاب بینک کی ایک پالیسی آئی تھی جس میں یہ کہا گیا ہے کہ کچھ کارپوریشن لیز آؤٹ کریں گے اور غالباً ایک کمپنی کے ساتھ معاہدہ بھی ہوا تھا۔ گاڑی لیز کرنا luxury کے زمرے میں آتا ہے جس کی پاکستان جیسی معیشت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

چونکہ پنجاب بینک حکومت پنجاب کے under ہے۔ اس نے میری گزارش ہے کہ انہیں یہ ہدایت فرمائی جائے کہ گازیوں کی لیزنگ کے معاملے کو آگے لے جانے سے ہماری معیشت تباہی کی طرف جا رہی ہے لہذا اس کی بجائے کسی positive طریقے سے آسان شرائط پر پاور لومز انڈسٹری کو قرضے فراہم کئے جائیں۔ اس کے ساتھ میری یہ بھی گزارش ہوگی کہ جس طرح انڈیا میں اور دوسرے ملکوں میں انڈسٹری کے لئے بجلی کے معاملے میں بعض مراعات دی گئی ہیں اسی طرح واپڈا کو بھی خصوصی طور پر یہ ہدایت فرمائی جائے کہ انڈسٹری کو بچانے کے لئے ریش کم کئے جائیں اور سپیشل پیکیج کا اعلان کیا جائے۔ علاوہ ازیں اس انڈسٹری پر نہ صرف مرکز کی جانب سے ٹیکسز نافذ ہیں بلکہ صوبے اور ضلعی نظام کے ٹیکسز بھی لاکو ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سے ایسے ٹیکسز جو کہ غیر قانونی اور غیر ضروری ہیں میری گزارش ہوگی کہ اس صنعت کو بچانے کے لئے اور مراعات دینے کے ساتھ ساتھ ضلعی ٹیکسز، صوبے کے ٹیکسز اور مرکز کے ٹیکسز میں بھی مراعات فراہم کی جائیں۔ اس سلسلے میں میری اور بھی گزارش ہوگی کہ جس طرح raw material کی فراہمی کے لئے آسان شرائط پر قرضے کی فراہمی کی ہے اس کے ساتھ ہی raw material کی صورت میں بھی in cash نہیں تو in time قرضہ فراہم کیا جائے تاکہ یہ تیار شدہ مل بر وقت فراہم کریں۔ کسی بھی ملک کی صنعت کا دارومدار اس کی انڈسٹری پر ہے پاکستان کی انڈسٹری ریٹھ کی بڑی کی حیثیت رکھتی ہے اس وقت چائینہ اور کئی دوسرے ملکوں کا کپڑا زیادہ تعداد میں پاکستان میں فروخت ہونا شروع ہو گیا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم WTO کا مطالبہ کرنے کے لئے بیرونی منڈیاں تلاش کریں اور اس سلسلے میں ہماری حکومت پنجاب کو بہت کچھ کرنا پڑے گا اور کرنا چاہیے۔ جس طرح ابھی اعلان کیا کہ پنجاب میں انڈسٹریل اسٹینڈ ڈومینٹ اینڈ منجمنٹ کمیٹی بنا دی گئی ہے اور فیصل آباد میں بھی اسی طرز کی ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے تو میری گزارش ہوگی کہ ملتان کے لئے بھی ایکٹو انڈسٹری اسٹینڈ کے لئے خصوصی طور پر توجہ دی جائے کیونکہ جنوبی پنجاب میں کہیں بھی کوئی انڈسٹری اسٹینڈ نہیں ہے نہ بہاولپور میں ہے اور نہ ڈی۔ جی۔ مل میں ہے اس لئے میری گزارش ہوگی کہ وہاں پر بھی انڈسٹری کو قائم دائم رکھنے کے لئے خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔

جناب والا! میں بحث تقریر سن بھی رہا تھا اور اس کو پڑھا بھی ہے پوائنٹ نمبر 20 پر لکھا گیا ہے کہ سکھ بھائیوں کے دیرینہ مطالبات کو مد نظر رکھتے ہوئے ننگڑ صاحب کو ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان سکھوں نے 1947 میں ہمارے آباؤ اجداد کو شہید کیا، ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو بیوہ کیا اور دنیا کی سب سے بڑی ہجرت ہوئی اب ہم ان کو بھائیوں کا درجہ دے رہے ہیں۔ بیرون ملک پٹھی ہوئی ہماری قیادت کو تو ہم باہر رستے دیتے ہیں اور سکھوں کو بھائی کہہ رہے ہیں۔ میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اس مطالبے کا لکھنا بڑا معنی خیز ہے اگر یہ نہ بھی لکھا جاتا تو ان کا یہ مطالبہ تسلیم ہو جاتا تھا۔ (نعرہ ہانپتے تحسین)

جناب سپیکر، انصاری صاحب! برائے مہربانی wind up کر لیں۔

بابو نفیس احمد انصاری، جناب سپیکر! بس میں تھوڑی سی گزارش کروں گا۔ لوکل کونسل کا نظام کرپشن کی نذر ہو چکا ہے۔ نیچے یونین کونسل سے لے کر ضلع کونسل تک جتنی کرپشن کی involvement اس دور میں ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی اور نہ ہی موقع پر کوئی کام ہونے لیکن اس کی payments ہو رہی ہیں۔ جتنے بھی اجلاس ہوتے ہیں چاہے وہ تحصیل کونسل کا ہو یا ضلع کونسل کا اس میں نیبل آئیٹیم رکھے جاتے ہیں اور اس میں جتنے بھی فنڈز allocate کرنے ہوتے ہیں وہ منظور کر لئے جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ سب کچھ حکومت کی سرپرستی میں کر رہے ہیں۔

آوازیں، شیم، شیم، شیم۔۔۔

بابو نفیس احمد انصاری، جناب سپیکر! یہ کتنی قابل افسوس بات ہے کہ جو لوگ آپ کے حامی ہیں ان کو تو تمام مراعات ہیں لیکن جو لوگ جرات اور ایمانداری سے کام کر رہے ہیں ان کو ننگڑ ستم بنایا جا رہا ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کا مکمل آڈٹ کیا جائے۔ اس میں یہاں کی فنانس کمیٹی بھی آڈٹ کر سکتی ہے اور ممبران صوبائی اسمبلی کو اس میں اعانت کے لئے شامل بھی کیا جاسکتا ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکل آئے۔

جناب والا! ملتان کی بیس لاکھ کے قریب آبادی ہے جو مختلف مسائل کا شکار ہے خصوصی طور پر sanitation کا نظام۔ ہمارے تحصیل ناظم نے sanitation کو ٹھیکے پر دے دیا ہے اور ڈیزنہ ڈیزنہ دو دو لاکھ ایک یونین کونسل کا ٹھیکہ دیا جا رہا ہے اور موقع پر دس دس مزدور بھی کام نہیں کر رہے ہیں یہ سب کچھ اپنی جیبوں میں ڈالا جا رہا ہے یہ اتنا خطرناک trend ہے کہ اس سے ہمارے قومی خزانے کا بہت زیاں اور وہ کریشن کی نذر ہو رہا ہے اس لئے میری یہی گزارش ہوگی کہ اس سسٹم کو ختم کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ میری اپوزیشن کے معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جو دوست بجٹ کی بحث میں حصہ لینا چاہتے تھے اور جن کے نام کی چٹیں میرے پاس موجود تھیں وہ تمام بات کر چکے ہیں اگر اپوزیشن میں سے کوئی معزز رکن مزید بات کرنا چاہ رہا ہے تو وہ اپنے نام کی چٹ مجھے بھجوادے۔ محترمہ در شہوار نیلم صاحبہ!

محترمہ در شہوار نیلم، بِنِمْ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بجٹ 2005-06 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ جناب چودھری پرویز الہی کی شکرگزار ہوں اور وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ عام طور پر حکومت جب بجٹ پیش کرتی ہے تو اس کی پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ عوام پر کسی قسم کے ٹیکس کا بوجھ نہ پڑے کیونکہ ٹیکس گئے کا براہ راست اثر عوام کی معاشی حالت پر پڑتا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے صوبے میں غربت کے فائقے، عوام کی بنیادی ضروریات، economic development کے عمل کو حکومت کی پالیسی کی بنیاد بنایا ہے تاکہ عوام کو ایک منظم پروگرام کے تحت مستقل بنیاد پر سولیت فراہم کر سکیں۔ میں اس حقیقت کو بیان کرنا بے حد ضروری خیال کرتی ہوں کہ صدر پاکستان پرویز مشرف اور وزیر اعظم جناب شوکت عزیز صاحب کے حقیقی اور دانشمندانہ اقدام کی وجہ سے ملک میں معاشی استحکام آیا ہے۔ الحمد للہ پنجاب کی معیشت بمرور طریقے سے ملکی معیشت کے ساتھ چل رہی ہے زرعی اور صنعتی شعبے کی ترقی محال ہے گزشتہ تجربوں نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ پیداواری صلاحیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر تعلیم اور صحت کے شعبے میں حکومت پنجاب کے اقدامات لائق تحسین ہیں اور دوسرے صوبوں کے

نے قابل تقلید ہیں۔ تعلیم کو عام کرنے کے لئے مفت کتابوں کی فراہمی اور بچوں کے وظائف کے پروگرام سے غریبوں اور کم آمدنی والے طبقے کو بہت ریٹیف ملے گا جس سے غربت میں کمی واقع ہوگی۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے سپیشل ایجوکیشن پر جتنی توجہ دی ہے یہ سبھی حکومتوں نے اس طرف کبھی دھیان نہیں دیا ہے۔ موجودہ حکومت کے کریڈٹ میں یہ بات بھی جاتی ہے کہ صحت کے شعبے میں دور رس اصلاحات کی گئی ہیں اور جامع ہیلتھ سیکٹر ریفارم کے لئے 735 ملین کی رقم مختص کی گئی ہے اس اقدام کا خصوصی پہلو یہ ہے کہ دیہی علاقوں کے عوام کی صحت پر بھی بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ نرسنگ اور پیرامیڈیکل سٹاف کی ٹریننگ کے لئے بھی حکومت کو مزید توجہ دینی چاہیے اور میں اس کے لئے سفارش کروں گی کہ پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کا منصوبہ شروع کرنا چاہیے۔

جناب سیکریٹری! موجودہ حکومت نے پینے کے صاف پانی اور سینیٹیشن کی طرف بھی توجہ دی ہے اور اس کے لئے 3 ارب روپے مختص کئے ہیں صاف پانی ملنے کی صورت میں عام آدمی کی صحت پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور بیماریاں کم ہوں گی۔ زراعت ہماری معیشت کی backbone ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ حکومت نے زرعی قرضہ جات کی فراہمی کے علاوہ زراعت کے شعبے کے ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے خطیر رقم 925 ملین روپے رکھی ہے جو پچھلے سال کے مقابلے میں 200 ملین روپے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ تحقیقی مراکز اور زرعی مارکیٹنگ کے شعبے کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے۔

جناب سیکریٹری! موجودہ حکومت نے لائوسٹاک کے شعبے کو بھی اہمیت دی ہے کیونکہ اس کے ذریعے دیہی آبادی کے کلیں کی آمدنی میں اضافہ ہو گا اور ان کا standard of living بہتر ہو گا۔ جانوروں کے لئے موبائل ویزرنری ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں تاکہ ان کی مناسب دیکھ بھال ہو سکے۔ موجودہ حکومت نے مسکائی کا بوجھ کم کرنے کے لئے تنخواہ دار طبقوں اور پینشن یافتہ لوگوں کو فوری ریٹیف اور پینشن میں اضافہ کی صورت میں دیا ہے۔ میں آخر میں یہ کہوں گی کہ overall اس سال کا بجٹ لوگوں کی زندگی میں یقیناً خوشحالی کا سبب بنے گا۔ ہماری حکومت عوام کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کے لئے پوری طرح کوشاں

بھی ہے۔ شکر یہ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکر یہ۔ محترمہ افتخار فاروق صاحبہ!

محترمہ افتخار فاروق، شکر یہ۔ جناب سپیکر!

بجٹ جلتے ہیں بالائی مقننہ ر طبقے

حیات اپنی جو آسں کرتے رستے ہیں

عوام کو نہیں دیتے کوئی سوت اور

عوام، عوام کی گردان کرتے رستے ہیں

جناب سپیکر! ایک معالیٰ بجٹ میں چار اجزاء کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

1- بجٹ متوازن ہو، اس کا جھکاؤ کسی خاص طبقے کی طرف نہ ہو۔

2- بے روزگاری کی شرح میں کمی ہو۔

3- افراط زر پر قابو پایا جاسکے۔

4- مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ ہو۔

اگر ہم سب ان باتوں کو مد نظر رکھیں تو یہ بجٹ غیر متوازن، غیر حقیقت پسندانہ اور مجموعی امداد و شمار کا ایک پاندہ ہے۔ ہمارے بجٹ میں ایکسپورٹ کے متعلق جو دو تین صنعتوں کو ریلیف دیا گیا ہے ان کو تو شاید کوئی ریلیف مل سکے لیکن اس بجٹ میں یہ بات پوری طرح سے واضح ہے کہ غریب عوام کے لئے اس بجٹ میں اس سال بھی کچھ نہیں رکھا گیا۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آنے کی قیمت میں 100 فیصد اضافہ، گوشت اور پولٹری کے نرخوں میں 120 فیصد اضافہ، بجلی اور گیس کے بلوں میں 150 فیصد اضافہ اور مسکنی میں 13 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس بجٹ میں رہائشی سہولتوں کی فراہمی کے لئے کسی بڑے منصوبے کا اعلان نہیں کیا گیا حالانکہ غریب طبقے کے لئے رہائشی سہولتوں کا فقدان ہے اور یہ ایک بہت ہی بڑا سماجی مسئلہ ہے۔ توقع تھی کہ اسٹیٹ کے کاروبار کو کسی قاعدے، حاسطے میں لاتے ہوئے اور رہائشی پلانوں کی قیمتوں کو کسی اعتدال میں لاتے ہوئے حکومت کوئی بہتر پیکج دے گی مگر نہ تو مرکز نے اس سلسلے میں کوئی اچھا پیکج دیا ہے اور نہ ہی صوبہ کے بجٹ میں کچھ اس کے لئے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری پنجاب کی حکومت کا کہنا ہے کہ ہم نے تعلیم کے شعبے کو بہت اہمیت دی ہے۔ بالکل دی ہے لیکن اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ محکمہ تعلیم کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں آیا وہ صحیح جگہ ٹھیک استعمال ہو رہے ہیں یا نہیں؟ پچھلے سال میں جو فنڈز رکھے گئے تھے وہ بھی محکمہ تعلیم والوں نے خود ہی ہضم کر لئے ہیں۔ کسی بھی دیہی علاقے میں جا کر دیکھ لیں سکولوں کی وہی حالت ہے۔ کسی بھی جگہ نہ تو کوئی نئی عمارت بنائی گئی ہے اور نہ ہی بچوں کے پینے کے لئے صاف پانی رکھا گیا ہے، نہ ہی ان کی بہتری کے لئے کوئی اور اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے تو یہ لگتا ہے کہ حکومت غریب بچوں کے لئے فنڈز مختص نہیں کرتی بلکہ محکمہ تعلیم کے کرہن عناصر کے لئے مختص کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اگر واقعی وہ یہ کہتی ہے کہ یہ عوام دوست بھٹ ہے، ویسے میری نظر میں تو یہ عوام دوست نہیں بلکہ امراء دوست بھٹ ہے۔ اگر یہ عوام دوست بھٹ ہوتا تو جو بڑی گاڑیوں پر ٹیکسوں کی جموت دی گئی ہے وہ نہ دی جاتی۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بڑی گاڑی تو کیا غریب آدمی ایک موٹر سائیکل بھی نہیں خرید سکتا، گاڑی تو بہت دور کی بات ہے تو یہ غریب عوام کے لئے نہیں بلکہ امراء کے لئے جموت دی گئی ہے تاکہ پاکستان کے عوام غریب سے غریب تر اور امیر سے امیر تر ہوتے جائیں۔ اگر ہماری حکومت واقعی کچھ کرنا چاہتی ہے، اگر ان کے دل میں واقعی غریب عوام کے لئے کچھ درد ہے تو انہیں چاہیے کہ مستحکم کو کنٹرول کرے۔ اپنے ٹھنڈے اخراجات میں کمی کرے۔ ٹھنڈے اخراجات میں کمی کرنے کی بجائے پالیس پالیس کروڑ روپے رکھے جاتے ہیں اور سپیکر کی نئی بلڈنگ کے لئے چار چار کروڑ روپے رکھے جاتے ہیں۔ سپیکر کے پاس پینٹے ہی گھر موجود ہے پھر بھی چار کروڑ روپے بھٹ میں مختص کئے گئے ہیں تو غریب عوام کے لئے کیا رکھا ہے؟ غریب ایک مزدور کی جو دو ہزار، تین ہزار یا زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار روپے تنخواہ ہے تو پھر آپ اندازہ لگا لیں کہ ادویات جو بنیادی ضروریات ہیں وہ اتنی مستحکم ہیں تو پانچ ہزار میں وہ گھر کا کرایہ اور باقی ساری ضروریات کیسے پورے کرے گا؟ اور سپیکر صاحب کے لئے گھر کے لئے پھر چار کروڑ مختص ہو گئے ہیں۔ اگر واقعی حکومت کچھ کرنا

چاہتی ہے تو مزدوروں کی تنخواہوں میں دو تین سو کی بجائے ایک مناسب اضافہ کرے تاکہ وہ بھی عزت سے زندگی گزار سکیں اور اپنے بچوں کو بنیادی سہولتیں دے سکیں۔

جناب سپیکر! سونی گیس کے بل پہلے ہی بہت زیادہ آتے تھے لیکن اس کی قیمتوں میں جو حالیہ اضافہ کیا گیا ہے یہ کوئی غریب عوام کے لئے اچھا چیکج نہیں ہے۔ اس کی قیمتوں میں حالیہ اضافے کو واپس لینا چاہیے۔ حکومت کو چاہیے کہ بجلی چوروں کے خلاف ٹھوس اقدامات کرے تاکہ غریب عوام کو سستی بجلی مہیا ہو سکے۔ بجلی چور امراء طبقہ ہی ہے، غریب عوام بچارے تو سوج بھی نہیں سکتے کہ وہ بجلی چوری کریں۔

جناب سپیکر! اب یہ آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتی ہوں اور یہ سارے جو میرے بھائی بیٹھے ہیں یہ بھی جانتے ہیں کہ صوبے میں امن و امان کی صورتحال اس وقت کیا ہے؟ صوبے میں امن و امان کی صورتحال اتنی خراب ہے کہ ایک غریب آدمی رات کے وقت اکیلا سفر نہیں کر سکتا۔ امراء کے لئے ہر طرح کی مہموت ہے۔ وہ جرم کرتے پھر میں دن دہازے دہناتے پھر میں انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ انہیں پوچھنے کی بجائے ان کا سارا قصور غریب عوام پر ڈال دیا جاتا ہے۔ ان کو پھر بجلی میں بیسٹا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر واقعی حکومت کچھ کرنا چاہتی ہے تو بلا امتیاز صوبے میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرے، جو وڈیرے، جو ٹیرے جرم کرتے ہیں ان کو بلا امتیاز پکڑ کر جیلوں میں بند کرے۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے آنے، چینی، پھلوں اور سبزیوں کی قیمتوں کو کم کریں۔

جناب سپیکر، محترم! wind up کریں۔

محترمہ افسانہ فاروق، جناب سپیکر! ایک منٹ۔ کسانوں کو مناسب چیکج دیں تاکہ ہمارے غریب کسان بہتر ضل مہیا کر کے عوام کو کوئی ریٹیف دے سکیں۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ اگر ہم بسن، پیاز، گندم، چینی انڈیا سے منگوائیں تو ہمارے لئے یہ بہت ہی شرم کی بات ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو چاہیے کہ کوئی مناسب اقدامات کرے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے سنجیدگی سے کوئی توجہ دے۔



جناب سپیکر! آخر میں میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ

ضمیر بیچ کے سینے کا ادب نہیں رکھتے

ہم اختلاف کوئی بے سبب نہیں رکھتے

جناب سپیکر! جی، شکریہ۔ محترمہ شمیم اختر صاحبہ! --- تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ روینہ سہری

صاحبہ! ---

محترمہ روینہ نذر سہری (ایڈووکیٹ)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے بجٹ ڈسکشن پر مجھے اہماد خیال کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے مسلسل تیسرے سال بھی لیکس فری بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی، وزیر خزانہ حسنین بہادر دریشک اور ان کی کابینہ کو مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! ویسے تو علیہ بجٹ میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو قابل ستائش نہ ہو لیکن میں یہاں چند خصوصیات کا ذکر کرنا پسند کروں گی۔ "پڑھا لکھا پنجاب" یہ وہ خواب ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو سال پہلے دیکھا تھا اور آج یہ خواب کامیابی و کامرانی کی منازل طے کرتا ہوا تعبیر کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ آج ہر شہر اور ہر گاؤں کا بچہ بچہ نہ صرف اس سے مستفید ہو رہا ہے بلکہ علم کی دولت سے بھی مالا مال ہو رہا ہے اور مجھے یقین ہے 'انشاء اللہ اب کوئی بچہ بنیادی تعلیم سے محروم نہیں رہ سکے گا۔ اس پروگرام کی بدولت شرح خواندگی جیس جو 70 فیصد اضافہ ہوا ہے وہ ملکی تاریخ کا ریکارڈ اضافہ ہے۔ میں اس ریکارڈ اضافے پر وزیر تعلیم میں عمران مسعود کو مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! ہمیں فخر ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے نہ صرف "پڑھا لکھا پنجاب" بلکہ

اس کے ساتھ ساتھ غربت اور بے روزگاری کے فلسفے کا بھی تہیہ کر رکھا ہے۔ جس کا عملی ثبوت

TEVTA کی آپ گریڈیشن ہے۔ جس سے ملک بھر کے لئے skilled labour پیدا کی جا رہی ہے۔

اس کی وجہ سے ہماری انڈسٹری کا اعتماد بحال ہوا ہے اور ملک میں سرمایہ کاری ہو رہی ہے۔ حکومت

پنجاب نے انڈسٹری کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ اینڈ

مینجمنٹ کمپنی اور فیصل آباد انڈسٹریل ڈویلپمنٹ سٹیٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کا قیام اور انہی مقاصد

کے حصول کے لئے سندر، کھڑیانا، فیصل آباد، ملتان اور کوٹ لکھپت میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا اجراء، شیخ زید سوک سنٹر، سال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز کے شعبے کے لئے قرضہ جلت کی فراہمی، سوشل سیکورٹی کے نظام میں بنیادی تبدیلیاں، صنعتی محنت کشوں کے لئے احفاد و بہتر طبی سہولیات اور ٹیکنیکی مددوں کے فروغ کے لئے یونیورسٹی آف مگجرات کو مستقبل کے Centre of Excellence کے طور پر عمل میں لانا سرفہرست ہے۔

جناب سیکرٹری جناب وزیر اعلیٰ، وزیر خزانہ اور وزیر انڈسٹریز کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے TEVTA کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اس سے نہ صرف ترقی پذیر پنجاب کو ترقی یافتہ اور خوشحال پنجاب بنانے میں مدد ملے گی۔ بلکہ TEVTA ایسے بہتر مند افراد پیدا کر رہا ہے جو انڈسٹری کے فلاح کو پُر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور حکومت پنجاب دن رات اور شانہ بشانہ ترقی کی راہ پر مصروف عمل ہے۔ TEVTA کا قیام وقت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے جو عملاً قوم کو ترقی کی راہوں پر گامزن کر دے گا۔ انشاء اللہ، لیکن میں اس ضمن میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ جسٹس بہادر دریشک اور وزیر انڈسٹری کی توجہ اس بات پر مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ جو بجٹ TEVTA کے لئے مختص کیا گیا ہے وہ ناکافی ہے کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کی مشینری بہت پرانی ہو چکی ہے جو عصر حاضر کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کو جدید ٹیکنالوجی سے روشناس کرانے کے لئے جدید مشینری کی اشد ضرورت ہے جس کے لئے اضافی فنڈز درکار ہوں گے۔ اس لئے میری وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی جو پنجاب کو زندگی کے ہر شعبے بالخصوص تعلیم کے شعبے میں آسماں کی بلندیوں پر دیکھنا چاہتے ہیں، سے گزارش ہے کہ وہ TEVTA کے لئے مختص کئے گئے بجٹ برائے سال 2005-06 پر نظر ثانی کریں اور جدید تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے بجٹ میں اضافہ کریں۔ میں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ٹیکنیکل اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس میں زیادہ تر غریب اور مزدور طبقے سے تعلق رکھنے والوں کے بچے استفادہ کرتے ہیں جن کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں اور وہ غربت کی لکیر سے نچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں لہذا میری آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے خصوصی

اختیارات کو استعمال میں لاتے ہوئے ان کے لئے Scholarships for Technical Education کا اجراء کریں تاکہ ایسے بچوں کو بھی فنی تعلیم دے کر ملک کا کارآمد شہری بنایا جاسکے اور وہ ملک کی معاشی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ہمیں فخر ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے نہ صرف تعلیم بلکہ انڈسٹری کے فروغ پر بھی خصوصی توجہ دی ہے اور عوام کو بہتر صحت اور تفریح کی سہولیت مہیا کرنے کا عزم بھی کر رکھا ہے جس کے تحت تمام اضلاع اور تحصیلوں میں ایمرجنسی میڈیکل سروسز کو بہتر بنایا جا رہا ہے اور پنجاب کے بڑے شہروں میں لاہور کی طرز پر کارڈیالوجی انسٹی ٹیوٹس قائم کئے جا رہے ہیں اس لئے میں موقع کو فہمیت سمجھتے ہوئے آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور وزیر صحت سے استدعا کرتی ہوں کہ PIC لاہور کی طرز پر جنرل ہسپتال میں Independent Institute of Bureau Sciences کا قیام عمل میں لایا جائے جس سے عوام کو مزید بہتر صحت کی سہولیت فراہم کی جاسکیں گی کیونکہ دل کی بیماریوں کی طرح دماغی اور اعصابی بیماریاں بھی عام ہیں جو جان نوا مہلت ہو سکتی ہیں اور پورے پنجاب میں صرف جنرل ہسپتال میں اس کا ایک یونٹ ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم اس متوازن بجٹ کو نظر انداز شدہ بچوں اور بے سہارا بچوں کا بجٹ کہیں تو ہرگز بے جا نہ ہو گا کیونکہ پہلی دفعہ کسی حکومت نے نظر انداز شدہ بچوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے رقم مختص کی ہے اور Punjab Destitute of Neglected Children Act, 2004 کے تحت صوبے میں بے سہارا اور نظر انداز شدہ بچوں کو ریسیو، کنٹرول، تحویل علاج اور بحالی کے لئے بیورو آف چائلڈ پروٹیکشن کے ادارے صوبے میں فعال طریقے سے کام کر رہے ہیں اور اس بجٹ کا بڑا اچھا استعمال ہو رہا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح سے اگر ہم اس متوازن بجٹ کو صوبے کے تحفظ و امن کا بجٹ کہیں تو غلط نہ ہو گا کیونکہ حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب میں پہلی دفعہ ہائی وے پٹرولنگ پوسٹوں کو قائم کیا ہے جس سے صوبہ بھر میں پولیس پر عوام کا اعتماد بحال ہوا ہے اور crimes میں کمی ہوئی ہے۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں نئے رجمنٹات کا اضافہ ہوا ہے جس سے عوام میں جان و

مال کے تحفظ کا احساس بڑھا ہے جو ایک خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے اگر ہم اس بجٹ کو سرکاری ملازمین کی خوشحالی کا بجٹ کہیں تو یہ درست ہوگا کیونکہ پنجاب حکومت نے ملازمین سے منگانی کا بوجھ کم کرنے کے لئے تنخواہ دار اور اجرت پیشہ طبقات میں ان کی تنخواہوں اور پینشن میں جو اضافے کا اعلان کیا ہے اس سے پنجاب حکومت 'وفاقی حکومت کی وضع کردہ شرح کے مطابق اپنے سرکاری ملازمین اور اجرت پیشہ طبقات کو خاطر خواہ ریٹیف دینے میں کامیاب ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس بات کا سرا بھی عوام دوست اور غریب پرور وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی کے سر جاتا ہے جنہوں نے سپیشل چلڈرن جو اس معاشرے کا نظر انداز طبقہ تھے ان کے گھروں کے قریب تعلیم و تربیت کی سہولیت فراہم کرنے کے لئے جو بجٹ مختص کیا ہے وہ ان بچوں کو قوم کا بہترین فرد بنانے میں مددگار ہوگا۔ اس طرح سے ہم اس بجٹ کو خصوصی بچوں کا بجٹ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہو رہا ہے کہ یہ بجٹ عوامی خدمات کا بجٹ بھی ہے۔ اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے براہ راست اقدامات کرتے ہوئے غریب ترین لوگوں کے مسائل کے حل کی بھی بات کی ہے جو کہ غربت سے نجلی سطح پر زندگی بسر کر رہے ہیں اور جنہیں جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے ٹوراک بھی دستیاب نہیں۔ وزیر اعلیٰ نے ان پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے جو بجٹ مختص کیا ہے وہ غریب پرور اور عوام دوست وزیر اعلیٰ ہونے کا ثبوت ہے۔ اسی طرح سے حفظانِ صحت کے لئے فراہمی و نکاسی آب پر توجہ، کسانوں کی ترقی کے لئے زراعت کے شعبے میں آسانی پیدا کرنا، عوام کو خود روزگاری کے مواقع مہیا کرنا اور معیشت کو ترقی دینا اس بجٹ کے نمایاں حصے و خال ہیں۔ اس لحاظ سے اس بجٹ کو اگر ہم عوام دوست، کسان دوست، صنعتی ترقی اور تعلیمی فروغ کا بجٹ کہیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کی اور اس ایوان کی بے حد مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے ایوان میں ہونے کا موقع فراہم کیا اور بڑے تحمل اور بردباری سے سنا۔ اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گی کہ اسکے بجٹ میں ہم اس سے بھی زیادہ عوام کے لئے خوشخبریاں اور ریلیف لائیں گے اور ملکی معیشت کو مزید مستحکم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے تاکہ پاکستان کا شمار دنیا کے

ترقی یافتہ مالک کی فہرست میں شامل ہو۔ آمین۔ شکر۔ پاکستان زندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)  
جناب سپیکر: شکر۔ محترمہ خالہ منصور!

محترمہ خالہ منصور: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آج آپ بات نہیں کرنا چاہتی۔ محترمہ نکت میر صاحبہ، آپ بھی آج بات  
نہیں کرنا چاہتی۔ محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں بھی کل ہی بات کروں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگر ایوزیشن کی طرف سے کوئی اور معزز رکن بات کرنا چاہتے ہیں تو کر  
سکتے ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر، بی بی! آپ نے بجٹ پر بات کر لی ہے۔ ہر روز بجٹ پر بات نہیں کرتے۔ محترم  
منور صغیر صاحبہ!

محترمہ منور صغیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ 2005-06 پر  
کچھ کہنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی، وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم  
کو متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس  
منتخب جمہوری حکومت کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وزیر اعلیٰ  
پنجاب صوبے سے غربت کے خاتمے اور عوام کو سہولتوں کی فراہمی اور اقتصادی ترقی کو حکومتی  
پالیسی کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا وژن 2020 ایک جرأت مندانہ دستاویز ہے۔ صدر  
پاکستان جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم جناب شوکت عزیز کی مدبرانہ پالیسیوں کی وجہ سے  
پاکستان میں معاشی استحکام آیا ہے۔ صیغیت مضبوط ہوئی ہے۔ صدر مشرف کی پالیسیوں اور  
کوششوں سے پاکستان کا نام باوقار مالک کی صف میں آنے لگا ہے۔ مالی سال 2005-06 کے  
نئے حکومت پنجاب کے مجوزہ بجٹ کا حجم 24.1 ارب روپے سے زائد ہے جو گزشتہ سال کے بجٹ  
سے 24 فیصد زیادہ ہے۔ ہماری حکومت کی اولین ترجیح تعلیم کا شعبہ ہے۔ پڑھنے لکھنے کا جذبہ اور

لگن چھ دہائیوں میں پہلی مرتبہ چودھری پرویز الہی کے عزم میں نظر آیا ہے۔ یہ ایک ایسی ابتدا ہے جس کی انتہا ہمیں باوقار قوموں کی صف میں کھڑا کر دے گی۔ آپ جانتے ہیں کہ دو سال سے پنجاب ایجوکیشن سیکرٹریٹ پروگرام جاری ہے جس میں پہلے سال 7-ارب اور دوسرے سال 8-ارب روپے دینے گئے ہیں جب کہ آئندہ مالی سال میں 9-ارب روپے رکھے جا رہے ہیں۔ اسی طرح جماعت ہشتم تک کتب کی مفت فراہمی کو اگلے مالی سال میں جماعت نہم اور دہم تک بڑھا دیا جائے گا۔ اس پروگرام کے پہلے سال میں 9 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات صوبہ پنجاب کے تعلیمی اداروں میں شامل ہونے لگی ہیں۔

جناب سیکرٹری پنجاب کی تاریخ میں کسی حکومت نے سیشنل ایجوکیشن پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی موجودہ حکومت دے رہی ہے اسی طرح صحت کے شعبے کو مد نظر رکھتے ہوئے 3.5-ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ زراعت کی ترقی کا ذکر پنجاب کی ہر حکومت کرتی رہی لیکن ہماری حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے کسانوں کو ان کی پیداوار اور اجناس کی صحیح قیمت دلانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ صنعت و تجارت اور لیبر کے شعبے میں ہماری حکومت نے غیر معمولی اقدامات کئے ہیں۔ انصاف کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب کے قابل ذکر اقدامات میں پولیس اور عوام کی نگران تنظیموں کا قیام، جوڈیشل افسروں کے مخصوص الاؤنس، ہائی وے مینرونگ پوسٹوں کا قیام اور ان پوسٹوں پر خصوصی تربیت یافتہ ہسٹر تنخواہ دار عملے کی تقرری کے علاوہ نئی جیلوں اور کورٹ رومز کی تعمیر شامل ہے۔

جناب سیکرٹری تنخواہ دار اور اجرت پیشہ طبقہ اپنی محدود آمدنی کی وجہ سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ ان طبقات کو فوری ریلیف کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم حکومت پاکستان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ وفاقی بجٹ 2005-06 میں جہاں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں اضافہ کا اعلان کیا وہاں اجرت پیشہ طبقے کی اجرت میں بھی اضافے کا اعلان کیا ہے۔ عوام پر کوئی اضافی ٹیکس نہیں لگایا گیا بجٹ 2005-06 ٹیکس فری اور تازگی بجٹ ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ شکر ہے۔ پاکستان پائندہ باد۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل بعد دوپہر 3.00 بجے تک  
متوی کیا جاتا ہے۔

---

سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2005

جلد 20، شمارہ 5



# ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 15 - جون 2005

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

2 - بحث

سالانہ بجٹ بہت سال 2005-06 پر عام بحث (--- ہادی)

## صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس)

بدھ 15 - جون 2005

(یوم الاربعاء، 7۔ جمادی الاول 1426ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 09

منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل سہی منعقد ہوا۔

کلمات قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اغوذ بالله من الفیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ  
وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ  
بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنْصُرُهُ وَرِ  
سُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا  
إِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ  
وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

سورة الحديد آیات 25 تا 26

ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی ہوئی چیزیں دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے کو نازل کیا تاکہ لوگ استدلال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو (بھی) نازل کیا کہ اس کے اندر صہیدیت ہے اور لوگوں کے لئے (اور بھی) کام سے ہیں اور اس لئے بھی تاکہ اللہ جان لے کہ بے دیکھے اس کی اور اس کے پیغمبروں کو مدد کون کرتا ہے بے شک اللہ (بڑا) قوت والا ہے (بڑا) زبردست ہے اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب جاری کر دی سو ان میں سے ہدایت پختہ ہوئے اور

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحریک استحقاقات take up کرتے ہیں۔

### تحاریک استحقاق

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے پنجاب اسمبلی میں ایک تحریک اتوانے کا مجمع کروائی ہے جس میں اسمبلی اور حکومت کی توجہ پنجاب کے ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کروائی ہے کہ اس گرمی کے موسم میں ہیملٹ پنجاب کے لوگوں پر عذاب بن کر دماغوں پر سوار ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس تحریک کو out of turn لے لیا جائے۔

جناب سپیکر، جب تحریک اتوانے کا کی turn آنے گی تو پھر اس کو priority دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، شکریہ۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 28 ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

رانا منیا اللہ خان، جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے۔ چونکہ محرک تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو pending فرمائیں۔

جناب سپیکر، اس تحریک کو 21 جون تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک جناب غلام مرتضیٰ صاحب کی ہے۔

ای ڈی۔ او ایجوکیشن بہاولنگر کا ایم۔ پی۔ اے کے ساتھ نارواسلوک جناب غلام مرتضیٰ، گلگت۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری میں ملای میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دغل اندازی کا حتمی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں 7۔ جون 2005 کو حوامی مفاد اور ایک ضروری کام کے سلسلے میں اللہ بخش طارق ای۔ ڈی۔ او ایجوکیشن بہاولنگر کو صفحہ ان کے دفتر گیا تو مجھے ان کے صاف نے بتایا کہ ای۔ ڈی۔ او صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ایک یا دو گھنٹے کے بعد آئیں گے۔ میں دو گھنٹے کے بعد دوبارہ دفتر گیا تو مجھے یہی بتایا گیا کہ موصوف ای۔ ڈی۔ او صاحب کرہ میں موجود نہیں ہیں۔ جب میرے علم میں آیا کہ ای۔ ڈی۔ او صاحب اپنے کرہ میں تشریف فرما ہیں تو میں نے کرے کا دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ ای۔ ڈی۔ او صاحب اپنے کرے میں بیٹھے ہونے لگے مجھے دیکھ کر طیش میں آگئے اور کہنے لگے کہ آپ پہلے کرے سے باہر نکل جائیں۔ میں آپ سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا۔ انہوں نے میری کوئی بات نہ سنی بلکہ یہ کہنے لگے کہ میں کسی ایم۔ پی۔ اے کو نہیں جانتا۔ یوں ہی منہ اٹھا کے بغیر اجازت کے اندر آجاتے ہیں اور اس کے علاوہ طرح طرح کی باتیں انہوں نے کرنا شروع کر دیں۔ موصوف ای۔ ڈی۔ او کے اس نامناسب رویے کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جانے اور اسے باحفاظت قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جانے۔

جناب سیکرٹری، جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب سیکرٹری! یہاں پر حاصل رکھنے جو تحریک استحقاق move کی ہے مجھے تو ابھی تک اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے لیکن بیبا کہ یہ بتا رہے ہیں یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی تصویب سے انکوائری کروا لوں یا جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ دوسری صورت حال یہ ہو سکتی ہے کہ اگر معزز محکمہ بہت زیادہ اصرار کریں تو ہم اس کو کمیٹی کی طرف refer بھی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، مرتضیٰ صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب غلام مرتضیٰ، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو کمپنی کے سپرد کیا جانے۔

جناب سپیکر، میں تحریک کو in order قرار دیتا ہوں اور اس کو مجلس استحقاق کے سپرد کرتا ہوں۔

## سرکاری کارروائی

### بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 2005-06 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر، اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 2005-06 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، احمذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! گلبرگہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں بجٹ کے بارے میں یہ گزارش کروں گا کہ بہترین بجٹ اس بارش کے پانی کی طرح ہوتا ہے جو بارش پہاڑوں پر برستی ہے اور پھر پہاڑوں سے برف کو ہٹکلا کر اور پہاڑوں ہی سے زرخیز مٹی کو اپنے ساتھ لاکر دور دراز میدانوں کے اندر پھیلا دیتی ہے اور پہاڑوں ہی کی طرح ان میدانوں کو بھی سرسبز و خلاب کر دیتی ہے۔ جس بجٹ کے اندر اس چیز کو مد نظر رکھا گیا ہو کہ پینا اہل ثروت لوگوں سے وصول کر کے ضرورت مند لوگوں تک پہنچایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بجٹ اس ملک یا صوبے کا بہترین بجٹ ہوتا ہے اور پھر بجٹ یا کسی کام کے کرنے سے پہلے مشورہ اور شورنی بہت ضروری ہے۔ کوئی شخص، کوئی منسٹر، کوئی وزیر اعلیٰ یا کوئی بیوروکریٹ عقل کل نہیں ہوتا، اس میں بے حد خامیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر وہ بغیر مشورے کے کسی کام کو پاس کرے تو میں جب سے اس اجلاس میں بیٹھا اور بحث پر اپنے ساتھیوں کی تقریریں سننے لگا ہوں تو مجھے یہ چیز محسوس ہوتی ہے اور سپیکر صاحب! آپ بھی محسوس کر رہے ہوں گے کہ اہل اقدار میں سے کوئی ممبر بھی ایسا نہیں، ٹاڈو ٹاڈو ہی

کوئی ہو گا جس نے بجٹ پر تقریر کی ہو اور اس نے بجٹ پر تنقید نہ کی ہو۔ یعنی آپ ریکارڈ دیکھ سکتے ہیں 'لاؤڈ سپیکر کھلا کر دیکھ سکتے ہیں کہ جو ممبر بھی اٹھا ہے اس نے تقریر کی ہے تو اگر اس نے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد دی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بات بھی ضرور کی ہے میرے معلقے میں کچھ نہیں ہوا، میرے ضلع میں کچھ نہیں ہوا، کھل کام نہیں ہوا۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک بات تو یہ کہ اس بجٹ کو بناتے ہوئے ایوان کے کسی فرد کو اعتماد میں نہیں لیا گیا، اس میں شوریٰ کو اختیار نہیں کیا گیا اور کسی فرد کو دہانے یہ بجٹ تیار کر کے ہمارے معلقے کے نوجوان شخص کے ہاتھ میں پکڑ کر تقریر کروا دی ہے اور اسی معلقے کو سب سے زیادہ محروم رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اگر on record اور میرٹ پر دیکھیں تو ہر شخص نے اس بجٹ پر تنقید کی ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت کے ریکارڈ کے مطابق ایوان کی اکثریت نے اس بجٹ کو reject کر دیا ہے تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آج یہ وقت ہے کہ اگر آپ حکومت کو یہ کہیں کہ اس بجٹ کو دوبارہ مشورے اور میرٹ کے مطابق اس ایوان میں لائیں تاکہ پورا ایوان اس سے مستفید ہو سکے اور پورے ایوان کو اعتماد میں لیا جاسکے۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کسی کام کو کرنے سے پہلے یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ جو کام کیا جا رہا ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی اہمیت کس حد تک یعنی یا مشکوک ہے؟ ہم نے اربوں اور کھربوں روپے کا بجٹ تیار کیا، بڑی محنت کی، لوگوں سے ٹیکس وصول کئے اور ٹیکس وصول کرنے کے بعد یقیناً ہم نے کھربوں روپیہ کسی فرد کے ہاتھوں میں دینا ہے جس نے اس رقم کو اس صوبے کے اندر ایمان داری سے تقسیم کرنا ہے اور اس بجٹ کا سب سے بڑا حصہ جن لوگوں کے ہاتھوں سے خرچ کروا رہے ہیں، سب سے بڑا حصہ ڈسٹرکٹ ناظمین کو دے رہے ہیں یعنی بجٹ کی کثیر رقم ڈسٹرکٹ ناظمین کو دے رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ ناظم ان رقم کو تقسیم کریں گے۔ آپ خود سوچ لیں اور ہر ایک آدمی کو یہ پتا ہے کہ اس صوبے بلکہ اس ملک کے ڈسٹرکٹ ناظمین کچھ لوگ ایسے ہیں، میں ہر ایک کی بات نہیں کرتا، اکثریت یعنی 95 فیصد لوگ کرپٹ ہیں اور صحیح معنوں میں کرپٹ ہیں، میں الزام کی بات نہیں کر رہا، وہ لوگ

اخباروں 'نی دی میڈیا اور عوام میں مشہور ہیں کہ یہ کرپشن کرتے ہیں۔

جب سیکرٹری میں اب آپ کے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ 500 صفحے کی ایک کتاب باقاعدہ رسیدوں کے ساتھ پتا نہیں کہ (ق) لیگ نے اس بات پر کتنی محنت کی ہے یعنی (ق) لیگ ہی کی طرف سے ہی یہ کتاب مہم ہے یہ کسی ٹیبلٹ پارٹی (ن) لیگ یا ایم۔ ایم۔ اے کی طرف سے نہیں ہے۔ (ق) لیگ کے ممبران کی طرف سے ہے اور میں انہیں ان کی محنت کی داد دیتا ہوں کہ 500 صفحے کی کتاب پر مشتمل انہوں نے ایک white paper حائع کیا۔ وہ کتاب ہے 'یقیناً وہ سیکرٹری صاحب اور بہت سارے ممبران نے بھی دیکھی ہو گی کہ اس پر ایک ایک چیز کی رسید کی ہوئی ہے۔ 75 کروڑ روپے کی کرپشن کے الزامات اس میں ثابت کئے گئے ہیں۔ اب بتائیں کہ تحریری طور پر خود جو اہل اقتدار ہیں 'اقتدار پارٹی نے وہ چیز تیار کی ہے اور اب جو لوگ اقتدار میں بیٹھے ہوئے اس چیز کو پتہ رہے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ کرپشن ہو رہی ہے، صوبہ کرپشن کے گھیرے میں ہے اور لوگوں کو لانا جا رہا ہے تو پھر بتائیں کہ اگر ایوزیشن کی طرف سے کوئی بات اٹھے گی تو وہ اس سے بھی زیادہ سنگین ہو گی، وہ حقائق تو اس سے بھی زیادہ سنگین ہوں گے۔ آخر اس ملک کو، اس صوبے کو کس طرح آپ کرپشن سے بچائیں گے؟ اگر یہی رقم آپ نے اٹھا کر نامین کے حوالے کر دی تو اس بخت جانے کا کوئی ٹائمہ نہیں ہوگا اور تمام کا تمام پیسا کرپشن کے ذریعے اڑا دیا جانے کا اور پھر ہوتا کیا ہے کہ کسی م میں اگر کام کم ہو رہا ہے تو پیسا بڑھا دیا جاتا ہے کہ اس م میں اور پیسا لگا دیا جانے لیکن اگر leakage ختم نہ کی جائے تو اس پیسے بڑھانے کا کوئی ٹائمہ نہیں ہوتا۔ اگر کسی جگہ سے پانی کی leakage ہو رہی ہو تو بیچے سے پانی بڑھاؤ گے تو leakage بڑھتی چلی جائے گی اور افادیت کم ہوتی چلی جائے گی اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس بخت کا پیسا لوگوں تک پہنچانے کے لئے امانت دار ہاتھوں کو تلاش کیا جائے۔ ان جیسے جو آئینشل ذکیت ہیں، میں انہیں جنرل مشرف کا سرکاری ذکیت کہتا ہوں کہ جو نامین مقرر کئے ہیں ان کے ذمہ یہ پیسا نہ کیا جائے تاکہ اس صوبے کو بربادی سے بچایا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد تعلیم کا معاملہ ہے تو تعلیم پر بھی انہوں نے اس وقت ایک خطیر رقم رکھی ہے اور میں نے یہ بات اس سے پہلے اور اس سے پیشتر بھی تعلیم پر بحث کرتے ہوئے عرض کی تھی کہ اس ملک کے لوگوں کو بہترین شہری بنانے کے لئے اس صوبے کے لوگوں کو بہترین مسلمان بنانے کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا ہونا بہت ضروری ہے اور میں نے تربیت پر بہت زور دیا تھا اور وزیر تعلیم نے اس کے جواب میں یہ بات کہی تھی کہ لوگوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کا تربیت یافتہ ہونا بہت ضروری ہے تب جا کر یہ ملک یہ قوم ایک بہترین مسلمان قوم یا ایک بہترین پاکستانی شہری بن سکے گی لیکن اگر یہاں پر تربیت کا کوئی بندہ دست نہ کیا گیا اور بچوں اور نوجوانوں کے ہاتھوں میں ڈگریاں پکڑادی گئیں تو وہ رات کے اندھیرے میں سڑکوں پر کھڑے ہو کر ڈکیتیاں کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کریں گے، میں باپ کو پریشان کرنے کے سوا اس قوم کی بربادی کے سوا ان کے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ صرف ڈگریاں کسی انسان کو انسان بنانے میں معاونت نہیں کر سکتیں چہ جائیکہ کہ ان کے ساتھ ان کی پشت پر ایک تربیت کا بہت بڑا نظام قائم نہ ہو۔ اگر اس قوم کی تربیت ہوتی، اب سیاستدانوں کے ہاتھوں میں، ہمارے ہاتھوں میں ڈگریاں ہیں، ہم سب لوگ بی اے پاس ہیں لیکن آنے دن ہم پر کرپشن کے بے شمار الزامات لگانے جاتے ہیں اور بڑی ذہنیاتی کے ساتھ بڑے سے بڑا شخص بھی بھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا، رشوت کھانے سے گریز نہیں کرتا، بددیانتی کرنے میں گریز نہیں کرتا۔ آپ خود بتائیں کہ اس ملک کے مکران یا مچھیسے خاندانے اگر اس ملک کی خاندانہ می کرتے ہوئے بھوٹ بولیں، کرپشن کریں، بددیانتی کریں تو اس قوم کو کیا message جانئے گا۔ یہ پوری کی پوری قوم بھوٹ بولے گی، کرپشن کرے گی کہ اس ملک کے خاندانے بڑے لوگ بھوٹ بولتے ہیں اور بھوٹ بونا طالباً کوئی اچھی چیز ہے، وہ بددیانت ہیں اور بددیانتی خلید لوگ اپنا حق سمجھتے ہیں، پوری قوم کرپشن کی طرف بڑے گی، پوری قوم بھوٹ اور فراڈ کی طرف بڑے گی اور جس وقت تک اس قوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی تربیت کا کوئی بہترین انتظام نہ کیا گیا، اس کی تعلیم ضول ہے، اس کی ڈگریاں ضول ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ اس ملک کے اندر بڑے سے بڑا شخص بھی آپ نے خود دیکھا کہ اس ایوان کے اندر صدر پرویز مشرف کا بھی ذکر ہوتا



رہا حالانکہ ہونا تو پانے تھا کہ اگر اٹھا بجٹ ہے تو وزیر اعلیٰ یا وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں لیکن لوگوں نے غوثیہ کے طور پر پرویز مشرف کا نام بھی لیا تو میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ اس ملک کے بہت بڑے ادارے کامب سے بڑا ذمہ دار آدمی اس قوم کے سامنے جب جموت ہوتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی تعلیم تو ہے لیکن تربیت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ذکر کیا گیا ہے کہ 64 ہزار سکولوں میں کچھ مزید مراعات دی گئی ہیں۔ کسی کا کرہ بنایا گیا ہے، کسی کی دیوار بنائی گئی ہے، کسی کی لیسٹریں بنائی گئی ہیں میں یہ پوچھتا ہوں کہ پنجاب کے اندر یہاں وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوتے ہیں، میں آپ کی وسالت سے پوچھتا ہوں کہ پنجاب کے اندر کتنے نئے پرائمری سکول کھولے گئے ہیں، تعلیم کے نئے نولاکہ بچوں کو سٹلے سے زیادہ سکولوں میں داخل کیا ہے۔ یہ کتنی غلط figures ہیں۔ اپنی طرف سے ایک جینے گھڑ کر حوام کو بے وقوف بنایا گیا ہے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم سے آپ کی وسالت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں ایک سال میں نہیں دو سال میں نہیں بلکہ تین سال کے اندر کتنے نئے پرائمری سکول بنائے گئے ہیں، تین سال کے اندر کتنے ڈال سکول بنائے گئے ہیں، تین سال کے اندر کتنے ہائی سکول بنائے گئے ہیں، تین سال کے اندر کتنے کالج بنائے گئے ہیں، اگر میں کہوں کہ اتنے بنائے گئے ہیں تو آنے میں تک کے برابر ہو گا۔ میرے نزدیک تو کوئی کچھ نہیں بنایا گیا لیکن ہو سکتا ہے کہ میرے علم سے باہر جو اور پنجاب کے اندر کچھ چیزیں بنی ہوں لیکن میں ایک بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ایوان میں سے کوئی آدمی یہ بات گھڑا ہو کر کے کہ تحصیل چپارڈسٹرکٹ لہ کے 400 چلوک کے اندر اس ایک دو تین سال کے اندر ایک پرائمری سکول کا آکر اجراء کیا ہے تو میں پورے ایوان کا شکر یہ ادا کروں گا اور وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کا بھی شکر یہ ادا کروں گا کہ انہوں نے کمال تیر مارا ہے کہ پنجاب کے اندر تعلیم کو عام کرنے کے لئے انہوں نے ایزمی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ 400 چلوک کے اندر 400 بستیاں کھولو، 400 قصبے کھولو، ان کے اندر ایک بھی پرائمری سکول کا اجراء کیا ہو تو میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ حیرت ہے اس بات پر حشرم آئی پلستے کہ چار سو چلوک کے اندر ایک پرائمری سکول کا اجراء نہ کیا جانے اور ہم یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم نے تعلیم کو بڑھا دیا ہے اور ہم سچے کو پڑھا رہے ہیں، کتنے افسوس

کی بات ہے۔ کیا وہ لوگ پاکستانی نہیں ہیں؛ کیا وہ لوگ باہر کے ملک کے ہیں؛ پھر حیرت ہے کہ نصاب کے اندر سے تربیت کے اچھے پہلو نکال دینے گئے ہیں۔ کیا حکومت پنجاب نے اس بات کا اہتمام کیا کہ تعلیم سے نصاب کے بہترین باب قرآن پاک کی تعلیم کے بہترین باب 'سیرت النبی کے بہترین باب اور پاکستان کی تاریخ کے بہترین باب کو نصاب سے کٹ دیا گیا ہے اور ان کی جگہ نئے ابواب لگا دیئے ہیں۔ کیا انہوں نے اس بات کو سوچا ہے کہ ان بچوں کی تعلیم عام کرنے کے لئے ان کو اپنے اسلاف کی تاریخ بتانے کے لئے ان باب کا ہونا ضروری تھا لیکن انہیں اپنے اسلاف سے کٹ کے رکھ دیا گیا ہے۔ میں محکمہ تعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ تربیت کا اہتمام کریں اور 15 منٹ کا ایک پیریڈ ایسا رکھیں کہ بغیر نصاب کے ایک لیکچرر ایک پروفیسر اس سکول اور کالج کے تمام نوجوانوں کو تربیت پر لیکچر دے تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ پاکستان کی قوم کیسے بہترین بنائی جاسکتی ہے؛ دوسری قوموں سے موازنہ کریں دوسری قوموں کی مثالیں دیں تاکہ انہیں پتا ہو کہ ہم لوگ تو کافر ہیں ہم نے تو پوری دنیا کی قیادت کرنی ہے ہم نے یہودیوں اور امریکن سے سبق نہیں سیکھنا بلکہ ان قوموں کو ہم نے سبق دینا ہے۔ ہم اچھائی کے بہترین نمونے ہوں، لوگ ہماری مثالیں دنیا میں پیش کر سکیں اور یہ کام بغیر تربیت کے نہیں ہو سکتا۔ مجھے امید ہے کہ آنے والے وقت میں وہ نوجوانوں کی تربیت کا ضرور اہتمام کریں گے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ سنے پرائمری سکولوں، مڈل سکولوں اور ہائی سکولوں کا اجراء آئندہ ضرور کریں کیونکہ نئے سکولوں کا اجراء ہی ہونا چاہئے۔ اگر ایک بچے کو پڑھنے کے لئے پانچ دس میلن ڈالر جانا پڑے تو وہ کیسے اپنی تعلیم حاصل کر سکتا ہے؛ میں آپ کو اب اپنی یونین کونسل کے بارے میں بتاتا ہوں کہ "خیر سے والی" یونین کونسل جو چالیس میل لمبی ہے، میں یہ باتیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ کو اپنے تعلیمی میڈ کا علم ہو سکے، چالیس میل لمبی یونین کونسل میں صرف ایک مڈل سکول ہے۔ اب جٹا چالیس میل لمبی یونین کونسل "خیر سے والی" کو نوٹ کر لیں، وہیں صرف ایک سکول ہے، وہ لوگ کیا خاک پڑھیں گے؛ کیا وہ پاکستانی نہیں؛ وہ کہاں جائیں؛ یہ بات میں ایوان میں کہہ رہا ہوں۔ کسی نے چیک کرنا ہے تو وہ کرے کہ پوری یونین کونسل میں صرف ایک مڈل سکول ہے اور ایسی ایک یونین کونسل نہیں، کئی یونین کونسلیں ہیں جن میں ایک مڈل یا ایک ہائی

سکول ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ ہمیں اسی بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ کون سے لوگ بچے گرسے ہوئے ہیں؟ ان کو اٹھایا جائے، ان کو دوسرے طبقوں کے برابر لایا جائے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور نیکی بھی ہے۔ یہ ہم پر لازم ہے کہ اس ملک کے اندر تمام لوگ برابر ہیں اور ان کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہماری حکومت کا مطلب یہ ہے کہ ہم بچے ہونے لوگوں کو اٹھا کر ان لوگوں کے برابر لائیں جو صحت مند، باشعور اور پڑھے لکھے ہیں۔ اگر ہم اس ذمہ داری کو پورا کریں گے تو یقیناً ہم بہترین حکمران ہوں گے اور اگر ہم اسی ذمہ داری کو پورا نہیں کریں گے تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رسوا ہوں گے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! دو منٹ میں بات ختم کریں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں دو منٹ میں بات مکمل کرتا ہوں، آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اگر میں شہر صحت کو لوں تو صحت میں اس حد تک بات درست ہے کہ ذاکتروں کی حاضری ہسپتالوں میں پٹے سے کہیں بہتر ہوتی ہے۔ وہاں توں کے ہسپتالوں میں اب ذاکتروں کو مل جاتے ہیں جبکہ اس سے پہلے ذاکتروں کو نہیں ملتے تھے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تین سالوں کے اندر کسی نئے ہسپتال کا اجراء نہیں ہوا اس حکومت کو پرمیرا اقدار آنے تین سال ہو گئے ہیں اور اس حکومت نے تین سال میں تحصیل چھدا پور سے ڈسٹرکٹ یہ میں ایک بھی نیا یونٹ نہیں کھولا۔ اس سے پہلی حکومت نے جو یونٹ کھولے تھے وہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سطح پر کم از کم ڈائینسز کا نظام ضرور ہونا چاہئے۔ یہ ڈائینسز اتنا گندامرض ہے کہ اگر ایک خریب آدمی کے گرد سے فیل ہو جاتے ہیں اور اس کو یہ سے اٹھا کر ہسپتال لے جائیں تو راستے میں اس کی موت واقع ہو جانے کی وجہ سے فیل ہو جاتے ہیں اور اس کو یہ سے اٹھا کر ہسپتال لے جائیں تو ہیڈ کوارٹر چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہو وہیں ڈائینسز کی مشینیں ہونی چاہئیں تاکہ وہیں پر خریبوں کو سوت میسر ہو سکے۔ میں یہ بھی بات کروں گا کہ لوگوں کے لئے خیر ہسپتال بہت بڑی سوت ہے۔ یہ بہت بڑا ہسپتال ہے لیکن جب وہیں پر مریضوں کو لے جاتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ سیٹی مکین مشین خراب ہے اور ڈائینسز مشین خراب ہے وہ بیکارہ اپنے بھائی کو اٹھانے پر کسی

پرائیویٹ ہسپتال کی طرف رجوع کرتا ہے اور ہزاروں روپے فرج کر کے اس کا علاج کرتا ہے اور اُسے مشینوں کی خرابی کی وجہ سے جیسا فرج کرنا پڑتا ہے اس لئے اس کا بھی اہم کیا جانے کہ ہسپتالوں میں مشینیں in order اور up to date ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آبپاشی کا معاملہ ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ 35 سال سے کھد جات پختہ ہو رہے ہیں اور یہ زمینداروں کے لئے بہت ہی بہترین سکیم ہے میرا تو خیال ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اگر کوئی اچھی سکیم ہے تو وہ کھالے پختہ جانے کی سکیم ہے۔ اس کے علاوہ کوئی سکیم نہیں ہے۔ پچھلے دنوں یہ فوڈ سلفی گنتی تھی کہ تمام نہروں کو پختہ کر دیا جانے کا یہ بہت ہی اچھی سکیم ہے میں حکومت سے یہ اہم کروں گا کہ ویسے تو پورے پنجاب میں نہری نظام کو پختہ ہونا چاہئے لیکن سب سے پہلے قحل میں جہاں پر ریجی زمینیں ہیں اور پانی خارج ہو جاتا ہے اس لئے ان تمام نہروں کو پختہ کیا جانے تاکہ زمینداروں کو پانی کی بہتر سہولتیں مل سکیں۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت کے متعلق عرض کروں گا۔ زراعت کے متعلق بہت چرچا ہے۔ جب بھی زراعت کے متعلق بات ہوتی ہے تو حکومت نے ایک وزیر گھڑا گھڑایا رکھا ہوا ہے۔ ارشد لودھی صاحب جو آج ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ وہ ہمارے بزرگ وزیر ہیں۔ وہ حقائق سے ہٹ کر بات کرتے ہیں۔ میں جب بھی بات کرتا ہوں تو وہ ایسی بات کرتے ہیں جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ آپ نے یہ بات کہی کہ ہم نے گندم کی قیمت تین سو روپے سے ساڑھے تین سو روپے کی ہے، پھر ساڑھے تین سو روپے سے چار سو روپے کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ گندم کی قیمت بڑھانا اصل میں زمینداروں کے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ یہ ان کے لئے کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ جو چیزیں زمیندار حاصل کر رہے ہیں ان کی قیمتوں کو control کیا جانے۔ اگر آپ گندم کی قیمتیں بڑھاتے چلے جائیں گے تو وہ غریبوں کے لئے جو جو بنتی چلی جانے گی پھر شہری لوگ احتجاج کریں گے لیکن جو چیزیں زمیندار حاصل کرتا ہے آپ یہ دیکھیں کہ آپ نے پچاس روپے گندم کی قیمت تو بڑھادی لیکن فیزل ڈبل ہو گیا ہے۔ اگر آپ فیزل اور گندم کی قیمت کا آہن میں موازنہ کریں جو چیزیں آپ زمینداروں کو دیں ان کی قیمت بھی اسی لحاظ سے بڑھے اور جب زمینداروں سے لیں تو اس کی بھی

اسی لحاظ سے قیمت بڑے تو پھر گندم کی قیمت جو سو روپے ہونی چاہئے تھی۔ اب بتاؤ کہ آپ نے گندم کی قیمت کیا بڑھائی ہے؟ آپ نے گندم کی قیمت تو پچاس روپے بڑھائی اور ذیریل کی قیمت 100 فیصد بڑھا دی ہے آپ اس کا کیسے موازنہ کریں گے؟ یہی حال کھاد کا ہے، یہی حال بیج کا ہے کہ جو گندم آپ زمینداروں سے خرید رہے ہیں آپ ہزار روپے بوری لے رہے ہیں اور جب یہ بیج زمیندار حاصل کرے گا تو آپ یقیناً وہی بوری 1700 اور 1800 روپے واپس کریں گے یعنی کتنا بڑا loss ہے کہ ایک زمیندار کو اس کی بجائی کے لئے جب آپ گندم واپس کریں گے تو بھی آپ سات، آٹھ سو روپیہ profit ملیں گے۔ یہی حال سپرے کا ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ مہربانی کریں، زمینداروں کے لئے اس حکومت نے بلکہ پاکستان کی حکومت نے کوئی بطور خاص پیکیج نہیں دیا۔ زمیندار مر رہے تھے، خشک مالی میں مل رہے تھے، ان سے یہ نہیں ہو سکا کہ آپ ان کو بجلی مفت فراہم کریں۔ اگر مفت نہیں دیتے تو کم از کم کنکشن مفت دے دیں تاکہ ایک زمیندار اپنی بجلی گلو کر پانی کی کمی کو پورا کر کے اپنی فصل کو سیراب کر سکے۔ آج بھی میں یہ بات کہتا ہوں کہ ایوان یہ قرار داد پاس کرے، حکومت پاکستان سے اتنا س کرے کہ زمینداروں کے پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اگر آپ بجلی نہیں دے سکتے تو کم از کم اس کا کنکشن مفت فراہم کریں تاکہ کسان کنکشن لے کر بجلی کے پیسے دے کر اپنی فصل کو سیراب کر سکے۔ یہ بہت ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ، چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر، میں آخر میں پھر سپیکر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ میری ان باتوں پر غور کیا جانے اور ان کو سنجیدگی سے سن کر ایک ایک بات کا نوٹس لیا جائے۔ کلو صاحب کو دیکھ کر ایک بات یاد آگئی وہ میں کرنا چاہتا ہوں۔ آخر میں، میں یہ بات کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پچھلے دنوں آبیانہ لگانے پر میں نے اس اسمبلی میں احتجاج کیا تھا، اس احتجاج پر وزیر اعلیٰ نے بھی بہت مہربانی کی۔ دو دفعہ اپنے ذمہ دار لوگوں کو کہا کہ ان کی بات کو سنا جانے اور دیکھا جانے۔ وزیر اعلیٰ کے کہنے پر اس بات کو دیکھا، سنا گیا۔ پھر ہمارے

ذہنی سپیکر مزاری صاحب نے کمال مہربانی کی۔ انھوں نے ایوان کے اندر اس پر ایک کمیشن بنانی۔ کلو صاحب اور نولایا صاحب نے ہمارا ساتھ دیا تو اس تحریک کو سنا گیا، پڑھا گیا، دیکھا گیا اور دیکھنے کے بعد اس بات کو مانا گیا کہ جو بات ہم نے اس ایوان کے اندر کہی وہ کھنے سے کہیں زیادہ اہم ہے اور انھوں نے ریکارڈ دیکھا کہ وہ زیادہ اہم ہے۔ پھر انھوں نے کمال مہربانی کی کہ ہماری بات کو سننے کے بعد اس پر عمل کیا اور ہم سے جو زیادہ رقم وصول کی جا رہی تھی اس میں 50 روپے پی ایکڑ سالانہ کے حساب سے کمی کی۔ میں اس پر حکومت پنجاب کا وزیر اعلیٰ کا ذہنی سپیکر کا سپیکر صاحب کا اور کلو صاحب کا، نولایا صاحب کا، اپنی اپوزیشن کا جنھوں نے ہمارا ساتھ دیا بے حد مشکور ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں، اہل اقتدار لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری بات کو سنا کر وہ ہم اس پنجاب کی حوام کے لئے اور حکومت پنجاب کی بہتری کے لئے بات کرتے ہیں، اگر ہماری بات کو نوٹ کریں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ ہم لوگ نہ بھوت بولتے ہیں اور نہ اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف کرتے ہیں، ٹھیک ٹھیک بات بتاتے ہیں، اگر اس پر آپ غور کریں گے تو آپ کی اور حکومت پنجاب کی اور صوبے کے حوام کی بھی قدر ہو گی اور ہم سب مل کر اس کا زی کو آسمے لے کر چلیں گے۔ شکر ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب سپیکر، شکر ہے۔ بریگیڈیر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم صاحب!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو مالک ہے زمین و آسمان کا، جو رب ہے مشرق و مغرب کا۔ کروڑوں اور اہول درود صیب کبریٰ احمد مجتبیٰ، امام الانبیاء، عاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث پر بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں مبارکباد دیتا ہوں قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب کو جنھوں نے اور بالخصوص ان کی ٹیم نے اور ان حوام ہمت وزیر خزانہ پنجاب حسنین بہادر دریشک کو جنھوں نے 224 کروڑ کا فیکس فری بجٹ پیش کیا۔ اس بارے میں میں صرف یہی کہوں گا کہ،

نگاہ وقت دیکھے گی محبت کی جہانگیری  
 منا دیں گے ظلم کا ہر نفل  
 تم دیکھتے رہنا  
 کسی بھی گل کی حق تعالیٰ نہ ہو گی اس گھٹاں میں  
 ملے گی خشک پھولوں کو بھی شبنم  
 تم دیکھتے رہنا

جناب سپیکر! پچھلے سال کی نسبت 24 فیصد زیادہ مالیت کا بجٹ جس میں 53- ارب روپیہ ترقیاتی کاموں کا تخمینہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی جادو کی جھڑی نہیں بلکہ بڑی سوچ اور سمجھ کی بات ہے۔ میں اگلے پانچ منٹ میں کوشش کروں گا کہ صرف چند ایک نمایاں پہلوؤں پر بات کروں کیونکہ اتنے کم وقت میں پورے بجٹ کا اعلان کرنا ممکن نہیں۔ جیسا کہ میرے بھائی گجر صاحب یہ ذکر کر رہے تھے کہ اس بجٹ کا سب سے اہم حصہ تعلیم اور ترقیاتی کاموں کا ہوتا ہے تو سب سے پہلے میں تعلیم کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر! 64 ہزار سکولوں میں 9- لاکھ سے زائد طلبہ کا آجانا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس ملک کو بنے ہوئے 57 سال ہوئے ہیں اور کسی نے اس شعبے پر اتنی توجہ نہیں دی جتنا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب نے اس شعبے کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ پہلے ہم سنا کرتے تھے کہ ہمارے پرانے آقا انگریز کے ادھر انگلینڈ میں ہم نے بھی دیکھا کہ سکولوں میں مفت تعلیم اور کتابوں کا مفت ہونا ایک بڑا مجرب گنا تھا لیکن میں سلام پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ کو کہ جنھوں نے اپنی فہم و فراست سے، اپنی سوچ سے ایک concept اور صرف concept ہی نہیں دیا بلکہ اس پر عمل کر کے دکھایا کہ اس پیمانہ ملک میں آج کے دور میں خرابیوں کے بچوں کے لئے مفت تعلیم اور کتابوں کا مفت ہونا، میں اپنے حزب اختلاف کے بھائیوں کو صرف یہی کہوں گا کہ کاش! انھوں نے سکولوں میں جا کر ان بچوں کے چہروں پر وہ رونق دکھی ہوتی، کاش! ان کے مل باپ کے چہروں پر وہ رونق دکھی ہوتی جو خراب ہیں، جو کہ دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتے، جن کے لئے ہماری اس قائد اعظم لیگ کی حکومت نے کتابوں کی مفت فراہمی کا بندوبست

کیا اور ان کے لئے میٹرک تک تعلیم مفت کی۔ اس کے لئے ہمیں دو دسٹی پڑے کی فونڈز ایسی کی نیم اور خاص طور پر وزیر تعلیم کو جن کی فہم و فراست نے جن کی سوچ نے ہمیں ان ماٹک کی صف میں لاکھڑا کیا ہے جو کہ تعلیمی میدان میں بہت آگے ہیں۔ اس میں صرف تخریر کی مدد تک نہیں بلکہ سکولوں میں فرنیچر کی فراہمی، کمروں کا بننا، چار دیواریوں کا تعمیر کیا جانا، پینے کے پانی کا بندوبست، wash rooms کی فراہمی اور اساتذہ کی کنٹریکٹ پر بھرتی، یہ چیزیں ایک دن میں نہیں آتیں۔ جیسے میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ نئے سکول نہیں بنانے تو جو پتلے سکول ہیں اگر ان کو ہی ہم پوری طرح تیار کر لیں اور بچوں کو ابھی تعلیم دے سکیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت بڑا کام ہو گا۔ میرے تمام بھائی جو کہ صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں انھوں نے سکولوں میں جا کر دیکھا ہو گا کہ یہ صرف کالڈوں کی مدد تک یا ترقیاتی منصوبوں کی مدد تک نہیں بلکہ بہت سارے سکولوں میں یہ ترقیاتی کام علاء ممبران اسمبلی کی براہ راست نگرانی میں ہونے ہیں۔ یہ سنا کہ یہ ضلعی یا تحصیل حکومتوں کے دائرہ کار میں ہیں یہ باطل حلط ہے کیونکہ یہ ترقیاتی کام پنجاب حکومت کی وساطت سے ہونے ہیں اور ان میں کسی بھی شے میں کمی نہیں ہے اور نہ ہی ہمیں ان میں کریٹن کا عندیہ ملا ہے۔ 52- ارب روپے کا یہ تعلیمی بجٹ اس چیز کا مزہ بونا جوت ہے کہ پچھلے سال میں جتنا بھی پیسا اس کے لئے مختص کیا گیا وہ درست سمت لگا اور اب نئے منصوبہ کے تحت سکولوں کی upgradation میں پرائمری سکولوں، ڈبل سکولوں اور پانی سکولوں کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ پچھلے سال ہی اگر ہم اس پر قدم رکھتے یا یہ قدم اٹھاتے تو ہم اپنے پاؤں یا اپنی چادر بہت زیادہ پھیلاتے اور چونکہ اب ہم نے اس کا فیز ا مکمل کر لیا ہے اس لئے ان سکولوں کو ابھی upgrade کرنے سے اس کی صحیح direction متعین ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسرا شعبہ جس میں زیادہ توجہ دی گئی ہے وہ آبپاشی ہے۔ چونکہ بنیادی طور پر یہ ایک زرعی ملک ہے اور ہماری تمام ترقیاتی کام ترقیاتی کاموں کا انحصار زراعت پر ہے تو 9- ارب روپے سے نہروں کی lining اور کھانوں کا پکا کرنا ایک بہت بڑا اور بنیادی کام ہو گا۔ جمہوری نہروں کا پکا کرنا اور مانیٹرنگ سسٹم کا اجراء میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کے بہت بڑے کاموں میں شامل ہوتا ہے۔ ہمیں مستقبل کی طرف دیکھنا ہے اور آنے والی نسلوں کے بارے میں سوچنا ہو گا۔



جناب والا! صحت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر 65 فیصد اضافی بجٹ شعبہ صحت کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ آپ سب نے دیکھا ہو گا کہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں ادویات کی فراہمی، تحصیل اور ضلعی سطح کے ہسپتالوں کا نئے سرے سے equip ہونا اس بجٹ کے بڑے اہم اور نمایاں پہلو ہیں۔ میں موجودہ قائد اعظم لیگ کی حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جنھوں نے صحت کے حوالے سے جنوبی پنجاب پر خصوصی توجہ دی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے جلدی صحتی صاحب اب بھی خوش نہیں ہیں لیکن میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس حکومت نے صحت کے شعبے میں جتنی توجہ دی ہے اس سے پہلے کسی حکومت نے نہیں دی۔ چونکہ وزیر زراعت موجود ہیں اس لئے میں موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی خدمت میں ایک تجویز پیش کروں گا جو کہ میں پہلے بھی ان کے گوش گزار کر چکا ہوں۔ یہ ایک زرعی ملک ہے اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔

جناب سلیکٹر: معزز اراکین اسمبلی سے درخواست ہے کہ پلیز خاموشی اختیار کریں۔ اور خاموشی سے سنیں۔

بریکڈیر (ریٹائرڈ) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز): تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر زراعت سے میری گزارش ہے کہ ہیریونین کونسل میں Citizen Community Board کے تحت LASER levellers مہیا کئے جائیں۔ اس سے پانی کا زیاں بہت کم ہو گا اور زراعت میں ترقی ملے گی۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ ہم زمیندار کو Community Development کے تحت LASER levellers مہیا کریں اس سے ہر زمیندار کو پتا ہو گا کہ اس نے بھی کچھ پیسے اس میں لگائے ہیں۔ اس کا بڑا فائدہ ہو گا خاص طور پر جس طرح بھارت ڈیم بنا کر ہمارے پانی میں رکاوٹ ڈال رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ہیریونین کونسل میں LASER levellers حکومت کی طرف سے Community Development کے تحت مہیا کریں تو یہ ایک بہت اہم اور نمایاں قدم ہو گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں جس طرح تنخواہ دار اور مزدور طبقے کا خیال رکھا گیا ہے حکومت اس سلسلے میں بھی مہار کبلا کی مستحق ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بجٹ عوام کے لئے بنایا گیا ہے اور اس میں عوام دوستی کا پہلو بہت نمایاں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے ممبران جو کہ کل تھارہ کر رہے تھے ان سے کون کا ان میں محترم فرزند راجہ صاحب فرما رہی تھیں کہ یہ صرف ٹھانے خواب اور معمولی باتیں ہیں میں ان سے صرف یہی کون کا کہ "ساون کے اندر سے کو ہر وقت ہر اہرا نظر آتا ہے" Remote control سے بولنے والے حزب اختلاف کے ساتھیوں سے میں کون کا کہ وہ اپنی سوچ بیدار کریں اور اپنی عقل سے کام لیں ورنہ ان کی لیڈر شپ پر مزید عدم اعتماد ہو گا جو کہ ان کی صفوں میں مزید انتشار کا باعث بنے گا۔

جناب سپیکر! کل میرے بھائی شیخ اجاز احمد صاحب بد باہر گھوڑی پال سکیم کی بات کر رہے تھے تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں یہ تاریخ کا حصہ ہے کہ وزیر اعظم ہاؤس میں گھوڑوں کو مرے تک کھلانے گئے۔ پہلی حکومتوں کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ گھوڑی پال سکیمیں بناتی تھیں لیکن موجودہ حکومت میرٹ کی عکرائی پر یقین رکھتی ہے اور انشاء اللہ تعلق چودھری پرویز امینی کی سربراہی میں ہم یہ ثابت کریں گے کہ یہاں قانون کی عکرائی ہے۔ یہاں جو بھی پیسا خرچ ہو گا وہ عوام کی علاج و بہبود کے لئے ہو گا۔ شکریہ۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کا بجٹ چاہے وہ وفاقی سطح یا صوبائی سطح کا ہو اس کا صحیح جائزہ تو کوئی اکاؤنٹ ہی لے سکتا ہے۔ سات کو وزنی اس بجٹ کی کتابوں کا کوئی اکاؤنٹ تو تفصیل سے جائزہ لے کر اپنی ماہرانہ رائے دے سکتا ہے لیکن پنجاب کا ایک عام شہری اس بجٹ کو کس طرح سے عوام دوست کہہ سکتا ہے؟ کس طرح سے وہ محسوس کر سکتا ہے کہ یہ میری بہتری کا بجٹ ہے؟ اس کے لئے مختلف پہلے ہیں۔ میرے خیال میں پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں چار نکات ایسے ہیں کہ اگر بجٹ ان چار نکات پر focus کر رہا ہو تو لوگ اس کو people friendly budget کہتے ہیں۔ اس میں سب سے پہلا نکتہ یہ ہے کہ بجٹ غربت میں کمی پر focus کر رہا ہو یعنی اس کی وجہ سے غربت میں کمی آئے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ

بجٹ کے ذریعے روزگار میں اضافہ ہونے کی امید پیدا ہو۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ اس صوبے یا ملک کے جو وسائل ہیں ان کی بابت بجٹ کی کتابوں میں سے یہ تاثر ملے کہ اس صوبے کے وسائل کی تقسیم منصفانہ ہو رہی ہے تو پھر لوگ اس بجٹ کو عوام دوست بجٹ کہتے ہیں۔ چوتھا اور آخری نکتہ یہ ہے کہ جن ممالک میں مسکنی روز بروز بڑھتی ہے اگر اس کو کنٹرول کرنے کے لئے بجٹ کے اندر کچھ ایسے اشارے یا اقدامات کئے گئے ہوں کہ جس سے مسکنی میں کمی واقع ہو تو پھر وہ بجٹ بھی عوام دوست ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس بجٹ کے اندر یہ چار نکات ہوں گے اسے ہم عوام دوست بجٹ کہہ سکتے ہیں۔ میں اپنی تقریر میں اعداد و شمار کا بہت کم استعمال کروں گا۔ میں focus کروں گا کہ آیا ان چار چیزوں پر ہمارے اس بجٹ میں focus کیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب والا! اس میں کچھ تعلقات ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب ہم کوئی ایک step لیتے ہیں تو وہ اکیلا ایک step نہیں ہوتا بلکہ وہ بہت ساری دوسری چیزوں سے بڑا ہوتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ روزگار میں اضافہ کریں گے، اب یہ سوال اپنی جگہ پر ہے کہ آیا دس لاکھ ملازمتیں ملی ہیں یا نہیں؟ اپوزیشن اور حکومتی ممبران کی طرف سے اس بابت بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ صوبہ پنجاب میں دس لاکھ بے روزگار لوگوں کو پچھلے سال روزگار مل گیا ہوا یا نہیں؟ اس سوال کو اگر جموز بھی دیا جائے لیکن ہم نے جب بھی امن و امان کی صورت ملے پر بات کی ہے تو دونوں اطراف سے ایک بات حتمی طور پر کسی جاتی رہی ہے کہ جب کسی شہر، صوبے یا ملک میں جرائم بڑھتے ہیں تو اس کی ایک بڑی وجہ اس صوبے یا ملک میں بے روزگاری ہوتی ہے۔ جب بے روزگاری بڑھے گی تو پھر crime rate بھی بڑھے گا تو اگر ایک منٹ کے لئے فرض بھی کر لیا جائے کہ دس لاکھ ملازمتیں مہیا کی گئی ہیں تو اس کی reflection کہیں پر تو ہونی چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو بوجول آپ کے دس لاکھ ملازمتیں فراہم کی گئی ہیں جبکہ دوسری طرف اس صوبے کا crime rate پاکستان کی تاریخ میں ریکارڈ سطح پر جا چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے اقدامات کا آپ دعویٰ کرتے ہیں ہمیں اس کے خواہہ کہیں تو نظر آنے چاہئیں۔ ہمیں تو بالکل اقدامات کے الٹ نظر آتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ دس لاکھ افراد کو روزگار مل گیا ہے لیکن crime rate اسی تیزی سے بڑھ رہا ہے، اس کا مطلب ہے کہ دس لاکھ افراد کو روزگار مل گیا کرنے کا حکومت پنجاب کا دعویٰ سراسر غلط ہے، یہ

صرف کھڑوں میں ہے۔ اسی طرح جب آپ کہتے ہیں کہ ہم نے غربت میں کمی کر دی اس کا بھی کہیں reflection نظر آنا چاہئے۔ آج وزیر اعظم اور وزیر خزانہ پنجاب ڈریسنگ صاحب کے علاوہ اس ملک کی تمام سروے رپورٹیں یہ بتاتی ہیں کہ غربت اپنی انتہا کو چھو رہی ہے۔ اس ملک کی چودہ کروڑ آبادی میں سے صرف دو افراد ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ملک میں غربت میں کمی ہوئی ہے۔ باقی اس ملک کی تمام غیر جانبدارانہ سروے رپورٹیں کہتی ہیں کہ اس ملک اور صوبے میں غربت میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کے شواہد خود کشیوں میں اضافہ کی صورت میں سامنے آ رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہر دور میں خود کشیاں ہوتی ہیں، کہیں بہت کم اور کہیں بہت زیادہ ہوتی ہیں لیکن اگر بقول ان کے غربت میں پچھلے تین سالوں میں کمی آئی ہے تو پھر ہمیں اس صوبے کے لوگوں کی مایوسیوں میں بھی کمی ہوتی نظر آئی چاہئے۔ لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ غربت کی وجہ سے زندگی کو ہانپنے کا فیصلہ کرتے ہیں، اس کی ratio میں بھی کمی آئی چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ تین سالوں میں جہاں بقول ان کے غربت میں کمی آئی ہے وہاں خود کشیوں کے ریت میں بھی پاکستان کی تاریخ میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ یہاں پر ایک صحیح فیصلہ کیا گیا کہ خود کشیوں کو کیسے روکا جائے۔ ضلعی حکومت لاہور اور پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا کہ اگر خود کشی کا spot دیکھا جائے تو وہ مینار پاکستان ہے اور یہ فیصلہ ہوا کہ نہ تو غربت کو کم کر کے خود کشی کو روکا جاسکتا ہے اور نہ روزگار فراہم کر کے، تو مینار پاکستان کے اوپر والا حصہ جہاں سے لوگ خود کشی کر کے نیچے آتے ہیں وہاں پر بہت بڑا جھگڑا دیا جائے۔ یہ افسوسناک بات ہے کہ انسانی زندگی جو مایوسی کی انتہا تک پہنچ چکی ہے حکومت انہیں روزگار فراہم کرنے کی بجائے 'غربت میں کمی کی بجائے ان کے لئے اس طرح کے measures لے کہ ان جگہوں پر بڑے بڑے پتھر لگاری ہے تو اس سے بڑے افسوس کی بات کوئی نہیں ہو سکتی یہ تعلقات ہیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات کروں گا کہ ہم کہتے ہیں کہ تعلیم مفت کر دی۔ یہ کہتے ہیں کہ 9 لاکھ enrolment ہوئی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے سائٹ، آٹھ کروڑ عوام محفوظ ہاتھوں میں نہیں ہیں لیکن یقین ماننے کے جب تک جنرل پرویز مشرف اس ملک میں موجود ہیں اس کی معتری سٹے یہ نیم محفوظ ہاتھوں میں ہے لیکن جیسے ہی یہ معتری سٹے گی تو میں آپ کو

یقین دلانا ہوں کہ جس طرح گھوسٹ سکولوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا میں یہ ہمت کروں گا کہ اسی طرح ہمارے پرائمری سکولوں میں ghost enrolment ہوتی ہے۔ میں ایک مثال سے سمجھانا چاہوں گا کہ زرداری صاحب آنے تو ہر ایس۔ ایچ۔ او کو ایک ایگزیکٹو آرڈر ملا کہ مجھے آپ کے ہتھے سے 100 گرفتاری چاہئے۔ وہ دین لے کر باہر نکلے اور انہوں نے 100 کا figure پورا کیا۔ اسی طرح ای۔ ڈی۔ او (ایجوکیشن) نے ہر ضلع میں ایک مارگٹ دیا کہ۔۔۔

جناب محمد وارث کلو، پوائنٹ آف آرڈر۔

آوازیں، No point of order

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ یہ اور ان کے لیڈر جن کا اہمی انہوں نے نام لیا کہ زرداری صاحب تشریف لائے تو۔۔۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مشرف صاحب کی محترمی جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں یہ ہمارے ہاتھ میں ہے تو ان کو اہمی نہیں لگتی۔ یہ آج کل اس محترمی کو اپنے اوپر تانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا وہ سلسلہ کہاں تک پہنچا ہے؟ ذرا ایوان کو بھی مطلع کر دیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں وہ بت کر سکتا ہوں کہ آپ کے اوپر محترمی ہے یا نہیں؟ پیپلز پارٹی نے اپنے قیام سے لے کر آج تک کیا اس ملک میں کسی آمر کی محترمی کے سٹے اقتدار حاصل کیا؟ یہ ریکارڈ کی بات ہے لیکن میں اپنی بات کو بخت تک رکھنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر، جی، بخت پر ہی رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! ہر ضلع میں F.D.O (Education) نے ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے کہا اور میں یہ ہمت کروں گا کہ میرے ہتھے میں enrolment کے رجسٹر میں new enrolment کے جن بچوں کے نام ہیں، آپ میرے ساتھ چلیں اگر وہ بچے وہاں موجود ہیں تو جو سزا مجھے دینا چاہیں گے میں قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہاں تعلیم کے نام پر پنجاب کا جو پورا focus کیا جا رہا ہے وہ محترمی بنے دیں تو پھر جو اس وقت کی NAB آنے گی یہ جو ایجوکیشن

کا دواویلا کر رہے ہیں یہ صرف اس ایجنڈے پر اس کنٹریس میں ہوں گے۔ ایجوکیشن منسٹر، سیکرٹری ایجوکیشن اور تمام اضلاع کے E.D.Os (Education) اس وقت کی NAB کی حراست میں ہوں گے۔ اس صوبے میں جو ghost enrolment کی جا رہی ہے یہ ان کے گلے پڑے گی۔ دوسرا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تعلیم مفت ہو رہی ہے لیکن مجھے یہ بتایا جانے کہ فیسوں کی مد میں جو

----- revenue collection

وزیر آبکاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! میں اپنے ساتھی کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ جہاں تک ghost enrolment کی بات کر رہے ہیں اگر ایسی ہو رہی ہے یا خدانخواستہ ہونی ہے تو اس پر ضرور ایکشن ہونا چاہئے لیکن میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر بچوں کی enrolment نہیں ہو رہی تو یہ بچوں کی لسٹ دیں ہم ان کے گھروں تک جانے کو تیار ہیں۔ ہم ان بچوں کو داخل بھی کریں گے، کتابیں بھی دیں گے اور وظیفہ بھی دیں گے۔ (نعرہ ہانے محسین) کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چودھری صاحب بھٹری کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ بات ہو گئی ہے۔ کرنل صاحب! کالی بات ہو گئی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان، جناب سپیکر! ایوب خان مارشل لا ایڈمنسٹریٹر ہوتے

تھے اس وقت میں فوج میں تھا۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، جی، شکر ہے۔ جی خان صاحب!

\* عظم جناب سپیکر اعجاز کارروائی سے مدد کئے گئے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری شہید ذوالفقار علی بھٹو علی سیاستدان تھے کہ جب انہوں نے اپنی پارٹی کی تشکیل دی۔ |\*\*\*\*\*|

جناب سیکرٹری، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، قاسم نون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب سیکرٹری میں اپنے داخل ممبر کاریکارڈ درست کر دوں کہ یہ بات کرتے ہیں کہ نومبر 1967 میں پیپلز پارٹی کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس کے بعد پاکستان میں صدر یحییٰ خان کے ساتھ نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کون رہا، پہلا سولین مارشل لا، ایڈمنسٹریٹر کون رہا یہ ریکارڈ درست کرنے کی بات ہے۔

آوازیں، سیم سیم۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری! اس بات کا فیصلہ کریں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے قیام کے بعد ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ رہے؟

MINISTER FOR AGRICULTURE MARKETING: Yes

جناب سیکرٹری، سمیع اللہ خان صاحب! ایلیز بخت پر بات کریں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری! جب ملک کے دو ٹکڑے ہوئے اس وقت تو اس ملک میں آئین ہی نہیں تھا۔ اس وقت یہ ملک آئین کے بغیر تھا اور اس وقت اس کے علاوہ کوئی پارہ نہیں تھا۔ اس پر الگ debate رکھیں۔ اس وقت ملک کے سیاسی حالات کس قسم کے محتاجی تھے؟

جناب والا! جہاں تک چودھری شفیق صاحب کی بات کا تعلق ہے یہ میری بات سمجھ نہیں سکے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسے نیچے لائیں ہم ان کو کتاہیں بھی دیں گے اور ان کے گھروں تک

\* حکم جناب سیکرٹری کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بھی جائیں گے لیکن میرا تو کہنا ہی یہ ہے کہ ghost enrolment ہے وہ بچے سرے سے ہیں ہی نہیں۔ ہم ان کے گھر کہیں جائیں گے اور کس بچے کو کتھیں دیں گے؟ وہ تو ساری جل سازی ہے لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کے گھروں تک جائیں گے۔ یہ جو مفت تعلیم کی بات کرتے ہیں میں اس بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ فیسوں کی مد میں جو revenue collection ہے۔۔۔

جناب سپیکر، پیڑز۔ دو منٹ میں wind up کریں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! مجھے disturb کیا گیا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، کئی بات ہو گئی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! فیسوں کی مد میں جو revenue collection ہے اس میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر آپ نے تعلیم مفت کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ فیسوں کی collection کم ہونی چاہئے لیکن یہ ہر سال بڑھ رہی ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ کچھ چیزوں کے خواہ ہوتے ہیں۔ ہمیں کہا گیا کہ زرعی شعبے میں اضافہ 10.6 فیصد ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر زراعت کے شعبے میں پیداوار یا کسی بھی حوالے سے 10.6 فیصد اضافہ ہوا ہے تو اس کا اثر صوبہ پنجاب کی غریب محام کو نظر آنا چاہئے لیکن یہاں ہم دیکھتے ہیں اور میرے پاس ایک چارٹ ہے جسے میں آپ کے سامنے رکھوں گا کہ ایک طرف تو زراعت کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف وہ اجناس جو صوبہ پنجاب میں پیدا ہوتی ہیں ان کے ریٹ دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ میرے پاس تین چار چیزوں کے مختلف ادوار کے ریٹ ہیں۔ 1996 میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور توڑا سا vary کرتا ہے 1999 سے جب میں محمد نواز شریف کی حکومت تھی اور آج 2005 میں وہ ریٹ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ کی توجہ چاہوں گا کہ اس وقت آٹا 5.80 روپے کو تھا آج 16 روپے گلو ہے۔ اس طرح یہ اضافہ 170 فیصد ہے۔۔۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! بجر bell بج رہی ہے اور میرا نام خارج ہو رہا ہے۔



جناب سپیکر، محترم! تشریف رکھیں۔ خان صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! چونکہ آپ کا تعلق بھی زراعت کے شعبے سے ہے۔ اس وقت یعنی 1675 روپے کو قحی اور آج 26 روپے کو ہے۔ کئی اس وقت 40 روپے کو تھا آج 56 روپے کو ہے۔ چاول اس وقت 11 روپے کو تھا اور آج 40 روپے کو ہے اور اس میں 300 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ گوشت اس وقت 90 روپے کو تھا آج 220 روپے کو ہے۔ دودھ اس وقت 13 روپے کو تھا آج 28 روپے کو ہے۔ چائے 120 روپے کو قحی آج 240 ہے۔ (خور و غل) آخری بات میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا لیکن پہلے ایوان in order کروادیں۔

جناب سپیکر، آپ پلزز wind up کریں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب والا! بس ایک point رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر، بات مکمل کریں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں چونکہ مسکنی کی بات کر رہا تھا اس لئے میں ایک آخری بات کی نشاندہی کروں گا کہ 8-جون 2005 کو اسلام آباد میں اس ملک کے ایک ادارے نیشنل سکیورٹی کونسل کا اجلاس ہوا۔ وہیں پر ملک میں مسکنی کی سر پر غور ہوا۔ اس نیشنل سکیورٹی کونسل کو جو شخص preside کر رہا تھا 9-جون کو پاکستان کے تمام اخبارات میں اُس کا بیان چھپا۔ یہ بات میں نے اس لئے کی ہے کہ کسی ایک میں چھپتا تو کہتے کہ جی وہ غلطی سے چھپ گیا۔ یہ ہیڈ لائن ہے اور میں اخبار کے الفاظ پڑھتا ہوں،

"The President emphasised the need for strict check on prices of essential commodities."

اور 11-جون کو پنجاب کے صوبائی وزیر خزانہ ایک بجٹ سے متعلقہ پریس کانفرنس کرتے ہیں اور وہ فرماتے ہیں اور ان کے الفاظ ہیں جو "ڈان" اخبار میں چھپے ہیں کہ

"It did not fall within the purview of the Province to reduce prices. It is the job of the Federal Government."

جناب سپیکر! اس سے بڑا علم، اس سے بڑا تضاد اس ملک کا ہو نہیں سکتا۔ اس ملک کا جبرل پرویز مشرف کے اور صوبائی حکومتوں کو تنبیہ کرے، سرزنش کرے کہ مسکنی کو کنٹرول کریں اور ٹھیک دو دن بعد اس صوبے کا وزیر خزانہ اٹھ کر یہ کہے کہ مسکنی کو کنٹرول کرنا صوبائی حکومتوں کے اختیارات کے زمرے میں نہیں آتا۔ میرے ایک دوست عیاد خالد بیٹھے ہیں وہ ٹی وی چینل پر بخت پر بات کرنے کے لئے میرے ساتھ بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مسکنی تو ہر ملک میں ہوتی ہے، کہیں کم ہے، کہیں زیادہ ہے، آپ کیوں ایسے ہی شور کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک، مسکنی ہر ملک میں ہوتی ہے، کہیں زیادہ ہے، کہیں کم ہے لیکن ابھی حکومت وہ ہے جو اس کو کنٹرول کرے۔ جس طرح سے جرائم بھی ہر ملک میں ہوتے ہیں لیکن کوئی حکومت یہ کہہ کر اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتی کہ چونکہ تھلاں تھلاں ملک میں بھی جرائم ہو رہے ہیں اس لئے ہماری ذمہ داری نہیں بنتی۔ علم یہ ہے کہ مسکنی ہو تو مشرف کتاب ہے اس کی ذمہ دار صوبائی حکومتیں ہیں اور صوبائی وزیر خزانہ کتاب ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے اور آخر میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کے بخت میں ایک نکتہ ہے، میں اس کو سنا کر اجازت چاہوں گا۔ صفحہ نمبر 6 پر سکھ بھائیوں کے دیرینہ مطالبات کو مد نظر رکھتے ہوئے نکتہ صاحب کو ضلع کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب اس کے متعلق جو رپورٹیں آرہی ہیں کہ سکھ بھائیوں کے مطالبات کو پورا کرتے ہوئے پنجاب کے عوام کے سکھ کو مت disturb کرو۔ سکھ بھائیوں کے مطالبات کو ملتے ہوئے پنجاب کے عوام کا سکھ مت چھینو۔ جن لوگوں کا ضلع شیخوپورہ سے 20 کلومیٹر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر تھا وہ اب 100 کلومیٹر ہو گیا ہے۔ یہ لٹ ہے جس میں مختلف حصوں کے نام ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، تو یہ سکھ بھائیوں کے سکھ کے لئے اتنی مہربانی پنجاب کے عوام پر مت کریں اور ان کا سکھ مت چھینیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، میں محمد اصغر صاحب!

میں محمد اصغر، بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 2005-06 پر اعداد نیٹیل کا موقع دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز اہلی صاحب کی زیر نگرانی وزیر خزانہ اور ان کے رفقاء نے کارنے عوام کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے جو بجٹ پیش کیا ہے اس کو عوام کے ہر طبقہ نے سراہا ہے اور دن بدن اس کے حق میں بیانات بھی آ رہے ہیں اور لوگوں نے اسے پسند بھی کیا ہے۔ جب ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے عین حکومت سنبھالی تو انہوں نے عوامی مسائل کی بنس پر ہاتھ رکھ کر اپنا پروگرام طے کیا۔ انہوں نے تعلیم، صحت اور زراعت کو ترجیح دی۔ تعلیم کے میدان میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب جب ہم میدان عمل میں جاتے ہیں تو وہاں پر جو پالیسیاں پنجاب گورنمنٹ کی چل رہی ہیں وہ سب لوگوں کو نظر آ رہی ہیں۔ سکولوں کی upgradation کی جارہی ہے۔ بچوں کو مفت کتابیں دی جارہی ہیں۔ اسی کا reaction ہے کہ طلباء کی تعداد میں 9 لاکھ تک کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ initiative ہمارے وزیر اعلیٰ کا ہے کہ انہوں نے آٹھویں جماعت تک مفت کتابیں تقسیم کروانی ہیں۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی اقدامات کئے ہیں۔ جو بھی 80 فیصد تک اپنی حاضری رکھتی ہے اس کو دو سو روپے ملانہ وظیفہ بھی دیا جا رہا ہے۔ وہ دو سو روپے اتنی اہمیت نہیں رکھتا لیکن تعلیم کے شوق میں ضرور اضافہ ہوتا ہے۔ بچے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنی حاضری قائم رکھتے ہیں اور ان کا target ہوتا ہے کہ انہیں ہر ماہ اس انعام سے نوازا جانے کا کہ ہم اپنی attendance کو درست رکھیں گے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے یہ فیصد کیا ہوا ہے کہ تمام ذیل سکولوں کو آئندہ سال تک upgrade کر دیا جائے گا۔ یہ بھی ایک بہت بڑا مستحسن اقدام ہے۔ میں نے اپنے تجربے میں یہ دیکھا ہے کہ ایک ایم۔ پی۔ اے ایک سکول کو اپ گریڈ کروانے کے لئے اپنا پورا tenure گزار چکا ہوتا تھا لیکن یہ قسمتی سے وہ اپنا ایک سکول بھی upgrade نہیں کر داسکتا تھا لیکن اب حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت تمام ذیل سکول انشاء اللہ upgrade ہو کر اپنی سکول کا درجہ حاصل کر لیں گے۔ یہ بھی تعلیم کے میدان میں ایک انقلابی قدم ہے۔ علاوہ انہیں اگر ہم اثرات کی

ratio نکالیں تو جو پرائیویٹ سکول ہیں ان میں جو اخراجات ہو رہے ہیں سرکاری سکولوں میں ان سے زیادہ اخراجات ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ سرکاری سکولوں کو ترجیح نہیں دیتے تھے لیکن اب ہماری حکومت کے ان اقدامات کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں داخل کروا رہے ہیں۔ میں یہاں پر ایک گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ انتخاب میں ایک قصبہ جو کا ہے جس کی آبادی تقریباً بیس چھیس ہزار ہے لیکن وہاں پر نڈل سکول ہے۔ براہ مہربانی اس سکول کو priority کے طور پر ہائی سکول کا درجہ دیا جانے تو میں آپ کا بے حد مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ گورنمنٹ آف پنجاب نے سپیشل ایجوکیشن کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی ہے جو کہ ایک بہت بڑا احسان ہے۔ میرے تجربے کی بات ہے۔ جب ہم شروع شروع میں یہاں اسمبلی میں آنے تھے تو یہ سب دوست دکھ رہے ہوتے تھے کہ یہاں charging cross پر بھونکے بھونکے بچے بھیک مانگتے پر مجبور تھے۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے ان بچوں کو سپیشل ایجوکیشن اداروں میں تسلیم دی جا رہی ہے اور وہ کل بہترین شہری حلیت ہوں گے۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکر ہے۔ جناب سپیکر! میرے کاضل دوست نے جو بات کہی ہے کہ ہمیں حکومت میں جو بچے charging cross پر بھیک مانگتے ہونے نظر آتے تھے اور اب وہ نظر نہیں آ رہے۔ اصل میں ہوا یہ ہے کہ بڑوں نے بھیک مانگنی شروع کر دی ہے اس لئے اب ان بچوں کو بھیک مانگنے کی ضرورت ہی نہیں رہی اور اسی وجہ سے یہ بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکر ہے۔ شیخ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بٹنا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میں اصغر صاحب!

میاں محمد اصغر، جناب سپیکر! سپیشل ایجوکیشن کی وجہ سے محروم طبقہ انشاء اللہ پاکستان اور پنجاب کا مفید شہری حلیت ہو گا۔ انشاء اللہ وہ ایسا مقام حاصل کریں گے کہ ان پر کوئی انگلی اٹھانے والا نہ ہو گا۔ ہمارے واجب الاحترام پنجاب وزیر اعلیٰ پرویز الہی صاحب نے پہلے ”بڑھا کھا پنجاب“ کا

نعرہ لگایا تھا اب اس کے ساتھ انہوں نے "صحت مند پنجاب" کا نعرو لگایا ہے۔ میں ان کی محنت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں اپنے ملحقہ انتخاب میں آ رہا تھا کہ ایک بچے کو ایک کار نے side ماری۔ اس بچے چارے کو head injury ہو گئی۔ پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک غریب محنت کش کا بیٹا ہے۔ میں اسے اغنی گاڑی میں لاہور لایا۔ میو ہسپتال کی ایمرجنسی میں گیا، میرا سر فخر سے بلند ہے کہ وہاں پر سیکر میں یہ اعلان ہو رہا تھا کہ ایمرجنسی میں تمام ادویات مفت دی جا رہی ہیں اور وزیر اعلیٰ کے نام سے یہ اعلان تھا کہ اگر کوئی یہاں پر رقم مانگتا ہے تو اس کی تھلاں جگہ پر رپورٹ کی جائے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ پہلے 22 ہزار روپیہ اس operation کا مانگا جا رہا تھا جب کہ اس بچے پر تقریباً 1,50,000 روپیہ خرچ ہوا ہے اور میں ایٹنا قرآنا کہتا ہوں کہ ہم نے وہاں پر ایک پائی بھی نہیں دی۔ (نعرہ بٹنے تحسین)

اگلے روز یہاں ضلع کچھری چوک سے میں گاڑی میں مڑ رہا تھا۔ ایک رکشا آیا، اس کا ڈرائیور بچے کو گیا۔ دیکھا تو اسے heart attack تھا۔ میں نے اپنے موبائل سے 1122 پر فون کیا، یقین کیجئے کہ 5 منٹ کے بعد وہاں ایسبولینس پہنچی اور وہاں پر first aid پہنچی اور اس آدمی کو میو ہسپتال لے جایا گیا۔ کون کہتا ہے کہ یہاں پر کام نہیں ہو رہا اور یہاں پر خالی باتیں ہو رہی ہیں؟ یہ بالکل غلط ہے۔ راولپنڈی، گوجرانوادر، فیصل آباد، سرگودھا، ملتان، بہاولپور اور ڈی جی خان میں emergency ambulances کا انتظام ہو چکا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کا دائرہ کار مزید بڑھایا جائے۔

پنجاب والا! اب میں عرض کروں گا کہ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے۔ 80 فیصد آبادی کا تعلق زراعت سے ہے۔ یہاں پر لوگوں کو victimize کرنے کے لئے جب بھی کسی سیاسی مخالف کو بے عزت کرنا ہوتا تھا تو تحصیل دار کو کہا جاتا تھا کہ زرعی قرضے میں انہیں پکڑ لو اور بے عزت کرو۔ ایک معزز زمیندار 40 ہزار روپے میں پکڑ لیا جاتا تھا اور بے عزت کیا جاتا تھا۔ یہ اس گورنمنٹ کا کارنامہ ہے کہ باقی دار کو تحصیل دار پکڑ نہیں سکتا اور اس کو بے عزت نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ جتنی زرعی مشینری باہر سے آتی ہے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، یہ بھی ایک احسن اقدام ہے۔

جناب والا! میں آفریں اپنے ایوزیشن کے بھائیوں سے یہ عرض کروں گا،  
 کچھ میں نکتہ توجیہ آ تو سکتا ہے  
 تیرے دماغ میں بت غلط ہو تو کیا کیا جائے  
 (لعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارا نصب العین یہ ہے اور ہم اس ذکر پر کام کر رہے ہیں،  
 سوال کرتے ہیں لے جواب ہیں ہم لوگ  
 نئی سر کے نئے آفتاب ہیں ہم لوگ  
 یہ فیصد ہے وطن کو سجا کے دم نہیں سے  
 جو چل پڑے ہیں تو منزل پر جا کے دم نہیں سے  
 وماعلینا الا بلع

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، محترمہ علمی زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ علمی زاہد بخاری، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس  
 شہانہ قسم کے بجٹ پر مجھے بات کرنے کا موقع عطا کیا۔ یہ بجٹ جس طبقے نے بنایا ہے بلاشبہ اس  
 طبقے نے اس بجٹ میں اپنا خیال بہت اچھی طرح رکھا ہے اور غریبوں کو آس اور امید کی جو گولی  
 دی گئی ہے وہ پچھلے 3 سال سے دی جا رہی ہے اور اس بجٹ میں بھی اس کا تسلسل ہے۔

جناب سپیکر! اس شہانہ گورنمنٹ نے عوام کے لئے جو بجٹ بنایا ہے وہ تو ہمارے  
 سامنے آ گیا۔ اب میں اپنے حکمرانوں کا بھی قصور اسی بجٹ اس ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہوں تاکہ  
 بتا چکے کہ وہ غریب صوبہ جس میں بلاناغہ خود کشیاں ہوتی ہیں، جس میں بلاناغہ بے روزگاری سے تنگ  
 آ کر لوگ اپنی جان دیتے ہیں وہاں کے حکمران کتنے پیسے خرچ کرتے ہیں؟ ہمارے وزیر اعلیٰ کے  
 سیکرٹریٹ کا ماہانہ خرچہ ایک کروڑ 8 لاکھ روپے سے زائد ہے۔ سیکرٹریٹ میں 17 گریڈ کے 69 افسر  
 ہیں اور دوسرے ملازمین کی تعداد 385 ہے۔ ہمارے وزیر اور مشیر جو اس وقت بہت امحل رہے ہیں  
 ان پر 15 ماہانہ اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی تنخواہوں پر ایک کروڑ 41 لاکھ روپیہ ماہانہ خرچہ آتا ہے جس  
 میں نیلی فون اور گاڑیوں کا خرچہ بھی شامل نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے پٹرول کا خرچہ

4.5 لاکھ روپیہ ملانے ہے، فون کا بلانڈ خرچہ 7.5 لاکھ روپیہ ہے اور گزشتہ مختلف اخراجات کی مد میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے 3.3 لاکھ روپے اپنے اخراجات سے زیادہ ادا کئے ہیں۔۔۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر! اس وقت ان کا یہ رویہ میری سمجھ میں آتا ہے لیکن یہ جو مرضی کریں میں نے جو کہنا ہے وہ میں کہہ کر رہوں گی۔ آج ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے دم پر ہماری گورنمنٹ 80 فیصد نکلی ہوئی ہے۔ ہماری گورنمنٹ 80 فیصد سے زیادہ ایجوکیشن کے دم پر نکلی ہوئی ہے۔ جس کے لئے پچھلے سال 25 کروڑ روپیہ اس قوم کا اشتہادوں پر خرچ کیا گیا۔ ہمیں اشتہادوں پر اعتراض نہیں ہے۔ مجھے صرف ایک مجموعہ سائیکلنگ اعتراض ہے، وہ یہ ہے کہ یہ آدھا آدھا اشتہاد دیتے ہیں۔

میری تجویز یہ ہے کہ پورا اشتہاد دیں۔ |\*\*\*\*\*|

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! |\*\*\*\*\*| ایک بہتر اور پورا caption اس اشتہاد کا ہوگا کیونکہ یہ خواتین جس طرح سے یہاں پر بات کر رہی ہیں۔ 15۔ ارب روپیہ یعنی پہلے سال میں 7۔ ارب روپیہ اور دوسرے سال میں 8۔ ارب روپیہ ہم نے ایجوکیشن کو دیا۔ یہ گل ملا کر 15۔ ارب روپیہ بنتا ہے۔ میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ اس 15۔ ارب روپے سے کیا پورے پنجاب کے اندر ہم کوئی ایک ماڈل سکول بنا سکے ہیں؟ کیا کوئی ایک ایسا ماڈل سکول اس پنجاب میں بنا ہے؟ میں ان حکومتی نچوں پر بیٹھے ہونے تمام لوگوں سے پوچھتی ہوں جنہوں نے ایجوکیشن پر بات کی ہے، جنہوں نے ایجوکیشن پر نعرے لگانے ہیں مجھے یہ بتائیں کہ ان میں سے کتنے لوگوں کے بچے 15۔ ارب روپے سے بنے ہونے کسی ایک ماڈل سکول میں پڑھتے ہیں؟ وزیر تعلیم کے اپنے بچے پرائیویٹ سکولوں میں ہیں۔ کسی کا بچہ سرکاری سکول میں نہیں پڑھتا۔ 15۔ ارب روپے لگا کر ایک ماڈل سکول اگر ہم پنجاب کو نہیں دے سکتے تو پھر اگلا 9۔ ارب روپیہ کیا کارنامہ لے آئے گا؟

\* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اس 9-ارب روپے کا بجی-بھی ہوگا جو پچھلے سال ہوا کہ |\*\*\*\*\*| اتیں اور امید لوگوں کو دیں۔ ہم یہ دیں گے اور bogus enrolment کی جو بات ہوئی ہے وہ ایک حقیقت ہے۔ bogus enrolments کی جارہی ہیں۔ ہیڈ ماسٹروں کو دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ اس سال میں اتنی enrolment چلنے اور بچے وہاں پر موجود نہیں۔

جناب سیکر! سب سے سھکھ خیز بات یہ ہے کہ کیا پیسے مختص کرنے سے ہم نے ایجوکیشن کا ذخاچہ صحیح کر لیا ہے؟ کیا 9-ارب روپے دینے سے ہم نے کوئی ایسا پروگرام دیا کہ جس سے پرائیویٹ سیکر میں جاری سکولوں پر ٹیک رکھنے کی کوشش کی گئی ہو؟

جناب سیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جناب ایجر کین چوڈنڈیش ڈیپارٹمنٹ سے پنجاب گورنمنٹ نے تشکیل دیا تھا تاکہ پرائیویٹ سیکر کو ساتھ لے کر چلا جانے مگر اس کے بورڈ آف گورنرز میں تمام پرائیویٹ سکولوں کے پرنسپل اور تمام ایسے بڑے عہدیدار جو خود پرائیویٹ سکول چلاتے ہیں وہی اس بورڈ آف گورنرز کے ممبر ہیں۔ اس سے بڑی سھکھ خیز بات اور کیا ہوگی؟ میں وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں سے quote کرنا چاہوں گی کہ

"پنجاب ایجوکیشن سیکر ریٹارم پروگرام کے تمام منصوبوں کے اثرات اور نتائج کا غیر جانبدار فریق کی وساطت سے جائزہ لیا گیا ہے جس سے پنجاب ایجوکیشن ریٹارم پروگرام کے نتیجہ خیز ہونے کی تصدیق ہوئی ہے۔"

میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ غیر جانبدار فریق کون تھا اور جو نتیجہ خیز ہوا ہے اس کی تصدیق کہاں ہوئی ہے؟ ہم نے یہاں 25 کروڑ روپیہ ان کی اور وزیر اعلیٰ کی محل دیکھنے کے لئے خرچ کیا۔ اس کی وضاحت ضرور ہونی چاہیے کہ وہ غیر جانبدار فریق کون تھا اور نتیجہ خیز وہ کیسے ثابت ہوا؟

جناب سیکر! جہاں تک ہیلتھ کی بات ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بہت ذمہ دار ان لوگوں کی دماغی حالت ہم روز اپواں میں دیکھتے ہیں، میں کہتی ہوں کہ اس پر بات کرنا فضول ہے۔



جناب سیکرٹری! دوسری اہم بات میں وسمن سیکرٹری کے حوالے سے کہنا چاہوں گی۔ پہلے بجٹ میں خواتین کو سپورٹس سٹینڈیم دیا گیا جس کو آج تک نہ فنڈ ملا نہ اس کے لئے جگہ آج تک کہیں allocate ہوئی ہے۔ میں ایک اور figure آپ کو دینا چاہوں گی کہ اس وقت حکومتی بیچوں میں ہماری 38 خواتین ممبران تشریف فرما ہیں جن میں چار علیحدہ ایسی خواتین ہیں جو defect کر کے گئیں۔ ان میں چار منسٹرز ہیں، تیرہ پارلیمانی سیکرٹریز ہیں اور ان کی کارکردگی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی حالت تو بہت اچھی سنوار لی ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ان خواتین میں اپنے بشمول کہوں گی کہ اگر ہم خواتین کے اس ایوان میں بیٹھنے سے پنجاب کی عورت کی حالت بدلی ہے تو وہ امنوں کی جنت میں بستے ہیں۔ ہم نے اس ایوان میں بیٹھ کر کیا کیا ہے؛ ہم تو جو کر سکتے تھے کہ حور داویلا کر سکتے تھے وہ تو ہم نے کیا ہے۔ یہ خواتین کیا کر رہی ہیں؛ یہ تیرہ پارلیمانی سیکرٹریز 38 خواتین ممبرز اور چار منسٹرز یہ آج تک مل کر کیا کر رہی ہیں؛ میں یہ بات مٹا سکتی ہوں کہ اگر یہ 42 خواتین وزیر اعلیٰ کے سامنے کھڑی ہو جائیں اور کہیں کہ جناب! ہم جن خواتین کی نائنڈ می اس ایوان میں کرنے آئی ہیں ان خواتین کے لئے بجٹ میں ہم کچھ نئے بنیادیں سے نہیں جائیں گی تو میں نہیں سمجھتی کہ 42 خواتین کو کیسے وزیر اعلیٰ refuse کر سکتے تھے؛ یہ چاہتی ہی نہیں؛ یہ خواتین صرف اپنی حالت بدلنا چاہتی ہیں۔ یہ صرف اپنے لئے کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے کسی کا پنجاب کی کسی قانون کے لئے کام کرنے سے تعلق نہیں ہے۔

جناب سیکرٹری! ایک اہم بات جو میں کرنا چاہوں گی کہ جو سب سے اچھا ان کو ایک میڈل ملا ہے کہ پچھلے تین دن میں ان کو ایک اور میڈل ملا ہے وہ بھی آپ کو جانا چاہتی ہوں کہ ان بے چاری خواتین کو، ہمیں تو محمودی ہم تو بے چارے تھے ہی یہ غریب بیٹیاں ہمارے ساتھ شامل ہو گئیں کہ ان کا سالانہ فنڈ بھی 50 لاکھ سے کم کر کے 25 لاکھ کر دیا گیا ہے۔ اس میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی مہنتی کرادی ہے کہ جاؤ بھاگ جاؤ جا کر اپنا کام کرو۔

جناب سیکرٹری! محترمہ کے دور میں لیڈی میٹھ وزیر مقرر کی گئیں اور ان کا جو ہم نے کام دیکھا ان کے لئے بھی پچھلے دو سالوں میں کوئی رقم allocate نہیں کی گئی۔ وسمن بنک اس لئے بنانے گئے تھے کہ خواتین کو ہم قرضے دے سکیں اور خواتین کی اقتصادی حالت سنوار سکیں

اس پر بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ چودھری جاوید احمد! چودھری جاوید احمد، اموذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں تیسرا سالانہ میزانیہ ایوان میں پیش کرنے کا موقع دیا اور ہم سب کو یہاں پر سالانہ میزانیہ زیر بحث لانے کا موقع دیا۔ اس پر میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں۔ میں نے اپنی پہلی بجٹ تقریر میں آج کے معاشرے کی دلن جمہوریت کو قرار دیا تھا اور میں آج بھی یہ عقین رکھتا ہوں کہ اس جمہوریت کے گمنے یہ سیاستدان ہیں اور ان سیاستدانوں میں ایوزیشن اس دلن کا مجموعہ ہے۔ میں اپنے معزز اراکین کی توجہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہاں پر مل بیٹھنے کا جو موقع دیا ہے۔ ہم یہاں پر بیٹھ کر اپنے اپنے علاقے کی ترقی کے بارے میں ایک دوسرے کی آراء کی روشنی میں پالیسیاں بنا سکتے ہیں تاکہ ہمارے غریب صوبے سے غربت کو ختم کیا جاسکے۔ صوبے کو خوشحالی اور ترقی کی شاہراہ پر ڈالا جاسکے۔ میں بھی اپنے ان معزز اراکین کا جو خصوصاً ایوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے ہمارے بجٹ کی نہ صرف تعریف کی بلکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی خراج عقیدت پیش کیا لیکن ان کا انداز کچھ ایسا تھا کہ

یوں چلمن سے گئے بیٹھے ہیں

صاف پھپھتے بھی نہیں

سامنے آتے بھی نہیں

جناب سپیکر! میں بھی اپنے علاقے کے مسائل آپ کے توسط سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق ضلع پاکپتن سے ہے جس کی دو ہی بیناٹیں ہیں۔ ایک حضرت بلافرید گنج شکر رحمہ اللہ علیہ کا مزار مبارک اور دوسرا اہماندگی ہے۔ پاکپتن وسطی پنجاب میں واقع ہونے کے باوجود اتہائی پیمانہ ہے۔ یہ تعلیمی، معاشی اور دوسرے infrastructure میں آج بھی بنیادی سہولتوں سے محروم ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے دورے میں کچھ اعلانات فرمانے تھے۔ ان میں سے کچھ پر عمل ہو رہا ہے اور کچھ پر عمل ہونا باقی ہے لیکن ابھی بھی ہماری حالت یہ ہے کہ

سند سے ملے پیسے کو شہنم  
یہ بخیلی ہے رزاقی نہیں

میں امید رکھتا ہوں کہ اس دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب اور ہماری حکومت ہمارے ضلع پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے خصوصی فنڈز دے گی۔ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج اس ایوان میں جو زیر بحث، بجٹ وزیر خزانہ نے 22:1- ارب روپے کا پیش کیا اور اس میں سے 71 ملین روپے ریکارڈ ترقیاتی فنڈ رکھا گیا ہے جو آج تک ماضی میں کبھی بھی ہمارے صوبے میں ترقی کے لئے خرچ نہیں کیا گیا۔ یہ پچھلے سال کی نسبت تقریباً 40 فیصد زیادہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سادہ صاف صحیح طور پر استعمال ہو گیا تو نہ صرف یہ ہمارے صوبے سے غربت کو ختم کرنے کا سبب بنے گا بلکہ ہمارے علاقے کی اور صوبے کی ترقی و خوشحالی کا سبب بھی بنے گا۔ میں یہاں پر تسلیم کے حوالے سے بھی اپنے وزیر اعلیٰ اور ان کے پڑوسے لگے پنجاب کے تصور کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے پہلے سال 7- ارب روپے دوسرے سال آٹھ ارب روپے خرچ کئے۔ یہ 9 لاکھ بچوں کا ذرا کر غراب نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ بچے حقیقتاً تعلیمی اداروں میں داخل ہونے ہیں۔ یہ غریبوں کے بچے تھے۔ یہ پہلی حکومت اور پہلے وزیر اعلیٰ ہیں جنہوں نے غریبوں کے بچوں کے بارے میں سوچا۔ سرکاری سکولوں میں غریبوں کے بچے پڑھتے ہیں اور اس بات پر سب کو اتفاق ہے کہ غریبوں کے بچوں کے لئے آج تک کبھی کسی نے کچھ نہ کیا تھا۔ سرکاری سکولوں میں بچوں کو پڑھانے میں لوگ شرم محسوس کرنے لگ گئے تھے لیکن یہ اس حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے جنہوں نے اتنی توجہ دی کہ آج بچے پرائیویٹ سکولوں سے بھی شفقت ہو کر سرکاری سکولوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ آئندہ سالوں میں جب یہ بجٹ کی تمام سکیمنیں مکمل ہوں گی تو ہمارے غریبوں کے بچوں کو برابر کے مواقع ملیں گے جو امیروں کے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں ملتے تھے۔ ہمارے غریبوں کے بچے بھی برابری کی سطح پر بیٹھ کر ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر کر سکیں گے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سیکر! میں اس حوالے سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال کے بجٹ میں روڈل ایریاز اور اربن ایریاز میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے 'صاف پانی کے لئے' نکاسی آب اور drainage کے لئے فنڈ مختص کئے گئے ہیں۔ ان سے سیکمیں مکمل ہونے کے بعد ہمارے بست سے علاقوں کے بست بڑے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ میں یہاں پر توجہ چاہوں گا کہ ہمارا شہر پاکپتن جو نہ صرف ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے بلکہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے وہ بین الاقوامی حیثیت کا حامل بھی ہے لیکن اس شہر کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ وہاں پر نہ mam سیوریج کام کرتا ہے نہ وہاں پر سڑکیں ہیں نہ مٹی محلوں میں سیوریج کسٹم ہے اور نہ ہی نالی یا سولنگ ہے بلکہ قصبہ کھینڈ میں زیر زمین پانی بھی خراب ہو چکا ہے۔ ہمارے شہر میں صرف 30 فیصد لوگوں کو سرکاری پانی میا ہو رہا ہے۔ ہماری تحصیل و ضلعی حکومتوں کی ترجیحات اپنی اپنی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے علاقے کی ترقی کی بجائے اپنی اپنی ترقیوں پر زور دیا 'اپنی اپنی ترقیوں پر توجہ رکھی لیکن مجھے امید ہے کہ اس سال کے بجٹ میں جتنا فنڈ مختص کر کے نئے انداز میں پبلک ہیلتھ کو revive کیا گیا ہے اس سے انشاء اللہ ہمارے شہر، قصبوں اور دیہاتوں کو بھی یہ فنڈز ملیں گے اور ان کی حالت سنبھلے گی۔

جناب سیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں زراعت پر کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے اور ہمارے پاکستان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زرعی ملک ہے۔ اسی طرح سے میرا ضلع پاکپتن تو صرف اور صرف زراعت پر انحصار کرتا ہے 'وہاں پر صنعت برائے نام ہے۔ زراعت کی حالت ماضی میں دگرگوں رہی۔ ہماری حکومت نے خصوصی توجہ دیتے ہوئے اس سال اور پچھلے سال بھی مارکیٹ میں گندم کا ریٹ نہیں کرنے دیا جس سے کسانوں کو بست زیادہ کاٹدہ ہوا۔ ہمارے زمینداروں کو پہلی دھہ پوری قیمت ملی بلکہ اس دھہ مارکیٹ میں قیمت سرکاری قیمت فریڈ سے زیادہ رہی اور یہ بیسا پہلی دھہ زمینداروں کا شکاروں کو مجموعی طور پر ملا اور اس کا پورا پورا کریڈٹ ہماری حکومت کو جاتا ہے جنہوں نے یہ تمام انتظامات کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے علاقے سے ایک نہر گزرتی ہے جو دو علاقوں کو سیراب کرتی ہے وہ کھادر نہر کہلاتی ہے لیکن وہ ششماہی نہر ہے۔ اس میں صرف تین چار ماہ کے لئے پانی چھوڑا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں زیر زمین پانی بست کم ہو

کیا ہے جو آج سے دس پندرہ سال پہلے 15 فٹ پر تھا اب 100 فٹ سے بھی نیچے چلا گیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ ہمارے دو اضلاع وہاڑی اور پاکپتن کی لاکھوں ایکڑ اراضی کو سیراب کرنے والی اس نہر کو سالانہ بنیادوں پر پانی فراہم کیا جائے۔ اس سے ہمارے لاکھوں کسان نہ صرف خوشحال ہوں گے بلکہ ملک کی ترقی میں بھی اپنا حصہ ڈال سکیں گے۔

جناب سپیکر! پاکپتن میں اسپتال بچوں کے لئے ایک سکول ہے جو صرف پرائمری سطح تک ہے، اس کی اپ گریڈیشن کے لئے بھی میں توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس کو پانی سکول کا درجہ دے دیا جائے تاکہ ہمارے اسپتال بچے جب وہاں سے فارغ ہوں تو آگے پڑھنے کے لئے سکول ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکپتن، ساہیوال اور ضلع اوکاڑہ کے لئے ساہیوال میں ایک میڈیکل کالج ہونا بہت ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر اگر ایک میڈیکل کالج بنا دیا جائے تو ہمارے پورے علاقے جس میں بہاولنگر، وہاڑی، پاکپتن، ساہیوال اور اوکاڑہ کے بچوں اور بچیوں کو بہت فائدہ ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکپتن میں انجینئرنگ یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی کا ایک کیمپس بھی چلائے۔ ہمارے ڈی۔ ایچ۔ کیو، اسپتال کی اپ گریڈیشن ہو رہی ہے اس کو فوری طور پر مکمل کرایا جائے۔

جناب سپیکر! ہمیں ایک اور طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے، ہماری صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کے ساتھ اپنے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ان کنٹریکٹ سرکاری ملازمین کو بھی برابر میں یہ اضافہ دیا جائے۔ غریبوں کے لئے آنا سکیم جو وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال شروع کی تھی یہ ایک اہمٹی اہمی سکیم ہے اس کو مزید دست دینے کی ضرورت ہے، اس میں نہ صرف فائدہ دیا جائے بلکہ یہ پورے سال کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ سستا آنا ہمارے غریبوں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے جو نہ صرف سردیوں میں سپلائی کیا جاتا ہے بلکہ اس کو سارے سال کے لئے مختص کیا جانا چاہئے۔ منگانی کے لئے سب ہی پریٹن ہیں اس کو کنٹرول کرنے میں ہماری حکومت کے ساتھ ساتھ جو بھی ادارے شامل ہیں ان سب کو مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری حکومت نے پہلی مرتبہ غریبوں کے لئے 10۔ ارب روپے مختص کئے

ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ غربت ختم کرنے میں یہ مدد معاون ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اریگیشن میں کھلا جات چکے کرنے سے پانی کی بہت زیادہ بچت ہو گی۔ میں یہاں پر اپنے اریگیشن کے دوستوں سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی پارٹی میں پہلے تو یہ consensus پیدا کریں کہ پانی کی ضرورت کیا صرف حزب اقتدار کو ہی ہے؟ کیا ہمارے صوبے کے لئے نہیں ہے؟ کیا ڈیمز بنانے کی ضرورت صرف حزب اقتدار کو ہی ہے؟ یہ ڈیمز ہم سب کے لئے ضروری ہیں 'ہمارے پاکستان کے لئے ضروری ہیں' ہمارے صوبہ پنجاب کے لئے ضروری ہیں۔ میں یہاں پر یہ گزارش کرتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کا نام پاکستان ڈیم رکھ کر اس کی تعمیر فوری طور پر شروع کروائی جانے اور مجھے پوری امید ہے کہ میرے اریگیشن کے بھائی بھی اور ہم سب مل کر اس کو support کریں گے۔ اپنا وہ موقف جو پارٹی برصوبہ میں عہدہ علیحدہ موقف رکھتی ہیں صرف ایک موقف کو اپنا کر ہمارے صوبہ پنجاب کے مفاد میں بھی یہ کام کریں گے۔ میں یہاں پر ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہمیں پارلیمانی وفد بنا کر ہمارے صوبہ سرحد کے بھائیوں کے پاس 'ہمارے سندھی بھائیوں کے پاس' ہمارے بلوچی بھائیوں کے پاس بھیجئے جائیں اور ان کو حقیقت بتانی جائے کہ یہ ڈیم صرف پنجاب کے فائدہ کے لئے نہیں ہے، یہ ان کے فائدہ کے لئے بھی ہے بلکہ سندھ اور صوبہ سرحد کے لئے تو اور زیادہ ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیم پاکستان کی جہاں کے لئے اہم ضروری ہے۔ میں اس حوالے سے امید رکھتا ہوں کہ ہم سب مل کر اس کی تعمیر شروع کروانے میں کامیاب رہیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

میں یہاں پر ایک اور تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ دریائے ستلج میں تقریباً دس ماہ پانی نہیں آتا، صرف دو ماہ مون سون کے موسم میں آتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ دریائے ستلج اور راوی میں کھدائی کر کے بڑے بڑے گڑھے بنا دیئے جائیں جن میں سارا سال پانی سٹور رہے۔ اس پانی سے زیر زمین پانی کے ذخائر بہتر ہو سکتے ہیں۔ ان میں نہ صرف پمپل پیدا کی جاسکتی ہے بلکہ اس سے زیر زمین پانی کے ذخائر کو بھی بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ میں اس حوالے سے ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ضلع یا کیتن لائیو سٹاک میں تقریباً 4- ارب روپے کا ملکی مصیبت میں contribution کرتا ہے لیکن وہاں پر milk processing کا کوئی یونٹ نہ ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ وہاں پر

بھی کسٹن ادارے کی طرز پر ایک milk processing کا یونٹ لگایا جائے۔

جناب سپیکر! ہمیں پولیس لائنز کے لئے فنڈز دینے گئے ہیں اس پر کام جاری ہے۔ جیل کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ فنڈز مختص کر کے ان کی جلد تکمیل کو ممکن بنایا جائے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے لئے کوئی وکلاء کالونی نہیں ہے۔ اس کے لئے ہمیں جلد دی جانے ہمارے وکیل حضرات ہمارے وکیل بھائی اس کے لئے پیسے بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ میں یہاں پر ایک اور بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ مقامی حکومتوں کو 90۔ ارب روپے دینے گئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ 90۔ ارب روپے دینے سے پہلے ان سے سابقہ سالوں کا حساب بھی لینا چاہئے۔ انہیں احتساب کے دائرہ میں لا کر ان کا آڈٹ کرا کر اس کا حساب لے کر ہمارے کو اگھے ایکشن میں جانے کی اجازت دینی چاہئے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! بہت بہت شکریہ

چودھری جاوید احمد، جناب سپیکر! میں تمہارا سادقت اور لوں گا۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری جاوید احمد، جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بہت اہم مسئلے کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انگریزوں نے ہمیں دو نظام دینے جن میں ایک ریلوے اور دوسرا آبپاشی کا سسٹم تھا۔ دونوں بہت اچھے انداز میں اب بھی چل رہے ہیں۔ ملکی مصیبت میں حصہ بھی ڈال رہے ہیں اور ملک کو چلانے کا سبب بھی بن رہے ہیں۔ میرے نظر نظر میں دو اور نظام ایسے ہیں کہ جن میں اگر بہتری لائی جائے تو ہمارے ملک اور قوم کی ترقی ہو سکتی ہے ہمارے ہاں جمہوریت پنپ سکتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور سب سے پہلے میری یہ تجویز ہے کہ بلدیاتی نظام کو جماعتی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔ اس کے بعد ہمیں اپنے نظام تعلیم کو باہم مدد بنانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کا پنجاب کے لئے صحت کا پروگرام جب شرمندہ تعمیر ہو گا تو انشاء اللہ ہمارے یہ بھائی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جس طرح ہمارے اپوزیشن کے بھائی آج کے اس بخت کی

تعاریف کرنے پر مجبور ہیں۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ کو 'اپنی لیڈر شپ کو' ان کے کردار کو اور ان کے Vision کو سلام پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر اپنے صوبہ سے غربت کو ختم کرنے کے لئے 'صوبہ کو ترقی دینے کے لئے' اپنے اپنے علاقوں میں خوشحالی و ترقی کی منازل طے کرنے کے لئے ہم سب دن رات محنت کریں گے اور اس کے لئے حتی الوسع اپنی پوری توانائیاں صرف کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب جہانزیب امتیاز گل!

جناب جہانزیب امتیاز گل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب و!۱۱!

کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے کاروبار کا  
 آئیے بیٹھا ہوں اندھوں کے شہر میں  
 (نعرہ ہانے تمہیں)

جناب سپیکر! بخت عام انسانوں کے لئے بنایا جاتا ہے مگر یہ بخت صرف امیروں نے  
 امیروں کے لئے بنایا ہے۔ وزیر خزانہ یہ حقیقت مت بھولیں کہ ہم عوام کے محکوم ہیں، حاکم  
 نہیں۔ غریب عوام ہماری حاکم ہے جن کو ہم نے محکوم بنانے کے لئے اس قسم کا بخت پیش کیا  
 ہے اور یہ جو امداد و شماری ہے، تہذیب حاضر کی جنگ کی طرح یہ نظر کو حیرہ تو کر دیتی ہے لیکن  
 معیشت کی حقیقت ایسی چلتی ہے کہ جو کافذی بھولوں کی تزیین و آرائش پر مبنی اس سرکاری  
 بناوٹ سے چھپائی نہیں جاسکتی۔ میں آپ سے امداد و شمار پر بات کروں گا اور یہ امداد و شمار ان کی  
 طرح مجھے کسی نے رٹلنے نہیں ہیں۔ اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ جانے۔ (قطع کامیں)  
 جناب سپیکر، گل صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں ان کو سمجھانے کی بھی کوشش کر رہا ہوں۔ وہ شعر  
 بھی میں نے ان کے لئے پڑھا تھا، اپنے لئے نہیں پڑھا تھا۔ اگر یہ اندھے ہونے کے ساتھ ساتھ  
 برے بھی ہوں تو میں اپنی بات continue رکھتا ہوں۔ (قطع کامیں)

جناب سپیکر، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔



جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سیکرٹری اس بحث میں جی۔ڈی۔پی کو تمام چیزوں کی بنیاد بنا کر محور بنایا گیا ہے۔ آٹھ فیصد کی جی۔ڈی۔پی صفحہ نمبر 1 کلاز نمبر 3 میں کہا گیا ہے "طسلیٰ طور پر" تو واقعی وہ طسلیٰ طور پر achieve کی گئی ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو 2003 میں

That was the first time the economic managers claim that the G.D.P Growth Rate has risen and exceeded the 5% limit. The higher G.D.P Growth Rate in 2003 was obtained by changing the base-year's figures. I will give you an example how it happened. The Growth Rate in the Public Administration and Development Sector in the preceding year 2001-02 was reported to be high as 18.2%. This enabled the G.D.P Growth Rate in 2002 to be shown at 3.6%. In the subsequent year, the Public Administration Defence Sector growth rate was revised downward by about 2/3 to 6.5%. The lower base year's figures raise the Public Administration and Defence Sector growth rate in 2003 to 5.2% and G.D.P Growth Rate to 5.1%. If Public Administration and Defence Sector Growth Rate at 6.5% in 2002 is accepted then the claim that G.D.P Growth Rate in 2002 appears to be an overestimate. Conversely, if a Growth rate at 18.2% is accepted then the claim that G.D.P Growth Rate of 5% in 2003 appears to be exaggerated. One more flaw identified by the inconsistencies in claims is manufacturing. Manufacturing value added in 2004 is shown to be increased by 13.4% despite a decrease in industrial consumption of electricity, gas and oil by 19.2%, 13.8% and 20.7%.

This employs in increase of energy efficiency between 24% to 29% between 2003-04. The sharp enhancement in energy efficiency in the manufacturing sector over the period of one year raises questions. Another misleading fact is that tax revenue target for 2003-04 was set at 460.6 billion and 510 billion respectively. Interestingly... In 2003-04 targetted actual receipts of the direct and indirect taxes were also shown to be almost exactly the same, Rs. 161 and 348 billion, respectively. Such an absoluteness and exactness in achieving revenue targets is not feasible. The data cannot be relied upon. The over all fiscal deficit which has been claimed at 3% of the G.D.P actually works out to be 5.94% of G.D.P. The Government working of 3% is based on a current expenditure figure of Rs. 623.3 billion as per modified budget document. The document titled "Federal Budget and Brief 2005" indicates an amount of Rs 784.68 billion. which means an under-estimate of 161 billion of current expenditure for calculating fiscal deficit.

غلط Figures ۛ fiscal deficit calculate کیا گیا ہے۔

Development expenditure has been taken at Rs. 188 billion for fiscal deficit calculation purpose as against actual figures of Rs 202 billion. Based on these facts the Government's claims for reducing the domestic and external debts are totally false. The U.N.DP's Human Development Report 2004 the latest available, ranks Pakistan 142nd among the 177 countries. Within its own region Pakistan ranks worst in South Asia while the Government takes pride in Pakistan's improving per capita

income. That is very alarming. The index places Pakistan at 134th place for G.D.P per capita.

**MR SPEAKER:** The latest economic research shows that the growth rate is not a sufficient condition for reduction in poverty, unemployment and literacy. I will give you a real life example. Mexico could not improve income distribution despite high rates of economic growth. We have a test example of India. India's 8% G.D.P growth rate did not help at all in reducing poverty and unemployment. High growth rate is therefore no cause of grief for its own sake unless it has the ability in terms of poverty reduction and better distribution of just incumbants of all those services that improve the quality of people. So high growth rate may not necessarily result in better distribution now or in the future unless interventions are made with all sincerity.

جناب سپیکر! میں ایگریکچر کی growth rate کی بات کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایگریکچر میں 10% growth rate ہونی ہے لیکن یہ ایک fluke ہے اس کی وجہ کیونکہ بارشیں سیزن سے بست پہلے ہو گئی تھیں اور اس وجہ سے ہم نے یہ attain کر لیا لیکن اگر آپ دیکھیں تو یہ decades میں ایک دفعہ achieve ہوتا ہے ورنہ 3% to 4% traditionally it is اور اگر ایگریکچر کی growth کو نکال دیا جائے تو I think یہ budget figures ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح غریبوں کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔ جب میں نے بجٹ تقریر سنی تو میں نے ادھر ادھر ضرور دیکھا اور مجھے انہوں نے یہ پیغام دیا جو کہ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو دینا چاہوں گا۔ ان کا پیغام تھا کہ

ہم خستہ تنوں سے محسبوا کیا مال ملال کا پوچھتے ہو  
جو عمر سے ہم نے بھر پایا سب سامنے لا دیتے ہیں

دامن میں ہے مت غاک جگر ساغر میں خون حسرت سے

لو ہم نے دامن جھاز دیا لو جام اتنا دیتے ہیں

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ان کے ساتھ کتنی زیادتی ہو رہی ہے۔ ایک تو زیادتی ہو رہی

ہے اور دوسرا اوپر سے محوٹ بولا جا رہا ہے۔ اب میں inflation کی طرف جاؤں گا۔

Federal Bureau of Statistics shows that the biggest rise came in food prices that is not only proverbly but literally below the belt of people which 1/3rd is already living below the poverty line. Prices are going at a phenomenal rate of 1% a month during the current fiscal year which is very alarming. This is much higher than level since 1999. The rate of inflation hits 9 years high to 11.1% in April 2005 as the benchmark Consumer Price Index (C.P.I) showed last week. C.P.I was increased by 9.3% and food inflation was 12.8% as compared to last year's 4.9% for the same year. Non-food inflation also increased to 6.9% compared to 3.3% for the same period last year. In food and energy, inflation also increased to 7.4% as compared to last year's 3.3%.

میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ پلینز یہ نوٹ کر لیں کہ

The C.P.I rose from 2.2 in 1999 to 12.8% in 2005 registering an increase of 482%. On Consumer Price Index

پچھلے نو سال میں 482 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم پڑھا لکھا پنجاب لے کر آ رہے ہیں اور لوگوں کو ریٹیف دے رہے ہیں۔

Whereas the Sensitive Price Index increased from 1.8% to 12.0% registering an increase of 566%. Mr Speaker, economic survey conceded persistent rise in food inflation, rise in the price of wheat, meat, sugar,

pulse and vegetables, admitting the impact of inflation on the economy. Economic survey also conceded higher inflation for low income groups is due to higher food inflation. The share of monthly expenditure of the group is high on food items. Therefore, food inflation for this group is proportionately higher than others.

پچھلے سال کیروسین آئل کی قیمت میں 17 فیصد اضافہ ہوا ڈیزل کی قیمت میں 19 فیصد اضافہ ہوا اور پٹرول کی قیمتوں میں 23 فیصد اضافہ ہوا۔

As growth has been the primary objective of the present regime, it is yet to be seen as to what extent the Government might step out to curb the inflation. The raise in minimum wage of Rs.3000/- is virtually immediately neutralized by the double digit inflation. On the other hand, it is doubtful that the authorities will be able to enforce the increase besides the minimum wage law excludes agriculture workers.

جناب سیکرٹری! poverty کی بات کرتا ہوں۔

During 1999 to 2001, 7 million people were pushed below the poverty line. This represents the fastest growth in poverty in Pakistan's history.

یہ آپ کی regime کی بات کر رہا ہوں۔

By 1990s it was acknowledged that the growth alone does not reduce poverty. If growth is achieved on account of enhanced efficiency obtained through increased capital intensity, employment opportunities are likely to actually decrease at least in short run. Recent official statistics confirms that...

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کلن ہو گیا ہے۔ I would like to highlight one very positive thing which میں سمجھتا ہوں کہ مجھے ضرور کرنی چاہئے۔ انہوں نے بنک آف پنجاب نے did a wonderful job. In total assets, 125% increases نے earning 634% increase ہوا ہے، 'پوسٹ ٹیکس profit 724% increase ہوا ہے۔ per share 9.0% increase ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنٹ کا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ ان کا کمال صرف یہ ہے کہ انہوں نے professional management کے حوالے کر دیا ہے and they performed اور ان کا professional management کا بیڑہ طوق کرنے کے لئے انہوں نے پی۔ ڈی۔ ایف۔ سکیم launch کر دی جس میں عطیات ملتے ہیں۔ اب انہوں نے عطیات ایک پرائیویٹ کمپنی کو out source کر دیئے ہیں جس کو میں ترجیح کرتا ہوں which is absolutely not right اور آپ یقین کریں کہ اگر آپ کے پاس ٹائم ہو تو آپ دیکھ لیں کہ white paper 2004-05 اور 2005-06 میں ایک تبدیلی بھی نہیں کی گئی۔ یہ کاپی وزیر خزانہ کو دی جائے۔

جناب سپیکر، وزیر خزانہ کے پاس کاپیاں ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں آپ کی وسالت سے وزیر خزانہ کو کھوں گا کہ اس کے صفحہ 86 پر جائیں۔ یہاں انہوں نے pension funds کا ذکر کیا ہے، ٹائم کی کمی ہے I have identified 10 pages جہاں پر انہوں نے پتا نہیں صرف پرنٹنگ کا خرچہ بچایا ہے یا کیا کیا ہے؟ مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ میں یہ کاپی راجہ بشارت صاحب کو بھجوا دیتا ہوں آپ compare کر لیں 'validate' کر دیجئے گا ایک ہی بات ہے۔ اس میں انہوں نے admit کیا ہے۔ that payment of pension is also explicit liability for the Government. The allocation for pensions of Government employees has risen... because of the absence of the reliable statistics.

یہ ایک سال میں ایسی ٹیک statistics اکٹھی نہیں کر سکے۔ 2004 کی رپورٹ یہ کہتی ہے '2005 کی رپورٹ یہ کہتی ہے اور میں پورے وقتوں کے ساتھ کہتا ہوں کہ 2007 کی رپورٹ بھی ایسی کے

گی۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے ایک شعر کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔  
 اب جس کے جی میں آنے بچھانے روشنی  
 ہم نے تو دل جلا کے سر راہ رکھ دیا  
 جناب سیکرٹری، جی، شکر یہ۔ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، بِنِمْ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ جناب سیکرٹری! میں آپ کی اہمٹی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بخت پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحبہ، وزیر خزانہ سردار حسین دریشک صاحب کو اتنا عوام دوست بخت جانے پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ بخت وزیر اعلیٰ پنجاب کی Vision 2020 کا عکس ہے جو انہوں نے پنجاب کے لئے دیکھا۔ اس سے پہلے تمام حکومتوں نے اپنی مدت کی حد تک اپنے آپ کو محدود کیا ہے اور محدود سوچ رکھتے ہوئے پانچ سالہ منصوبہ بناتے رہے لیکن یہ کریڈٹ صرف اور صرف وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحبہ کو ہی جاتا ہے جنہوں نے دور نظری کا ثبوت دیا، جن کا ہر قدم صرف عوام کی بھلائی کے لئے پنجاب کی ترقی کے لئے اور پاکستان کو مضبوط بنانے کے لئے ہے۔

جناب سیکرٹری! تعلیم کی ضرورت کو ہم محسوس تو کرتے آئے ہیں لیکن اس جانب عملی قدم اٹھانے کے لئے کبھی کوئی لیڈر آگے نہ بڑھ سکا۔ مشہور کہاوٹ ہے کہ ہزاروں میل کا سفر پہلے قدم سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے قبل ہر ایک نے ہزاروں میل کی بات تو کی لیکن پہلا قدم کوئی نہیں اٹھا سکا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم کی کلاخوش کے نتیجے میں اس ضمن میں سات سو ملین کتابوں کی مفت تقسیم اور گزشتہ دو سالوں میں سات سو ملین روپے ڈل کلاس کی بچیوں کو وظیفے کے طور پر مختص کیا جانا و سمن ڈومینٹ کے لئے حکومت کی ترجیحات کی عکاسی ہے۔ تعلیم اور ملازمت کے مواقع فراہم کئے گئے۔ اگر میں تعلیم پر بولنا چاہوں تو دس دن گزار جائیں گے یہ مکمل نہیں ہوگا لیکن میرا اتنا ہی کہنا کافی ہے، دریا کو کوزے میں بند کر دینا اور تگمہ کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

جناب سیکرٹری! ملک سے غربت کے خاتمہ کے ضمن میں غربت کاؤ میسی سکیم شروع کرنا اس بات کی عکاسی ہے کہ حکومت عوام کے حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ اس ضمن میں ہم نے دو پروگرام شروع کئے، ایک بے گھر لوگوں کو گھر مہیا کرنا اور دوسرا بے زمین لوگوں کو زمین دینے کا جامع پروگرام۔ ہمارے وزیر اعلیٰ اسٹے جہانگیر ہیں کہ انہوں نے مستقبل میں پیش آنے والی پانی کی قلت کے سدباب کے لئے نہروں اور آبی گزرگاہوں کی بہتری کے لئے 12- ارب روپے کی خطیر رقم مختص کر کے مہلت کیا کہ وہ نہ صرف حال پر بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے مسائل پر بھی نظر رکھے ہونے ہیں۔

(اذانِ صحر)

جناب سیکرٹری! پنجاب میں آج تک بہت سے وزراء اعلیٰ تشریف لائے جو بڑے بڑے صنعت کار بھی تھے مگر ملک کی انڈسٹری تباہی کی طرف ہی گھز رہی۔ اب الحمد للہ Tax Free Industrial Estate سدر کے نام سے قائم کی جا رہی ہے جو پنجاب حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس کے قیام سے نہ صرف پاکستانی بلکہ Overseas Pakistani جن کے بارے میں آج تک کسی نے نہیں سوچا تھا یہ کریڈٹ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کو جاتا ہے کہ Overseas Pakistani کو attraction دیا اور foreign industrialists کو attraction دیا کہ اگر وہ بڑی بڑی صنعتیں لگائیں گے تو ان کو پلٹ فری دیں گے تو کیا آج تک کسی نے ایسا کیا؟ آج تک تو صرف کہانیاں ہی آئی ہیں اور وہ پلٹ انہوں نے اپنے نام پر ہی لگے تھے۔ یہ کریڈٹ صرف موجودہ حکومت پنجاب کو ہی جاتا ہے اور اس کی وجہ سے کیا ہوگا؟ اس کی وجہ سے بے روزگاروں کو روزگار ملے گا اشیاء کی کوٹنگ ہوگی اور چیزیں سستی ہوں گی اور تاریخ میں سترے حروف میں نام لکھا جانے کا اور ہسٹری جس کردار کو فراموش نہیں کر سکے گی وہ ہے چودھری پرویز الہی۔ (نمرہ ہانے تحسین)

تاریخ گواہ ہے کہ کوئی ملک بھی اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک معمولی اور درمیانی صنعتوں کو فروغ حاصل نہ ہو اور اپنے غریب عوام کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے صنعتوں کا جال بچھا دیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایس۔ ایم۔ ای۔ بنک کے قیام کا کریڈٹ بھی



حکومت پنجاب کو جانتا ہے۔ مائیکرو کریڈٹ اور مائیکرو فنانس جس ملک میں نہ ہو آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر سکا۔ یہ جال بھی بچھانے کا کریڈٹ ہماری حکومت کو جانتا ہے۔ اس کے بعد پی۔ آر۔ ایس۔ پی پروگرام جو Punjab Rural Support Programme ہے اس میں ہم کالچ انڈسٹری کے لئے interest free loans دے رہے ہیں اور عوام جوق در جوق آ رہے ہیں اور گاؤں میں اتنی زیادہ انڈسٹری لگ رہی ہے کہ آپ ایوزیشن کو مضبوط کر سکتے ہیں کیونکہ ان کی اکثر آنکھیں بند ہی ہوتی ہیں۔ Human Resources کے شعبے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے TEVTA میں ہنرمند زیر تربیت افراد کی تعداد 72 ہزار سے بڑھا کر 79 ہزار کر دی گئی ہے۔ یہاں سے تربیت یافتہ افراد یقیناً صوبہ میں صنعتی ترقی کو تیز کرنے اور چیزوں کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے لئے اہم کردار ادا کریں گے۔ اب ایوزیشن دل پر ہاتھ رکھ کر سن لے کہ موجودہ بجٹ میں دوسری اہم باتوں کے ساتھ ایک منفرد بات یہ ہے کہ ماضی میں ایسے بجٹ تو پیش کئے گئے کہ جن میں کوئی نیا فیکس نہیں لگایا گیا مگر پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت نے غاصتاً عوامی بھلائی کے لئے کچھ فیکس واپس لے اور کئی فیکسوں میں شرح خاطر خواہ کم کی ہے۔ اب میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف آئی ہوں کہ صحت کے شعبہ میں جو انقلابی اقدامات کئے گئے ہیں، میں چیخ کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ پوری دنیا میں گورنمنٹ سیکٹر میں اتنی سہولیات ناپید ہیں۔ جناب سیکرٹری، محترم! آپ wind up کر لیں۔ ابھی ناز کا نام ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں، پلیز! تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، وزیر اعلیٰ کی صحت کے شعبے میں دلچسپی، صحت کے حوالے سے انصاف نے جو قدم اٹھایا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ میں چیخ کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ کوئی بھی جانے، کسی بھی نیچنگ ہسپتال کی امرجنسی میں دس ہزار، بیس ہزار، تیس ہزار اس سے بھی زیادہ مائیت کی ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔ سی، ٹی، سکین، ایم، آر۔ آئی۔ base line investigation تمام ٹیسٹ مفت ہو رہے ہیں۔ آج تک کبھی کسی نے ایم۔ آر۔ آئی کا نیچنگ ہسپتال میں خواب بھی نہیں دیکھا تھا جو کہ جبرل ہسپتال میں، پلڈرن ہسپتال میں، جلال ہسپتال میں

ہم نے ہی گوانی ہیں۔

جناب سیکرٹری، محترمہ! wind up کریں بیٹے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، میوہسپتال میں 52 کروڑ روپے کی لاگت سے سرجیکل ٹاور کی تعمیر، جناح ہسپتال میں 80 کروڑ روپے کی لاگت سے Bum Unit کا قیام 'artificial Skin' یہ کون کر رہا ہے؟ کس کے لئے کر رہے ہیں؟ یہ ہم اپنے غریب عوام کے لئے کر رہے ہیں، چنے کی وجہ سے جن کے پھرے مسخ ہو جاتے تھے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر، بنیادی مراکز صحت کو انٹرنیٹ کے ذریعے نیچنگ ہسپتال کے ساتھ ملایا جا رہا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، محترمہ فرزانہ راجہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پاپولیشن میں پاپولیشن منسٹر نے بے انتہا کام کیا ہے۔ (شور و غل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری ہر شہر اور گاؤں، گاؤں میں اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ملتان، فیصل آباد، وزیر آباد میں کارڈیالوجی سنٹر بنانے جا رہے ہیں۔ انہیں پتا نہیں کہ کیسے خدمت کی جاتی ہے؟ انہیں دوا بچھانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ ہم نے خواتین کی صحت پر توجہ صرف زبانی مجمع خرچ نہیں کی۔ یہ مٹی قدم ہے۔ نرسنگ کے شعبہ میں مہلی دھ کر بجاوٹ نرسنگ کی کلاسز کا اجرا۔ زچہ بچہ کی صحت 'ٹی۔ بی اور ایڈز کنٹرول پروگرام کے لئے دو سو نوے ملین حکومت پنجاب نے مختص کئے ہیں۔ ان کا out put دیکھیں۔ آٹھ اضلاع، جہلم، گوجرانوہ، بھکر، سرگودھا، ملتان، راجن پور میں ہم نے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سیکرٹری ان کی تقریر میں کوئی فل سٹاپ نہیں ہے۔ یہ ننان سٹاپ بولے جا رہی ہیں۔ ان کی تقریر میں کوئی فل سٹاپ نہیں ہے۔

جناب سیکرٹری، اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ایوان 20 منٹ کے لئے متوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے 20 منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی متوی کی گئی)

(غاز عصر کے وقفہ کے بعد 5.45 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متحکم ہونے)

جناب سپیکر، جی، متزما آپ کی تقریر ختم نہیں ہوئی؛

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، جی، نہیں۔

جناب سپیکر، بیڑا دو منٹ میں wind up کر لیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! سارے آجائیں تو میں تقریر شروع کرتی ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ بات کریں۔ آپ نے ان کو سنا ہے، یہ ساری ریکارڈ ہو رہی ہے۔

بسم اللہ کریں۔ آج آخری دن ہے اور سب معزز اراکین نے بات کرنی ہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، جناب! سارے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ شروع کریں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ شکریہ۔ جناب سپیکر! عواتین ہیلتھ

ورکرز کی تعداد میں ڈیڑھ لاکھ اضافہ اس بات کا حمایہ ہے کہ عواتین کی صحت پر توجہ صرف زبانی

جمع خرچ نہیں بلکہ ایک عملی قدم ہے۔ زسنگ کے شعبے میں پہلی مرتبہ گریجویٹ کلاسز کا اجرا

اس بات کی حمایہ کرتا ہے کہ حکومت اپنے عوام کو extensive patient care سہا کرنے کے

لئے ہر step اٹھانے کے لئے تیار ہے اور یہ step اٹھا بھی لیا گیا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت 'نی بی اور

ایڈز کنٹرول کے لئے خصوصی پروگرام شروع کئے جانے اور عورتوں کو خصوصی طور پر طبی

سہولیات فراہم کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے 290 ملین کی گرانٹ فراہم کی ہے اور پنجاب

کے 6 اضلاع میں اس کا اطلاق ہو چکا ہے جن میں گوجرانوادر، جہلم، بھکر، حافظ آباد، ضلعن اور

راجن پور شامل ہیں۔ آپ اس کا outcome دیکھیں کہ ہم نے دو سال کے اندر اندر 679

مڈوائف تیار کی ہیں۔ ہم جن کو Traditional Birth Attendant کہتے تھے انہیں qualified

لوگوں کے ساتھ replace کر دیا ہے جو انہیں زچہ بچہ کی ante-natal and post

ante-natal care کے بارے میں ٹرینجیر کے ساتھ ادویات بھی فراہم کرتے ہیں۔ کنگ ایڈورڈ

میڈیکل یونیورسٹی کا قیام، انسٹیٹیوٹ آف پبلک ہیلتھ میں ریسرچ سنٹر کا قیام اور continuous

medical education کے قیام کا کریڈٹ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کو جاتا ہے۔

جناب سینیٹر! میں آخر میں آپ کی توجہ ایک ایسی عوامی سولت جس کا انسان خواب تو دیکھ سکتا ہے مگر تعبیر کا سوچ بھی نہیں سکتا اس کا کریڈٹ ہمارے وزیر صحت ڈاکٹر طاہر علی جاوید کو جاتا ہے۔ ہمارا یہ عزم کہ ہم door step پر اپنی عوام کو صحت کی سہولیت فراہم کریں گے۔ اسمبلی سروس کا اجراء ان تمام غریب مریضوں کے لئے ہے جو روڈ ایکسیڈنٹ میں سڑک کے کنارے کراہ رہے ہوتے تھے لیکن ان کے پاس کوئی سواری نہیں ہوتی تھی کہ ان کو ہسپتال تک لے جایا جاسکے۔ گزشتہ حکومتوں نے دعوے تو بہت کئے مگر کسی نے غریب عوام کے لئے نہ سوچا۔ یہ کریڈٹ بھی چودھری پرویز الہی اور وزیر صحت کو جاتا ہے جنہوں نے اس حدیث کے مطابق کام کیا "جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا پوری انسانیت کی جان بچائی"۔

جناب والا! میں آخر یہ ایک شعر جناب وزیر اعلیٰ کی نذر کرنا چاہتی ہوں۔

یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو  
روک لیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو  
شکریہ۔

جناب سینیٹر، شکریہ۔ محترمہ صفیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صفیرہ اسلام، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سینیٹر! میں بخت تقریر سے پہلے حزب اقدار کی طرف بیٹھی ہونی اپنی بسوں کو ایک نعرے کا جواب ضرور دینا چاہوں گی۔۔۔ جناب سینیٹر، میں ایک گزارش کرنا چاہ رہا ہوں۔ آپ پہلے میری گزارش سن لیں۔ محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سینیٹر! آپ کو پہلے میری بات سننی پڑے گی۔

جناب سینیٹر، میں نے آپ کو floor دیا ہے۔ آپ کی بات سنیں گے لیکن آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آج بخت پر عام بحث کا آخری دن ہے اور یہ ایوان اس چیز کا گواہ ہے کہ ہر روز جب اجلاس ختم ہوتا تھا تو میں نام لے لے کر کہ ایوزیشن کی طرف سے کوئی معزز رکن اگر بات کرنا

چاہ رہا ہے تو میرے پاس نام بھجوا دیں۔ جن لوگوں کے نام میرے پاس آئے تھے وہ سب بات کر چکے ہیں۔ لہذا فوری طور پر اپنے نام کی چٹ بھجوا دیں اور حکومتی پارٹی کو بھی میں یہ کہتا رہا ہوں، جتنی بھی چیزیں ہمارے پاس آتی رہی ہیں سب کو proper time دیا گیا لیکن آج چونکہ آخری دن ہے اور آخری دن تمام معزز اراکین اسمبلی بات نہیں کر پائیں گے۔ ہر معزز رکن کے لئے صرف پانچ منٹ کا ٹائم ہے۔ اب آپ اگر ان کا جواب دینا چاہتی ہیں تو ان کا جواب دے لیں اور اگر بحث پر کچھ کہنا چاہتی ہیں تو وہ کہ لیں۔ گھڑی آپ دیکھ لیں۔ اس وقت پچاس منٹ ہو گئے ہیں اور پچاس منٹ پر میں نے اگلے سپیکر کا نام بول دینا ہے۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں بحث پر بات بھی کروں گی اور ان نعروں کا جواب بھی دینا چاہتی ہوں جو آپ کی موجودگی میں اس طرف سے گئے۔ میں اپنی بہنوں سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، میں ایوان میں ایسی باتیں کرنے کی اجازت نہیں دوں گا اور یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرنا ہوں۔

محترمہ! اگر آپ بات کرنا چاہ رہی ہیں تو بحث پر بات کریں ورنہ میں اگلے سپیکر کو call کروں گا۔ آپ بحث پر بات کریں۔ (قطع کلامیں) محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ صفیرہ اسلام، پوچھیں ان سے سپاہی کا بیٹا اتنا بڑا سیاست دان کیسے بنا؟ جناب سپیکر، محترمہ! آپ بحث پر بات کریں۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ہوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ محترمہ کو تھوڑا سا میں سمجھتا ہوں کہ اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر بات کرنی چاہئے۔ ہمارے قائد ایوان کے بارے میں انہوں نے جو بات کی ہے۔ پہلی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر، وہ الفاظ میں نے کارروائی سے حذف کر دینے ہیں اور میں اس ایوان میں اس قسم کی بات کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس سب سے ایوان میں جو حکومتی پارٹی کے ممبر بیٹھے ہوئے ہیں، جو ایوزیشن کے بیٹھے ہوئے ہیں دونوں سائیڈ کے ممبران کا اپنا اپنا ایک کردار ہے۔ کبھی کوئی وہاں سے اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ وزراء جو ہیں ذنڈا لے کر بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ جھنڈا لے کر بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ تنخواہیں لیتے ہیں، کھا رہے ہیں، کوئی کہتا ہے پی رہے ہیں۔ ہر آدمی وہی کام کر رہا ہے جو قانون، قواعد اور ضوابط کے مطابق اس کو سونپا گیا ہے۔ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ ایوزیشن کا اپنا کردار ہے، حکومتی بیچوں کا اپنا کردار ہے۔ میں محترمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں جو میرے لئے اتھارٹی قابل احترام ہیں کہ جس دن بجٹ پیش ہو رہا تھا ہم پنجاب کے عوام کروڑوں عوام کے مفاد کی بات کر رہے تھے، آپ کو اگر بات ابھی نہیں گنتی تو آپ کا role یہ بنتا ہے کہ آپ یہاں بیٹھیں اور اس پر اعتراض کریں۔ ہم پنجاب کے عوام کا بجٹ پیش کر رہے تھے اور یہ باہر سبھیوں پر بیٹھے احتجاج کر رہے تھے۔ اس اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ اس دن کا الاؤنس بھی یہ لے کر گھر گئے ہیں، سبھیوں پر بیٹھنے کا الاؤنس بھی لے کر گئے ہیں۔ اس اسمبلی کا 15 فیصد بجٹ ایوزیشن لے کر جاتی ہے اور پچھلے تین سالوں میں جو آپ نے کردار ادا کیا ہے، ماوانے بیچ جانے کے، ماوانے واک آؤٹ کرنے کے، ماوانے سبھیوں پر بیٹھنے کے آپ کا کردار کیا رہا ہے؟ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ صفیرہ اسلام، آپ بھی ریکارڈ دکھیں، آپ کو اندازہ ہو جانے گا کہ کون کتنا الاؤنس لیتا ہے؟

جناب سپیکر، محترم! آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ صفیرہ اسلام، آپ کو تو یہ کہنا ہی نہیں چاہئے۔ راجہ صاحب! آپ کو تو یہ بات نہیں کہنی چاہئے۔ جس وقت آپ کی طرف سے نعرے لگے تھے اس وقت بھی آپ کو انہیں روکنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ بحث پر بات کریں۔ میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں نے وزیر خزانہ کی تقریر سنی۔

ایک آواز، آپ نے تو تقریر سنی نہیں ہے۔

محترمہ صفیرہ اسلام، میں نے پوری تقریر سنی ہے۔ یہاں بیٹھ کر سنی ہے۔

جناب سپیکر، آرڈر بیٹیز۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب والا! بحث تقریر کے اعداد و شمار بڑے سہانے تھے۔ الفاظ بڑے

دلکش تھے۔ یہ ایسے ہی ہے، یہ وہی اعداد ہیں اور ایسے ہی ہے جیسے کوئی خواب ہو۔ وہی الفاظ ہیں جو

گزشتہ تین سالوں سے غریب عوام کو سہانے خوابوں کی طرح دکھانے جا رہے ہیں۔ یہ بحث وزیر

خزانہ نے صرف پڑھا ہے، لکھا نہیں ہے۔ یہ بحث لکھنے والے بیوروکریٹس اور مشیروں کا ایک لمبا

کارواں تھا جن کی رائے، جن کی کاوش اس کے اندر شامل تھی۔ یہ بحث ان سب نے مل کر بنایا

ہے۔ جو لوگ لاکھوں روپے تنخواہ لیتے ہیں ان کے دلوں میں کسی غریب کے بارے میں کیا

بہردی ہوگی؟ وہ بحث جانتے ہوئے کسی غریب کے بارے میں کیوں سوچیں گے؟ اگر آپ بیوی

پارلر پر ٹیکس ختم کرنے کی بجائے چھوٹی چھوٹی صنعتوں سے ٹیکس ختم کرتے تو بہتر ہوتا کیونکہ

بیوی پارلر پر ٹیکس ختم کرنے کا فائدہ بھی بڑے لوگوں کی بیماریات کو ہی جاتا ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر بیٹیز۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! یہ بحث غریبوں کے لئے موت کا ایک ایسا پروانہ ہے جس کو

ایک سال تک سنبھالنے کے لئے عوام ترستے رہے ہیں لیکن بحث ان پر بھی کی طرح گرا ہے کیونکہ

اس طریقے سے مسکنی اور بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ بحث دیکھتے ہوئے میں عرض کروں گی۔

وہی لوگ ہیں ازل سے جو فریب دے رہے ہیں

کبھی اوزہ کر بادہ کبھی پہن کر نظائیں

جناب سپیکر! بحث فوجی بریلیوں کو تحفظ دینے کے لئے جاتھا، پنجاب میں ایک تہائی سے بڑی جن یونٹوں پر فوجی جرنیل براہمن ہیں۔ وزیر خزانہ نے اپنے بحث میں فرمایا کہ دس لاکھ افراد کو نوکریاں دی گئیں۔ اگر دس لاکھ افراد کو نوکریاں دی گئیں تو پھر یہ خود کشیاں کیوں کر رہے ہیں؟ یہ خود کشیاں بے روزگاری کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہے ہیں، مسکنی کے ہاتھوں تنگ آ کر رہے ہیں۔ یہ سراسر مجموعہ ہے اور اس سال کا سب سے بڑا سالانہ مجموعہ ہے کہ دس لاکھ افراد کو نوکریاں دی گئی ہیں کیونکہ نوکریاں دی جاتیں تو صورت حل یہ نہ ہوتی۔ بیومن رائٹس کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ تین سالوں میں 2700 افراد نے خودکشی کی۔ غیرت کے نام پر ایک ہزار خواتین کو قتل کیا گیا۔ پنجاب حکومت کو ایک جابر اور قاتل حکومت کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ اس حکومت میں مسکنی کے ہاتھوں لوگ خود ہی خود کشیاں نہیں کرتے بلکہ اپنے بچوں کو بھی خودکشی پر مجبور کرتے ہیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پلزز۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب والا! بینار پاکستان جہاں وہ جا کر قائد کو گواہ بنا کر یہ کہتے تھے کہ اس ملک میں جس کی آزادی کے لئے اتنی قربانیاں دی گئیں وہاں کمزے ہو کر وہ خودکشی کرتے تھے تو وہاں پر حکومت نے جاباں لگا کر وہ راستہ بند کر دیا تاکہ لوگ قلعہ کی طرف جانا شروع کر دیں۔ اب اس کے بعد یہ ہوا ہے کہ لوگوں نے قلعہ کی دیواروں پر چڑھ کر نیچے پھلانگیں لگانا شروع کی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی باری پر بات کریں۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ تشریف رکھیں۔



محترمہ صفیرہ اسلام، اس حکومت کو خودکشی کرنے والوں کی روحوں کا حساب دینا ہے جو ان کا پیچھا کریں گی۔ وہ رو میں بھوک اور اٹلاس کے ہاتھوں آج بھی بھنگ رہی ہیں وہ بھی تڑپ تڑپ کر ہانے مسکائی ہانے مسکائی کانفرہ لگا رہی ہیں۔ آپ کا محاسبہ وہ رو میں کریں گی جنہوں نے خودکشی کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، ان کا بھی کریں گی۔

جناب سپیکر، محترمہ! تشریف رکھیں۔ بیڑ ان کی بات سنیں۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! عوام کا سب سے بڑا مسئلہ مسکائی ہے۔ عوام کے لئے جنت اس طرح سے پیش کیا گیا ہے کہ جیسے عوام کو زندہ درگور کر دیا گیا ہے۔ چار سالوں میں بنرول کی قیمت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ ڈیزل کی قیمتوں میں 45 مرتبہ اضافہ ہوا۔ بجلی کے نرخ چار مرتبہ بڑھے۔ دال سبزی چینی پاول کھی آنا گوشت کی قیمتیں کئی گنا بڑھ گئیں۔

جناب سپیکر، محترمہ! ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب والا! بجلی پانچ روپے فی یونٹ کر دی گئی ہے۔ آپ خود ہی بتائیں کہ کیا عوام کو دھوکہ نہیں دیا گیا؟ کیونکہ مسکائی پیلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ میں وزیر موصوف کو صرف اتنا عرض کروں گی کہ تمام چیزوں کی قیمتوں میں 30 فیصد کمی کر دی جائے اور ان کی ذمہ داری حکومت اپنے سر پر لے تاکہ آئندہ مسکائی پر کنٹرول کیا جاسکے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! امن و امان کی ---

جناب سپیکر، میں غلام حیدر باری صاحب! --- تشریف نہیں رکھتے۔ ملک نذر فرید کھوکھرا

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ نے اپنی بات کر لی ہے اور وقت ختم ہو گیا ہے۔ ملک نذر فرید

کھوکھرا

ملک نذر فرید کھوکھر، جناب سیکرٹری میں آپ کی وساطت سے آج قائد ایوان، وزیر خزانہ، صوبائی وزراء، محکمہ خزانہ کے افسران اور national economist جنہوں نے اس بحث کو جاننے میں معاونت کی ہے اور اتنا شاندار اور استاجامح بحث پیش کیا ہے میں قائد ایوان اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! آج بحث پر general discussion کا آخری دن ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر general discussion کا اصول ہے کہ بحث پر as a whole یا بحث کے principles پر discussion کی جائے لیکن یہاں پر زیادہ تر سیاسی گفتگو کی گئی اور بحث کو under discussion نہیں لایا گیا لیکن اس کے باوجود بہت سے حکومتی اراکین اور بہت سے اپوزیشن کے دوستوں نے بحث پر مثبت بات بھی کی اور اس کے بارے میں اچھی تجاویز بھی پیش کیں۔ میں ان تمام دوستوں کا بھی شکریہ گزار ہوں جنہوں نے بحث کو پڑھ کر اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر اپنی قیاس آرائی کی اور اپنی آراء پیش کیں۔

جناب والا! اعداد و شمار کے ذریعے میں بحث پر بہت باتیں ہوئیں لیکن میں نے اپنے معترضہ انتخاب، اپنی تحصیل اور اپنے ضلع میں جو کچھ دیکھا ہے اور ہماری حکومت نے جو تین بحث پیش کئے ہیں ان کا محام پر جو impact ہے اس کے پیش نظر میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب سیکرٹری! اس بارے میں عرض ہے کہ اپوزیشن کے مجدد اراکین نے اعتراض کیا ہے کہ جو دعوئی کیا گیا تھا کہ نو کریں دی جائیں گی۔ نو کریوں کی بات نہیں ہے، بات ہے employment کی۔ employment میں صرف یہ نہیں ہوتا کہ سرکاری ملازمت کو employment سمجھا جاتا ہے۔ اگر ایک مزدور کو کام ملتا ہے، ایک راج کو راج گیری کا کام ملتا ہے، ایک صنعت کار کی صنعت کو فروغ ملتا ہے، صنعت لگانے کا موقع ملتا ہے، ایک بھڑ والے کو بھڑ لگانے اور وہاں پر مزدور employ کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ بھی employment ہے۔ میں

سب سے پہلے education کے حوالے سے عرض کروں گا۔ education کے E.S.R Programme میں تقریباً ہر ضلع میں ہر سال 1000 کے قریب سکولوں میں نئی buildings تعمیر کی گئیں، چار دیواریاں بنائی گئیں، تمام missing facilities دی گئیں تو ایک سکول میں

کم از کم 15 آدمی، ایک ٹھیکیدار، 2/3 راج گیر اور 4/5 مزدوروں کو وہاں پر employment ملی اور اس طرح آپ یہ دیکھیں کہ ایک ضلع میں کم از کم 1500 سے زیادہ لوگوں کو employment ملی، انہیں روزگار ملا اور اس طرح وہ لوگ خوش حال ہوئے، اس کے علاوہ ہماری حکومت نے education میں teachers کی کمی کے پیش نظر جو بھرتیاں کی ہیں، educators مقرر کئے ہیں اس سے بھی لوگوں کو روزگار ملا اور اس میں بھی لوگوں کو کافی تعداد میں employment ملی ہے اور آئندہ اس بجٹ کے بعد گورنمنٹ بہت سے نئے اساتذہ کو بھرتی کرنا چاہتی ہے تو اس طرح میں یہ کہوں گا کہ employment میں اضافہ ہوا ہے اور حکومت کا دعویٰ ہے اور وہ اپنے دعوے میں پورا اتر رہی ہے۔

جناب والا! اہمی دو تین مقررین نے یہاں پر ایک بات کا ذکر کیا تھا کہ گورنمنٹ نے education کی بہت اہمی policy دی ہے اور جو میں نے دیکھا ہے کہ 4۔ ارب 70 کروڑ کے قریب اس ذیاندہ کی مد میں فنڈ رکھا گیا ہے اور district level پر district government نے بھی schools کے بارے میں development کا بہت سا کام کیا ہے تو میں وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں گا کہ میرے کچھ اور دوستوں نے بھی اس بات کی نشاندہی کی ہے، آپ کا بجٹ بہت اچھا ہے۔ میں یہاں توڑی سی ایک نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں ہر جگہ پر 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے لیکن جن لوگوں کو contract کے تحت بھرتی کیا گیا ہے اگر وہ سرکاری ملازمین ہیں تو ان کی تنخواہ میں بھی 15 فیصد اضافہ کیا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد میں زراعت کا ذکر کروں گا۔ زراعت میں گورنمنٹ نے بڑی دلچسپی لی ہے اور اس بارے میں خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اہمی میرے ہاتھ میں ہماری demands کی لسٹ موجود ہے، اس کے مطابق زراعت کے چار sectors ہیں 'irrigation and land reclamation, irrigation works'۔

جناب سپیکر، کھوکھر صاحب! ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

ملک نذر فرید کھوکھر، جی ایچا۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر sector پر بے شمار قوم خرچ کی گئی ہیں اور development کا بہت کام ہوا ہے، سڑکیں بنائی گئی ہیں، پکے نالے تعمیر کئے گئے ہیں اور میں اپنے تمام دوستوں کو یہ نوید سناتا ہوں کہ انشاء اللہ 1985 کے بعد ہماری یہ پہلی اسمبلی ہے جو اپنا tenure مکمل کرے گی اور اس میں ہمارے قائدین کو بہت بڑا credit جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے صبر اور اپنی فہم و فراست سے ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دینے جن سے اسمبلیاں ٹوٹی ہیں اور اسمبلی کو pre-mature اور جموری تسلسل کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ، مہربانی۔

ملک نذر فرید کھوکھر، جناب والا! میں آخری بات کرنا چاہوں گا اور ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

ملک نذر فرید کھوکھر، جناب والا! میں اسمبلی کے تمام ممبران سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے عوام کو ان کے حقوق دلانے میں جب یہ اپنا حق ہی نہیں لے سکتے تو یہ عوام کو ان کے حقوق کیا دلانیں گے؟ یہ Constitution میں provided ہے۔ میرے پاس Constitution کا Article 127 ہے میں اس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ۔

"127 Subject to the Constitution, the provisions of clause (2) to (8) of Article 53, clauses (2) and (3) of Article 54, Article 55, Articles 63 to 67, Article 69, Article 77, Article 87 and Article 88 shall apply to and in relation to a Provincial Assembly or a committee or members thereof or the Provincial Government, but so that:

- (a) any reference in those provisions to [Majlis-e-Shoora(Parlament)], a House or the National Assembly shall be read as a reference to the Provincial Assembly;
- (b) any reference in those provisions to the President shall be read as a reference to the Governor of the province;
- (c) any reference in those provisions to the Federal Government shall be read as a reference to the Provincial Government;
- (d) any reference in those provisions to the Prime Minister shall be read as a reference to the Chief Minister;
- (e) any reference in those provisions to a Federal Minister shall be read as a reference to a Provincial Minister;
- (f) any reference in those provisions to the National Assembly of Pakistan shall be read as a reference to the Provincial Assembly in existence immediately before the commencing day[;and]
- [(g) the said clause (2) of Article 54 shall have effect as if, in the proviso thereto, for the words "one hundred and thirty" the word "seventy" were substituted.]"

چاروں صوبائی اسمبلیوں کو وہ تمام مراعات حاصل ہیں، وہ تمام privileges حاصل ہیں جو ایم۔ این۔ اے اور ممبر مجلس شوریٰ کو حاصل ہیں تو یہ بھی آئین کی خلاف ورزی ہے کہ ایم۔ این۔ اے کے privileges یہ ہیں، ایم۔ این۔ ایز کی تنخواہ ہم سے ڈیڑھ گنا زیادہ ہے بلکہ

travelling allowance دگنا زیادہ ہے، اسی طرح ان کا T.A/D.A ہم سے زیادہ ہے، ہمارا 40 ہزار ہے جبکہ ان کا ایک لاکھ ہے تو یہ discrimination بھی Constitution کی violation ہے اور ہماری بے حسی ہے۔ میں سب ممبران سے یہ کہوں گا کہ Constitution کے Article 66 کو بھی پڑھ لیں کہ

"66.(1) Subject to the Constitution and to the rules of procedure of [Majlis-e-Shoora (Parliament)], there shall be freedom of speech in [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and no member shall be liable to any proceedings in any court in respect of anything said or any vote given by him in [Majlis-e-Shoora (Parliament)], and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of [Majlis-e-Shoora (Parliament)], of any report, paper, votes or proceedings.

- (2) In other respects, the powers, immunities and privileges of [Majlis-e-Shoora (Parliament)], and the immunities and privileges of the members of [Majlis-e-Shoora (Parliament)], shall be such as may from time to time be defined by law and, until so defined, shall be such as were, immediately before the commencing day, enjoyed by the National Assembly of Pakistan and the committees thereof and its members.
- (3) Provision may be made by law for the punishment, by a House, of persons who refuse to give evidence or produce documents before a committee of the House when duly required by the Chairman of the House when duly required by the Chairman of the committee so to do:

Provided that any such law:

- (a) may empower a court to punish a person who refuses to give evidence or produce documents; and
- (b) shall have effect subject to such Order for safeguarding confidential matters from disclosure as may be made by the President.
- (4) The provisions of this Article shall apply to persons who have the right to speak in, and otherwise to take part in the proceedings of, [Majlis-e-Shoora (Parliament)] as they apply to members.
- (5) In this Article, [Majlis-e-Shoora (Parliament)] means either House or a joint sitting, or a committee thereof.,

ان دونوں Articles کے تحت ہماری تمام مراعات قومی اسمبلی کے ممبران کے مساوی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے جناب قائد ایوان، وزیر قانون اور تمام اسمبلی سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ discrimination ختم کی جانے اور ہمیں ہمارا آئینی حق دیا جانے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، سید مجاہد علی شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بحث کی بحث میں حصہ لینے کے لئے اجازت دی۔ یقیناً معزز اراکین اسمبلی اس پر بات کر چکے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ کئی سال پہلے جب بحث پیش کیا جاتا تھا تو بحث تقریر ریڈیو اور ٹیلی وژن پر آتی تھی اور عوام سارے کام بھومو کر بحث تقریر سنتے تھے۔ وہ اس لئے کہ انھیں یہ پتا ہوتا تھا کہ ہم نے اس بحث کے حاسب سے اپنا سالانہ پروگرام مرتب کرنا ہے، اگر بات کا حاسب کرنا ہے مگر کئی سالوں سے یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور اب بحث صرف ایک قرضی کارروائی بن کر رہ گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا واحد ملک ہو گا جہاں پٹرول اور ڈیزل کی

قیمتیں ہر پندرہ دن کے بعد revise کی جاتی ہیں۔ ایک مہینہ دو مہینے یا چھ مہینے یا سال کے لئے نہیں۔ یہاں اجازت ہے کہ روزانہ اس کارین تبدیل کر دیا جائے۔ یہاں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ کتنے مہینے بجٹ ہم پیش کر سکتے ہیں۔ اس کی مثال آپ دیکھیں اور ہماری کلروائیاں دیکھیں کہ جو مہینے بجٹ ہم پیش کرتے ہیں اس میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ اس لئے یہ بجٹ تقریریں صرف اسمبلی کی کارروائی کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ہمارے اسمبلی کے افسران صرف کتابیں کالی کر کے ہماری تقریریں اس میں لکھ کر اس کو اعلیٰ طرح الہادی کی زینت بنا دیتے ہیں۔ یہ سسٹم تبدیل ہونا چاہیے اور بجٹ کا مقصد بجٹ ہونا چاہیے۔ آپ اندازہ لگائیے اور دوستوں نے بھی اس بجٹ پر بڑی تفصیلات کی ہے کہ نہیں۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے بغیر صرف فرضی تخمینے پر یہ بجٹ بنا دیا گیا ہے کہ اندازاً اتنی رقم ہمیں وفاق سے ملے گی اور ہم اس طریقے سے خرچ کریں گے۔ جو بجٹ صرف فرضی تخمینے پر بنا دیا گیا ہو اس کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں کہ اس کا حشر آگے کیا ہونے والا ہے؟

جناب سپیکر! ہونا تو یہی چاہیے کیونکہ بڑی مشکل سے یہ مواقع ملتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہیے کہ پانچ چھ یا سات منٹ بات کرنی ہے۔ ہفتے دوست بیٹھے ہیں انہیں کلام موقع دیں اور جب تک تمام ممبران اسمبلی یہ نہیں کہہ دیتے کہ ہماری باتیں مکمل ہو گئی ہیں اس وقت تک اس کو چلائیں مگر اس سے ہٹ کر یہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے فلاں تاریخ کو اس کو wind up کرنا ہے اور اس کو پاس کر کے خارج ہونا ہے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے حوالے سے بات شروع کروں گا کیونکہ میرا تعلق زراعت سے ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس ایوان میں زراعت پیڑھ ممبران کی اکثریت ہے۔ ہمیشہ کلن کو یہ ممبران اسمبلی پر گھ رہا ہے کہ آپ agri base ہونے کے باوجود بھی ہمارے متعلق اسمبلی میں بہت کم بات کرتے ہیں اور ہمارے لئے مراعات لینے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی سے آپ اس بجٹ اجلاس کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ جہاں اتنے وزراء آپ نے بھرتی کئے ہیں کہ آج ان کے پاس بات سننے کا ٹائم نہیں ہے۔ یہاں پر نہ وزیر زراعت موجود ہیں نہ مارکیٹنگ کے وزیر موجود ہیں۔ ہم صرف آپ ہی کو اپنی باتیں سنائیں گے۔ چنانچہ آپ ان تک ہماری



باتیں کیسے پہنچائیں گے؟ حالانکہ ہر وزیر کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے۔ اگر ہم نے تقریروں اور مثبت باتوں پر عمل کرنا ہے تو اگر کوئی ممبر اہم بات کرتا ہے تو ان باتوں کو نوٹ کرنا چاہیے۔ جب وزراء نہیں گئے ہی نہیں اور ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ کون سے ممبر نے کون سی اہم بات کی ہے تو وہ کیسے اس پر سوچ بچار کریں گے؟ یہ اتھارٹی غیر ذمہ داری ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ان وزراء کو کہیں کہ آپ مہربانی کریں اور صرف جھنڈی اور کارٹیک محدود نہ رہیں بلکہ آپ کو جو عمدہ دیا گیا ہے اس کے ساتھ عملی طور پر انصاف کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جب ہم بجٹ سنا رہے ہیں تو اس میں بہت دفعہ یہ بات کی جاتی ہے کہ یہ غریب عوام کے لئے بہت اچھا بجٹ ہے، یہ غریبوں کا بجٹ ہے اور عوام کی فلاح کے لئے ہم نے یہ بجٹ بنایا ہے۔ ہمارے ملک میں 80/90 فیصد آبادی آخری کلاس جن کو "غریب لوگ" کہتے ہیں ان پر مشتمل ہے۔ ان کا تعلق کسی بیرونی پارٹی سے نہیں ہے۔ ان کا تعلق کسی شادی بیاہ ہالوں کے ساتھ نہیں ہے۔ ان کا تعلق صرف چند چیزوں روٹی، کپڑا، مکان، بجلی کا بل اور سوئی گیس کے بل تک محدود ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اتنے بڑے بجٹ میں ہم نے غریب آدمی کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور پھر ان کی مدد کے لئے ہم نے کوئی بندوبست کیا ہے؟ کیا ان کے لئے ہم نے مفت ادویات کا کوئی بندوبست کیا ہے کہ اگر وہ بیمار ہوں تو انہیں یہ پریٹنٹی نہ ہو کہ ہم نے علاج کیسے کرانا ہے؟

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے ماشاء اللہ لودھی صاحب یہاں پر تشریف لاپچکے ہیں۔ آپ نے پچھلی دفعہ اجلاس میں مہربانی کی تھی اور ہمیں بت کرنے کا موقع دیا تھا۔ اس وقت بھی میں نے یہی عرض کیا تھا کہ کچھ ایسے حقائق ہیں کہ ان کے بارے میں on the floor of the House فرضی باتیں نہیں بلکہ حقائق پیش کرنے چاہئیں۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ ہم تو اس وقت حکومت کی کارکردگی تسلیم کریں گے کہ اگر ہماری فصل بہتر ہوتی ہے اور اس کو حکومت وقت نے سنبھال لیا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ پوری دنیا میں اگر کہیں ریٹ میں crisis آتے ہیں تو حکومتیں کاشتکار سے وہ فصلیں خرید کر انہیں سبسڈی دیتی ہیں اور آگے سستی کر کے دوسرے مالک کو بیچتی ہیں مگر یہاں پر لودھی صاحب اور ہمارے مارکیٹنگ کے وزیر نے پچھلی دفعہ یہ کہا تھا کہ ہم نے اتنی کپاس پیدا کر لی، ہم نے اتنی گندم پیدا کر لی، میں نے اس

وقت بھی کہا تھا کہ پیدا کرنے والی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم ان چیزوں کو پیدا کریں، آپ صرف یہ کارکردگی بتائیں کہ اگر فضل اہمی ہوتی ہے تو ہم نے کاشٹاک کو اچھا ریٹ کیسے دلویا ہے؟ میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ اس دفعہ ہماری کمپاس کی فضل اہمی ہوتی ہے، اس میں کمسن کو لوٹ لیا گیا ہے۔ سوا آٹھ سو روپیہ ریٹ مقرر ہوا مگر میں یہاں On the floor of the House چیخ کے ساتھ کہتا ہوں حالانکہ وہ سرکاری ریٹ کم مقرر کیا گیا تھا، وہ ریٹ کمسن کو نہیں مل سکا اور اس وقت کمسن کا کوئی پرسن حال نہیں تھا۔ سوا آٹھ سو روپے ریٹ آج سے آٹھ سال پہلے کا ریٹ ہے۔ آپ آٹھ سال پہلے کا دیکھ لیں تو اس وقت بھی سوا آٹھ سو ریٹ تھا اور آج بھی انہوں نے آٹھ سو آٹھ سو میں ہماری کمپاس فروخت کرانی ہے۔

جناب سپیکر، مختصر کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ گندم کے حوالے سے یہاں پر بڑے دعوے کئے گئے تھے۔ ہمارے لودھی صاحب نے کہا اور وزراء نے بھی کہا کہ انشاء اللہ ہمارے ملک میں گندم پچھلے سال سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔ میں قوموڑے سے اعداد و شمار آپ کے لئے پیش کرتا ہوں کہ اس سال گندم کا مارگٹ 35 لاکھ ٹن تھا۔ میں نے کوشش کی ہے کہ یہ تصدیق شدہ figures ہوں، جو گندم خریدی گئی ہے وہ 24 لاکھ ٹن ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ مارگٹ achieve نہیں ہو سکا۔ آج جب کہ گندم خریدی جا رہی ہے، اخباروں میں روزانہ آ رہا ہے کہ آنے کا قہیلا دس روپے ہنگا ہو گیا ہے اور آج سے ممکن شروع ہو گئی ہے تو آنے والے دنوں میں ہم اس کا کیسے مقابلہ کریں؟ ایک اور حیرت کی بات ہے کہ یہ یہاں پر نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم نے گندم کا ریٹ 300 روپے سے 400 روپے من کر دیا ہے مگر اتھارٹی افسوس ہوتا ہے کہ جب یہ یہاں پر اتنی کارکردگی بتائیں تو اس وقت کم از کم یہ بھی ضرور بتائیں کہ اگر 300 روپے سے 400 روپے ریٹ ہو گیا ہے تو اس وقت اشیاء کی قیمتیں کیا تھیں؟ بجلی کا بل کتنا تھا؟ ہارول، ڈیزل، کاربن کیا تھا؟ کھادوں کی قیمتیں کتنی تھیں؟ اس کے بعد اس کا موازنہ کریں۔ انہوں نے یہاں پر خوشخبری سنائی اور جب ہم اجلاس سے فارغ ہو کر گھر گئے تو ہم نے فوراً پڑھا کہ ڈیزل کا ریٹ 2 روپے لٹر ہنگا ہو گیا، پھتے کے بعد پھر دو روپے لٹر بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے اپنا کلمہ وہیں پر مکمل کر لیا جبکہ ان کی

کا کردگی کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے باہر سے 300 ڈالر فی ٹن گندم اپورٹ کی ہے اور وہ انہوں نے soft wheat سے purchase کی ہے۔ soft wheat سے روٹی نہیں بنتی۔ اس گندم کو ہماری گندم میں mix کرتے ہیں اور پھر اس کو بیچتے ہیں۔ 300 ڈالر کا مفہد ہے کہ ہم نے باہر کے کسانوں کو 900 روپے من ریٹ دیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں۔ ان کے لئے 900 روپے من اور ہمیں کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی مہربانی کر دی ہے اور آپ کے لئے 400 روپے من ریٹ کر دیا ہے۔ آپ اس سے خود اندازہ لگائیں۔ یہ دوہری اور غلط باتیں یہاں پر کی جاتی ہیں کہ ہم کسان کے لئے یہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال ایک لاکھ ٹن گندم سندھ کو دی۔ میں اس کا جواب پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ایک لاکھ ٹن گندم سندھ کو دی کیا انہوں نے آج تک اس کے پیسے وصول کئے ہیں؟ انہوں نے نہیں کئے اور وہ پیسے انہیں نہیں ملے۔ ایک لاکھ ٹن گندم دے کر انہوں نے 900 روپے والی گندم باہر سے منگوائی، اس طرح پنجاب کے خزانے کو نقصان پہنچا ہے، اس کا کون ذمہ دار اور جواب دہ ہو گا؟ یہ پیسا کسی کا ذاتی پیسا نہیں ہے۔ یہ پیسا پنجاب کے غریب عوام کے خون پینے کی کٹلی ہے جس کو ہم جھانڈ طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ ایک لاکھ ٹن گندم دے کر ہم آج تک اس کا پیسا بھی نہیں مل سکے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ شاہ صاحب! کالی نام ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر مظفر علی شیخ صاحب!

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، لودھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! شاہ صاحب سے ایک بات پوچھ دیں کہ یہ کس طرح راضی ہوتے ہیں؟ اگر گندم ابھی ہو جانے تب بھی ٹکٹہ چینی اور اگر نہ ہو تب بھی ٹکٹہ چینی۔ ہم انہیں کس طرح راضی کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، لودھی صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ ریٹ زیادہ ہو جائے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سیکر! انہیں کہیں کہ یہ محنت کریں، کام کریں۔ جب ہم ان کی ابھی کارکردگی دیکھیں گے تو ضرور شاباش دیں گے۔ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ یہاں پر کمزری ہو کر ابھی ابھی باتیں کریں۔ یہ کسانوں کے غائبوں کے وزیر ہیں، کسانوں کے وزیر ہیں۔

جناب سیکر، شاہ صاحب! شکریہ۔ ڈاکٹر مظفر علی شیخ صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موجودہ بجٹ پر اعداد خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اللہ پاک کی ذات نے تین متواتر مواقع بجٹ پیش کرنے کے لئے دیئے ہیں اور اگر میں اس بجٹ کو پچھلے تمام سالوں کی نسبت، انتہائی بجٹ نہ کہوں تو زیادتی ہو گی۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

ایک طریق کار ہوتا ہے کہ آپ ہر چیز کو روایتی انداز میں دیکھتے ہیں اور اسی میں دوسرا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے ذہن کو استعمال کرتے ہوئے کوئی نئی راہ، کوئی اصلاح (innovation) 'بیزرانہ' صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے قوم کے لئے کوئی نیا راستہ تلاش کرتے ہیں یا نہیں؟ تنقید کرنا بڑا آسان کام ہے اس کے لئے میں یہ مثال دوں گا کہ - ایک مصور اپنے استاد کے پاس ٹریننگ حاصل کرتا تھا اس نے یہ سمجھا کہ میں بڑا مشاق ہو گیا ہوں۔ اب میری تربیت مکمل ہو گئی ہے۔ وہ اپنے استاد کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک شاہکار بنا چاہتا ہوں۔ اس نے شاہکار بنا لیا اور اس کے نیچے اس نے کھ دیا کہ اگر کوئی اس میں غلطی نکالے والا ہے تو اس میں غلطی نکالے اور اس نے اپنا وہ شاہکار چوک میں آویزاں کر دیا۔ اگلے دن آکر اس نے دیکھا تو اس شاہکار کے نیچے ہر جگہ پر نشان لگا ہوا تھا کہ یہ غلطی ہے، یہ بھی غلطی ہے، یہ بھی غلطی ہے۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ میں نے تو اپنی طرف سے اپنی زندگی کا شاہکار بنا دیا تھا۔ وہ بھاگا ہوا دوبارہ استاد کے پاس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے ساتھ تو یہ ماہرا ہو گیا کہ میں نے شاہکار بنا لیا اور ہر طرف سے غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ استاد نے کہا کہ بیٹا! مجھ سے پوچھ لینا تھا کہ اس کے نیچے کیا لکھنا تھا، استاد نے کہا کہ شاہکار کو اسی طرح بناؤ اور چوک میں جا کر لگا دو اور اس کے نیچے لکھو کہ جہاں پر آپ غلطی دیکھیں اس کو براہ مہربانی درست کر دیں۔ اگلے دن جا کر شاہکار کو چوک میں لکھایا، دو دن کے بعد آکر

دیکھا تو وہ اسی طرح لگا ہوا تھا کسی نے ایک بھی غلطی کی نشاندہی نہیں کی تھی۔" میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ایوزیشن کے ممبران جن کا ہمارے دل میں بہت احترام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بھی عوام کے نمائندے ہیں، عوام کے ووتروں سے منتخب ہو کر آئے ہیں اور وہ عوام کا دل میں درد رکھتے ہیں لیکن ایک چیز تنقید برائے تنقید کرنا ہوتی ہے، ہمارا یہ مقام ہرگز نہیں کہ آپ اپنی بے تحاشا صلاحیتوں اور کوششوں کے ساتھ اپنی ہر چیز کو تہ و بالا کر کے ایوان میں تشریف لاتے ہیں تو یہاں ایوان میں ہم اپنے ذاتی جھگڑوں کے لئے اپنے لیڈروں کی projection کے لئے، اپنے ذاتی مسائل کو حل کروانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتے رہیں۔ مجھ سے پہلے ہمارے ایک کاغذی ممبر نے تقریر کی تھی، اس میں کچھ مسائل کی نشاندہی کی گئی۔ انہوں نے یہ کہا کہ کالا باغ ڈیم کے لئے کوشش کریں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ، کالا باغ ڈیم اور بھاشا ڈیم کا مسئلہ یہ ہمارے بہت بڑے مسائل ہیں۔ کیا ہمیں نہیں پتا کہ تقسیم ہند کے بعد ابھی تک انڈیا کم از کم 75 سے زائد بڑے ڈیم بنا چکا ہے اور ہماری سرنگوں پر ڈیم بنا رہا ہے اور ہم اتنی قہمت قوم ہیں کہ ہمارے پاس صرف دو ڈیموں کا مسئلہ ہے اور اس میں ہمارے چار صوبے ہیں اور وہ بھی متفق نہیں ہو سکتے، ہم کیوں متفق نہیں ہوتے؟ اس میں ایوزیشن اور ٹرژری بیجز کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پوری قوم اور ہماری جہاد کا مسئلہ ہے۔ کیوں نہیں، ہم ایک دوسرے کی باہوں میں باہیں ڈال کر کہتے کہ آئیے! ہم اس مسئلے پر متفق ہیں۔ اس ڈیم کا تعمیری ڈیزائن، اس کی feasibility گئی اور طریقوں سے بنائی جاسکتی ہے لیکن ہم اس وقت جا کر ہوش لیں گے جب ہمیں سال کے بعد ہماری نہیں، دریا خشک ہو جائیں گے، ہمارے زمیندار کو پانی نہیں ملے گا۔ ہم بھوکوں مرنا شروع ہو جائیں گے۔ ہم ملک کو ریگستان بنانے کے بعد ہوش میں آئیں گے کہ نہیں یہ ایوزیشن کا کام نہیں تھا، نہیں یہ حکومت کا کام نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں کہ تنقید کریں لیکن تعمیری کام کی طرف بھی آئیں۔ اس وقت حکومت ہماری ہے۔ کل آپ کی حکومت تھی۔ اس سے پہلے بھی آپ کی حکومتیں تھیں، اس وقت بھی یہی مسائل تھے۔ کیا 1977 سے لے کر 1985 سے regularly اب تک مختلف حکومتیں آئی ہیں؟ کیا یہ مسئلہ حل ہوا ہے؟ اگر اس کو آج شد و مد کے ساتھ اٹھایا جا رہا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ سارے ممبران کو، پورے پاکستان

کی اسمبلیوں کے ممبران کو یہ سمسند اٹھانا چاہئے کیونکہ یہ ہماری بظاہر کا سمسند ہے۔ باقی این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا سمسند وہ جاتا ہے تو 1990 میں میں نواز شریف نے یہ سمسند مل کرنے کی کوشش کی تھی، ایوارڈ کیا تھا؟ اگر اس میں کوئی بھول نظر آتا ہے تو میں اپوزیشن ارکان سے عرض کروں گا کہ بجائے اس کی بار بار نفاذ ہی کرنے کے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ نہیں ہو رہا۔ آپ ہی فارمولا بتادیں کہ کس فارمولے کے تحت ہونا چاہئے اور اس کو appreciate بھی کیا جانا چاہئے؟

جناب سپیکر! میرے کافضل ارکان دوستوں نے ماشاء اللہ اپنی تھاریر میں بہت سے مسائل اور حکومتی اقدامات کی نفاذ ہی کی۔ میں آج سیاستدانوں کی innovation کی بات کرتا ہوں۔ ہمارے وزیر صحت ایک سیاستدان اور پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ بے تحاشا قربانی دے کر اپنا profession چھوڑ کر سیاست میں آئے ہیں انہوں نے innovation دی ہے اور innovation کیا ہے کہ انہوں نے مختلف ترقی یافتہ ممالک میں صحت کے نظام کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ہماری سب سے بڑی innovation یہ ہے کہ پورا data collect کیا گیا ہے کہ کسی گھر کا سربراہ، کسی کا بھائی، کسی کا باپ، کسی کی ماں اس کی فوری موت کی کیا وجہ ہے؟ اس کی دو وجوہات ہیں۔ کسی جگہ پر Trauma ہو جاتا ہے اور ایکسڈنٹ میں پارٹ ایک سے فوری death ہو جاتی ہے۔ وزیر اعلیٰ کو اس بارے میں کہا گیا اور ان کی کمال مہربانی ہے کہ انہوں نے صحت میں ایسے مسائل کی طرف بھرپور توجہ دی ہے۔ جہل پر untimely demises ہوتی ہیں، جہل پر وقت سے پہلے گھروں کے چراغ چھن جاتے ہیں، یہاں پر یہ کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اس میں سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کے تے، اس اڑھائی کروڑ کی آبادی کے لئے جو کہ سنٹرل اور شمالی پنجاب کی آبادی کا تقریباً تیسرا حصہ ہے، اس کے لئے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کلڈیا لوجی لاہور کے برابر ستان انسٹیٹیوٹ آف کلڈیا لوجی قائم کر دیا گیا ہے تاکہ وہ دہکی لوگ جن کے گھروں کے چراغ صرف فوری طبی امداد نہ ملنے کی بنا پر رعلت فرما جاتے ہیں ان کا سدباب کیا جاسکے۔

جناب والا! حقیقہ کرنا آسان ہے۔ میں on the floor of the House یہ چیلنج کرتا ہوں کہ ہم نے امریکہ کے standard کے برابر یہاں پر اسمبولینس سروس شروع کی ہے اور نیلی

فون پر اطلاع موصول ہونے کے بعد اس کا کسی ایک point سے کسی گھر یا جانے والے پر پہنچنے کا زیادہ سے زیادہ وقت ساڑھے سات منٹ نوٹ کیا گیا ہے، اگر میری یہ بات غلط ہو تو میں استغاثی دینے کے لئے تیار ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اتنے زیادہ rush hours میں اتنی زیادہ congested roads پر یہ انہی کا کھال ہے اور یہ فورس اس طرح کی تیار کی گئی ہے کہ پچھلے دو مہینے میں ایک بلڈنگ میں آگ لگنے کا واقعہ ہوا اور دوسری جگہ پر ایک عمارت گر پڑی تو ہماری فوری تیار کردہ فورس نے نہ صرف مریضوں کو مختلف ہسپتالوں میں پہنچایا بلکہ آگ لگی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہو کر اپنی جانوں کی پروا نہ کرتے ہوئے مریضوں کو اپنی کمرے پر اٹھا کر لے کر اور مریضوں کو ہسپتالوں میں پہنچایا۔

جناب سیکرٹری! ہماری آہلی شروع ہوتی ہے کسی بھی گاؤں سے، ہمارے مسائل شروع ہوتے ہیں کسی بھی گاؤں سے، ہم نے وہاں کے جو بنیادی مراکز صحت بنا رکھے تھے ان کا کوئی پرسلن حال نہیں تھا۔ میں آپ کو اپنے ضلع کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر 31 بنیادی مراکز صحت تھے اور کئی سالوں سے وہاں پر ڈاکٹری تعینات نہیں تھے، صرف آٹھ بنیادی مراکز صحت میں ڈاکٹر موجود تھے۔ ہم نے اس پروگرام کی اصلاح کرنے کے لئے بنیادی طور پر پرائمری ہیلتھ کیئر کو strong کرنا شروع کیا ہے۔ اس کے بعد Rural Health Centres پر اسپیشلسٹس، تحصیل ہیڈ کوارٹر، ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو upgrade کرنے کا مسدہ، اسی طرح P.I.C سٹریٹجی جیسا کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ہے۔ وزیر آباد، فیصل آباد میں نرسنگ سکولوں کا قیام ہے۔

جناب سیکرٹری! ایجوکیشن سیکٹر پر یہاں پر بڑی تفصیل سے بات ہو چکی ہے۔ اس پر اتنا زیادہ ترقیاتی بجٹ 54 بلین کے قریب کوئی کم کارنامہ نہیں ہے لیکن میں ان سادے حوش آئند پہلوؤں کے علاوہ چند ایک مسائل کی طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت 54 بلین روپے کا ترقیاتی بجٹ ہے تو وہ کن sectors میں جانے گا۔ وہ یا تو سڑکوں کی تعمیر و مرمت، عمارت کی تعمیر یا آلات کی خرید میں جانے گا۔ میں نظام بدلنے کی بات کرتا ہوں، کسی پر کوئی تنقید نہیں کرتا۔ مجھے پتا ہے، آپ کو بھی پتا ہے اور سادے ایوان کو پتا ہے کہ یہ فنڈ انجینئرنگ سیل میں جانے کا تو جب اس کی allocation شروع ہو گی تو میرے ضلع سمیت

35 اضلاع ہیں تو commission کی صورت میں اس میں اگر 10 فیصد بھی رینٹ لگائیں کہ جو مجھے پتا ہے کہ آج اس وقت commission کا رینٹ 10 فیصد سے لے کر 25 فیصد چل رہا ہے اور بعض صورتوں میں 30 فیصد تک ہے اور اس ترقیاتی بجٹ میں سے کم از کم ساڑھے پانچ بلین ساڑھے 5-ارب روپیہ ان سات آٹھ سو بندوں کی جیب میں چلا جانے کا جو اس کی implement کروانے کے لئے پیشے ہوئے ہیں 'وہ ساڑھے پانچ ارب روپیہ اگر 10 فیصد سے لگائیں اور اگر کسی معمولی ضلع کو ایک سال allocate کر دیا جائے تو اس ضلع کی حالت پیرس کے برابر ہو جائے۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ جب یہاں سے آرڈر پاس ہوتے ہیں اور نیچے implementation کے لئے جلتے ہیں تو دو چیزیں توجہ طلب ہیں ایک یہ کہ جو سی۔ ایم ایوان سے اضلاع کی طرف آرڈر جاتا ہے اس کو expedite کیا جانے اور اس پر فوری طور پر عمل کیا جانے اور دوسرا ترقیاتی بجٹ میں سے جو اتنی غلطی رقم انجینئروں کی جیب میں چلی جاتی ہے اس کا کوئی سدباب کیا جائے۔ میرے پاس budget papers موجود ہیں اس میں پانی 'نکاسی آب' تعلیم، صحت اور سڑکوں کے لئے بڑی سیکس دی گئی ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں یہاں پر ایک سیاسی اور innovation کا کردار ادا کرنا ہے۔ ہر قصبے 'ہر گاؤں' ہر شہر کا ایک ماسٹر پلان تیار کروائیں، اس کا data اکٹھا کروائیں اور دیکھیں کہ اس میں آئندہ دس اور بیس سال کے لئے کیا کیا ضروریات ہیں؟ کون سا انفراسٹرکچر پہلے ڈلنا چاہئے اور اس کے بعد کس کی بادی آئی چاہئے؟ ورنہ ہم بچپن سے تو یہی دیکھتے آئے ہیں کہ "استحواں سڑک بنانے والے آگئے ہیں" اور دوسروں انہوں میں والے آگئے ہیں "اگر یہ بات ختم ہو جائے تو ہماری قوم کا قیمتی سرمایہ بیچ سکتا ہے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کروں گا۔

جناب سلیٹیکر، جناب اشتیاق احمد مرزا

جناب اشتیاق احمد مرزا، جناب سلیٹیکر! میں آپ کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ مالی سال 2005-06 پر اعداد خیال کا موقع دیا ہے۔ بات شروع کرنے سے پہلے میں صرف ایک بات کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ جب بھی کوئی معزز رکن ٹرڈری بیج سے بات کرتا ہے تو آپ اس کو مکمل وقت دیتے ہیں اور جب کوئی معزز رکن ادھر سے بات کرتا ہے تو اس وقت آپ



کو اس اجلاس کا خیال بھی آجاتا ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وقت ختم ہونے والا ہے، اپنی تقریر کو مختصر کریں۔

جناب سپیکر! آج اس اسمبلی کو تیسرا بجٹ پیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ تین سال سے ہم دیکھتے آئے ہیں کہ اس میں ایک واضح چیز میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یورو کریسی ہر دفعہ بجٹ کی presentation ایک نئے انداز سے کرتی ہے اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ نئے انداز کی presentation کی جاتی ہے تو اس سے ہمارے کسی بھی معزز رکن، میرے دوست بھائی جو پچھلے بجٹ کو دیکھ کر کوئی study کرنا چاہتا ہے تو بجٹ اس کی کچھ میں نہیں آتا اور اس کے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے۔ جہاں تک بجٹ کی بات ہے تو 9-جون کو بجٹ پیش ہوا تھا اور آج 15-جون ہے۔ عوام کے اندر کسی بھی بجٹ کے حوالے سے جب بات ہوتی ہے تو صرف ایک بات دہلی جاتی ہے کہ یہ بجٹ اچھا یا بُرا تھا۔ کیا 9-جون کو جب بجٹ پیش ہوا تو اس کے بعد کیا دالوں کی قیمتیں کم ہوئی ہیں؟ کیا گوشت کی قیمت کم ہوئی ہے؟ کیا آنے کی قیمت کم ہوئی ہے؟ ایسی کون سی بات ہو گئی ہے کہ جس پر صوبہ پنجاب کے عوام یہ بات کہیں کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! میرے پاس دو چار figures ہیں جن کی طرف میں آپ کی توجہ دلوانا چاہوں گا کہ بجٹ مالی سال 2005-06 میں وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں مجوزہ بجٹ کا رقم 224-ارب روپے سے زائد کا بتایا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب ہم بجٹ documents دیکھتے ہیں تو مجوزہ بجٹ کا حجم صرف 218-ارب روپے ہے۔ بے شک یہ بیٹھ کر اس کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اس کے بعد جہاں تک اس بجٹ کے حوالے سے بات ہے کہ صرف کسٹم ڈیوٹی کی مددیں جو بجٹ 2004-05 میں پیش ہوا تھا اس کا revised estimate لگایا تھا 2004-05 کی نسبت جب 2005-06 کا بجٹ پیش کیا گیا ہے تو 2-ارب 17 کروڑ روپے زائد لگایا ہے اور اسی حوالے سے جب ہم مختصر آس کالم کو دیکھتے ہیں تو کسٹم ڈیوٹی، انکم اینڈ کارپوریشن ٹیکس، سیلز ٹیکس، جنرل سیلز ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی اور کینیٹل ویٹیو ٹیکس جو revised estimate لکھا تھا اور جو اس دفعہ بجٹ میں کیا ہے اس میں 10-ارب روپے کا اضافہ دکھایا گیا ہے جو کہ بالکل غیر منطقی، غیر

حقیقت پسندانہ ہے اور جو کبھی achieve ہی نہیں ہو سکتا، یہ دوسری بات ہے اور اس کے ساتھ میں تیسری بات کروں گا کہ انہوں نے بجٹ 2005-06 پیش کیا ہے تو اس کے profit electricity جو 2004-05 کا revised بجٹ میں انہوں نے estimate لگایا تھا وہ 3-ارب 27 کروڑ روپے بتایا تھا۔ جب revised estimate بتایا تو اس میں صرف ریکوری 27 کروڑ روپے کی تھی اور اس دفعہ جس ڈیپارٹمنٹ سے، جس مہ سے انہیں صرف 27 کروڑ روپے ملا ہے اس میں انہوں نے 7-ارب روپے رکھ دیا ہے تو وہ کیسے یہ achieve کریں گے کیونکہ پچھلے دفعہ اگر 3-ارب کا ٹارگٹ رکھ کر صرف 2 کروڑ روپے کا achieve ہوا ہے تو وہ اس دفعہ 7-ارب روپے کا ٹارگٹ کیسے achieve کیا جائے گا؟

جناب سپیکر! اسی طرح آف سٹینس، لینڈ ریونیو، ایگریکلچر ایکس کسی بھی چیز کو دیکھ لیں تو اس میں بے بنیاد اطلاق کیا ہوا ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف figures بڑھانے کی بات کی گئی ہے۔ میں اپنے ان دوستوں سے ایک بات کہتا ہوں کہ figures ہی بڑھانے تھے تو پھر 224-ارب روپے کی بجائے آپ اس کو 324-ارب روپے کر دیتے لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات کرنی پڑتی ہے کہ جب آپ اس کو calculate کرتے ہیں تو یہ تقریباً 40 سے 50-ارب روپے کا فرق پڑتا ہے۔ اگر آپ 224 میں سے 40-ارب روپے منہا کر دیں تو ان کے پاس بچتا کیا ہے؟ یہ کون سا ترقیاتی کام کریں گے؟ یہ صرف اور صرف عوام کو گمراہ کر رہے ہیں ان کو سبز باغ دکھا رہے ہیں اور سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ ہم یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ یہ آپ نے بھی سنا اور اخبارات میں بھی آیا اور سب نے پڑھا بھی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کرنا پڑ رہی ہے کہ جو انکم کے estimates ہیں ان میں other duties and taxes کی مہ میں 2004-05 میں انہوں نے 2-ارب 58 کروڑ روپے کا estimate لگایا تھا اور جب 2004-05 کا بجٹ revised ہوا تو اس میں انہیں صرف 2-ارب 68 کروڑ روپے recover ہوا تھا اور جب 2005-06 کی بات کرتے ہیں تو انہوں نے expectation 5-ارب روپے کی لگائی ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ 4-ارب 77 کروڑ روپے انہوں نے اپنے پاس سے ہی ایک تصور کر لیا ہے۔ میں

یہ پوچھتا ہوں کہ 2004-05 میں اگر وہ 2- ارب 68 کروڑ تھا تو اب جو 5- ارب روپیہ صوبہ پنجاب کے لوگوں کی میوں سے مزید یہ نکلے گا تو کیا یہ ٹیکس فری بجٹ ہے؟

جناب سپیکر! یہ صرف اور صرف امداد و شمار کا گورکھ دھندہ ہے، الفاظ کا کھیل ہے اور یہ ہمارے معزز بھائی بیٹھے ہونے ہیں تو میں ان سے صرف یہ request کروں گا کہ ہمارا اہم ماننے ہیں کہ اس ایوان میں بیٹھے ہونے تمام معزز اراکین تنخواہیں اور الاؤنسز لیتے ہیں لیکن ہم پر بہت بھاری ذمہ داری ہے کہ ہم بیوروکریسی کو نکیل ڈال کر رکھیں، ان کو چیک کریں اور ان سے بجٹ کے حوالے سے بلکہ میں اس سلسلے میں ایک تجویز دوں گا کہ یہ آپ کی discretion ہے، یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ یہ کوئی آسانی صحیح نہیں ہے کہ آپ اگر کہہ دیں کہ صرف چار دن بجٹ پر عام بجٹ کے لئے آپ نے رکھ دینے ہیں تو میری آپ سے یہ request ہے کہ پورے سال کے معاملات اور اربوں روپے اس میں involve ہیں تو اس عام بجٹ کے session کو مزید اور prolong کریں تاکہ تمام دوست اور بھائی اس پر کھل کر بات کر سکیں اور یہ دیکھ سکیں کہ یہ امداد و شمار کے کھیل میں کھل کھل پر تھلا آ رہا ہے اور کھل کھل پر فراڈ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! ایمانداری سے بات کرتا ہوں کہ آپ Annual Budget Programme کے صرف وہ دو صفحے دیکھ لیں کہ انہوں نے اس میں بنایا ہے کہ 53 ہزار ملین روپے کا یہ ترقیاتی پروگرام کر رہے ہیں لیکن اگر آپ صرف وہ صفحے دیکھ لیں تو وہاں پر آپ کو millions of rupees کا جو فراڈ نظر آنے کا کہ جو پیچھے انہوں نے جانی تھیں کہ ongoing schemes اور new schemes کو tally کریں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ میں اپنے ان معزز بھائیوں سے صرف یہ درخواست کروں گا کہ ان تمام معاملات پر نظر رکھیں۔

جناب سپیکر! ایک بات جو بہت ضروری ہے کہ صوبہ پنجاب کی انکم کو انہوں نے پنجاب بینک کے ذریعے لائبرسٹی سسٹم شروع کیا ہوا ہے تو مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ Pakistan Penal Code میں تو لائبرسٹی نکالنا جرم ہے تو how is it possible? کہ صوبہ پنجاب کے ان عکمرانوں کو وہ لائبرسٹی نکالنے کی اجازت دی جائے، کیسے؟ کیوں قانون کی خلاف ورزی کی جائے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مجلس ایوان قانون کی خلاف ورزی خود کر رہا ہے اور

دوسری بات یہ ہے کہ لازمی کے پیسے کہاں ہیں اور کہاں وہ بجٹ documents میں ہیں؟ ہمیں بتایا جائے کہ وہ اہلوں رویہ کہاں جا رہا ہے؟ کسی کے ذاتی اکاؤنٹ میں جا رہا ہے؟ اگر پنجاب کے خزانے میں آ رہا ہے تو income receipts میں ان کا کون سا کالم ہے؟ ان سے پوچھا جائے۔ اس معزز ایوان کا وقت قیمتی ہے اور میں اپنی گزارشات کو repeat کروں گا کہ آپ نے جو چار دن کا ٹائم رکھا ہے اسے مزید دو دن کے لئے بڑھایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، سید حلیم شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جس طرح یہاں پر ہمارے دوسرے دوستوں نے بجٹ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ کا مفہوم کیا ہے اور بجٹ کے Inputs اور Outputs کہاں سے حاصل کئے جاتے ہیں؟ اگر ہم پچھلے تناظر میں دیکھیں کہ بجٹ جب بھی آیا تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہمیشہ بجٹ کے آنے کے بعد لوگوں کی ہڑتال، مزدوروں کی ہڑتال اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی ہڑتالیں ہوتی ہیں، کہیں یہیہ جام، کسی جگہ پر ایسا کی طرف سے تالا بندی کی جاتی ہے اور اس بجٹ کی سب سے بڑی عیبی جو ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس بجٹ کے آنے کے بعد اب تک کسی بھی سرکاری ادارے نے یا کسی مزدور نے اس بجٹ کے خلاف کوئی ہڑتال نہیں کی انہوں نے کسی قسم کا reaction نہیں کیا کسی سرکاری ملازم نے اس پر رد عمل ظاہر نہیں کیا جو اس بجٹ کو اس حکومت کی سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ یہاں اور بھی باتیں کی گئیں، خاص طور پر یہاں Southern Punjab کے حوالے سے جو ایک ضلع قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی یا کئے جانے کی ایک کوشش کی جا رہی ہے تو اس کے بارے میں، میں Southern Punjab سے تعلق رکھنے کی وجہ سے آج اپنی اس بات کا ضرور اظہار کروں گا کہ اگر Southern Punjab کے بارے میں کسی وزیر اعلیٰ یا کسی حکومت نے کوئی عملی اقدامات کئے ہیں تو وہ موجودہ حکومت ہے۔ پچھلے اجلاس میں جب میں نے facts & figures کے ساتھ بات کی تو میرے کاغذ دوست ذہنی لائبریشن لیڈ رانا محمدا اللہ صاحب نے مجھے کہا کہ آپ جموں بول رہے ہیں۔ میں نے اس پر کہا کہ اگر میں جموں ہوں تو میں اپنی سیٹ سے resign کر جاؤں گا جو میں نے بات کی

اگر ایک بات بھی غلط ہے تو میں اپنے آپ resign کر جاؤں گا یا آپ resign کر جائیں گے اور آج وہ بات بحث کی ہر کتاب میں من و عن موجود ہے۔ میں آج پھر اس بات کو اس لئے دہراؤں گا کہ جس وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمارے Southern Punjab کی عمریوں کو دور کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے ہیں اگر اس شخص کی تعریف نہ کی جائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ رانا صاحب جواب دینے کے لئے اٹھ رہے ہیں ضرور اٹھیں۔

جناب سپیکر، وہ نہیں اٹھ رہے ہیں آپ اپنی بات کریں۔

سید عبداللطیم شاہ، رانا صاحب ضرور جواب دیں۔ اس کے بعد میں بھی جواب دوں گا۔ جناب سپیکر! ہیلتھ پراجیکٹ کے حوالے سے مجھے انتہائی افسوس ہے کہ سوائے چند ایک اپوزیشن کے دوستوں کے علاوہ کسی نے اس پراجیکٹ کو appreciate نہیں کیا جبکہ آپ دیکھیں کہ ہیلتھ ریٹائر اور اسٹریکشن ریٹائر اگر ہمارے صوبے کے لئے میں یہ دھم سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سے بڑے اقدامات نہ کبھی ماضی میں آئے ہیں اور نہ کبھی مستقبل میں آئیں گے۔ وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کے بارے میں میرے ایک قاضی دوست نے بت کی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے اپنے طبقے کا ہسپتال 1955 میں بنا تھا اور مسلم لیگ (ن) کے صوبائی صدر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ جو اس وقت بھی (ن) لیگ کے صوبائی صدر ہیں وہ اس وقت کچھ عرصہ گورنر اور سینئر منسٹر بھی رہے ان کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ 1955 کے اس ہسپتال کی حالت زار پر دم کریں۔ ایک گجرات کا سپوت جس کے بارے میں ہم Southern Punjab کے لوگ باتیں کرتے ہیں اس نے ذیہ غازی خان کے ہسپتال کے لئے 32 کروڑ روپے سے 500 بیڈ کا ہسپتال اس بحث میں دیا اور میں زیادتی سمجھوں گا اس موقع پر کہ اگر میں وزیر اعلیٰ کے ساتھ ساتھ وزیر صحت کا ذکر نہ کروں، وزیر صحت نے وہاں موقع پر جا کر خود وزن کیا، سارے اپوزیشن کے دوست اور رانا صاحب یہ بات سن کر حیران ہوں گے کہ اس علاقے میں آپریشن تھیٹر ہے جس پر آپریشن کیا جا رہا ہے وہ بیڈ بھی 1955 کا ہے جس کو تاروں سے باندھ کر ڈاکٹر آپریشن کرتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم اہمی چیزوں کا ذکر کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! انہوں نے سارا بجٹ جنوبی پنجاب میں بیٹھ کر تیار کیا ہے۔ سید عبدالطیم شاہ، محترمہ! آپ تو ساری بجٹ کی تیاری خلیہ جیل میں کر کے آئی ہیں۔ آپ کی ساری speech جیل کی speech تھی کیونکہ آپ کے شوہر طلباً جیل میں ہیں۔ آپ نے تمام بجٹ وہیں بیٹھ کر تیار کیا تھا اس لئے آپ کی ساری speech جیل پر تھی اور جیل کے قیدیوں کے لئے تھی۔ ہم آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ تعالیٰ ایسی حرکتیں کرنے کی کسی کو توفیق نہ دے۔ (قطع کلامیں)

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ ذرا حوصلے کے ساتھ سنیں، میں جو بات بتانا چاہ رہی ہوں وہ آپ حوصلے سے سنیں۔ یہ بات کل وزیر قانون نے بھی کہی تھی اور اب یہ ممبر بھی کہہ رہے ہیں۔ اگر میں ان بیسی ہوتی اور "ٹولی" ہو جاتی اور راجہ بشارت کی طرح پنڈی چھوڑ کر گجرات آگئی ہوتی تو یقیناً میں بھی اس وقت ان کے بیچ پر بیٹھی ہوتی اور میں بھی سینئر منسٹر ہوتی، پچھلے بیچ پر نہ بیٹھی ہوتی۔ میں اپنی پارٹی کے ساتھ آئی ہوں، آج بھی اپنی پارٹی کے ساتھ کھڑی ہوں اور آئندہ بھی رہوں گی۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، شاہ صاحب!

سید عبدالطیم شاہ، جناب سپیکر! یہ طے ہوا تھا کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ یہ زیادتی ہے۔ میرے نام سے پوائنٹ آف آرڈر کا نام out کیا جانے اور مجھے extra time دیا جائے۔ ہم

نے بڑے اہتمام اور توجہ کے ساتھ اپنے ایوزیشن کے بھائیوں کی ہر بات کو سنا۔ ہمیں یہاں پر بہرا کہا گیا، ہمیں یہاں پر اندھا کہا گیا۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، محترم! تشریف رکھیں! تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سپیکر! ہمیں یہاں پر بہرا کہا گیا، ہمیں یہاں پر اندھا کہا گیا اور ہم میں سے کسی نے بھی اس بات کی resistance نہیں کی اور میں حیران ہوں جو ہماری محترمہ بہن نے کہا ہے کہ اگر میں لوٹی ہو جاتی، ہمیں بھی اچھے دوستوں کی ضرورت ہے ہمیں ہماری پارٹی کو قطعاً آپ جیسے لوگوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہمارے پاس اللہ کا شکر ہے بڑی اچھی عورتیں موجود ہیں جو ماشاء اللہ بہت اچھے طریقے سے ہماری پارٹی کے معاملات کو بھی deal کر رہی ہیں۔ ہم نے قطعاً ان کو کسی بھی طور کی offer نہیں کی ہے یہ ان کے اپنے دل کی آواز ہے کہ ہم ان کو offer کریں اور یہ ہمارے بچوں پر آکر بیٹھیں۔ ہم نے ان کو کوئی offer نہیں کی ہے، یہ ان کے اپنے دل کی آواز ہے، اس لئے یہ اپنے دل کی آواز پر باہر باہر یہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنی پارٹی تبدیل نہیں کی اسی لئے یہ اس قسم کی باتیں کر رہی ہیں۔ جہاں پر تنقید کرنے کا حق ہے وہاں پر تنقید برداشت کرنے کا بھی حق ہونا چاہئے۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان کے پاس واقعی بہت اچھی عورتیں ہیں ہمیں ان کے ساتھ اتفاق ہے کہ اُدھر جو جہرے بیٹھے ہیں ان کے نزدیک واقعی بہت اچھے ہیں جیسا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس بہت اچھی عورتیں ہیں۔ ہم بالکل اس پر ان سے متفق ہیں اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ اگر جیلوں کی بات ہے تو میں سوچ رہا تھا کہ اس ملک میں 57 سالوں سے جیلیں سیاسی لوگوں کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہیں اور میں کہہ رہا تھا کہ اگر Jail reforms کی بات کرتے ہیں تو کل کو یہ دوست بھی ان جیلوں میں جا سکتے ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ ان کا کردار ایسا ہے کہ یہ ہمیشہ ایک ہی پارٹی میں رہیں

سے اور وہ پارٹی ہوگی "حکومت"۔ اس لئے جیلوں کے دروازے ان کے لئے کبھی نہیں کھلیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ تعریف رکھیں۔ محترمہ! آپ بھی تعریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! مجھے بھی وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں آپ کو وقت نہیں دیتا، بلکہ آپ تعریف رکھیں۔ جی! شاہ صاحب!

سید عبداللطیم شاہ، جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو وہیں سے شروع کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے جو Southern Punjab کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ تدریج میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ Southern Punjab کے حوالے سے جو یہاں پر لوگ ملاقاتی منافرت پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں ہم جنوبی پنجاب کے تمام ایم۔ پی۔ ایز آج اس بحث اجلاس میں اس کی پر زور ذمت کرتے ہیں۔ ہم سب ڈیکوراجا کر جواب دیں گے کہ ہم جنوبی پنجاب کے بارے میں منافرت پھیلانے کی کوشش کرنے والوں کی ذمت کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم جاوید صدیقی کے مثبت رویے کی بھی تعریف کرتے ہیں جو جاوید صدیقی نے یہاں پر ذکر کیا، ہم اس کو بھی appreciate کرتے ہیں کہ جاوید صدیقی نے کچھ سوچا تو بولا اور پورا سچ نہیں بولا۔ میں ان کی بات کو آگے بڑھا رہا ہوں جو انہوں نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے ذکر کیا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے ہمارے پاس کوئی dual carriage way نہیں تھا۔ ہمارے پاس چاروں صوبوں کا سنگم ہے، ہمارے پاس کوئی پل نہیں تھا، ہمارے پاس کوئی dual carriage way نہیں تھا، ہمارے پاس اڑھائی سو کلومیٹر کے ایریا میں کوئی hospital facility نہیں تھی، ہمارے پاس ساڑھے تین سو کلومیٹر کے ایریا میں کوئی ایجوکیشن کا ایچ اے انسٹی ٹیوشن نہیں تھا، اس موجودہ گورنمنٹ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی مہربانیوں سے اس بحث میں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جھاس کروڑ روپے کی لاگت سے ڈی۔ جی۔ ٹان میں یونیورسٹی کا بننے کو گورنر صاحب inauguration کر رہے ہیں، ڈی۔ جی۔ ٹان میں ایگریکلچر یونیورسٹی کا inauguration کیا جا رہا ہے۔ جنوبی پنجاب کا



سب سے بڑا مسئلہ پنجاب کا پل تھا، وزیراعظم اور جنرل پرویز مشرف صاحب کی مہربانیوں سے 3-ارب روپے کی لاگت سے وہاں پر پنجاب کا نیا پل بنایا جا رہا ہے۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں ساہجہ حکومت نے پیدا کی تھیں میں آج facts and figures کے ساتھ یہ بات on the floor of the House پر کھڑا ہوں کہ یہ پچھلے دس سالوں کے بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں اس سال اور پچھلے سال کا بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب کی 35 سالوں کی محرومیوں کو اس بجٹ میں دور کر دیا ہے اور اس مسئلے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب ان اقدامات پر تحسین کے قابل ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف، جموٹ، جموٹ۔

سید عبدالعلیم شاہ، ہم نے تو پہلے بھی کہا تھا کہ اگر میں نے کوئی غلط بات کی ہے تو میں اپنی سیٹ سے resign کر جاؤں گا نہیں تو رانا مہنا اللہ اپنی سیٹ سے resign کرے جموں نے مجھے کہا تھا کہ اگر علیم شاہ جموٹ بول رہا ہے۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سید عبدالعلیم شاہ، میں آج بھی اس بات پر قائم ہوں۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر! میں جموٹ ثابت کرتا ہوں، یہ resign کریں۔۔۔

جناب سپیکر، جی، نولائیا صاحب! بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر! میں جموٹ ثابت کرتا ہوں، یہ resign کریں۔

جناب سپیکر، جی، میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ جی، شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر! چیئنج ان کا ہے، میرا چیئنج نہیں ہے۔ یہ چیئنج

ان کا ہے، میں جموٹ ثابت کرتا ہوں۔ (قطع کلامیں)

سید عبدالعلیم شاہ، ہمارے پاس farm to market roads نہیں تھے۔ ہمارے ہر علاقے میں اس بجٹ میں اور ساڑھے بجٹ میں اٹھائیس، اٹھائیس کلومیٹر سڑکیں farm to market road دی گئیں۔ اس کے بعد یہ سمجھتے ہیں۔۔۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، resign کی بات کریں۔ (قطع کلامیں)

سید عبدالعلیم شاہ، ان تمام ایوزیشن دوستوں کو میں اپنے فریے پر دعوت دیتا ہوں کہ آئیں اور آ کر ڈیرہ غازی خان شہر میرے علاقے میں دیکھیں کہ کیا وہ ساری چیزیں grounds پر موجود نہیں ہیں؟ میں ان کو اپنے ساتھ لے جانے کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سیکرٹری میں ان کو حیات کرتا ہوں۔

جناب سیکرٹری، نولائیا صاحب! تشریف رکھیں۔ ایوان چلتے دیں۔

سید عبدالعلیم شاہ، نودولتیا صاحب! ایک سیکنڈ بیٹھ جائیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سیکرٹری، جی، آپ تشریف رکھیں۔ انہیں بات کرنے دیں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سیکرٹری! جھنج وہ کر رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری، وہ اپنے علاقے کے بارے میں بتا رہے ہیں۔ آپ کو کیا کہہ رہے ہیں؟ جی،

شاہ صاحب! (قطع کلامیں)

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سیکرٹری! ایک تو سب سے بڑی problem یہ ہے کہ ہم میں سچ سننے کا حوصلہ نہیں ہے اور ہم کبھی بھی سچ برداشت نہیں کرتے۔ میرے فاضل دوست جو بار بار اٹھ کر کہہ رہے ہیں ان سے یہ پوچھیں کہ 10۔ ارب روپے کی rehabilitation جو تونہ بیراج جو رہی ہے کیا اس کی خوشی میں اور اس کی تعمیر کے آغاز میں عامر سلطان پیر کو اپنے گھر چانے پر اور ٹکریے کے نلے میں نے بلایا تھا؟ بات یہ ہے کہ ہم کس وقت تک اپنے آپ کو حقائق سے بچا کر رکھیں گے؟ اس بجٹ کے بارے میں اور عوام کو حقائق کے بارے میں ایوزیشن نے یہاں جتنی باتیں کی ہیں وہ تمام حقائق سے متعلق ہیں، ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ موجودہ حکومت

نے جس انداز میں ترقیاتی کاموں کے حوالے سے بلا تفریق صوبے کے کونے کونے کے اندر، صوبے کی جگہ جگہ پر صحت، تعلیم اور سڑکوں کی جو سہولتیں فراہم کی ہیں، ہم پیش کرتے ہیں کہ اس سے پہلے کوئی حیات کر کے دکھا دے جو اس حکومت کی ہیں۔ ایڈیشن کے دوستوں سے ہماری ایک request ہے کہ جب آپ تنقید کرتے ہیں تو ہم حوصلے سے برداشت کرتے ہیں، آپ اپنے اندر بھی اتنا حوصلہ برداشت کریں۔ یہاں بات کی گئی جیلوں کی، یہاں بات کی گئی کہ جو جیلوں میں رہے۔ اودھ بھائی! تم میں سے جیل میں رہا کون ہے؟ کوئی دوہنی چلا گیا تو کوئی بدہ چلا گیا۔ جیلوں میں رہا کون ہے؟ جیل کی سیاست کی آپ بات کرتے ہیں۔ جیل کی سیاست وہ لیزر کرے گا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ فرزانہ راجہ، آپ ضمیر فروش ہیں۔

سید عبداللطیم شاہ، ضمیر فروش کون ہے؟ یہ ہوا بہتر جاتا ہے کہ ہمارا ضمیر مثبت activities کے ساتھ ہے یا ان کا ضمیر دوہنی اور بدہ کے ریلوں کے ساتھ ہے جو ان کو وہاں سے یہاں پر negative گفتگو کرنے کے لئے پیسے بھیجتے ہیں، ان کو جو feed back کرتے ہیں اور یہ ٹکی اور صوبے کی تعمیر میں حصہ لینے کی بجائے یہ ہمیشہ صوبے کی مثبت activities کے منافی کردار ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر کالا باغ ڈیم کی بات کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کے لئے صوبوں میں اتفاق رائے ہونا ضروری ہے اور ہم اس میں سمجھتے ہیں کہ چاروں صوبوں کا راضی ہونا ضروری ہے۔ اگر بے نظیر، حافظ حسین احمد اور قاضی حسین احمد، مولانا فضل الرحمن، نواز شریف یہ اپنے آپ کو قومی لیڈر کہتے ہیں تو صحیح بیان دیں کہ ہم کالا باغ ڈیم پر جبرل پرویز مشرف کے ساتھ ہیں اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے ہم ہر طرح سے ان کے ساتھ چلیں گے۔ ان کی جب الوطنی بھی چٹا لگ جانے لگی، ان کی صوبے کے ساتھ اور ملک کے ساتھ محبت بھی چٹا لگ جانے لگی کہ یہ اس وطن سے اور اس سرزمین سے کتنی محبت کرتے ہیں؟

جناب سپیکر! آج بحث کی تقریروں کا آخری دن ہے اور اس حوالے سے ہم اپنے تمام ارکان اسمبلی کی طرف سے زبردست طریقے سے اپنے صوبے کے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اپنے صوبائی وزراء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ جن کی انتھک محنت اور کوششوں سے آج ہم اپنی عوام کے سامنے سرخرو ہوئے ہیں اور اپنے عوام کی نمائندگی کا حق پورا کیا ہے۔ پاکستان پائندہ باد۔ چودھری پرویز الہی زندہ باد۔  
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن صاحب ا۔۔۔ نولایا صاحب! تشریف رکھیں۔ آپ نے بحث تقریر کرنی ہے۔ میں نے بریگیڈیر صاحب کو floor دیا ہے۔ (قطع کلامیں)  
جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، بریگیڈیر صاحب ا۔۔۔ یہ وفد سوالات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! انصوں نے چیخ کیا ہے۔ میں ان سے resign لینا چاہتا ہوں۔ انصوں نے پندرہ بھوٹ بولے ہیں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔ ابھی معزز اراکین اسمبلی نے آپ کی طرف سے بات کرنی ہے۔ پھر وہ اس کا جواب دے دیں گے۔  
سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر ا۔۔۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب ا

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! ہم آپ کا نہایت احترام کرتے ہیں۔ بہت احترام کرتے ہیں۔ آپ واقعی قابل احترام ہیں۔ آپ کا conduct ہمیشہ بہت اچھا رہا ہے مگر گزارش یہ ہے کہ اگر ایک معزز رکن چیخ دیتا ہے اور ایک آدمی اس کا چیخ accept کرتا ہے تو آپ کو چاہیے کہ ان کو بھی آپ نام دیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ادھر مناظرہ تو نہیں کرانا۔

سید ناظم حسین شاہ، دیکھیں ناں جناب!---

سید عبدالعلیم شاہ، میری نولایا صاحب سے کوئی بات نہیں ہوتی ہے۔ میری رانا عطاء اللہ خان صاحب سے بات ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، میری گزارش سن لیں۔ ابھی اپوزیشن کی طرف سے کئی مقررین نے بات کرنی ہے۔ پہلے ان کو نام دے لیں، بعد میں ان کا آپس میں پھر مناظرہ کرا لیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ، میری بات صرف یہی ہے کہ معزز رکن نے بارہا آپ سے کہا ہے اور آپ اس ایوان کے custodian ہیں اور ایک انگریزی کا مقولہ ہے۔

Kingship knows no kingship. We are all equal to you.

یہ یہاں پر ٹھیک ہے کہ تقابلی تعاریر ہو رہی ہیں۔ میں بحث پر بات نہیں کر رہا۔ ایک معزز رکن نے یہاں پر بات کی ہے۔ دوسرے نے کہا ہے کہ میں ان کا صحیح accept کرتا ہوں اور میں یہ بات محبت کر دوں گا، میں نہیں کہتا کہ جو انھوں نے کہا ہے وہ حقائق پر نہیں ہے۔ ایک تو آپ نے ان کو بہت نام دیا ہے۔ یہاں پر ان کو وضاحت کا موقع آپ کو دینا چاہیے۔ آپ کی شایان شان نہیں۔ اگر آپ یہ موقع نہیں دیں گے تو اس سے آپ کا ایجا تاثر نہیں ہو گا۔

Sir, you are making history. At every step you are making the history.

Now it is up to you sir...

ہر آدمی کا اپنا کردار ہوتا ہے۔ ہر آدمی کی اپنی priorities ہوتی ہیں کہ وہ کیا کردار ادا کرنا چاہتا ہے؟ جناب والا! یہاں پر دیکھیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہے، اگرچہ ان کا بیٹا ہے مگر قابیل لعنت اللہ رحمۃ اللہ نہیں کیونکہ وہ اپنے کردار کی وجہ سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکا چچا ابوبہ، وہ بھی دیکھیں کہ وہ بھی جہنمی ہے، نسل کی وجہ سے اس کی عظمت نہیں ہے لیکن کردار کی وجہ سے ہے، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی دیکھیں وہ بھی اور کارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا (دو روایات ہیں) ایک میں ہے کہ وہ غلہ کا بیٹا ہے اور دوسری میں ہے کہ چچا کا بیٹا ہے اور پہلی کتاب تورات جو ساڑھے بارہ سو سال قبل مسیح پہلے اس دنیا میں اتری اتنی قرأت

سے پڑھتا تھا کہ جاتے ہوئے پرندے بھی درختوں پر بیٹھ جاتے تھے، اگر اس کا کردار بھی غلط ہوتا ہے تو وہ بھی جمنی بن جاتا ہے۔ اس لئے فرشتوں کے استاد کا اگر کردار غلط ہوتا ہے تو وہ ایس بن جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ سے request کروں گا کہ main بات کردار کی ہوتی ہے تو آپ اپنے کردار سے یہ واضح کریں کہ آپ کے لئے سب برابر ہیں اور سب کو برابر نام دینا چاہیے۔

شکریہ

جناب سینیٹر: جی، نولایا صاحب! آپ کیا سنا چاہ رہے ہیں؟

جناب احسان الحق احسن نولایا: جناب سینیٹر!

سچ تو یہ ہے کہ مجھے جموں کی عادت ہوتی

تھی مجھ سے، نہ مجھے تم سے شکایت ہوتی

جناب سینیٹر! مسز رکن نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے جتنی باتیں بھی کہی ہیں وہ غلط ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈی۔ جی۔ خان کے اندر یونیورسٹی کے کیمپس کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ یونیورسٹی کیمپس کا سنگ بنیاد میں محمد نواز شریف کے دور میں رکھا گیا تھا اور وہ independent یونیورسٹی نہیں ہے۔ وہ زکریا یونیورسٹی ملتان کا ایک کیمپس ہے۔

سید عبدالطیم شاہ: اگر میں محمد نواز شریف کا وہاں یونیورسٹی کا افتتاح کرنا چاہتا ہوں تو پھر،

جناب سینیٹر: شاہ صاحب! سن لیں۔ ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

جناب احسان الحق احسن نولایا: [\*\*\*\*\*]

جناب سینیٹر: آپ یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے؟ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سینیٹر: نولایا صاحب کے یہ تمام الفاظ ان کی پوری تقریر میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ نولایا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ آپ یہ وضاحت کرنا چاہ رہے تھے؟ یہ ان کے سوال کا جواب ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولائیا: میں تو یونیورسٹی کے بارے میں بات کر رہا ہوں کہ یہ محمود ہے۔

جناب سپیئر: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں ورنہ میں آپ کو ایوان سے باہر نکال دوں گا۔ آپ یہ چاہ رہے ہیں کہ ابھی اپوزیشن سے کوئی رکن تقریر نہ کر سکے؟ کیا آپ کا یہ پروگرام ہے کہ ابھی اپوزیشن کی طرف سے کوئی معزز رکن تقریر نہ کر سکے؟ ناظم شاہ صاحب! آپ نے ان کو ناظم دینے کے لئے کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کس چیز کی وضاحت کی ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیئر! میں تو یونیورسٹی کے بارے میں وضاحت کر رہا تھا۔

جناب سپیئر: وہ تو بت ختم ہو گئی، آگے آپ نے لمبی تقریر شروع کر دی ہے۔ آپ دیکھیں کہ کتنے معزز اراکین حکومتی پارٹی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اس طرح bulldoze کرنا چاہیں گے تو کیا پھر اپوزیشن کا کوئی رکن اس معزز ایوان کے اندر بات کر سکے گا؟ آپ کو ایسے الفاظ زیب نہیں دیتے۔ اپوزیشن کی طرف سے کالی سینئر لوگ ہیں کہ جنہوں نے ابھی بات کرنی ہے۔ آپ نے ماحول کو خواہ مخواہ گرم کر دیا ہے۔ کیا آپ کی خواہش ہے کہ یہ لوگ بات نہ کر سکیں؟ اب آپ تشریف رکھیں۔ بریگیڈیر محمد حسن صاحب!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب سپیئر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کی تیاری۔۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب سپیئر: اب وقت نماز ہوتا ہے اور ایوان 20 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر ایوان نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کے لئے adjourn کر دیا گیا)

(نماز مغرب کے وقت کے بعد جناب سپیئر 7 بجکر 45 منٹ پر

کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب سپیئر، جی، بریگیڈیر صاحب!

بریگیڈیر (ر) محمد حسن، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سیکر، میری معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ کوئی بھی معزز رکن ایوان میں بیٹھ کر اپنا موبائل on نہ رکھے کیونکہ ہمارے sound system میں پہلے ہی گرز ہے اور آپ کے موبائل فونز کی وجہ سے مزید ٹرابی ہوتی ہے تو please یہ خصوصی طور پر خیال رکھیں کہ جب ایوان کے اندر آئیں تو اپنے موبائل فون بند رکھیں۔ اب میں یہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ میں آپ سے کہوں کہ آپ اپنے موبائل فون باہر لابی میں رکھ کر آئیں لیکن اس ایوان کے اندر موبائل فون بند ہونے چاہئیں اور میرے کئی دوست اس ایوان کے اندر بیٹھ کر موبائل فون پر بات کرتے ہیں تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ویسے تو یہ Rules of Procedure کی book انتہی بڑی نہیں کہ اڑھائی سال میں پڑھی نہ جاسکے لیکن چلو اگر معزز اراکین اسمبلی کے پاس احتیاجی مام نہیں ہے تو کم از کم یہ ایک page بتا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اس معزز ایوان میں بیٹھنے اور بات کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ صرف یہی آپ پڑھ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر حالت کلی حد تک بہتر ہو جائیں گے۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی معزز ممبر نے point of order raise کرنا ہے تو rules کے مطابق کریں۔ میں نے بڑا lenient view لیا ہے اور دیکھا ہے کہ شرافت سے زیادہ ہی کامیابیاں جا رہی ہیں۔ یہ rules اس اسمبلی کے نہیں جانے ہوئے آج سے کئی سال پہلے کے یہ rules بنے ہوئے ہیں تو ان کے مطابق اس ایوان کو چلانا ہے۔ اب جس کا جی چاہتا ہے وہ point of order پر speech شروع کر دیتا ہے۔ please اس کی study کریں کیونکہ جو بھی معزز رکن point of order raise کرے گا تو میں نے اس کے حوالے سے پوچھنا ہے کہ point of order بتانا ہے یا نہیں؟ جی، بریگیڈیر صاحب!

بریگیڈیر (ڈیپارٹمنٹ) محمد حسن، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکر، میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کو بڑی محنت، لگن اور سوج کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ جناب وزیر خزانہ اور ان کے محلے نے دن رات محنت کی ہے، راتوں جاگے ہیں اور اس بحث کو پیش کیا ہے۔ اس بحث کے اندر موجودہ حالات کے متعلق بھی بہت کچھ کہا گیا ہے اور اس میں futuristic vision بھی نظر آتی ہے۔



میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان وزیر خزانہ سال بہ سال تجربے کے ساتھ maturity کی طرف جا رہے ہیں۔

He is a balanced person. He is humble, respectful and obedient. I have all the prayers that he comes up as a future leader of Punjab and Pakistan.

جناب سپیکر! ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس حقیقت میں وسائل کم ہیں اور ضروریات زیادہ ہیں۔ ضروریات اور مسائل کا تسلیں کرنے کے لئے ہم نے بتدریج آگے بڑھنا ہے اور کوئی ضروری نہیں ہے کہ سارے کام ایک ہی وقت میں ہو جائیں لیکن اگر ترجیحات ٹھیک ہو جائیں تو بتدریج انشاء اللہ ہم ترقی کے زینے پر جائیں گے۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ وقت مقرر کر دیتے ہیں۔ اگر مجھے دو منٹ زائد وقت دیں تو میں نے ایک متوسط گھرانے کا بجٹ بنایا ہے۔ جیسا کہ انھوں نے راتیں جاگ کر پورے پنجاب کا بجٹ تیار کیا ہے اسی طرح میں نے ایک گھر کا بجٹ بنایا ہے۔ اگر مجھے اجازت دیں اور وہ وقت میرا شامل نہ کریں تو میں وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میرے کچھ points for the consideration of the House۔

جناب سپیکر! بریگیڈیر صاحب یہ بہتر ہو گا کہ آپ بجٹ پر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو وہ کہہ دیں اور جو آپ نے اپنا بجٹ بنایا ہے وہ وزیر خزانہ کو ان کے چیئرمین میں مل کر انھیں دے دیں۔ یہ پورے ایوان کو بتانے والی چیز نہیں ہے۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔  
بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کرتا ہوں۔

Sir, the budget of a poor person is spent on his family consisting of himself, wife, average four children and two parents. This comes to eight.

His income is approximately Rs.3000/- p.m. His expenditures detail is :-

Atta @ 1/2kg per person per head comes to 120kg which amounts to

about Rs. 1500/- Ghee cost is Rs. 300/-, sugar cost of 5kg is about Rs 100/- Dal on which he has to spent, is a very meagre amount Rs 100/-, Tea 1/4kg Rs. 100/- Salt and Masalas Rs. 100/- Milk (@ 1/2kg per day comes to Rs. 300/- Aloo, Piaza etc (@ Rs. 20/- daily and Rs. 600/- pm. This comes to Rs. 3100/- Now this Rs. 3100/ rupces is gone for only not even running the useful kitchen.

اس میں 'میں نے گوشت شامل نہیں کیا ہے جو قربانی کے موقع پر مجھ سے 'آپ سے آ کر وہ لے جاتا ہے ورنہ اس کے بچوں کو گوشت نصیب نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ جو اخراجات ہیں ' اس میں اس کا electricity bill Rs. 500/- ہے ' Gas/Firewood Rs. 200/- جو بچے چاہتے معمولی ہیں یا بڑے ہیں وہ حد کرتے ہیں کہ دس روپے روزانہ لگائیں تو 300/- روپیہ بنتا ہے۔ فیسیں تو مفت ہیں جو انہی بات ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس کے parents بوزے ہوں گے۔ ان کے لئے average 500/- روپے کا medicine کا خرچہ اور بچوں کے لئے کپڑوں کا 500/- روپے کا خرچہ آتا ہے۔ اس کے اپنے آنے جانے کا خرچہ اور miscellaneous expenditure and this comes to end the Rs. 3000/- کم از کم چھ ہزار روپے میں گزارا کر سکتا ہے۔ اگر اس کا تین ہزار یہ بنتا ہے تو اس کی آمدنی کسی نہ کسی طریقے سے supplement ہو گی جو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بچوں کو کھینچ کر سکولوں میں لے جائیں۔ اس بیچارے کے بچے

Per force they have to work in the workshop. Per force they have to beg at the lighting stop. Per force they have go about and do the job at the "Bhattas" and other places.

کرایہ مکان ' if he has the other house یہ تو ایک بہت ہی معمولی سی بات تھی۔ میں اپنا you all are facing بھٹ آپ کے سامنے پیش کروں اور آپ اپنا بھٹ پیش کریں تو these constraints میں ایک بات آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ this should not

be included in my own time کہ پراپرٹی کا ریٹ اس وقت جس حساب سے جا رہا ہے اس کو اس کے ساتھ compare کیجئے گا کہ کیا بنتا ہے؟ راولپنڈی کے اندر ایک سوسائٹی نے 20 ہزار روپے کنال کے حساب سے خریدی ہے۔ اس زمین کو سوسائٹی نے develop کر کے اپنے ممبران کو تین لاکھ روپے میں دیا ہے اور اس کی قیمت آج ایک کروڑ روپیہ ہے۔ اب یہ جتنے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ایک کروڑ روپے کی ایک کنال زمین راولپنڈی میں یا اس کے surroundings اور suburbs میں خرید رہے ہیں اور وہ کون لوگ ہیں جو تین ہزار روپے میں گزارا نہیں کر سکتے۔ اُن کو گورنمنٹ نے کب اور کیسے match کرنا ہے؟

This has to be taken into consideration. Now' I will come to my own points which are very pertinent. The first is the agriculture. We talk so much about the agriculture

اور اس میں سب باتوں کے باوجود پچھلے سال میرے خیال میں ہم نے دس لاکھ فن گندم امپورٹ کی ہے۔ آپ کے پاس ایک بہت بڑا خط جس کو خط پوٹو پلا کہا جاتا ہے۔

Which comprises of 25% of the area of whole Punjab which is lying unutilized whereas it is a very fertile land

اس میں صرف کئی پانی کی ہے۔ چیمبر صاحب تشریف نہیں رکھتے، میں یہ point پتلے بھی کئی دفعہ raise کر چکا ہوں۔ میں نے ان سے بات بھی کی ہے۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ ہم آپ کو

ہنڈی میں ایک ڈیم بنا دیں گے۔ 'That Pindi's dam does not serve our purpose

اگر خوشب میں پانی کی ضرورت ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میں پیکوال میں ڈیم بنا دیتا ہوں تو اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ اگر ایک mount کے اس طرف آپ بند بنا دیتے ہیں تو دوسری

طرف catch up areas it is not benefitted with this. Our requirement is

کے اندر آپ تھوڑا سا water course نکالنے few

thousand rupees or few lac rupees ہمیں بے تحاشا بھونے ڈیموں کی ضرورت ہے۔ بند

باندھنے کی ضرورت ہے تاکہ مختلف جگہوں پر جب catch up areas پانی اکٹھا کریں گے

توپانی کا level نود بخود اوپر آنے کا، اس سے کھاس وغیرہ بھی اٹنے کی لوگ بھیز بکریں بھی پالیں گے زراعت بھی کریں گے and this area will be utilized سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب میں جہاں زراعت کے لئے infrastructure fully available ہے اگر وہ آج ہماری ضرورت پوری نہیں کر سکا تو اس میں بھی ہمیں improvement کی ضرورت ہے لیکن اس unutilized area کو آپ استعمال کریں تاکہ آپ کی agriculture should be supplemental.

My second point is about the education. We talk so much about the education. There has been done so much and a lot has still to be done. Education Minister is sitting here. I am member of the Education Committee.

میرے گاؤں میں ایک سکول ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں دو نیچر ہیں دو کمروں میں 143 بچیوں پر مبنی ہیں - anybody expert in the Mathematics he should come up with the geometrical solution 143 بچیوں کی پانچ کلاسوں کو کیسے پڑھائیں گی؟ آپ اوپر سے کہتے ہیں کہ اس کو آٹھ جماعت کر لو۔ All primary schools be upgraded to middle schools آپ کی کوئی facility اس وقت ڈل سکول میں available نہیں ہے۔ land criteria is not available اس وقت آپ کو ہائی سکول بنانے کے لئے گیارہ کنال زمین چاہیے۔ میرے گاؤں کے سکول میں دو کنال زمین ہے۔ آج وہاں پر زمین کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے، میں نو لاکھ روپے کھل سے لاؤں گا کہ میں گیارہ کنال زمین پوری کروں۔ آپ ہائی سکول کا کہتے ہیں اور مفت کا نمبر لگا دیا ہے کہ یہاں پر تو سارے ڈل سکولوں کو ہائی سکول کر دیں۔ Let's be very objective on this آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہمارے پاس وسائل تو ڈسے ہیں۔ ہمارے پاس commitments زیادہ ہیں۔ آپ اتنا کریں جتنا کر سکتے ہیں اور بتدریج بڑھتے جائیں۔ اگر آپ کی گورنمنٹ میں نہیں آنے کا تو آپ کی اگلی گورنمنٹ آنے کی تو پھر آپ

کریں۔ and so on make a Vision Programme 2020 جو آپ کہتے ہیں اس میں آپ چلتے جائے۔ 2020 کا problem ہے کہ آپ کے پاس 45 لاکھ بچے ہر سال پیدا ہو رہے ہیں۔ 2020 میں آپ بتائیے کہ آپ کی پندرہ کروڑ آبادی تیس کروڑ ہو جائے گی۔ Are you having that vision in your mind? آپ ان بچوں کو medical facilities دیں گے۔

So this has to be thought out and to be projected in the budget.

ہمارے وزیر قانون صاحب تعریف رکھتے ہیں۔ ان کا تعلق راولپنڈی سے ہے۔ وہاں پر 1982 میں ایک ہزار کنال زمین اسجکیشن کے لئے acquire ہوئی تھی۔

For the development of the Potohar University. This place is so suited not to Gujjar Khan but even to Khushab District, Chakwal District, Jhelum District and bulk of the area of Azad Kashmir.

ہمارے لاہ منسٹر صاحب کے جو اہلکار ہیں وہ کہتے ہیں کہ دھمیال میں بنا دیں۔ میں کہتا ہوں کہ there is a requirement of making a

University in Dhamyal وہاں بھی آبادی ہے۔ Peoples must be given benefit. Why should I stop that? لیکن ہمارا! آپ پوٹوہار یونیورسٹی کو نہ روکنے۔ وہاں rupees کی زمین چمکھے 25 سال سے بڑی ہوئی ہے 'وہاں یونیورسٹی بننے دیں۔ I have made a request being the member of the Education Committee ہمیں یہ مدد دیں۔ ہمارا علاقہ بارانی علاقہ ہے 'ہم سارے فوج میں رہے ہیں۔ میرے بچے میں اس وقت بھی دو نشان حیدر لینے ہوئے ہیں۔ ہمارے بچے فوج میں جانا چاہتے ہیں لوگ ان کی خدایاں نہیں کرتے جب تک کہ وہ فوج میں نہ جائیں۔ ہم قربانیاں اور خون دینے والے لوگ ہیں لیکن آج فوج ان لوگوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے 'accommodate کرنے کے لئے تیار نہیں ہے'

Where should we go? Unless you develop the agriculture and the

industrialization where will our people survive?

تھوڑا کچھ ابھی چکوال میں ہوا ہے

and I would suggest to the Finance Minister that areas 2 between Mandhra, Chakwal and Khushab should be declared as the industrial zone area

اور یہاں پر اس وقت جو منجر ریلوے لائن پڑی ہوئی ہے اس کو دوبارہ بحال کیا جائے۔ میرے  
محلے گوجر خان سے گیس چار بجہ سے نکل رہی ہے اور گیس کے متعلق گورنمنٹ کے آرڈر یہ  
ہیں کہ پانچ کلومیٹر کے radius کے اندر جو بھی mineral نکلتا ہے that we provide to

the people of that area

جناب سپیکر، ایوان کا نام مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حسن، میری request ہے کہ اگر ہم ذیہ بگنی والے لوگ ہوتے تو ہم  
بھی انفراسٹرکچر کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیتے اور ہمیں گیس مل جاتی۔

But we are very desciplined people. We would request that gas should be provided to us.

میرے محلے میں ساڑھے تین کروڑ روپے کے بجلی کے projects پڑے ہوئے ہیں۔ چھلے  
بجٹ میں بھی میں نے فنانس منسٹر کو ذاتی طور پر کہا تھا کہ

Do something to finish electrification of the entire province without any this side and that side

کیوں this side and that side نظر آئی شروع ہو جاتی ہے؟ This is very unfortunate.

جناب سپیکر! صحت کے متعلق کہوں گا کہ میں بڑھ رہا تھا کہ لاہور بڑا شہر ہے، اس کو  
ضرور ملنا چاہئے اور 52 کروڑ روپے ملے ہیں اور پنڈی کو دو کروڑ روپیہ ملا ہے۔ میں اس کے دن سنٹرل  
ہسپتال میں گیا، سنٹرل ہسپتال میں ایک چارپائی پر چار کونوں میں چار بچے لیٹے ہوئے تھے، ان کو

drips لگی ہوئی تھیں اور مائیں ان کے پاؤں میں بیٹھی ہوئی تھیں، یہ وہاں کی صورتحال ہے۔ ہیلتھ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ ان کو کہا تھا کہ برسات کا موسم آنے والا ہے، میرے حلقے میں پانچ کیس snake bites کے ہوئے ہیں، وہ لوگ میرے حلقے سے نکلے اور تحصیل ہسپتال میں گئے، تحصیل سے سنٹرل ہسپتال گئے، سنٹرل ہسپتال سے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں گئے، پکر کانتے کانتے وہاں پر پہنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ

Vaccine was not available. What is the difficulty? Why we can't provide the vaccine in the Tehsil Hospitals

سانپ تو ہوتے ہی دیہاتوں میں ہیں۔ شہروں میں تو کسی نے سانپ نہیں دیکھے لیکن ویکسین پنڈی یا لاہور کے اندر رکھتے ہیں۔

You provide this vaccine to a place where the special patients can reach within time.

میری امی بھی request ہے کہ اگر یہ سوت وہاں پر مہیا کی جانے تو بہت اچھا ہو گا۔

Hepatitis B & C is dangerously overcoming the entire population. So something has to be done about this.

جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ زکوٰۃ کے متعلق تھا منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

Basically I am deadly against doing a work this side or that side

پارٹی کا ہے اور یہ تھل پارٹی کا ہے۔

I am M.P.A From PP-4 and not MPA from Peoples Party at this time. Chief Minister is the Chief Minister of Punjab. He is not Chief Minister of Qaaf League. We accept him as the Chief Minister of Punjab. So why should Chief Minister go this side and that side? He should come up and he should own us.

اسجو کیشن کے وزیر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان کے سامنے کہتا ہوں کہ اسجو کیشن کی ایک

میٹنگ پنڈی میں ہوئی وہاں پر سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے وزیر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پچاس پچاس لاکھ روپیہ ہر ایم۔ پی۔ اے کو دیں۔ جب میٹنگ ختم ہوئی تو راجہ صاحب نے کہا کہ دونوں ایم۔ پی۔ اے کو نہیں دینا یہ صرف (ق) لیگ کے بندے کو دینا۔ ہا کے لئے یہ کام نہ کریں۔ میں ایجوکیشن کے لئے کام کروں گا۔ میں (ق) لیگ کے لئے کام نہیں کروں گا، میں پیپلز پارٹی کے لئے کام نہیں کروں گا۔

I will work for the betterment for this province and for the area where I

have come from. انہوں نے جب مجھے پہلی دفعہ پچاس لاکھ روپیہ دیا تو میں سارے گاؤں میں بجلی لگوا رہا ہوں اور وہ سارا گاؤں پیپلز پارٹی کا نہیں ہے۔ میں نے کسی کو نہیں کہا کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں، مجھے ووٹ دیں۔ یہاں لاہ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جب یہ میری یونین کونسل میں جاتے ہیں جا کر اعلان کرتے ہیں اور میرے لوگوں کے سامنے کہتے ہیں جب میرے لوگ اس وقت ان کی میٹنگ میں گئے تو میں نے انہیں کہا کہ ہمارے پاس منسٹر آرہے ہیں ان کو پوری عزت دینا لیکن انہوں نے جا کر کہا کہ آپ نے تو ووٹ بریگیڈر حسن کو دے دیئے ہیں اور کام ہم سے کرواتے ہیں۔ آئندہ آپ ہمیں ووٹ دے کر کام کروائیں گے۔ ان کی مصلحتیں ادھر ہی پڑی رہیں اور وہ لوگ بھاگ کر چلے گئے۔ یہ اسی غائب نہیں ہونے تھے کہ ان کے سارے بورڈ توڑ پھوڑ کر پھینک دیئے گئے۔ اس طرح نہ آپ کو ووٹ مل سکتے ہیں اور نہ اس طریقے سے آپ وزیر بن سکتے ہیں۔ آپ وزیر تب بنیں گے کہ آپ sincerely کام کریں گے۔

جناب سپیکر، بریگیڈر صاحب! پلیز wind up کریں۔

بریگیڈر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب سپیکر! میرے پاس اس وقت چالیس واٹر سکیمیں ہیں۔ چالیس میں سے صرف دو کام کر رہی ہیں اور ہر سکیم پر پچاس پچاس لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے۔

The water schemes at this level are all not workable. They have to be rethought.

کہ کس طریقے سے جموں نے level پر گرایا جانے تاکہ یہ اپنے area کو meet کریں۔ اس وقت کروڑوں روپیہ بیکار پڑا ہوا اور زمین کے اندر ڈوبا ہوا ہے۔



The traffic jam is creating a lot of hazard not only hazard but due to the lighting system trillions of rupees is being wasted on the road side.

اگر ہم کسی طریقے سے ٹریفک لائٹس کو ختم کر دیں ان کو underground, over ground کو round about and جائیں تو آپ کا زرمبادلہ بھی بچے گا، پٹرول بھی بچے گا۔

جناب سپیکر! ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے اور میں نے پہلے کہا ہے کہ جب تک ہماری industrialization نہیں ہو گی اس وقت تک کام نہیں چل سکتا۔ دوسری بات revenue increase کرنے کی ہے، جہاں پر میں نے غربت کی بات کی ہے وہاں پر بہت سارے لوگ غربت سے اوپر رہ رہے ہیں اور کون بندہ ہے جس کی 80 ہزار آمدنی bulk of the people نہیں ہے؛ 80 ہزار پر ٹیکس دیتا ہے لیکن ہم لوگ نہیں دے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مراعات ضرور دو لیکن ہم نے ٹیکس نہیں دینا۔ ٹیکس کو اس طریقے سے آسان کیا جائے تاکہ ان کے resources بڑھیں اور ہمارے کام ہوں۔ شکر ہے۔

جناب سپیکر، بریگیڈیر صاحب! بہت شکر ہے۔ جناب فضل حسین سراج صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب عظیم نوری گھمن صاحب!۔۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر تنسیم رشید صاحبہ!

**DR TASNEEM RASHEED:** Respected Mr Speaker! I wish to congratulate Mr. Parvez Elahi, Chief Minister Punjab and Mr Hasnain Bahadur Dreshak, Finance Minister Punjab for presenting an unprecedented tax-free budget which is balanced and people friendly. Sir, allocating 9 billion for education and 5 billion for health sector has no parallel in the history of Punjab. The other factor is added in the victory cap of present Punjab Government under able guidance of Chaudhry Pervez Elahi, Chief Minister Punjab and Finance Minister Hasnain Dreshak Sahib for allocating 53 billion for development projects. Because of project's boom in development for last 3 years,

there has been tremendous price hike of bricks, cement and iron. Out of development budget some money has been earmarked for the short term loans for construction purpose so that price of bricks could be brought down. The deficiency meant to maintain pace of development. This will help to create more employment chances and to reduce the poverty. Sir, Tehsil Headquarter Hospital Jaranwala has been upgraded by the present Government of Punjab with kind courtesy of Ch Parvez Elahi, Chief Minister Punjab and Health Minister, Dr. Tahir Ali Javed. An amount of 80 million was allocated out of which 40 million has been released and work has been completed. It is humbly requested that remaining 40 million may please be granted in the present budget. It is a good step to earmark 6 billion rupees for Zakat and Bait-ul-Maal. This will reduce the poverty. It is suggested that rather than giving small amounts in cash to the individuals this money should be used to open new industry for poor people, free school and other houses for disabled and needy deserving persons. This will again help in reduction of poverty. Sir, it is my moral duty to pay heartfelt things to Chief Minister, Chaudhry Parvez Elahi and Finance Minister, Hasnain Dreshak for allocating 45 million for water schemes and sewerage schemes for the Jaranwala City. The said schemes have almost been completed but the complete project of water supply and sewerage to the city is incomplete. To complete the project, 60 million is urgently required for Phase-II so that people may fully benefit from the facilities.

At the last, all the members of the Provincial Assembly from Jaranwala, Tehsil Nazim from Jaranwala, people from Jaranwala, join me in paying their heartfelt things to their beloved Chief Minister, Ch Parvez Elahi and Finance Minister for their kindness.

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات آپ کی وساطت سے اس ایوان میں ضرور کہنا چاہوں گی جو کہ تھوڑی دیر پہلے ہی ایک معزز خاتون رکن عظمیٰ زاہد بخاری نے کہی تھی کہ ان شیوں پر ہنسی ہونی عواتین کو فخر نہیں مل رہے، یہ بالکل غلط ہے، ہمیں پورے فخر مل رہے ہیں اور ہم وہ فخر استعمال کر رہے ہیں۔ اس قسم کی غلط بیانیوں on the floor of the House کرنا اور جھوٹ بولنا مناسب نہیں ہے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر، محترمہ خالہ منصور صاحبہ!

محترمہ خالہ منصور، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان میں بجٹ پر بات کرتے ہوئے مجھے خوشی ہو رہی ہے اور میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بجٹ ایک ایسی دستاویز ہے جس کے آنے سے پہلے ہر شہری چاہے وہ غریب ہے یا امیر ہے وہ اس کا انتظار کرتا ہے لیکن مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیر خزانہ کی بہت خوبصورت تقریر، بڑے ہی خوبصورت الفاظ جن کے پیچھے عوام کے لئے سوائے مایوسی کے اور کچھ بھی نہیں تھا اور جس میں ان کو صرف طفل تسلیں دی گئیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ مضبوط معاشی نظام اور ہمارا خزانہ بھر چکا ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف کو ہم خیر باد کہہ چکے ہیں۔ اب ہر طرف ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگی لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ اب تک اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو ان تین سالوں میں ہم نے عوام کو کیا دیا؟ بے روزگاری، غربت، مسکینی اور جہالت یہ اس حکومت کے تحفے ہیں جس کے لئے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک غریب آدمی کو اپنے یونیٹی بل ادا کرنے کے لئے دن رات جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اس حکومت نے ریلیف کیا دیا کہ ان اداروں پر سبزی ٹیکس معاف کر دیا جو صرف امراء کے لئے ہیں، ایک غاص طے کے لئے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہیں

جو afford کر سکتے ہیں اور غریب آدمی کے لئے بلکہ میں یہ کہوں گی کہ وہ لوگ اس قابل تھے ان میں اتنی ہمت ہے کہ وہ سیزیکس دے سکتے ہیں تو حکومت کو چاہئے کہ ایسے لوگوں کو سیزیکس دینے کی عادت ڈالتے، بجائے اس کے کہ ان کو ریٹیف دے دیا گیا۔ اس لئے میں یہ کہوں گی کہ یہ بجٹ صرف امراء کے لئے ہے۔ میں اس بجٹ کو عوام دوست کہتی، میں وزیر خزانہ اور اس ایوان کو مبارکباد دیتی اگر اس بجٹ میں غریب آدمی کے لئے ایک پیکلے اور ایک بلب کی بجلی مفت کر دی جاتی تو میں سمجھتی کہ یہ حکومت عوام دوست ہے اور یہ عوام کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہے۔

جناب والا! اس حکومت کے بجٹ میں پچھلے سال کی طرح تعلیم پر ایک نظیر رقم رکھی گئی۔ بے شک یہ ہمارے ملک کی ضرورت ہے، ہمیں تعلیم شور دیتی ہے، ہمارے شہریوں کو سمجھ دیتی ہے اور تعلیم پر اخراجات کرنے چاہئے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے سال بجٹ پر جو وعدہ کیا گیا تھا کہ نظیر رقم ان سکولوں پر خرچ کی جائے گی جن کی چار دیواری نہیں ہے جن میں لائبرین نہیں ہیں، جن میں پانی نہیں ہے یعنی وہ تمام سولہ سو تیس ان سکولوں کو دی جائے گی لیکن میں نہیں سمجھتی کہ یہ سارا وعدہ پورا کیا گیا ہے اس لئے کہ تمام اضلاع کے ڈی۔سی۔ او کے پاس ایسی تک ایجوکیشن کا وہ فنڈ پڑا ہوا ہے جو کہ خرچ نہیں کیا گیا۔ پھر ان امداد و شمار کا نامہ کیا ہے؟ یہ صرف کاغذی کارروائی ہے کہ ہم نے اس کو خرچ نہیں کرنا تھا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ہم اساتذہ کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ یہ استاد ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارے تعلیمی ادارے چلتے ہیں لیکن اس بجٹ میں اساتذہ کو کوئی ریٹیف نہیں دیا گیا، ان کو کوئی incentive نہیں دیا گیا۔ میں ایک ایجوکیشن سکیم کا ذکر کرنا چاہوں گی جو 1992 اور 1993 میں پنجاب میں رائج کی گئی۔ Best Teachers for the اور Best School for the Result میں اس سکیم سے سکولوں میں اتنی مطالبہ بازی ہوئی کہ ہمارا تعلیمی میدان کافی بند ہو گیا لیکن موجودہ بجٹ میں ایسی کوئی سکیم نہیں دی گئی کہ جس سے ٹیچر یا سکول کو کوئی incentive ہو تاکہ وہ بہتر کارکردگی کر سکیں۔ محکمہ تعلیم کے پرنسپل، ہیڈ ماسٹرس یا ہیڈ ماسٹرن کا بڑی مشکل سے گریڈ 19/20/21 تک پہنچ پاتا ہے، اگر ہم ان اساتذہ کا دیگر ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ موازنہ کریں

تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کا ان کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ وہ لوگ جو محکمہ تعلیم میں مذکورہ گریڈوں تک آتے ہیں ان کو بھی وہی سوتیں دینی چاہئیں جو کہ دیگر ڈیپارٹمنٹس کو دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ قدیہ لودھی صاحبہ!

**MINISTER FOR SPECIAL EDUCATION :** Thank you, Mr. Speaker. I would like to say that the Punjab Budget is the second in pursuit of the Vision 2020. Prime areas are faced for accelerating economy and I would like to say the budget is pro-investment and growth-oriented, reducing poverty, improving public sector delivery and services, consolidating existing physical and environmental infrastructure and general development. After the second world war, there were the countries who focused their attention on balanced budgets. Now at least in the 21st century, Pakistan has emphasized on the fiscal policy of balanced budgets. I would like to emphasize my speech on education and special education. At the first, I would like to say about education that education is the breeding of civilization and coaching is the cultivation of civilization. Education is another name of culture, development, discipline, enlightenment, improvement and knowledge. For special education in Punjab, the Punjab Government has assigned special priority with an allocation of Rs. 500 million this year. It was Rs. 400 million last year. I would like to appreciate the incentives of honourable Chief Minister Punjab, Chaudhry Parvez Elahi Sahib, he has taken in the field of special education.

The total cost and the total amount of Special Education actually is 600 million. Five hundred million rupees are in development sector and 100 million rupees in non-development sector for lump sum provisions. For the on-going scheme Mr Speaker! I would like to inform the honourable representative of the people of Punjab that the biggest and the mega scheme in this sector is the establishment of 91 centres for Special Education at tehsil level with the cost of Rs. 171.324 million. The other scheme is provision of sports facilities in institutions of special education for Rs. 3.100 million and for the first time in the history of Pakistan, the special people, visually impaired, hearing impaired and physically disabled are going to appear in the C.S.S exams of August 2005 and honourable Chief Minister Punjab, Chaudhry Parvez Elahi has taken the special interest in this thing that the special people should appear in C.S.S exams and they should be C.S.P Officers of the country. I would also like to inform the honourable representatives of the people of Punjab that there are about 13 new schemes in the field of special education. The first one is the Degree College of Special Education, the second of its kind. The first one is already established in Lahore, inaugurated by Chief Minister on 7th of September 2004. The second one we are going to construct it in the south of Punjab in Bahawalpur with the cost of Rs. 15 million. The second scheme is the Nutrition Programme for Special Children because of the weak fabric system of the family of special children we are going to provide nutrition in the

schools and this scheme costs Rs. 21.364 million. The third scheme is the establishment of talking libraries on the request of visually impaired students from our visually impaired institutions. They want talking libraries to help them and we are going to establish it in 6 middle and 3 high schools of visually impaired with a cost of Rs. 10 million and 3 will be in Lahore, one in Gujranwala, one in Sargodha, two in Rawalpindi, one institution in Faisalabad and one in Bahawalpur. The fourth scheme, that we will complete in this fiscal year of 2005-2006, is the establishment of Computer Labs in 9 high, 8 middle schools of hearing impaired and 2 middle schools of physically disabled with Rs. 8.500 million and these computer labs will be established in the cities of Lahore, Faisalabad, Multan, Sahiwal, Okara, Sheikhpura, Toba Tek Singh and one institution of deaf and defective hearing school on the request of the Minister for Social Welfare and Women Development, Mrs Asifa Riaz Fatyyana is already on the ground. The fifth scheme is the Low Vision Centres in six middle schools of visually impaired with Rs. 6.500 million in Faisalabad, Sargodha, Gujranwala, Lahore and Rawalpindi. The establishment of ideological clinics are of cost Rs. 15 million in the different cities of Punjab including the cities of south of Punjab. Then strengthening of Government Shadab Training Schools for mentally retarded children and then the capacity building of Directorate of Special Education and then the provision of teaching aids modern and technical and latest equipments. That's why I have already said that

coaching is the cultivation of civilization. In the last, I would like to say that for 208636 children, who are below the age of five years old, now we are going to take them in the four institutions for disabilities Rs. 50 million cost scheme is going on in the existing institutions.

Mr. Speaker! at the end I would like to pay tribute to my leader, honourable Chief Minister of Punjab, Chaudhry Parvez Elahi Sahib and for him I write a phrase, that Chaudhry Parvez Elahi's name is the light that grows in the eyes of special children with leaving signatures on the hearts of special people. Thank you very much.

جناب سپیکر، اہمی آئند بچ کر بچیس منٹ ہو گئے ہیں اور میں نے پہلے ہی 9 بجے تک ایک گھنٹہ وقت بڑھایا تھا تو سارے نو بجے تک انتہا اللہ اس ایوان کو چلائیں گے۔ وزیر قانون کی اپوزیشن کے ممبران سے بھی بات ہو گئی ہے۔ تین معزز اراکین اسمبلی اپوزیشن اور تین معزز اراکین اسمبلی حکومتی پارٹی کی طرف سے بحث میں حصہ لیں گے۔ اپوزیشن والے حضرات جادیں کہ کون کون صاحب بات کرنا چاہیں گے؟ اہمی ضمنی بحث بھی آتا ہے اور دوستوں نے اس پر بھی بات کرنی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایک آپ minority سے ممبر کو ٹائم دے دیں اور دوسرے ملک اصغر علی قیصر صاحب کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر، ملک اصغر علی قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر ہے۔ جناب سپیکر! میں بحث پر بات کرنے سے پہلے قوموں سا اس کی history میں جانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں دو طرح کی اکائیوں رائج ہوئی۔ ایک تو یہ کہ governments کے جو اجاتے تھے، جو خزانہ تھا اور اس خزانے پر حکومت کا اور امراء کا قبضہ تھا عام لوگوں تک پہنچنے پہنچنے اتنی دیر ہو جاتی تھی کہ جو عام آدمی suffer کرتے تھے اور ان تک



اس کے ثمرات نہیں پہنچ پاتے تھے، جب یہ ملاضی غلاب ہوئی تو دوسرا طریقہ جو دانشوروں نے اختیار کیا وہ یہ تھا کہ جو زیادہ lower level کے لوگ ہیں، ان کو treat کیا جائے، انہیں قرعے دینے جائیں اور گھروں میں انڈسٹری لگائی جائے کیونکہ ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے تو lower level کی طرف سے ثمرات اوپر کی طرف آئیں لیکن آج ہمارے ملک میں یہ کہا جا رہا ہے کہ خزانہ بھرا ہوا ہے اور بست پیسا ہے لیکن مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ گزارہ K-2 کے پہاڑ پر رکھ دیا گیا ہے کہ جس کی طرف اور مستحق لوگوں تک پہنچنے پہنچنے اتنی دیر ہو جائے گی کہ ان کی امیدیں دم توڑ دیں گی۔ اسی لئے بینک آف پنجاب جو پنجاب حکومت کو deal کرتا ہے میں چاہوں گا کہ یہ lower level پر معمولی معمولی انڈسٹری گھروں میں لگا کر ان لوگوں تک ان کے ثمرات پہنچائیں جائیں جو اس کے مستحق ہیں۔

جواب سیکرٹری یہ جو بحث چلایا گیا ہے، جب سے یہ اسمبلیں بنی ہیں اور جب سے یہ پاکستان بنا ہے امداد و ہمداد چلتے رہے ہیں لیکن اصل بات ہے کہ جو بھی حکومت آتی ہے وہ عام آدمی کے لئے بات تو کرتی ہے لیکن عام آدمی کو اس کا پھل ملتا نہیں، جیسا کہ N.F.C ایوارڈ کا decision ہی نہیں ہوا۔ بہت سارے دوستوں نے اس پر بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح دوسرے صوبوں نے stand لیا تھا کہ پنجاب کو بھی این-ایف۔سی ایوارڈ پر اُتھائی stand لینا چاہئے تھا اور اس بات پر بھی stand لینا چاہئے تھا کہ ہمارے صوبے سے جمع کردہ G.S.T بھی ہمارے صوبے کو دیا جائے۔ مرکز میں صوبوں سے اختیارات لے کر لوکل حکومتوں اور ضلعی حکومتوں کو منتقل کر دینے لیکن مرکز سے صوبوں کو کوئی اختیارات نہیں دینے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ مرکز کے پاس صرف خزانہ، داخلہ اور دفاع کے محکمے رہ جائیں اور باقی اختیارات صوبوں کو منتقل کر دینے جائیں تاکہ صوبوں کا نظام independently چل سکے۔ اس کے علاوہ میں بات کروں گا good governance کی، کہ بجٹ میں پیسے رکھ دینے سے، ان کی amount بڑھا دینے سے مسائل حل نہیں ہوتے جب تک good governance کو apply نہیں کیا جاتا اس وقت تک اس کے نتائج نہیں نکل سکتے جیسا کہ ایجوکیشن سیکٹر میں کہا گیا کہ بہت سارے پیسے رکھے

گئے ہیں لیکن میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ 2 سو روپیہ بچیوں کے لئے رکھا گیا تھا آج تک میرا خیال ہے کہ فیصل آباد میں تو کسی سکول کو نہیں ملا کہ کسی لڑکی کو سکول میں 2 سو روپیہ دیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ میرے محلے کے اندر پندرہ کروڑ روپے جو فیصل آباد میں انجیکشن سیکر میں دینے گئے صرف چار لاکھ روپے ایک سکول پر لگانے گئے اور ایسے سکول بھی ہیں جن کے پاس نہ چار دیواری ہے نہ کرہ ہے جیسے سورج اپنا رخ تبدیل کرتا ہے ویسے ویسے کلاسیں درختوں کے نیچے تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح میں گزارش کروں گا کہ جب تک عدل نہیں اپنایا جائے گا تب تک معاملے سمجھتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے۔ عدل یہ ہے کہ جس کو جہاں پر جتنی ضرورت ہے اس کو دی جائے۔ جیسا کہ لاہور میں نہر کے ساتھ تین چار انڈر پاس بنادینے گئے لیکن آپ کبھی وزیر اعلیٰ صاحب کو چوک یتیم خانہ سے گزارشیں، سخن آباد چوک سے گزارشیں جب سے وہاں پر سوڑوے کا انٹر میچنگ بنا ہے وہاں سے لوگوں کو پیدل گزرنا محال ہو گیا ہے۔ بہت دفعہ اس ایوان میں بھی بات ہوئی۔ آخر کیا وجہ ہے اس لئے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی رہائش اس طرف نہیں ہے۔ اس طرف کوئی G.O.R نہیں ہے۔ اس لئے اس کو ترجیح نہیں دی جا رہی ہے۔ زمینوں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے سیکرٹریٹ میں ایک لیٹر جاری کیا کہ حکومت کی جتنی زمینیں خالی پڑی ہیں ان کی فہرست بنا کر لوگوں کو دے دی جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ good faith میں کیا ہو لیکن آنے والے وقتوں میں جو ہماری ضرورتیں ہیں جو حکومت کچھ بنانا چاہے گی، حکومت کو کوئی جگہ درکار ہوگی اگر سرکاری اراضی کی اسی طرح ابھی سے بندر بن کر دی گئی تو پھر آنے والے وقتوں میں اس کام کیا بچا کر رکھیں گے اور آنے والی نسلوں کو ہم کیا دیں گے؟ عام آدمی اس بحث کے بارے میں پوچھتا ہے کہ بحث آ گیا ہے، کیا آنے کی قیمت کم ہوئی؟ کیا گیس کے بل کم ہونے؟ کیا بجلی میں کوئی ریٹیف ملا اس کو امداد و شہد سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس کو بڑی بڑی کتابوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کو زیرِ تعمیر پراجیکٹ سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب تک اس ملک کے اندر اس صوبے کے اندر چیک اینڈ بیلنس نہیں ہوگا، جب تک چیکنگ کرنے والے نہیں ہوں گے کہ prices کس سے کس جا رہی ہیں، جب تک یہ چیک نہیں کیا جائے گا کہ میڈیسن کی قیمتیں وہ

فیکٹریوں والے اور کارما کے ادارے اپنے طور پر جا کر مارکیٹ میں بیچ دیتے ہیں تب تک عام آدمی کو ریٹیف نہیں ملے گا۔

جناب سیکرہ! اس ایوان کے اندر یہ بھی بات ہوتی رہی کہ پرائیویٹ سکولوں میں لوٹ مار کے بارے میں وزیر قانون کہتے رہے کہ legislation ہو رہی ہے لیکن اذعاناً سال سے کوئی legislation نہیں ہوئی۔ اسی طرح لیڈنٹاٹا ہے جنہوں نے اس صوبے کے اندر پریشر کے ذریعے لوگوں کو لوٹا، ان کے پاس اتنی جگہ بھی نہیں تھی جتنے انہوں نے پلانٹ سیل کئے۔ اس کے متعلق بھی legislation کے لئے کہا گیا لیکن وہ legislation بھی ابھی تک نہیں ہو سکی اور اس سے ایسا blast ہو گا کہ لوگ کو آپریٹنگ بلکوں کو بھول جائیں گے۔ کہا جا رہا ہے کہ اس ملک کا growth rate ایک percent کو touch کر رہا ہے، اس کی economy بہت مضبوط ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ situation کو مضبوط کرنا چاہئے، personalities کے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اگر ہماری اقتصادی حالت اتنی مضبوط ہے، اگر ہمارا growth rate اتنا مضبوط ہے تو صرف ایک افواہ سے پاکستان کی stock market یک دم کیوں crash ہو گئی؟ اس لئے ہمیں اداروں کو مضبوط کرنا ہو گا، ہمیں ان پر چیک اینڈ بیلنس رکھنا ہو گا، ہمیں in public interest قانون سازی کرنی ہو گی۔ پھر اس بجٹ کے قمرات کو low level پر لے جانا ہو گا اور کیا ہی بہتر ہوتا کہ اگر وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر کم فنڈز رکھے جاتے، غیر ترقیاتی اخراجات مزید کم کئے جاتے اور ترقیاتی اخراجات بڑھانے جاتے تاکہ عام آدمی رز سی والے، تانگے والے، تندور والے کو بھی اس کا کچھ ٹانہ ملتا اور سہانگی کنٹرول ہوتی اور وہ بھی اپنے گھر کا بجٹ اچھے طریقے سے جاسکتا۔

شکریہ  
جناب سیکرہ، شکریہ، مہربانی۔ جناب عامر عثمان مدلل!

جناب عامر عثمان مدلل، بِنِمْ اَللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ شکریہ۔ جناب سیکرہ! آج اس ایوان کے اندر یہ اس منتخب حکومت کا تیسرا بجٹ ہے اور بجٹ میں ذکر چھڑ گیا گجرات کا کہ گجرات والوں نے دوسروں کا حق غصب کیا ہے۔ ہم گجرات والے وگا پر جان قربان کرنے والے لوگ ہیں، بت

ہوتی ہے محبت میں commitment کی تو ہم کچے گھڑے پر تیر کر آیا کرتے ہیں اور جب دھرتی لو کا خراج مانگتی ہے تو یہ جیسے سپوت تین نشان حیدر اس دھرتی کے آئینل پر ٹانگ دیتے ہیں اور جب مصوریت اپنا خراج مانگتی ہے تو یہ گجرات والے اپنی دلہیز پر آئی ہوئی وزارتِ عظمیٰ کو ٹھکرا کر اس بات کا ثبوت دے دیتے ہیں کہ یہ قربانی دینے والے لوگ ہیں اور بات ہوتی ہے میرے قائد کی کہ وہ ایک سپاہی کا بیٹا ہے، ہاں میں فخر ہے اپنے قائد پر کہ وہ سپاہی کا بیٹا تو ضرور ہے لیکن اس کی جڑیں اس دھرتی کے اندر ہیں، اس کا بیٹا اور مرنا اس دھرتی کی خاطر ہے، نہ تو اس کا وطن سے باہر کوئی امانت ہے، نہ وطن سے باہر محل ہے اور ہمیں فخر ہے کہ ہمارا قائد جو ایک سپاہی کا بیٹا ہے وہ برس برس کی طویل جدوجہد، انتھک سیاسی مشقت کے بعد اس عہدے تک پہنچا، ممبر ضلع کونسل، چیئرمین ضلع کونسل بھی رہا ہے، اسی ایوان میں آپ کی سیٹ پر اور قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر بھی بیٹھا ہے اور آج وہ قائد ایوان ہے تو ہم اپنے قائد پر کیوں فخر نہ کریں؟

جناب سپیکر! میں مبارکباد پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو کہ انہوں نے جو متوازن بجٹ پیش کیا ہے وہ پنجاب کی تاریخ کا انتہائی خوبصورت بجٹ پیش کیا ہے۔ آج اگر ہم تعصب کی عینک اٹھ کر دیکھیں، آج اگر ہم اپنے سیاسی اختلاف کی بھینٹ نہ پڑھا دیں تو کل جو میرے دوست ان نچوں پر بیٹھے ہیں انہوں نے پنجاب کی تلاح کی خاطر، پنجاب کی رفاہ کی خاطر، اس صوبے کے عوام کی خاطر جو منصوبے جاننے تھے آج میرے کہنے کی بات نہیں، اور میرے ماتے کی بات نہیں، وہ تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں اور آج اگر قائد ایوان نے پنجاب کی رفاہ کے لئے، پنجاب کی تلاح کے لئے اور عوام کے لئے اس کے ذہن نے اتنے اتنے خوبصورت منصوبے تراشے ہیں تو وہ آپ کے ماتے یا نہ ماتے سے دھندلا نہیں جائیں گے بلکہ وہ بھی تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔

جناب سپیکر! قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے اس اڑھائی سہ دور اقدار میں عوام کو جو خوبصورت تحفے دیئے ہیں وہ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ، اس صوبے کو صنعتی صوبہ بنانا، پنجاب کے اندر امرجنسی اسپولنس سروس کا اجراء پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جاننا، پروکیشن بورڈ

قائم کر کے بے سہارا بچوں کے تحفظ کے لئے جو قدم اٹھایا ہے یا انہوں نے سپیشل بچوں کے لئے جو تنظیم کے فروغ کے لئے جو قدم اٹھایا ہے 'زرامت کی ترقی کے لئے جو قدم اٹھایا ہے اور آج ان کے خلوص کا، ان کی محنت کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ اسنے تو اپنے غیر مبنی ان کے منصوبوں کی داد دینے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

بجٹ بلاشبہ خوبصورت ہے اور قائد ایوان کا vision بہت خوبصورت ہے لیکن آج میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا، آپ کے توسط سے میں نے گزشتہ بجٹ تقریر میں بھی یہ بات کہی تھی کہ وہ ہاتھ تلاش کیوں نہیں کئے جاتے ہیں جو اس vision کو حوام تک پہنچنے نہیں دیتے، محال دوں گا کہ ہم ایجوکیشن سیکٹر ریکارڈ پروگرام کی بت کرتے ہیں، وزیر اعلیٰ کا vision بہت خوبصورت ہے، پنجاب کی تاریخ میں انہوں نے اٹھلہلی قدم اٹھایا ہے، اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے کہ جب اس ای، اس، آر پروگرام کے تحت سکولوں میں کرے جتے ہیں، نئے بلاک جتے ہیں تو وہ بننے سے پہلے ہی گر کیوں جایا کرتے ہیں؟ کیا انہیں کوئی ہاتھ روک نہیں سکتا؟ میں اپنے ملنے کی محال دیتا ہوں کہ دس سکولوں میں سے چھ سکولوں کی دیواروں میں درازیں پڑ چکی ہیں۔ میں وزراء، کرام سے گزارش کروں گا کہ جتنی محنت سے وزیر اعلیٰ نے یہ اٹھلہلی قدم اٹھایا ہے آپ چیک اینڈ بیٹنس کا ایسا نظام رکھیں کہ ہمارا یہ خوبصورت پروگرام، علاج محل ریت کی دیوار نہ بننے پائے۔ تعلیم کے ضمن میں، وزیر تعلیم کو یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ آج اگر ہم نے استاد کو تحفظ دے دیا، آج اگر ہم نے استاد کے معاشی مستقبل کے محفوظ ہونے کی ضمانت دے دی تو کچھ لیجیے کہ ہم نے اپنی آنے والی نسلوں کو خوبصورت مستقبل دے دیا۔ آج ٹیچرز ایجوکیٹرز کو ہم نے کوئی refund نہیں دیا ہے، ان کے لئے ہم نے کوئی علاج کی بت نہیں کی ہے تو بجٹ میں آپ اس تجویز کو حاصل کر لیجیے اور ساتھ میں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ پنجاب کے سکولوں کو TEVTA کے تحت ایسا انتظام کر دیجیے کہ سکولوں کے اندر ہی ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے ایک آدھ ہیریڈ کا انتظام ہو جانے تو بجٹ میں اس پر اٹھلہلی بوجھ بھی نہیں پڑے گا اور بچوں کی تربیت کا انتظام بھی ہو سکے گا۔

جناب سیکرٹری وزیر صحت سے صحت کے ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ صحت کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے لیکن تجربے نے یہ بات ثابت کی ہے کہ دور دراز ویران علاقوں میں بنیادی مراکز صحت میں ابھی تک کوئی جانے کو تیار نہیں ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ رورل ہیلتھ سٹرز کو اپ گریڈ کر دیں، وہیں چار چار اسمبلنس کھڑی کر دیں تاکہ ریمورٹ ایریا سے فوراً ایمرجنسی کی صورت میں مریض کو لا کر فڈرز بھی پہنچانے جا سکیں اور عوام کو موت بھی دی جا سکے؟ جس طرح آج صوبہ پنجاب اور وٹن عزیز کو ہیپاٹائٹس کا خطرہ ہے، میں تجویز دینا چاہوں گا کہ ہیپاٹائٹس کے خلاف بھی خصوصی تحریک چلائی جائے تاکہ عوام کو ان کی دلہیز پڑا اس موذی مرض کے خلاف تھک فراہم کر دیا جائے۔

جناب سیکرٹری میں وزیر خزانہ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ اپنے اس بجٹ کو جب اپنی بجٹ تقریر میں wind up کریں گے تو اس میں اس پہلو کو نظر انداز نہ کیجیے کہ ان ہاتھوں کو ضرورت تلاش کیجیے، اس کمیشن مافی کو ضرورت تلاش کیجیے جو وزیر اعلیٰ کے خوبصورت vision کو عوام تک نہیں پہنچنے دیتا ہے۔

جناب سیکرٹری ہم نے سارے طبقوں کی بات کر لی، ہم نے زراعت کی بات کر لی، ہم نے صحت کی بات کر لی اور ایک طبقہ وہ ہے جو لینڈ کروزر میں پھرتا ہے، بیڑا کھاتا ہے، اس کو کھاناؤں کا علم ہی نہیں ہے اور ایک طبقہ وہ ہے کہ جو خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ میں اس طبقے کی بات کرنا چاہوں گا جو تنخواہ دار طبقہ ہے، جسے اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنا مشکل ہو چکا ہے، جسے یونیٹی ہاؤس کی ادائیگی مشکل ہو چکی ہے۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ کوئی ایسا طریقہ وضع کیا جائے جس سے اس تنخواہ دار طبقے کو ریلیف مل سکے۔ ہمیں یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ ہر ضلع کے اندر ایک ایسا ادارہ قائم کر دیا جائے کہ جہاں معلوم، بے کس، بے بس عوام مسائل نہ ہونے کے باعث، اپنے مقدمات کی مددوی نہ کر سکتے کے باعث کئی برسوں سے جیلوں میں مقید ہیں ان کے لئے حکومت کی طرف سے ایک ایسا ادارہ قائم ہو جائے جو ان کو ریلیف دے سکے، حکومت کی طرف سے ان کی مددوی کر سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر تعلیم کو یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ ہمارے پنجاب کے دیہات کے اندر talent خالص ہو رہا ہے کیونکہ ان کو رہنمائی نہیں ملتی، ان کو آنے والے دور کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا تو کیا بہتر نہ ہو گا کہ ان کے aptitude کو سکول کی سطح پر ہی پہنچ کر زندگی میں آگے بڑھنے کے لئے میدان ہموار کیا جائے گا؟ میں حکومت کو یہ تجویز بھی دینا چاہوں گا کہ ہمارے پنجاب کے دیہات کے سکولوں میں اساتذہ کی سینیٹیں غلطی پڑی ہیں اور اگر ایسا ہو جانے کہ جہاں سکولوں میں سینیٹیں غلطی ہیں وہاں اجازت دے دی جائے کہ وہاں میسرنگی staff بھرتی کر کے تعلیم کا سلسلہ جاری و ساری رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخری گزارش یہ کرنا چاہوں گا، اپنے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے دوستوں سے بھی یہ اہتمام کرنا چاہوں گا کہ ہمیں پنجاب کے سب سے بڑے صوبے میں اپنے عوام کی نمائندگی کا شرف حاصل ہوا ہے تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ اس بجٹ کو wind up کرتے ہوئے ہم ایک خوبصورت روایت قائم کر جائیں؟ کیا یہ بہتر نہ ہو جائے کہ ہم جس بات پر تنقید کرتے ہیں "پڑھا لکھا پنجاب" وہ پڑھا لکھا پنجاب صرف وزیر اعلیٰ کا پنجاب نہیں ہے، وہ آپ کا بھی اتنا ہی پنجاب ہے، اگر ہم یہ بات کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ زراعت کی ترقی کی بات کرتے ہیں تو وہ کھیت کھدیاں آپ کے بھی اتنے ہی ہیں، کیا آج یہ بہتر نہ ہو گا کہ ہم سارے اس سبز ہلالی پرچم کو گواہ بنا کر حمد کر لیں کہ ہم اگر اس ایوان کے اندر بیٹھے ہیں تو ہمیں مل کر یہ کوشش کرنا ہے اور آج یہاں کوئی ایسی پالیسی وضع کر کے اٹھنا ہے کہ میرے پنجاب کا کوئی بچہ بھوک پیاس سے بلکنا ہو اور نہ جانے، میرے پنجاب کی کوئی ماں اپنے لعل کو اپنے ہی ہاتھوں میں بھوک سے مرنے والا نہ دیکھ سکے اور ہمیں اس بات کا کوئی نظام وضع کر کے اٹھنا ہو گا کہ میرے پنجاب کا کوئی بے بس، بے کس آدمی علاج معالجے کی سہولت نہ ہونے کے ہاتھوں مرنے جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں رب العزت سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قابل کرے کہ ہم صحیح مسنون میں جو عوام کی علاج کی بات کرتے ہیں، عوام کی رفاہ کی بات کرتے ہیں وہ اپنا تن، من، دماغ سب کچھ قربان کر کے اس پنجاب کو خوشحال پنجاب اور خوشحال پاکستان کی طرف گامزن کر سکیں اور یاد رکھیے کہ آج اگر اللہ رب العزت نے ہمیں موقع دیا ہے، آج اگر ہم نے وقت

کی بنی کو نہ سمجھا تو آنے والی نسلیں بھی ہمارا کریمن پکڑ کر ہم سے یہ سوال کریں گی کہ تمہیں ہم نے نائنہ می کا حق دیا تھا، تم نے ہمارے حقوق کی بات نہیں کی۔ یہ اصول ظرت ہے کہ وہ دور بھی دیکھا ہے تاریخ نے آنکھوں سے  
لوگوں نے عطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی ہے  
(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب محمد ایوب خان سلدیرا، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب ہمارے کام ہیں۔ اس صوبہ کے اعلیٰ حکمران ہیں اور ان کی جان میں کوئی تعریف کرے، تقریری ہو یا زبانی وہ حکمرانوں کے جان ہیں ہوتی چاہیے۔ میرے بھائی نے جذبات میں آکر ایک داستانِ عشق کا کردار کچے گڑھے کے اندر استعمال کر کے کیا ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بھٹا۔ آپ تعریف رکھیں۔ جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ہماری تین خواتین بچت پر تقریر کرنے سے رہ گئی ہیں جن میں سے ایک کا ایم۔ ایم۔ اے سے تعلق ہے، ایک کا مینڈی سے تعلق ہے اور ایک کا بی۔ بی۔ بی۔ سے تعلق ہے میں اپنا وقت ان تینوں خواتین کو دیتا ہوں۔ میں cut motion پر بول لوں گا۔ میری درخواست ہے کہ پانچ پانچ منٹ ان کو بھی دے دینے جائیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ ان کے نام مجھے بھجوا دیں۔

جناب ارشد محمود بگو، محترمہ زین النساء، محترمہ طلعت یعقوب۔۔۔



جناب سپیکر، محترمہ زین النساء صاحبہ!

محترمہ زین النساء، عمدہ و نصلی علی رسول الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

کسی خیل کے سانچے میں ڈھل رہی ہوں ابھی  
میں اپنے خواب سے باہر نکل رہی ہوں ابھی

جناب سپیکر! ماضی کی روایات کی طرح ایک بار پھر بجٹ کا اعلان ہوا۔ اس میں غریب عوام کے لئے خوبصورت اور رنگین خواب بجانے گئے۔ حسین مستقبل کی نوید دی گئی لیکن حقائق اس کے برعکس ہیں۔ عوام ایک بار پھر مہنگائی، بدامنی، بے روزگاری اور دوسری دیگر مشکلات کا شکار ہیں۔ اس کا اعلیٰ ثبوت بجٹ کے اعلان کے دو روز کے اندر آنے کی قیمتوں میں اضافہ حکومت کی طرف سے بجٹ کی صورت میں تھا ہے۔ موجودہ بجٹ میں کوئی بھی پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ شامل نہ ہے۔ تعلیمی میدان میں سوتوں کے فدان کے حوالے سے حکومت نے جو 56 بلین روپے کا تخمینہ دیا لیکن 9 بلین کی معمولی سی رقم پنجاب ایجوکیشن سیکرٹریٹ پر وگرام کے لئے مختص کی گئی ہے جو کہ پنجاب حکومت کی تعلیم کے شعبے کے حوالے سے اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے۔ پچھلے سال پڑھے لکھے پنجاب کی مہم کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ کی تصویر ٹی وی پر اور اشتہارات کی مدد سے بے شمار رویہ خرچ کیا گیا جو کہ رقم کا زیاں تھا۔ یہی رقم غریب اور نادار طلباء اور تعلیمی اداروں کی بہتری پر خرچ ہو سکتی تھی۔

جناب سپیکر! پچھلے سال عواتین کے لئے جو 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے اس خرچ کا حساب نہیں بتایا گیا کہ یہ رقم کس پراجیکٹ پر خرچ کی گئی ہے؟ علاج و بہود کے لئے کیا منصوبے بنائے گئے ہیں؟ حکومت کی طرف سے عواتین کی ترقی کے حوالے سے رقم بڑھانی گئی ہے۔ اس حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اس رقم کو صرف زبانی بیع خرچ کے طور پر استعمال نہ کیا جائے بلکہ حقیقی طور پر عواتین کی ترقی کے حوالے سے اس کا صحیح مصرف کیا جائے تاکہ عواتین اس کے حقیقی ثمرات سے مستفید ہو سکیں۔ ماضی میں حکومت کی طرف سے عواتین کے حقوق کے حوالے سے بند بانگ دعوے کئے گئے لیکن حقائق اس کے برعکس رہے۔ حکومت

کو پاستے کہ ملک کے دیسی اور شہری علاقوں میں جاپان اور تھائی لینڈ کی طرز پر کلچرل انڈسٹریز کو فروغ دے تاکہ لوگوں کو اپنے گھر میں رستے ہونے روزگار مل سکے۔ اس سلسلے میں حکومت کو لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ملٹی وسائل فراہم کرنے چاہئیں۔

جناب والا! ملتان میں ہوم اکنامکس کلچر پر 2003 میں کام شروع کیا گیا تھا لیکن ابھی تک اس کو مکمل نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے علاقے کی لڑکیوں میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا اس منصوبے کو جلد از جلد پینے تکمیل تک پہنچایا جانے نیز اندرون شہر کے نئے ایک اور کلچر کی ضرورت ہے جس کے لئے جلد از جلد انتظامات کئے جائیں۔

(اس مرحلے پر جناب ذہنی سیکرٹری کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب سیکرٹری! ملتان بہت بڑا شہر ہے، شہر کے کونے کونے سے نیشنل ہسپتال آنا مشکل ہے اس لئے شہر کے نواح میں کم از کم چار ایم۔ پی۔ ایچ سنٹر بنانے چاہئیں۔ ملتان میں چھڑوں کمپلیکس کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ حکومت کو پاستے کہ اپنے انتظامی اخراجات میں کمی کرے تاکہ خزانے پر کم سے کم بوجھ پڑے، سلامتی کو حکومتی سطح پر اپنایا جانے، بڑی اور نئی گاڑیوں کی خریداری نہ کی جائے۔ دنیا میں وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جن کے عکراں عیش و عشرت کی زندگی کو ترک کرتے ہیں اور جس قوم کے عکراں اور اہرام مل و متاع سینچنے میں لگ جاتے ہیں تو وہاں کے عوام خود کشیاں کرتے ہیں۔ وی۔ آئی۔ پی۔ کچر کو بھی صحیح معنوں میں ملک سے ختم ہونا چاہئے۔ اگر عکراؤں نے عوام ددست پالیسیاں نہ بنائیں تو پھر عوام ان سے اپنا انتظام خود لیں گے۔

دیوار و در و بام کو ڈھانا ہی پڑے گا

اس شہر کو آب پھر سے بنانا ہی پڑے گا

پابند سلاسل مجھے رکے گا کہاں تک

اسے موسم زہداں تھمے جانا ہی پڑے گا

بہت بہت شکریہ۔

**MR DEPUTY SPEAKER:** Thank you. Next speaker is Shazia Chand.

**MRS SHAZIA CHAND:** Mr Speaker! Sir, I take this opportunity to express my feelings and sentiments regarding this present budget of 2005-06. I really congratulate to honourable Chief Minister Chaudhry Parvez Elahi Sahib and Finance Minister, Hasnain Bahadur Dreshak in present a first time in the history of Pakistan 224 billion budget for Punjab.

Mr Speaker! Pakistan under the leadership of President General Parvez Musharraf is moving towards economic self-sufficiency and in the present circumstances, economic war is going on through the whole world and I am thankful to God that our Government under the visionary leadership of Chaudhry Parvez Elahi has succeeded to present tax-free budget in Punjab.

Mr Speaker! I want to discuss the most important aspect in the areas of Education, Agriculture, Irrigation and Health. Our Government gave 3-year plan, especially on elementary education, spending of round about 21 billion over the normal budget allocation. On primary and secondary education we are spending 5 billion rupees. Provision of free text books and stipends of two hundred rupees to 8<sup>th</sup> class girl-students are the main features of this Government to give priority to educate all in the province. Restructuring of the Punjab Education Foundation is another example of the seriousness of the Government in reaching to the poor without bureaucratic control. Seventy percent of budget is allocated

for the rural area of Pakistan.

Mr Speaker! Chief Minister Punjab's slogan "Education for All" is not only a slogan but also it is in actual a step towards increasing literacy. Recruitment of 28000 teachers is another remarkable step taken by the Government which shows the good intentions of the Government. Along with the primary education, our Government is equally aware about the importance of higher education and for this purpose we are spending 700 million rupees. For special children, our Government has taken very strong steps in making the respectable citizens of Pakistan. 150 buses have been purchased to facilitate the students. Ninety special centres at tehsil level and opening of degree college is another remarkable step taken by the Government. In Agriculture Sector, Mr Speaker! our Government is very serious about the importance of this sector. Total of 925 million rupees is allocated for this fiscal year, showing an increase of 26%. This year by the grace of Allah, we have achieved our targets due to favourable weather conditions and policies of the Government which is providing good attention towards research and development for producing new and disease-free seeds for different crops. Donor is also providing all the facilities to farmers to get the credit from the banks at their door-steps. In the Water Management, the Government has also provided all the facilities to improve the water courses and the lining of canals. The Government has given special budget to reconstruct and develop the new mini dams.

Livestock and Production got the special attention of the Government and 500 million rupees have been allocated this year which is 140% higher than the previous budget. This has been done to increase the production and to reduce the prices of meat for the common man.

Mr Speaker! It is worth mentioning that nations can not survive without proper health facilities available to its public. The Government has provided good health facilities to common man at their door steps and not only this, the Government has stated at the urban areas the Ambulance Service. It has been started practically from Lahore and in the coming fiscal year Rawalpindi, Gujranwala, Faisalabad, Sargodha, Bahawalpur and D.G.Khan shall be given the benefit of Ambulance Services.

Mr Speaker! I want to give some suggestions. Firstly, the Government should give more attention towards higher education. As to my knowledge, bureaucratic hurdles are being created to malign the Government. No decision has been made to sell out the building of Comsats Lahore to Federal Government and from this deal the Government of Punjab has to establish its own IT University. Such unfavourable matters, Mr Speaker! occurred due to bureaucratic hurdles which some extent has tried to give bad name to the Government.

Secondly, Mr Speaker! in agriculture sector, I think the bulldozers are very important for the land levelling especially in Bahawalpur District. I think the Government should provide bulldozers and some special funds

for agriculture should be allocated for this purpose.

Thirdly, Mr Speaker! public representatives and general public should be included in forming Peace Committees at all levels. This is very essential to fulfil the vision of our President which is to make Pakistan free from terrorism.

Fourthly, Mr Speaker! women are not being equally treated in all spheres of life. It came to my knowledge that maternity leave is not granted to all working women, especially on contract jobs in the sector of education. We all should try to ensure, that every working woman should be able to get all the required facilities as they are providing double duties as the male members.

In the end, Mr Speaker! I want to congratulate his Excellency, President, Parvez Musharraf and Honourable Chief Minister Punjab, for keeping a very close contact with the public representatives and giving special attention to their genuine demands. Federal and Provincial Budgets, practically showed the mission of our leadership which is to give facilities to accommodate the common man and bring the economic stability and economic prosperity to the people of Pakistan. We pray to Almighty Allah for helping us in combating with terrorism and in giving us respect and peace to our nation among the world's communities. I also congratulate to Mr Speaker and Deputy Speaker for giving full chance to all members in expressing their views about the current Budget 2005-06. Thank you very much.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you very much.

(اذان عشاء)

جناب محمد طاہر محمود، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ایوان میں پوری اذان سنائی جانے۔

جناب ذمٹی سپیکر، کس نے بند کرائی ہے؟ آواز تو آ رہی تھی۔

جناب محمد طاہر محمود، جناب سپیکر! اذان کا آخری حصہ سنائی دیا ہے اور پہلے بھی ایسے ہو چکا

ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ پوری اذان سنائی جانے۔

جناب ذمٹی سپیکر، یہ کیوں بند کی گئی ہے؟ آئندہ ایسی حرکت نہیں ہونی چاہئے۔ پوری اذان

آئی چاہئے۔ This is wrong.

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: I am not allowing any point of order since yesterday and you know me. Nothing in between. Next speaker is Mohtarma Tallat Yaqoob Sahiba.

MS TALLAT YAQOOB: Mr. Speaker! Federal and Provincial Budget without N.F.C Award is violation of Constitution 1973.

جناب سپیکر! علم اقتصادیات میں بجٹ کی جو مختلف تعریفیں کی گئی ہیں میرے خیال

میں ان میں سب سے جامع تعریف یہ ہے کہ بجٹ مجموعی قومی پیداوار میں عوام کی شرکت کا نام

ہے۔ ایک مثالی بجٹ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک متوازن بجٹ ہو۔ اس کا جھکاؤ کسی ایک

خاص طبقے سے نہ ہو۔ وہ بے روزگاری کی شرح میں کمی کر سکے۔ افراط زر پر قابو پاسکے اور اس سے

مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ ہو۔ اگر ان آراء کو مد نظر نہ رکھا جائے تو وہ بجٹ غیر متوازن، غیر

حقیقت مندانہ محض الفاظ کا گورکھ دھندا ہوتا ہے۔ ممکن کی شرح جانتے کے لئے کسی فیڈرل

یورڈ آف سٹیٹسٹکس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر روز اچیانے صرف خریدنے اور ہر ماہ بجلی گیس اور

میں فون کے بل ادا کرنے والی عوام اور غلہ دار خاتون سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ کتنی ممکن

ہے۔ میں جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعلیٰ پرویز الہی سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جن لا تعداد شخصیات نے مایہ بخت تھختی کیا ہے ان میں کتنے لوگوں کو گاڈن کے طریقوں، کسانوں، مزارعوں، بے گھروں، بے سہاروں اور بیکاروں کے مسائل سے آگاہی ہے؟ پراپرٹی ڈیئر، بیٹی پارر، ٹیکسٹائل مل وائے تو باقاعدہ غوش قسمت ہیں کہ آپ نے انہیں تمام قسم کی مھوٹ دے کر بزنس فرینڈلی بخت سے نواز دیا ہے۔ کاش! کسی کو اس پے ہونے دہقان کا بھی خیال آتا ہے وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیج خریدنے کے لئے رقم ہوتی ہے تو کھلا نہیں ہوتی۔ ڈیزل کے لئے پیسے ہوتے ہیں تو کینزے مار ادویات نہیں ہوتیں۔ کیا کبھی کوئی ان پیداواری اخراجات کو کم کرنے کا کارنامہ انجام دے گا یا نہیں؟ آپ ہمسایہ مشرقی منجیب سے موازنہ کر لیجئے، یہ کھلی ہے، اگر کم پاکستانی کرنسی کو بھارتی کرنسی میں تبدیل کر کے جائزہ لیں تو ہمیں شرمندگی ہو گی۔ میں یہاں پر اس کی مثال ضرور دینا چاہتی ہوں کہ پاکستانی کسان کو بجلی 3.28 روپے فی یونٹ ملتی ہے جبکہ مشرقی منجیب یا ہندوستان میں اس کی قیمت ایک روپیہ فی یونٹ ہے۔ پاکستان میں یوریا کھلا کی بوری 470 روپے سے 500 روپے تک ملتی ہے جب کہ ہمسایہ ملک میں اس کی قیمت 333 روپے ہے۔ پاکستان میں D.A.P کی بوری 1050 روپے اور بھارت میں 658 روپے ملتی ہے۔ زرخیز ادویات کی قیمتیں 23 فیصد کم ہیں۔ جبکہ بھارتی کسان سے وہاں کی حکومت کپاس 1225 روپے فی من اور باسٹی چاول 710 روپے فی من خریدتی ہے۔ اس کے برعکس پاکستان میں کپاس 950 روپے اور باسٹی چاول 625 روپے فی من خریدے گئے ہیں۔ یہ تمام مشکلات تو پچھلے بے چارہ غریب دہقان جو اپنا خون پسینہ بہا کر ہم سب کے لئے اجناس فراہم کرتا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended for further half an hour.

محترمہ طلعت یعقوب، جناب والا میں آئینی لحاظ سے اس بحث کو درست بحث ہی نہیں مانتی۔ یہ ایک غیر آئینی بحث ہے۔ جب تک آپ اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ آپ کو گھر چلانے کے لئے کتنے پیسے ملے اس وقت تک آپ بحث کیسے بنا سکتے ہیں؟

جناب سیکرٹری وزیر خزانہ کے اعداد و شمار کے مطابق منجیب کے ضمنی بخت کا حجم

40-ارب 2 کروڑ 89 لاکھ 65 ہزار روپے ہے۔ 2005-2006 کے بخت میں غیر ترقیاتی



اخراجات کا حجم 1 کھرب 52 کروڑ 80 لاکھ روپے مقرر کیا گیا ہے جو رواں مالی سال کے مطالبے میں 11 فیصد زیادہ ہے۔ پنجاب حکومت قرضوں پر سو اداں ارب روپے سود ادا کرے گی۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا حجم بڑھا کر 53 ارب روپے کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی بہت سے ممبران ارازمین کو ترقیاتی پروگرام کے لئے ایک روپیہ بھی نہ ملے گا۔ امن و امان کی صورت رائل کو بہتر بنانے کے لئے 20 ارب 83 کروڑ 68 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ Here I repeat, sir امن و امان کی صورت رائل کو بہتر بنانے کے لئے 20 ارب 83 کروڑ 68 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اتنی بڑی رقم مختص کرنے کے باوجود کیا میں یہ سوچ لوں کہ صوبے میں قتل، ذکیتیں نہیں ہوں گی، صوبے میں چوری نہیں ہوگی، صوبے میں عواتین کی بے حرمتی نہیں ہوگی، دن دہاڑے ڈاکے نہیں پڑیں گے، دن دہاڑے چوریاں نہیں ہوں گی؟ اس کے علاوہ پنجاب کو قابل تقسیم حاصل کی مدت میں 58.4 فیصد حصہ ملے گا جبکہ رواں مالی سال 2004-05 میں پنجاب کو اس مدت میں 64.01 فیصد حصہ ملے گا۔ 2 کھرب 24 ارب 40 کروڑ روپے کا یہ بجٹ پچھلے سال کے مقابلے میں 24 فیصد زائد ہے۔ صحت کے بجٹ میں تقریباً 65 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں امداد و شہاد کے مطابق ایک ارب روپیہ پچھلے سال سے زائد رکھا گیا ہے کیا میں اس کو حقیقت تسلیم کروں یا الفاظ کا گورکھ دہندہ؟ آوازیں، وہ لگی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔۔۔ وہ points دیکھ رہی ہیں۔ محترمہ طلعت یعقوب، مجھے صرف کم از کم مقرر کی گئی تنخواہ میں یعنی تین ہزار روپے میں کوئی بھی مہر اقتصادیات ایک کھر کا بجٹ بنا کر دکھانے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! آپ points دیکھ سکتی ہیں، پڑھ نہیں سکتیں۔ اپنے کاغذات کو نیچے رکھ لیں۔

محترمہ طلعت یعقوب، جناب والا! رہائشی منصوبے کی فراہمی کے لئے بڑے منصوبے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ عرب اور متوسط طبقے کے لئے رہائشی سولتوں کا فقدان ہے۔ یہ بہت بڑا سماجی

مسئلہ ہے۔ لینڈ مافیا نے رہائشی علاقوں میں زمینیں اتنی منگلی کر دی ہیں کہ غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا شخص مکان کی تعمیر تو کیا پلاٹ خریدنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا۔ توقع تھی کہ رائل اسٹیٹ کے کاروبار کو قواعد و ضوابط میں لانے اور رہائشی پلاٹوں کی قیمتوں میں احتدال کے لئے حکومت کوئی موثر قدم اٹھانے کی مگر مرکز کی طرح صوبے کے بجٹ میں بھی اس کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی حکومت کے دوران بقول ان کے سب سے زیادہ توجہ تعلیم پر دی۔ میں یہاں ایک دو باتیں کرنا چاہتی ہوں کہ بروز اتوار 5-جون "نوائے وقت" کے صفحہ 3 پر تعلیم پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ہے جس میں 88 لاکھ طلبہ کو 1 کروڑ 28 لاکھ مفت کتابوں کی فراہمی کے بارے میں لکھا ہے۔ جب میں 88 لاکھ طلبہ کو 1 کروڑ 28 لاکھ روپے پر تقسیم کرتی ہوں تو فی طالب علم ایک روپیہ 40 پیسے بکد اس سے بھی کم رقم سامنے آتی ہے۔ آج کے اس دور میں کون سی کتاب یا نصاب اس رقم میں آتا ہے؟ میں لاہور کینٹ کے ایک ماڈرن علاقے میں رہتی ہوں۔ پنجاب حکومت نے تمام سکولوں کو کتابیں مفت فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں اسلامیہ گریڈ ہائی سکول، مسلم ہائی سکول میں پچھلے پانچ دنوں سے visit کر رہی ہوں۔ کوئی بھی سکول ابھی تک 25 فیصد سہولیات سے بھی مستفید نہیں ہوا ہے۔ یہ تو لاہور جیسے شہر کا حال ہے تو دور دراز کے علاقوں کا کیا حال ہو گا؟

MR DEPUTY SPEAKER:- Mohtarma! Please try to wind up.

محترمہ طلعت یعقوب، جناب والا! پر انٹری سکولوں اور مڈل سکولوں میں اساتذہ سمیت مختلف سہولتوں کے ساتھ کتابیں مفت دینے اور تعلیمی وظائف کے علاوہ دودھ کی فراہمی کا منصوبہ شاندار تھا مگر یہ شکایت عام ہے کہ حکمہ تعلیم کا کرپٹ مافیا خورد برد میں مصروف ہے اور سرکاری سکولوں کے بچوں کی بڑی تعداد ان سہولتوں سے محروم ہے۔ مہنگائی کے سبب کو سب سے زیادہ اہمیت دی جانے کیونکہ سب سے زیادہ آنا، چینی، سبزیاں، پھلوں کی مہنگائی باعث شرم ہے۔ عوام جب سبزیاں اور گندم بھارت سے منگواتے ہیں تو ان میں سخت رنج اور غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

I repeat again - Federal and Provincial Budgets without N.F.C Award is violation of Constitution 1973 .

جناب والا! 1973 کا آئین ہمارے قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید نے اس ملک کے 14 کروڑ عوام کو دیا۔ یہ ایک حلقہ آئین ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے اور ہم اپنے قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آج پاکستان میں ایک لیڈر شپ کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ آئیے! ہم سب مل کر اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اس ملک میں دوبارہ وزیر اعظم بنائیں۔ تاکہ اس ملک میں مکمل طور پر جمہوریت بحال ہو سکے۔ شکریہ

جناب ذہنی سیکرٹری، شکریہ۔ محترمہ بشرنی گردیزی صاحبہ!

**SYEDA BUSHRA NAWAZ GARDEZI:** Thank you honourable Speaker for providing me an opportunity to express my views on the budget though I was not expecting that I will have the time to express myself. I am grateful to you. I am also grateful to all the members in the House who are present here and I hope they will listen to my speech patiently. The increase of 24% in the size of Punjab Budget for the year 2005-06 proves that the Government of Punjab is making concerted efforts to improve the living standards and the life styles of the people. Top priority has been given to Education and Health Sectors. For the first time in the history of Punjab an allocation of Rs:1 billion has been made for environment which is commendable. The initiative to computerize land revenue records though a lengthy process is also commendable. The increase of 65% in allocation for Health Sector reflects Chief Minister's commitment to providing better health facilities to the people. On behalf of the people of Bahawalpur, I would like to express my gratitude for the provision of MRI equipment as well as for the strengthening of Pathology Lab in Bahawal Victoria Hospital.

Though the establishment of Kidney Transplantation and Dialysis Unit have been accorded approval but there has been no progress so far. Therefore, it is requested that work may be started as early as possible. I would like to request the Chief Minister Punjab that a reminder may be sent to the National Highway Authority for the construction of a dual carriage way route from Khanewal bypass to Lodhran, measuring 90km. This segment of the highway is used by all sorts of traffic from Karachi to Peshawar. Its construction would not only reduce the travelling time but also increase employment in the area.

Mr Speaker! A couple of years ago, Pakistan was at the bottom of the education ranking of countries with lowest primary enrolment rate. To resolve this issue the Government of Punjab identified the problems, its causes and addressed this challenge by providing non-existing facilities in the schools. These measures resulted in the enrolment of 900,000 students which is a great success. In spite of this private schools and colleges are thriving continuously. The Government should provide extensive training to the teachers to ensure quality education to the poor students. We need schools where the characters of the students are built. Where they develop confidence, motivation and reflection. The Government also needs to have an adequate monitoring and implementation system that ensures prompt and proper utilization of allocations.

Mr Speaker! The law and order situation is a key-deterrent to investment in Pakistan. Domestic investors suffer more than foreigners. To provide security to the people, the Government has established Police Petrolling Posts throughout the province. These posts are manned by specially trained officers who are being paid good salary, coupled with good living conditions. They will prove to be a motivated force, recognized by the general public as honest, courteous, respectable and reliable. Undoubtedly, the functioning of these Petrolling Posts would alter the social system and reduce fear and uncertainty among the people.

Mr. Speaker! The establishment of Child Protection and Welfare Bureau is one of the commendable initiative by our Government. The Centre has rescued and rehabilitated hundreds of destitute children.

Mr Speaker! The economic growth rate has touched the figures of 8.3% and inflation rate is estimated at 11%. Instead of getting benefit of higher growth and higher production the people are becoming victims of inflation. The stock exchange boom and the real estate boom have not helped the poor. The burden of utility bills has reduced the purchasing power of ordinary people. Keeping all this in view, the Government of Punjab has not imposed any new tax. The increase in the salaries and pensions of Government servants can be beneficial only if the Government succeeds in monitoring the prices of everyday use items.

Mr Speaker! It is indeed a matter of pride for Punjab that favourable climate has been created for investment of millions of dollars by the

investors from abroad and it is expected that this will provide job opportunities to millions of people. I thank you once again.

Deputy Speaker: Thank you. Next speaker is Mohtarma Najmi Saleem!

محترمہ نجمی سلیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اس budget debate پر ائمہ خلیل کا موقع فراہم کیا۔ 371 کے معزز اراکین پر مشتمل اس ایوان کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ صوبے میں بسنے والے 7-1/4 کروڑ عوام کی تلاح و بسود کے لئے ان کی تعلیمی، سماجی، معاشی اور اطلاقی ترقی کے لئے بہت ساری اہمی پالیسیاں مرتب کرے اور بہترین منصوبہ بندی کرے۔  
(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب سپیکر! 2005-06 کے اس بجٹ کو اگر دیکھا جائے تو اس بجٹ میں عوام کی بنیادی ضروریات کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ بجٹ اپنی نوعیت کا ایک انتہائی انوکھا بجٹ ہے جس میں عوام کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ یہ بجٹ نظروں کا ہیرا مہیر ہے۔ اگر دیکھا جائے تو قلمی مملکت میں حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عام آدمی کی بہتری اور تلاح و ترقی کے لئے کام کرے لیکن غربت، بے روزگاری، انصاف کی عدم دستیابی کی خوفناک تصاویر ہمارے سامنے آ رہی ہیں 'میںار پاکستان سے کود کر خود کشی کرنا' بے روزگاری سے تنگ آ کر والدین کا اپنے بچوں کو مار کر خود بھی اپنی زندگی کو ختم کر لینا، ماہیں اپنے بچوں کو بسو کا دیکھ کر دریاؤں میں چھلانگیں لگا دیتی ہیں اور بچوں کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو بھی ختم کر لیتی ہیں۔

جناب سپیکر! جب عوام مجبور ہو کر اپنی جانیں تک دینے پر آمادہ ہوں تو وہاں عوام کے relief اور اس بجٹ کو tax free budget کیسے کہا جا سکتا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ طریب عوام کے ساتھ ایک دھوکا اور ان کی تزییل ہے، تمام اشیائے صرف جن میں ہم خود کشیل ہیں ان کے rates دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں جس سے طریب عوام سے مینے کا حق بھی چھینا جاتا ہے، 'آنا' تیل، مچینی، چاول اور دیگر اشیائے صرف جن سے وہ زندہ رہ سکتے ہیں ان سے وہ چیزیں چھینی جا رہی ہیں۔

جناب سیکر، ایوان کا نام مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔

محترمہ نجمی سلیم، جناب سیکر! 3000 روپے فی کس ملانے آمدنی سے کسی بھی گھر کی ضروریات تو درکنار اس کا چولہا بھی بلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر ملک کے اندر فوری اوصاف اور 98 فیصد موام کو عزت اور وقار کے ساتھ دو وقت کی روٹی بھی میسر نہ ہو تو ہم اس ملک کو کیسے ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں؟ ہم کس طرح سے اس ملک کے اندر جرائم کو ختم کر سکتے ہیں اور کیسے ملک کے اندر ترقی کر سکتے ہیں؟

جناب سیکر! افسوس کا مقام ہے کہ یوٹی پارر اور car friendly budget پیش کر کے غریب موام کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتے ہیں لیکن میں آپ کو اس بات کی بھی یاد دہانی کرا دوں کہ تاریخ ہم سب کو اور خاص طور پر ان لوگوں کو جو گزشتہ 5 سال سے غیر آئینی طور پر حکومت پر قابض ہیں کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔

جناب سیکر! یہاں 11- اگست 1947 کو پہلی دستور ساز اسمبلی میں قائد اعظم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "آپ اس مملکت پاکستان میں آزاد ہیں، آپ کا کسی بھی ذات، عقیدہ، مذہب یا فرقے سے تعلق ہو، کاروبار مملکت کا اس سے کوئی واسطہ نہیں، ہم اس بنیادی اصول کے ساتھ ابتدا کر رہے ہیں کہ ہم سب اس ملک کے یکساں اور برابر کے شہری ہیں" لیکن افسوس کہ قائد کی بیگ کے دعوے داروں نے موجودہ بجٹ میں اقلیتوں کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور کل بجٹ کا ایک فیصد بھی اقلیتوں کی تعلق و بسود کے لئے مختص نہیں کیا۔ صوبے بھر کی اقلیتوں کو اس بجٹ سے سوائے احساس محرومی کے اور کچھ بھی نہیں ملے۔

جناب سیکر! پچھلے بجٹ میں اقلیتوں کے لئے 10 کروڑ روپے کی جو رقم مختص کی گئی تھی اس ایوان میں، میں پوچھنا چاہوں گی کہ اس کو کون سی اقلیتوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور کس مد میں اس کو خرچ کیا گیا ہے؟

جناب سیکر! اس عام پیسے کا حساب کتب آپ کو اس ایوان میں پیش کرنا ہو گا۔ خواتین جو اس ملک کا 51 فیصد ہیں انہیں سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں 33 فیصد حصہ دینا

پلے۔ میں ایک اور تجویز پنجاب حکومت کے سامنے لانا چاہوں گی کہ کمیشن فدر ٹیکن ڈویلپمنٹ کا قیام فوری طور پر عمل میں لایا جائے تاکہ عواتین کی بہتری کے بھی کچھ نہ کچھ اسباب پیدا کئے جا سکیں اور عواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں، زیادتیوں کا فوری طور پر کوئی نہ کوئی آزاد ممکن ہو سکے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ شملہ راضور صاحبہ!

محترمہ شملہ راضور، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بڑی مشکور ہوں کہ آپ نے اتنے ممبران میں سے مجھے بھی بحث پر بحث کرنے کے لئے موقع دیا۔ یقیناً وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ سب کبلا کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے پنجاب کے لئے ریکارڈ بحث پیش کیا۔ 224۔ ارب سے ترقیاتی اخراجات جن میں 53۔ ارب ہیں جو 45 فیصد کل بحث کا ہیں، یقیناً اتنا بڑا ترقیاتی کاموں کے لئے بحث رکھنا بہت بڑا ریکارڈ ہے، یہ یقیناً ایک history ہے۔ ایجوکیشن کے بارے میں بہت قابل تحسین باتیں ہوئیں۔ حقائق کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور میں خود وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آج کے دور کا سرسید احمد خان کوں گی کہ وہ بھی تعلیم کے میدان میں جو کارکردگی سرانجام دے رہے ہیں اسی بات کو سرسید احمد خان نے 1857 میں محسوس کیا تھا کہ مسلمان تعلیمی میدان میں ترقی کئے بغیر کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے ایجوکیشن سیکٹر رپورٹرز کی صورت میں ایک میگا پراجیکٹ پنجاب میں پیش کیا۔ ہیلتھ سیکٹر کی بات بھی بہت ہوئی اور یقیناً اس کے لئے بھی ہم ہیلتھ منسٹر کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ ایسے segments جو ابھی تک رہ گئے ہیں میں ان کے بارے میں چند باتیں کہوں گی۔ کہ کسی بھی ملک اور کسی بھی صوبے کی معاشی ترقی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں پر سیاسی استحکام ہو۔ اس کے بغیر کوئی بھی ملک، کوئی بھی صوبہ، کوئی بھی شہر، کوئی بھی علاقہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے یقیناً جنرل پرویز مشرف خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اسمبلیوں کو اس حد تک پہنچایا کہ آج ہم صوبے کی ترقی کے لئے میگا پراجیکٹ دے رہے ہیں۔ معاشی استحکام آئے سے آگے بند رہا ہے۔ اس حوالے سے میں نیشنل سیکورٹی کونسل کے کردار کو بھی بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ اس کی وجہ



سے سیاسی استحکام موجود ہے، ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ اور دیگر تمام صوبے استحکام کی صورت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایسے ہی چلتا رہے گا۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور ہوا ہوتا ہے

جناب سپیکر! اس حوالے سے میں یہ بات ضرور کہتی ہوں کہ ہمارے کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں کہ جن کے بارے میں ابھی ہمارے ممبران نے وقت کی کمی کی وجہ سے شدید روشنی نہیں ڈالی۔ ماحولیات کے حوالے سے میں وزیر اعلیٰ صاحب اور مخدوم اشفاق صاحب کو بھی مبارکباد دیتی ہوں کہ انھوں نے ایک ارب روپے سے گریں فنڈ قائم کیا اور صوبے میں ماحولیات کی صورت حال کو مزید بہتر بنانے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ میں خاص طور پر ٹکریہ ادا کرتی ہوں کہ انھوں نے میرے شہر سیالکوٹ کے لئے نو کروڑ روپے سے نیریز کو شفٹ کرنے کے لئے ایک پراجیکٹ launch کیا ہے جس کے لئے میں نہایت مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! مسکائی کا رونا بست سا اور یقیناً ہم اس بات کو جھٹلا نہیں سکتے کہ growth rate ہمارا 8 فیصد تک show کیا گیا ہے جس کی ہم مبارکباد دیتے ہیں لیکن اس حوالے سے میں یہ ضرور کہوں گی کہ ہماری طرف سے جتنے ممبران نے تھاریر کی ہیں، ہم اپنے بجٹ کی تعریف کرتے ہیں لیکن ہم تجاویز بھی دیتے ہیں کیونکہ عقید برائے عقید کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ میں اس حوالے سے یہ ضرور کہنا چاہتی ہوں کہ لائیو سٹاک مضبوط کرنے کے لئے جو اہموتے options دینے گئے ہیں جب تک صوبے کی غذائی ضروریات پوری نہیں ہوں گی، مسکائی پر قابو نہیں پایا جا سکتا اس لئے لائیو سٹاک کے لئے زیادہ سے زیادہ قرضوں کی آسان طریقے سے فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کے اقدامات کو میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور منسٹر صاحب کو بھی سلام پیش کرتی ہوں۔ جب لائیو سٹاک improve ہوگا تو پھر ایک مہمونا کاشتکار یا مویشی پالنے والا مہمونا غاندان معاشی طور پر اپنی کھات کر سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک کی اور صوبے کی غذائی ضروریات بھی پوری ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! لیبر مشنر صاحب کے متعلق ان کے کام کو ہم دیکھیں، ہم نے ذاتی طور پر دیکھا ہے کہ پارٹیاں تو بہت آئیں کہ جو روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے جموڑتی تھیں لیکن کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ لیبر کے لئے کالونیاں بنانی جائیں۔ آئیں! میں ان محالوں کو سیالکوٹ میں لے کر چلتی ہوں، وہ ہمارے شہر سیالکوٹ میں آ کر دیکھیں کہ کس طرح لیبر کالونیاں مرید کے اور سیالکوٹ میں بنانی گئی ہیں۔ یہ وہ دیکھیں گے تو ان کے منہ میں بھی پانی آنے کا اور یہ کہیں گے کہ یہ تو سرے محل سے بھی اچھے ہیں لیکن وہ وزیروں کے لئے نہیں بلکہ مزدوروں کے لئے بنانے گئے ہیں۔ ہمارے مزدور جن کا خون پسینہ اس ملک کی جڑوں میں موجود ہے یہ مکان ان کے لئے بنائے گئے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انھوں نے طرحوں اور مزدوروں کے لئے عملی طور پر کام کیا ہے۔ میں پی۔ ڈی۔ ایف کے بارے میں ضرور گزارش کروں گی کہ اس سکیم کے تحت یقیناً صوبے کی معیشت میں استحکام آیا ہے اور ملک کو اور ہمارے صوبے کے تمام ڈیپارٹمنٹ کی allocation میں بہتری آئی ہے۔ میں وزیر ٹرانز سے درخواست کروں گی کہ اس طرح کی سکیمیں دیگر محکموں کو بھی جاری کرنے کی اجازت دیں تاکہ وہ خود اپنے اوپر انحصار کریں۔ ٹھیک ہے، این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا جلد فیصد متوقع ہے لیکن صوبوں کو اپنے وسائل پر خود بھی انحصار کرنا چاہیے اور خود سے اپنے لئے وسائل کو generate کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ میں اس حوالے سے ضرور کموں گی کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم اس صوبے کے ہر فرد کے لئے وہ سہولیت دیں کہ کوئی پیر، بھوکا نہ رہے، کوئی ایسا گھر نہ ہو، کوئی ایسے لوگ نہ رہ جائیں جن کو صحت میسر نہ ہو لیکن ایسا بالکل ممکن تھا اگر ہمارے پیٹلے حکمران یہاں سے پیسے کر سرتے محل نہ بناتے، بدہ میں شیل طیں نہ لگاتے تو یقیناً یہ بات ممکن تھی اور ہم یہاں پر ہر ایک کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا وعدہ پورا کر سکتے تھے۔ اس حوالے سے مجھے ان حکمرانوں پر شرم محسوس ہوتی ہے کہ جو دیگر ملکوں پریش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کرپشن کی وجہ سے منہ پھپھا کر پیٹھے ہونے ہیں۔ کیوں نہیں دہنی سے آتے، کیا وجہ ہے، ان سے پوچھیں۔ سوشل عدالت میں ہاتھ جوڑ کر بیٹھے ہونے ہیں کہ ہم سے deal کریں، معافی مانگنے کے لئے بیٹھے ہونے ہیں، اسلام آباد پر نظریں لگانے بیٹھے ہونے ہیں کہ ہم سے deal کر لیجئے۔ ہمارے جرم معاف کر دیجئے۔ ہم نے جو

کرپشن کر رکھی ہے اس تصور سے ہمیں معافی دے دیں لیکن کرپشن کرنے والے اس قوم کے ہمدار ہیں۔ ہماری آنے والی generation کے ہمدار ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا مناء اللہ خان صاحب!

رانا مناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج سالانہ میزبانہ 2005-06 پر debate کا آخری روز ہے اور میں ایوزیشن کے ان ممبران کا جنہوں نے اس debate میں حصہ لیا اور facts and figures کی بنیاد پر اپنی تجاویز ایوان کے سامنے رکھیں ان کو کہیں تک تسلیم کیا جاتا ہے یہ تو وزیر خزانہ کی concluding speech کے بعد پتا چلے گا لیکن بہر حال انہوں نے اپنا ایک فرض منصبی ادا کیا۔ فریڈری پیجز کی طرف سے جن حضرات نے debate میں حصہ لیا ان میں بہت ساروں نے تو روایتی باتیں کہیں، کسی نے کہا کہ بہت مبدکبلا کے مستحق ہیں، کسی نے کہا کہ بہت بڑا بجٹ لے آئے ہیں، اتنا بڑا بجٹ لے آئے ہیں، اتنے وافر پیسے لے آئے ہیں، ٹیڈ انہوں نے اپنی جاگیر بیچ کر یا اپنے بنک بیلنس سے بجٹ میں حصہ ڈال دیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگوں نے اپنے ضمیر کی آواز پر لیک کتے ہونے کچھ سچی باتیں بھی یہاں کہیں اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بجٹ کی تیاری کے پورے process میں قطعی طور پر شامل نہیں کیا گیا۔ دراصل ہوا بھی ایسے ہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کی تیاری میں جو صحیح معنوں میں مبدکبلا کے مستحق ہیں وہ سیکرٹری فنانس سلمان صدیقی صاحب، امہ نواز سکیرا صاحب ایڈیشنل فنانس سیکرٹری بجٹ، محمد مشتاق امہ ایڈیشنل سیکرٹری فنانس expenditure، سعید اقبال واہد صاحب ایڈیشنل سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری صاحبان اور ان کے ساتھ سیکشن آفیسر صاحبان ہیں۔۔۔۔۔ (قطع کلامیوں)

محترمہ فرزانہ نذیر، جناب سپیکر!۔۔۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اب یہ فرمائیں کہ انہوں نے کس بت پر شور مچانا شروع کر دیا

ہے؟

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب! آپ اپنی بت جاری رکھیں۔

رانا مناء اللہ خان، میں اپنی ان معزز عواتین بسوں کو اس بات کی یقین دہانی کروا رہا ہوں کہ انہیں اپنی performance show کرنے کے لئے میں آگے جا کر بہت سی باتیں کروں گا جو انہیں موقع ملے گا۔ ابھی تو میں نے کوئی بات کی ہی نہیں ہے، پہلے ہی انہوں نے خورچھانا شروع کر دیا ہے۔ بہت ساری باتیں ہوں گی۔ ابھی تو ان کے خورچھانے والی کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! یہ تمام نیم فائنس ڈویژن کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام آئیکس این 'ان کے ذمہ سیکرٹری صاحبان اور سیکشن آئیکس این صاحبان سب مباد کپال کے مستحق ہیں کہ ان کو جو facts and figures available کر کے دینے گئے انہوں نے اسے بہتر انداز میں formulate کر کے بجٹ کو کتابی شکل میں پیش کیا۔ 224۔ ارب روپے کے بجٹ میں 53۔ ارب روپیہ development side اور 158 کے قریب non development side پر ہے۔ اب اس میں جو development side پر ہے۔۔۔۔

محترمہ فرزانہ ندیم، یہ 53 (ترونجی) کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی 'رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر ان کو 53 (ترونجی) کی کچھ نہیں ہے، جس گاؤں میں یہ رہتی ہیں ان کو چاہئے کہ 53 (ترونجی) کیا ہوتا ہے۔ یہ بڑی اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ اب شہر میں آکر ممبر بن کر یہ (ترونجی) کو بحال گنی ہیں اور 53 اور (تین) کو انہوں نے یاد رکھا ہوا ہے۔ ان کو پچھلی چیزیں بھی یاد رکھنی چاہئیں۔ یہ development side اور non development side کو اگر آپ دیکھیں کہ پنجاب کی تقریباً ساڑھے آٹھ کروڑ کی آبادی میں بھاری بھارے حکومت کا بوجھ کس تقریباً 1845/- روپے بنتا ہے، جو development side پر ہے وہ 623/- روپے بنتا ہے۔ یہی ratio آپ پچھلے سال میں پلے جائیں تو 181۔ ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت بھی development side 43۔ ارب تھی۔ پچھلے سال کے بجٹ میں 43۔ ارب روپیہ development side پر تھا، یعنی اگر یہ کہا جائے کہ اس سال جو 53۔ ارب روپے کا بجٹ development side پر ہے، ملاں جگہ پر 32۔ کروڑ جانے گا، ملاں جگہ پر دس کروڑ جانے گا، ملاں

بلکہ پر پندرہ کروڑ جانے کا اگر تو پچھلے سال اس سلسلے میں کوئی خرچہ نہیں ہوا تھا تو پھر تو کہا جانے کہ اس سال اتنے کروڑ روپے خرچ ہو گا لہذا لوگوں کے حالات تبدیل ہو جائیں گے۔ یہ پچھلے سال بھی کروڑوں کی تعداد میں تقسیم ہوا۔ اس سے پچھلے سال یہ 30-ارب 50 کروڑ کے قریب تھا تو اس وقت بھی یہی صورتحال تھی اور اس سے پچھلے سال جب 20-ارب 75 کروڑ تھا تو اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ اس میں ہم نے 47 فیصد اضافہ کر دیا ہے اور اس اضافے کے بعد یہ بجٹ خرچ ہونے سے ہر بلکہ لوگوں کی سولتوں میں اور عام آدمی کی زندگی میں سولت پیدا ہوگی۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ پچھلے تین سالوں میں جوں جوں بجٹ کی رقم اور اس کے عزم میں اضافہ ہوا ہے اس طرح سے عام آدمی کی زندگی میں سولت پیدا نہیں ہوئی۔ کسی ایسی سولت کا یہ نام نہیں لے سکتے کہ نہ دیں کہ بجٹ تین گنا ہو گیا ہے لہذا عام آدمی کو سولتیں فراہم کرنے والی چیزوں کی تعداد میں بھی تین گنا اضافہ ہو گیا ہے بلکہ وہ چیزیں 'ڈوٹنٹس' جو عام آدمی کی زندگی امیرن کئے ہونے ہیں، جو عام آدمی کو خودکشی پر مجبور کئے ہوئے ہیں ان لائنوں میں اضافہ ہوا ہے، ممکنہ کی منت میں بھی اضافہ ہوا ہے، جس طرح بجٹ کے عزم میں دو تین گنا اضافہ ہوا ہے اس طرح ممکنہ میں بھی دو تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ دوسری سب سے بڑی منت بے روزگاری ہے اس میں بھی دو تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ جرائم پیشہ افراد کی منت میں بھی تین چار گنا اضافہ ہوا ہے یا پھر ہمارے وزراء کی تعداد میں دو تین گنا زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ ان اضافوں کے علاوہ یہ بتائیں یا پھر ان کی مراعات میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے۔ عام آدمی کو جو سولتیں فراہم ہوتی یا ہمیں ان سولتوں کے فراہم ہونے میں تو کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ یہ صرف figures ہیں۔ کبھی یہ non development side اور development side کو اکٹھا کر کے بتا دیتے ہیں، کبھی ان کو علیحدہ علیحدہ کر کے بتا دیتے ہیں تاکہ عوام confuse رہیں۔ اس بجٹ میں جو 224-ارب رقم رکھی گئی ہے اس میں صرف پنجاب کا حصہ 26 فیصد ہے۔ ان میں سے صرف 26 فیصد پنجاب اپنے sources سے اور 74 فیصد ہمیں مرکز سے ملے گا۔ میں 26 فیصد کے متعلق تھوڑی سی بات کرنے کے بعد اس طرف آؤں گا جو اس کا main حصہ 74 فیصد ہے۔ یہ بجٹ تقریر جو وزیر خزانہ صاحب نے ہمارے سامنے کی ہے اس بجٹ کی تقریر کا جو face ہے اس میں انہوں نے جو چیزیں بتائی

ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ گو یہ تقریر لکھی تو کسی ایڈیشنل سیکرٹری نے بے لیکن چونکہ پڑھی انہوں نے ہے اور انہی سے منسوب ہے کیونکہ اس تقریر کے الفاظ ہی یہ جلتے ہیں کہ یہ کسی بیورو کریٹ نے لکھی ہے ورنہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو اس قسم کا معاملہ ہونا چاہئے۔ انہوں نے جہاں سے شروع کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے اقوام عالم میں ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بیورو کریسی نے ان پر طنز کیا ہے کیونکہ ویسے تو ان کو پتا ہے کہ ان کی جتنی عزت ہے، افسران کو پتا ہے اور ان کے متعلق انہیں کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہے کہ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! [\*\*\*\*\*] میں سمجھتا ہوں کہ اس ایڈیشنل سیکرٹری صاحب نے جن کے ذمے یہ تقریر لکھنا تھی انہوں نے جب یہ تقریر لکھی ہے [\*\*\*\*\*] اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اقوام عالم میں اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس کے بعد وزیر خزانہ نے جو بجٹ تقریر کی ہے وہ میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا کہ انہوں نے اس میں 234۔ ارب روپے یعنی 224۔ ارب کا بجٹ ہے اور 234 کا انہوں نے لوگوں کو غواب دکھایا ہے۔ ان رقوم کے متعلق کہیں بھی بجٹ کی کتابوں میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ وہ صرف انہوں نے اسی طرح سے جس طرح سے یہ اس سال کہتے ہیں کہ ہم نے 9۔ ارب روپے تعلیم پر خرچ کرنا ہے۔ ان کی تقریر جو آج سے پورے تین سال پہلے بجٹ پیش کیا گیا اس کا میرا ایجنڈہ دیتا ہوں کہ "جاری بجٹ صحت، تعلیم، پولیس اور محکمہ آب پاشی کے لئے تجویز کردہ وسائل کی تفصیل یہ ہے۔ شبہ تعلیم 31۔ ارب 16 کروڑ روپے" اب اس وقت

انہوں نے یہ کہا کہ ہم 31- ارب 16 کروڑ روپے خرچ کر کے تعلیم کو بہتر کریں گے لیکن اب تین سال بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم 9- ارب روپیہ خرچ کر کے تعلیم کی سہولتوں کو ملک میں ہر طرف پھیلائیں گے اور اس کی کو دور کر دیں گے۔ یہ اسی طرح سے مجھے پتا ہے کہ یہ کبھی development کو حاصل کر کے، کبھی development اور non development کو الگ الگ کر کے صرف لوگوں کو وقتی طور پر یہ بتایا جاتا ہے کہ بڑی خوشحالی آنے والی ہے۔ اگلے سال میں تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ اس میں آپ یہ نوٹ فرمائیں کہ اس تقریر کے صفحہ 4 پر یہ کہا گیا ہے کہ حکومت اب ترجمگی بنیادوں پر جانوی اور ہائیر تعلیم پر بھی توجہ دینا چاہتی ہے۔ اس کے بعد ایک دس ملد تو سبھی منصوبہ تشکیل دیا جا رہا ہے جس کے تحت اس شعبے میں 120- ارب روپے کی سرمایہ کاری کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ ان پوری books میں بتائیں کہ 120- ارب روپے کی منصوبہ بندی انہوں نے کہاں پر کی اور کہاں سے انہوں نے بتایا کہ یہ source کہاں سے آنے کا؟ کوئی نہیں۔ بس صرف ایک بات بتادی گئی کہ ہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور 120- ارب روپے کی رقم ہم خرچ کریں گے۔ اسی طرح سے اگلے صفحہ پر اگلے تین سالوں میں اس سال سات سو ملین ہے، اگلے تین سالوں میں 4- ارب روپے کی مزید سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔ کہاں سے کی جا رہی ہے؟ کہاں پر کی جا رہی ہے؟ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اگلا صفحہ نمبر 6 ہے اس میں یہ ہے کہ درمیانی مدت کے عرصے میں 10- ارب روپے سے زائد رقم فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ اس 10- ارب روپے کی رقم کا بھی کسی جگہ پر کوئی ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح سے آگے ہے کہ اگلے چالی سال سے 7- ارب روپے کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ اس طرح سے صفحہ نمبر 8 پر ہے۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سیکرٹری! میں معزز ذہنی لیڈر آف دی ایجوکیشن سے درخواست کروں گا کہ ہمارے مطلب کو انہوں نے غراب کر دیا ہے۔ آپ تو تلاش مینی کر رہے

ہیں۔ اگر آپ points پر بات کریں تو پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کر سکتے ہیں۔ کبھی آپ اُدھر تھکتا کرتے ہیں، کبھی اُدھر تھکتا کرتے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! کیلی صاحب تازہ تازہ کینیڈا سے آنے ہیں اس لئے تاش بینٹی کا لفظ ان کے ذہن میں سما یا ہوا ہے۔ ایوان میں تاش بینٹی نہیں ہوتی۔ تاش بینٹی اُدھر ہی ہوتی ہے جہاں سے یہ ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 8 پر ان ترجیحات کے پیش نظر اگلے پانچ سالوں میں اس شعبے میں مختلف طریق کار سے 100-ارب روپے سے زائد رقم کی سرمایہ کاری کی جانے گی۔ یہ انہوں نے 234-ارب روپیہ بتایا ہے۔ میں نے جو نوٹ کیا ہے وہ 120-ارب ایک ہے، 4-ارب ایک ہے، 10-ارب ایک ہے اور 100-ارب ایک ہے اور اس کا کہیں بھی budget document میں ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف الٹا طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ ہم 234-ارب روپیہ خرچ کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں اور 224-ارب روپیہ ہم اس دفعہ خرچ کر رہے ہیں تو یہ تو ان کے figures کا حال ہے کہ اسی طرح سے 224-ارب اور اسی طرح سے 234-ارب روپے انہوں نے عیاں عیاں میں ہی خرچ کر دیا ہے۔ لوگوں کو بتا دیا ہے۔ یہ اس مراٹھی کی مثال ہے کہ "کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس نے فیتروں کو کھنا شروع کر دیا کہ میں تمہیں ہزار دوں گا، تمہیں دو ہزار دوں گا، تمہیں دس ہزار دوں گا بیٹھ جاؤ۔ خود جا کر گھر سو گیا۔ فیتروں نے تموزی دیر بعد کہا کہ ابھیہ پیسے ملنے کتھوں تو اس نے کہا کہ دینے کتھوں۔ تیس سالوں خوش کیا، اسیں تمانوں خوش کر دتا۔" یہ ان کا حال ہے کہ 224-ارب، 234-ارب اور اس صوبے کے وسائل سے متعلق ان کی حالت یا ان کے concern کی طرف میں آتا ہوں۔ اس صوبے کا ریونیو 224-ارب انہوں نے کہا کہ ہم non development اور development side پر خرچ کریں گے اس 224-ارب میں ان کا حصہ صرف 26 فیصد ہے اور جو Divisible Poll سے رقم آتی ہے وہ 74 فیصد ہے۔ اب اس 74 فیصد کے متعلق جو این۔ایف۔سی ایوارڈ ہے، این۔ایف۔سی ایوارڈ پر پنجاب کی کوئی نامہ نہی نہیں ہے۔ پنجاب کے موقف کو کہیں بھی پیش نہیں کیا گیا۔ پنجاب کی کہیں بھی بات نہیں کی جارہی، میں ان کے white paper سے



یہ مختصر آ عرض کروں گا کہ Federal Divisible Poll Taxes کے مطابق

This is a largest source of reserve for the Provincial Government .  
The composition of Divisible Poll under the National Finance  
Commission (N.F.C) Award 1979 is as follows...

(قطع کلامیں)

جناب سپیکر! ایوان کو in order کریں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلزز، آرڈر پلزز۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اگر تو یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح سے بات کی جانے تو۔۔۔

(قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! آپ ایوان کو in order کریں۔ ایوان کو procedure کے مطابق  
پلائیں۔

اگر تو انہوں نے منصوبہ بندی کر کے یہ سارا کام کرنا ہے تو ہم بھی انتہاء اللہ پوری پلاننگ کے ساتھ  
بات کریں گے۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب! آپ کو پلاننگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اگر انہوں نے ہماری تقریر سنی ہے تو پھر ہم بھی ان کی تقریر سنی  
گئے اگر یہ تقریر نہیں سنتے تو پھر ہم بھی نہیں سنیں گے۔ (قطع کلامیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ملک صاحب!

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS:

Thank you. Mr. Speaker! We always regarded Rana Sanaulah as a very  
good parliamentarian. If he speaks sense..

اہم بات کریں گے۔ میرے لئے تو میرانگی کی بات ہے the arguments he is giving ان میں کوئی ایسی بات ہے نہیں کہ جن کو سنا جاسکے۔ (نعرہ ہانپتے تحسین) میں تو یہاں بیٹھا اس لئے تھا کہ یہ ایک بڑی میڈیا criticism کریں گے۔

I regard him as a member. I regard him as a parliamentarian.

ان کی contribution ہے لیکن آج یہ اپنی speech میں جو analysis دے رہے ہیں پانچ باتیں انہوں نے کی ہیں۔ دیکھیں

I am addressing Chair and I am just trying to make one point. If I am not logical I will just sit down. It's point of order and Chair can rule it out.

سیکرٹری خود جو بھی تقریر کر رہے تھے وہیں اپنی Chair پر بیٹھے ہیں لیکن یہاں پر سارے معزز ممبران نے سنیں اگر ان کی speech میں sense ہو وہ logical بات کر رہے ہوں جس کے اندر کوئی میڈیا بات سامنے آ رہی ہو تو ٹھیک ہے everybody will listen to it جو انہوں نے ترقیاتی رقم کے حوالے سے equation دی ہے کہ

70% of the expenditure amount is the part of the development funds.

Can you neglect it? Can you deny it?

ان کو نہیں پتا کہ ایسے ہوتا ہے؟ اب 21-ارب روپے کی بات کرتے ہیں۔ اس وقت تنخواہیں دینا پنجاب حکومت کا کام تھا اور آج وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے۔ اس کا hard fact انہیں نہیں پتا how can we listen to it? یہ دو باتیں انہوں نے کی ہیں اور دونوں باتیں ہی sub-standard ہیں۔ مطلب ایک بجٹ کو انہوں نے criticise کرنا ہے he should come up with facts and figures اور یہ کر سکتے ہیں۔ اگر اس کے اندر کوئی چیز ہے تو he can come up with it اب compulsion تھوڑی ہے کہ ہم نے بیٹھ کر سنی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سیکرٹری! چاہئے تو یہ تھا کہ ملک احمد خان صاحب بحث پر تقرر کرتے اور رانا صاحب کی بات کا جواب دیتے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے۔ مثلاً اللہ facts and figures یہ جو کچھ کر رہے ہیں ہمیں بھی سب آ رہی ہے۔ ہم بھی سمجھتے ہیں لیکن اگر انہیں شوق ہے اور یہ شوق پورا کرنا چاہتے ہیں تو اپنی باری پر بات کر لیں۔ ان کو موقع دیں اور ہم بیٹھے ہیں اور بیٹھے رہیں گے انشاء اللہ۔

جناب سیکرٹری، جی، رانا صاحب!

رانا منام اللہ خان، جناب سیکرٹری! ملک صاحب میرا خیال ہے کہ جس دن سے بحث پر بحث ہو رہی ہے تو یہ تشریف ہی آج پہلے دن لسنے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ non development side اور development side کے فرق کا ہم سب کو پتا ہے اور کس کو نہیں پتا کہ یہ ہر جگہ لکھا ہوا ہے کہ 158 بلین روپے non development side اور 53۔ ارب روپے development side پر ہیں اور اس کا یہی فرق ہے۔ یہی فرق اس سال ہے، یہی فرق پچھلے سال تھا، یہی اس سے پچھلے سال تھا اور یہی اس سے پچھلے سال تھا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اگر تنخواہیں دیتی ہے تو کیا وہ اپنے پاس سے دیتی ہے؟ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جو تنخواہیں دیتی ہے وہ بھی پنجاب سے ہی پیسے جاتے ہیں تو وہ دیتی ہے۔ ملازمین کی تنخواہیں ہیں، بات یہ ہے کہ یہ جو 224 بلین روپیہ ہے، یہ مجھے بتائیں کہاں سے آتا ہے؟ اگر یہ 131 بلین روپیہ فیڈرل سے آتا ہے جو کہ پچھلے سال آیا تھا، یہی انہوں نے اس سال اندازہ لگایا ہے تو فیڈریشن والے کوئی اپنے sources سے پیدا کر رہے ہیں، سیز ٹیکس، ویلٹھ ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، کسٹم ٹیکس، وہ بھی صوبے سے ہی اکٹھا ہوتا ہے، پنجاب کے لوگوں سے اکٹھا ہوتا ہے جو کہ فیڈریشن میں جاتا ہے اور اس کے بعد وہ واپس کیسے آجاتا ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، کیانی صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سیکرٹری اراٹا صاحب بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ مجھے 45 منٹ سے اس ایوان کا کوئی انہوں نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟ ہم کوئی منہ اللہ کو سنے آتے ہیں؟ We are not fools. There are people sitting and.. دس بج چکے ہیں۔ ہم اس قوم کا وقت ضائع کرنے نہیں آتے ہیں۔ منہ اللہ صاحب! آپ یہ جو کہتے ہیں نا کہ تاش بینی۔ ہم تاش بینی نہیں کرنے گئے تھے we have learnt a lot from that آپ صرف یہ کریں کہ ایک ٹائم بنا دیں how long would you take to wind up your speech? باقی لوگوں نے بھی بولنا ہے۔ ہم ساری رات آپ کی فضولیات سنے نہیں آئے۔

Please for God sake, come to the point and let us finish this thing.

جناب سیکرٹری، جی اراٹا صاحب!

ارٹا منہ اللہ خان، جناب سیکرٹری! یہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ ہمیں wind up کا بتائیں۔ اب مجھے نہیں پتا کہ آپ نے اس میں کتنی مداخلت اور کتنی interference کرنی ہے؟ اب تک جو دس پندرہ منٹ ہوئے ہیں اس میں سے 13 منٹ تو انہوں نے لے لے لئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ development side اور non development side کے بارے میں جو میں نے عرض کیا ہے، میں نے صرف اس point پر بات کی ہے کہ وہ وہی ہے جو فرق آج سے تین سال پہلے تھا، وہی آج بھی ہے یا تو یہ بتائیں کہ ہم نے non development side پر اتنا cut لگایا اور development side میں اتنا اضافہ کیا ہے۔ یہ ان کی good governance کی نشانی ہوگی۔ یہ اپنی good governance بتائیں۔ باقی یہ کہنا کہ پچھلے سال ہمارے پاس 181- ارب روپیہ تھا، اس سے پچھلے سال 149- ارب تھا اور اب 224 کروڑ ہے۔ دس کروڑ ادھر دے دیا، 15 کروڑ ادھر دے دیا۔ یہ calculation ان صاحبان نے کی ہے جنہیں میں نے مبارکباد دی ہے۔ یہ تو ہر سال انہوں نے کر کے دے دینی ہے اور اس کے مطابق بات آگے چل جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اصل معاملہ یہ ہے کہ میں ان معزز ارکان سے جو اس وقت ایوان میں بیٹھے ہیں، یہ گزارش کروں گا کہ وہ میری بات کو جو صرف پانچ منٹ کی بات ہے، اسے ذرا سن لیں۔ اس کے بعد یہ حور ڈال لیں۔

جناب والا! یہ فیڈرل ٹرانسفرز ہیں۔ Federal Divisible Poll Taxes ہیں کہ،

This is the largest source of revenue for the Provincial Government. The composition of Divisible Pool under the National Finance Commission Award 1997 is as follows..

اب یہ ایوارڈ جو کہ دو مرتبہ اس سے پہلے ہوا ہے۔ ایک دفعہ 1992 میں ہوا ہے اور دوسری دفعہ 1997 میں ہوا ہے اور دونوں مرتبہ اس ایوارڈ کو کرنے کا شرف میاں محمد نواز شریف کو حاصل ہوا ہے اور میاں محمد نواز شریف کی مہربانہ قیادت میں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹرلج تحسین کے مستحق ہیں کہ وہ دونوں مرتبہ وزیر اعظم تھے اور انہوں نے amicably فیڈریشن کے تمام یونٹوں کو اس بات پر قائل کیا اور قائل کرنے کے بعد دونوں دفعہ ایوارڈ دیا اور دونوں مرتبہ یہ ایوارڈ پالیٹن کی بنیاد پر دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں آتا کیا کیا ہے؟ اس میں فیکسز آف انکم ہے۔۔۔

ملک اصغر علی قیصر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ملک صاحب!

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی درستی کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی 1975 میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ تھی اور اس وقت بھی این۔ایف۔سی ایوارڈ کا اعلان کیا گیا تھا۔ شکر یہ

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب!

رانا منہا اللہ خان، جناب سیکرٹری اس وقت صوبوں سے آوازیں آرہی ہیں۔ صوبہ سندھ کا موقف یہ ہے کہ نیشنل فنانس ایوارڈ کو کراچی سے collect ہونے والے ریونیو کی بنیاد پر کیا جانے، سرحد والے کتے ہیں کہ علاقائی غربت اور پسماندگی کی بنیاد پر کیا جائے، بلوچستان کے لوگوں کا موقف یہ ہے کہ area کی بنیاد پر کیا جائے لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ Divisible Pool میں taxes کی پوزیشن کیا ہے؟ اس میں پہلا taxes on income ہے تو کیا انکم پہاڑ، صحرا یا دریا دیتے ہیں یا کوئی پورٹ دیتی ہے، انکم ٹیکس انسان دیتے ہیں، افراد دیتے ہیں، اسی طرح سے ویتھ ٹیکس ہے، اسی طرح سے کیپٹل وٹیو ٹیکس ہے، اسی طرح taxes on sale and purchase of goods ہے، اسی طرح export duties ہیں، اسی ٹرس سے custom duties ہیں، اسی طرح سے federal excise duties ہیں اور اسی طرح سے any other taxes which may be levied by the Federal Government تو یہ تمام taxes انسانوں پر ہیں، یہ taxes صحراؤں، پہاڑوں، دریاؤں پر نہیں ہیں، زمین پر نہیں ہیں بلکہ یہ تمام taxes انسانوں پر ہیں، آبادی پر ہیں اور اس لئے اس نیشنل فنانس ایوارڈ کا آبادی کی بنیاد پر قائم رہنا اور آبادی کی بنیاد پر اس کا devide ہونا اس ملک، اس فیڈریشن اور اس صوبے کے عوام کے کام سے میں ہے۔

جناب سیکرٹری آگے سے کہ،

The Federal Government charges 5% collection charges on Divisible pool taxes. The net distributable share of the Federal Divisible Poll is a portion between the Federal and Provincial Governments in the ratio of 62.5 and 37.5 according to the 1997 National Finance Commission Award which is still operative. The provincial share of the Divisible Poll is determined on the basis of population ratio.

اس میں پنجاب کا 57.36 share ہے۔ میں یہاں پر یہی بات چاہتا تھا کہ معزز ممبران ذرا توجہ سے سن لیں اور انہیں یہ پتا چلے کہ اس صوبے کے عوام کے ساتھ اور اس صوبے کے ساتھ کیا ظلم ہونے جا رہا ہے؟ نیشنل فنانس ایوارڈ میں taxes کی لسٹ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ یہ

تمام ٹیکس انسانوں پر ہیں اور ان ٹیکسوں کی بنیاد یہ ہے کہ اگر کوئی مشینری فیصل آباد امپورٹ ہو کر آتی ہے اس کا ٹیکس کراچی میں اگر کسٹم ڈیوٹی کی صورت میں آتا ہے تو وہ پیسا generate تو فیصل آباد میں ہوا ہے اس کا ٹیکس کراچی میں collect ہوتا ہے وہ سندھ یا کراچی کا حصہ نہیں بنتا۔ اسی طرح سے انکم ٹیکس کی مد میں سب سے زیادہ منجانب contribute کرتا ہے۔ یہ taxes آبادی کی بنیاد پر ہیں اور جب یہ taxes پاپولیشن کی بنیاد پر ہوں گے تو منجانب کا share 57.36 بنتا ہے۔

اب جو موجودہ نیشنل فننس ایوارڈ سے متعلق meetings ہوئی ہیں ان meetings کے نتیجے میں یہ جملہ پر کہہ رہے ہیں کہ پرویز الہی صاحب ہمارے کال کا ہم ہمارے کال لیڈر انہوں نے ہمارے لئے یہ کر دیا وہ اس بات پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ رانا صاحب! آپ بحث پر بحث کریں۔ رانا صاحب! آپ relevant رہ کر بات کریں۔ (خور و فل)

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اب یہ خور چائیں جتنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر! نیشنل فننس کمیشن کی meetings جن میں منجانب کی قیادت وہاں پر white paper پر دستخط کر کے آئی ہے [\*\*\*\*\*] (قطع کلامیں) جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! ان کو بھائیں۔ اب وزیر قانون صاحب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ relevant رہ کر بات کریں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ مجھے بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر، آپ relevant رہ کر بات کریں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری نیشنل فنانس کمیشن پر یہ پنجاب۔۔۔ (قطع کلامیں)  
وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری ہم اتہانی صبر اور تحمل کے ساتھ رانا محمد اللہ صاحب کی بات سن رہے تھے لیکن وہ خود ایسا ماحول پیدا کر دیتے ہیں جب وہ قابل اعتراض بات کرتے ہیں تو ہمارے دوستوں کو اعتراض ہوتا ہے۔ میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ حقیقتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انسان حقیقت کو تسلیم کرے تو اس میں بہت بڑی بھلائی ہوتی ہے۔ رانا صاحب ایک حقیقت کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں جو اس وقت ایک حقیقت ہے۔ اس وقت نیشنل فنانس کمیشن کے حوالے سے صورتحال یہ ہے کہ چاروں صوبوں نے متفقہ طور پر جنرل پرویز مشرف صاحب پر اعتماد کا اعلان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو فیصلہ وہ کریں گے ہمارے لئے قابل قبول ہوگا۔ اب اس کے پیچھے حقیقت یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں حکومت کس کی ہے؟ صوبہ سرحد میں حکومت ایم۔ ایم۔ اے کی ہے اور وہی ایم۔ ایم۔ اے۔ اسے مرکز میں اپوزیشن میں بیٹھی ہوتی ہے۔ بلوچستان میں حکومت کس کی ہے؟ coalition گورنمنٹ کی ہے اور پاکستان مسلم لیگ کے ساتھ ایم۔ ایم۔ اے کی اور وہی ایم۔ ایم۔ اے مرکز میں اپوزیشن میں بیٹھی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب مرکز میں اپوزیشن میں بیٹھنے والی جماعتوں نے صوبوں کے حوالے سے جنرل پرویز مشرف کی قیادت پر اعتماد کا اعلان کیا ہے تو پھر میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب بات کرتے ہیں (ن) لیگ کے پیٹ فارم سے اور مرکز میں ان کے اپوزیشن لیڈر بھی مولانا فضل الرحمن ہیں، پیپلز پارٹی کے بھی اپوزیشن لیڈر مولانا فضل الرحمن ہیں۔

آوازیں ، NO.NO.NO.

وزیر قانون و پارلیمانی امور، وہ ہیں۔ آپ کے کہنے سے کوئی "NO" والی بات نہیں بنتی۔  
اپوزیشن لیڈر مولانا فضل الرحمن ہیں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا آپ مرکز میں بھی متحمل کے



ناخن لیں اور جنرل پرویز مشرف کی قیادت پر اعتماد کا اعلان کریں جس طرح کہ صوبوں میں آپ نے کیا ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، طلعت صاحب! بات کرنے دیں وزیر قانون صاحب نے وضاحت کر لی ہے۔ آپ تصریف رکھیں۔ جی رانا صاحب!

رانا حناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر قانون نے بات کر لی ہے اور ہم نے ان کی بات پوری خاموشی سے سنی ہے۔ اب براہ کرم وہ ہماری بات کو بھی سنیں۔ وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ سرحد میں ایوزیشن کی حکومت ہے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ سرحد میں ایوزیشن کی حکومت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ سرحد میں 'ہاں سرحد میں وزیر خزانہ ایم۔ کیو۔ ایم سے ہے۔ وہ لوگ اپنے عوام اور صوبے سے committed ہیں۔ (قطع کلامیں)۔

جناب سپیکر، پلیز سنیں، پلیز سنیں، آرڈر پلیز۔۔۔

رانا حناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ این۔ ایف۔ سی کے اجلاس میں سرحد اور سرحد کے وزیر خزانہ نہیں گئے۔ جب وزیر اعظم نے بلایا اور وزیر اعظم کی صدارت میں اجلاس ہوا تو انہوں نے جانے سے انکار کیا، وہ وہیں نہیں گئے، انہوں نے اپنا موقف سامنے رکھا، انہوں نے کہا کہ سرحد کا موقف اگر تسلیم کرو گے تو پھر ہم اجلاس میں شرکت کریں گے۔ سرحد والوں نے کہا کہ اگر ہمارا موقف تسلیم کرو گے تو ہم شرکت کریں گے۔ بلوچستان والوں نے کہا کہ ہمارا یہ موقف ہے۔ ان صوبوں میں جن لوگوں کی حکومت ہے وہ بے شک کسی نہ کسی حد تک اسٹیبلشمنٹ سے تعاون کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنے صوبوں سے اپنے عوام سے نکلے ہیں۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

RANA SANA ULLAH KHAN: [\*\*\*\*\*]

\* محکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

RANA SANA ULLAH KHAN: [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! تینوں صوبوں کو under-hand یہ یقین دہانی کرنی گئی ہے۔ میں اس سازش کو on the floor of the House بے نقاب کرتا ہوں۔ یہ لوہیں جتنی مرضی شور مچاتی رہیں اور یہ لوہے جتنا مرضی پیٹتے رہیں۔ میں on the floor of the House اس سازش کو بے نقاب کرتا ہوں کہ under hand ان تینوں صوبوں کو جبرل مشرف نے جس کے پاس کوئی mandate نہیں ہے جو اس ملک کا منتخب صدر نہیں ہے اس کو undertaking دی گئی ہے تینوں صوبوں کو اور ان کو کہا گیا ہے کہ پنجاب کا share کم کیا جانے کا اور آئندہ نیشنل فنانس کمیشن کا فیصد آبادی کی بنیاد پر نہیں کیا جائے گا۔ جناب! یہ undertaking دی گئی ہے اور میں وزیر قانون کو اس بات کا چیلنج کرتا ہوں کہ پنجاب کا شیئر اس وقت 57.36 فیصد ہے، نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ میں کمی آنے لگی، میں ان کو کہہ رہا ہوں۔ یہ مجھے یقین دہانی کرائیں۔ پنجاب حکومت کا نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ میں کیا موقف ہے؟ انہوں نے آج تک اپنا موقف نہیں دیا۔۔۔

آوازیں، No. No.۔ (خوردغل)

جناب سپیکر، رانا صاحب! شکریہ۔ آپ نے کافی ٹائم لے لیا ہے۔ رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! آپ ایوان in order کریں۔ جناب سپیکر، اب میں منسٹر فنانس کو دعوتِ خطاب دیتا ہوں۔

\* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا منام اللہ خان، جناب سیکرٹری! آپ ہاؤس in order کریں۔ آپ نے ایوان in order نہیں کیا۔۔۔۔۔ (حور و ظل)

اس وقت پریذیڈنٹ ایوان سے تینوں صوبوں کو پنجاب کے خلاف ایک سازش کے تحت under taking دی گئی ہے کہ پنجاب کے شیئر میں کمی لائی جانے گی اور نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پاپولیشن کی بنیاد پر نہیں کیا جائے گا۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سیکرٹری، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ رانا صاحب! بیٹرز آپ wind up کریں۔

RANA SANA ULLAH KHAN: [\*\*\*\*\*]

جناب سیکرٹری، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا منام اللہ خان، اس وقت لوگوں نے کہا کہ پچاس سال بعد پنجاب میں پانی کی کمی ہو گی، پنجاب کو پانی نہیں ملے گا لیکن اس وقت بھی اس کے ساتھ جو اس طرح کے مزاح پرست لوگ تھے وہ شور مچاتے رہے کہ نہیں، کچھ نہیں ہوا، آج پچاس سال بعد بھی وہی صورت حال ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اگر یہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کا فیصلہ ہو گیا اور جیسا کہ یہ سازش ہو رہی ہے کہ پاپولیشن کی بنیاد سے ہٹا کر کسی اور درمیان میں ڈالا جانے کا تو اس کے بعد پنجاب کے عوام کے ساتھ حقیقتاً ظلم برقرار رہے گا۔ ان کی قربانی ہوتی رہے گی کیونکہ جب یہ ہو گیا تو اس کے بعد پھر پنجاب کو یا تو ہمیشہ کے لئے اپنا گلا کھاتے رہنا پڑے گا، اپنا خون دیتے رہنا پڑے گا یا پھر پاکستان کو قربان کرنا پڑے گا ورنہ اس کے علاوہ اس ایوارڈ کو، اس فیصلے کو جو اب یہ ہونے جا رہا ہے اس میں قطعاً کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہو سکے گی اور یہ صرف اور صرف اس لئے ہو رہا ہے کہ پنجاب کا کوئی موقف نہیں ہے۔ پنجاب کی کوئی representation نہیں ہے۔ [\*\*\*\*\*]

\* محکمہ پنجاب سیکرٹریٹ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

RANA SANA ULLAH KHAN: [\*\*\*\*\*]

وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ، اونے چپ کر اونے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا سنا اللہ خان، یہ صرف اور صرف اپنی کرسی کے ہیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

رانا سنا اللہ خان، ان کو صرف اور صرف اپنی کرسی عزیز ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

رانا سنا اللہ خان، جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر، یہ الفاظ آپ اپنے واپس لیں۔

رانا سنا اللہ خان، جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر، یہ الفاظ آپ واپس لیں۔ یہ الفاظ آپ واپس لیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے)

اور ایوان کے درمیان میں آگئے)

(جناب ارشد محمد گو، جناب سمیع اللہ خان، شیخ امجد احمد اور دوسرے)

معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے اٹھ کر رانا سنا اللہ کی نشست

کے سامنے آ کھڑے ہوئے)

معزز ممبران حزب اقتدار، جناب سپیکر! اس نے ہمیں کلی دی ہے۔ یہ ایوان سے معافی مانگے۔

اس کی ممبر شپ expel کی جانے۔

\* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکر آپ ایوان in order کریں۔

جناب سیکر، غلط بات ہے۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔۔۔ (خوردغل)

جناب سیکر، معزز اراکین سے گزارش ہے کہ پلیر اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، یہ پتلے معافی مانگے (قطع کلامیں)

جناب سیکر، لودھی صاحب! پلیر۔ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔۔۔ پلیر! اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، یہ پتلے معافی مانگے (قطع کلامیں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، یہ پتلے معافی مانگے۔ اس کی ممبر شپ expel کی جائے۔

جناب غلام محی الدین چشتی، یہ پتلے معافی مانگے۔

جناب سیکر، چشتی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔۔۔ (قطع کلامیں)

پلیر! اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ شیخ اعجاز صاحب! اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ بگو صاحب!

آپ اپنی سیٹ پر پلیر تشریف رکھیں۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر

تشریف رکھیں۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ سمیع اللہ

خان صاحب! پلیر آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ سمیع اللہ خان صاحب! پلیر آپ اپنی سیٹ

پر تشریف رکھیں۔ جی! بگو صاحب! پلیر تشریف رکھیں۔ کیانی صاحب! پلیر اپنی سیٹ پر

تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! میری گزارش ہے کہ۔۔۔

رانا مناء اللہ خان، آپ پتلے ایوان کو in order کریں۔

جناب سیکر، ایوان in order ہی ہے۔ پلیر! اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ معزز

اراکین سے گزارش ہے کہ پلیر اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران حزب اقتدار اپنی اپنی نشستوں پر واپس تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، جی، رانا صاحب! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ جو غیر پارلیمانی الفاظ آپ نے استعمال کئے ہیں۔ یہ الفاظ آپ واپس لیں (قطع کلامیں)

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر آپ ایوان in order کریں۔

جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ جی، رانا صاحب! یہ الفاظ آپ واپس لیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! کون سے الفاظ؟

جناب سپیکر، جی۔

رانا مناء اللہ خان، کون سے الفاظ؟

جناب سپیکر، آپ کو چاہی نہیں ہے؟

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر ان کو گھنٹے میں۔۔۔ یہ کچھ اور گھنٹے ہیں، بات یہ

ہے کہ میں یہاں پر ایک سیاسی speech کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، سیاسی speech نہیں۔ یہ تو نہیں کہ آپ ان سے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، کوئی سیاسی speech نہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار، یہ کوئی سیاسی speech نہیں ہے۔ (قطع کلامیں)

رانا مناء اللہ خان، اور سنیں۔ اور سنیں آپ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ غلط بات ہے۔

رانا مناء اللہ خان، اگر یہ رویہ ہے تو پھر کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی بات نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اپنی نشستوں سے اٹھ کر

رانا مناء اللہ خان کی نشست کی طرف آگئے)

(قطع کلامیں)

جناب سپیکر: آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ بیگز! اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ بیگز۔ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ آوازیں، پہلے رانا صاحب معافی مانگیں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اپنی اپنی سیٹوں پر تو جائیں۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ بیگز۔ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ آوازیں، پہلے وہ معذرت کریں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ وہ معذرت کریں گے تو اس ایوان میں بیٹھیں گے۔ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ معزز اراکین سے گزارش ہے کہ بیگز! اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورتحال تو پیدا نہیں ہونی چاہئے تھی۔ یہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے colleagues ہیں۔ ہم یہاں کسی کو گھلیں دینے نہیں آتے۔ نہ ہی کسی کو کالی دینی چاہئے اور نہ کسی کے ساتھ personal ہونا چاہئے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ایوان in order کریں، جو الفاظ رانا صاحب نے کہے ہیں جو الفاظ "بپ" کی حد تک ہیں، وہ واپس لیں گے۔ (قطع کلامیں)

آوازیں، انہیں ایوان سے باہر نکالیں۔ ان کی ممبر شپ ختم کریں۔

جناب سپیکر: بیگز۔ سنیں! کسی کی بات تو سن لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ سب معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ہمارے جذبات آپ تک پہنچ چکے ہیں اور اس ایوان کے سامنے آچکے ہیں۔ ہم انصاف آپ پر جموڑتے ہیں۔ آپ فیصلہ کریں کہ ان کو کس طریقے سے معافی مانگی چاہئے یا الفاظ واپس لینے چاہئیں؟ آپ ہمارے ممبران کے جذبات اور ایوان کے جذبات

کی عکاسی کرتے ہوئے فیصد کریں۔ آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ اس ایوان کا احرام اور گنگو کے سید کو ذہن میں رکھتے ہوئے فیصد کریں کہ اس بات کیا کرنا چاہئے؟ ہم آپ پر جموڑتے ہیں۔ آپ کا فیصد ہمارے تمام ممبران تسلیم کریں گے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم تمام عزت دار لوگ ہیں۔ ہم یہاں پر گاہیں کھانے کے لئے نہیں آئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے پھر گزارش کرتا ہوں، پہلے میری گزارش سن لیں، میری بات سنیں۔

رانا مناء اللہ خان: جناب سپیکر! جن جذبات اور الفاظ کا اظہار سید اکبر خان نوانی صاحب نے کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہی طریق کار ہے۔ نوانی صاحب نے آپ پر فیصد جموڑا ہے۔ میں بھی آپ پر فیصد جموڑتا ہوں کہ آپ اس بارے میں فیصد کریں کہ جو الفاظ آپ گھتے ہیں کہ غیر پارلیمانی ہیں یا جن سے میرے یہ معزز دوست، بھائی گھتے ہیں کہ کوئی personal angle گیا ہے۔ میں ان کو واپس لینے کو تیار ہوں۔ آپ فیصد کر دیں لیکن یہ جو طریق کار حکومتی بیچوں کی طرف سے اپنایا گیا ہے یہ بھی تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔ آپ کو ان کے طریق کار اور رویے کا بھی فیصد کرنا چاہئے۔

آوازیں، معافی، معافی، صرف معافی، غیر مشروط معافی اس کے بعد کوئی بات ہو گی۔

جناب سپیکر: آرڈر بیگز۔ بیگز، تشریف رکھیں۔

رانا مناء اللہ خان: آپ اس کا بھی فیصد کریں کہ یہی بات جو نوانی صاحب نے اب کی ہے اگر یہ بات اب سے 15 منٹ یا آدھا گھنٹہ پہلے ہو جاتی تو بات اسی طرح احسن انداز میں ختم ہو جاتی۔ اس بات کا فیصد بھی آپ کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ بگو صاحب نے نشاندہی بھی کر دی ہے لہذا آپ نے جذبات میں آکر "بپ" کے نام سے حسب الفاظ اس ایوان میں کہے یا جو دوسرے غیر پارلیمانی الفاظ آپ نے استعمال کئے ان سب کو آپ واپس لیں اور اس ایوان سے اس



پر معذرت کریں۔ دوسرا میں اس پر اسے ایوان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ شرافت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اگر ایک آدمی اس ایوان کے اندر اپنی ہی مرضی کی بات کرنا چاہے گا تو سپیکر کے پاس اس کے علاوہ کیا اختیار ہے کہ یا تو وہ تماشاً دیکھتا رہے، تماشائی جا رہے اور یا پھر وہ اپنے آئینی اختیارات استعمال کرے۔ میری یہ حتی المقدور کوشش ہوتی ہے کہ میں ڈرگز کروں، معمولی موٹی باتیں میں tolerate کرتا ہوں۔ میں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ نہ تو ایوزیشن کو کسی قسم کی کوئی شکایت ہونے پانے اور نہ ہی حکومتی بیچوں پر بیٹھے ہونے دوستوں کو کوئی ایسا موقع دوں۔ کئی دفعہ جذبات میں آ کر معزز ممبران ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صرف ایوزیشن کی طرف سے، حکومتی بیچوں کی طرف سے بھی کئی دفعہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوتے رہے جو کہ میں وقتاً فوقتاً کارروائی سے حذف کرتا رہا اور بعض اوقات یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔ رانا صاحب! آپ کی تقریر کے دوران میں نے تقریباً کوئی دس دفعہ کہا کہ یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں لیکن ایک حد ہوتی ہے۔ کئی الفاظ کو حذف کرنے کی حد تک ہی معاملہ درست سمت چلا جاتا ہے اور کئی الفاظ ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر پورے ایوان سے معذرت کرنا پڑتی ہے اور وہ الفاظ واپس لینے پڑتے ہیں۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں اور ان پر اس ایوان سے معذرت بھی کریں۔ آئندہ کے لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ relevant رہ کر بات کیا کریں۔ آپ نے تیاری کی ہوئی تھی۔ میں نے دس دس منٹ دینے ہیں۔ آپ تقریباً 20 منٹ بولے ہیں لیکن میں نے سنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی گفتگو آپ کو زیب نہیں دیتی۔ آج بھی ان لوگوں کا نام احترام سے لیا جاتا ہے جنہوں نے اس ایوان کے اندر relevant رہ کر بات کی ہے۔ جن لوگوں نے پورے قسم کی گفتگو کی ان کی اس بات کو نہ تو علاقے کے لوگوں نے سراہا اور نہ ہی اس ایوان کے اندر پسند کیا گیا۔ آپ ملتا، اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ اپنے دائیں بائیں ایوزیشن میں دیکھ لیں۔ حکومتی بیچوں پر بیٹھے ہونے لوگ دیکھ لیں۔ جن لوگوں نے بھی اپنی تقریروں کے دوران اخلاق سے ہٹ کر، غیر پارلیمانی الفاظ اس ایوان میں استعمال کئے آج وہ اس ایوان میں آپ کو نظر نہیں آئیں گے۔ ہم سیاسی لوگوں کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ہم اپنی حوام کے لئے، اس صوبے کے لئے کوئی ایسی

خدمت کریں، کوئی ایسے کام کر جائیں تاکہ لوگ چاہیں کہ ہم دوبارہ بھی یہاں آئیں۔ بیگز۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں جس relevance میں بات کر رہا تھا اس میں 'میں نے ضمیر' اصول، جماعت اور لیڈر کے علاوہ جو لفظ استعمال کیا تھا میں اسے واپس لیتا ہوں۔ ان الفاظ پر بہر حال میرا ایک سیاسی نظریہ ہے اور میں اس نظریے پر قائم ہوں۔ جہاں تک آپ نے بات کی کہ وہی لوگ بار بار منتخب ہو کر اس ایوان میں آئیں گے۔

جناب سپیکر، آئیے سمجھیں۔ میں نے کہا ہے کہ وہی لوگ آنے جنہوں نے ایوان کے اندر پارلیمانی زبان استعمال کی۔

رانا مناء اللہ خان، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات حقائق کے برعکس ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی سوچ ہو سکتی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، ٹھیک ہے۔ یہ میری سوچ ہے لیکن آپ کا فیصلہ ہے، آپ نے جس لفظ کے لئے کہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اس کے علاوہ میں باقی الفاظ پر قائم ہوں اور جو لفظ آپ کہتے ہیں میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، معذرت بھی کر لیں۔

رانا مناء اللہ خان، اگر اس کی وجہ سے میرے دوستوں کو کوئی بخش ہوتی ہے، تکلیف ہوتی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ میری یہ intention نہیں تھی۔ یہ سیاسی بات ہے۔ یہاں پر بہت دفعہ سیاسی طور پر باپ مل سب کچھ کہا جاتا رہا ہے۔ آج میرے کمرے ہونے کے وقت سے ہی جو attitude اپنایا گیا ہے آپ اسے بھی مد نظر رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، یوانٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم نے یہاں تقریر سننے کے لئے نہیں کہا۔ یہ سیدھی معذرت کریں۔ آپ ان کو بھا دیں، ہم ان کی تقریر نہیں سنا چاہتے۔ سیدھی بات ہے کہ انہوں نے جو الفاظ استعمال کئے وہ یہ کہہ دیں میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں اور اگر کسی معزز رکن کی دل آزاری ہوتی ہے تو میں اس کے لئے معافی چاہتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، یہی تو میں نے کہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر!

جناب نجف عباس سیال، انہیں کارروائی سے expel کریں ورنہ یہ معافی مانگیں۔

جناب سپیکر، سیال صاحب! انہوں نے کہہ دیا ہے۔ آپ اور کیا کھلوانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے معذرت کر لی ہے۔ میز تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! میز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ میز! آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس معزز ایوان کے تمام ممبران کے جذبات آپ کے سامنے ہیں۔ جناب سید اکبر صاحب نے بہت خوبصورت بات کی تھی، اس کی غیر مشروط معافی ہو جاتی ہے تو بہتر تھا۔ اگر غیر مشروط طور پر معافی نہ مانگی گئی تو اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم متفقہ طور پر اس معزز ایوان سے اس رکن کی ممبر شپ expel کرنے کے لئے move کریں۔ سیدھی سی بات ہے کہ یہ اگر مگر اور کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ categorically الفاظ واپس اور میں معذرت خواہ ہوں۔ ہم بیٹھے ہیں اور پوری رات بھی یہ ایوان چل سکتا ہے۔ جب تک categorically معافی نہیں مانگی جانے گی تب تک ہم کارروائی کو آسے نہیں چھتے دیں گے۔ نہیں تو ہم یہاں پر ان کی رکنیت expel کرنے کے لئے قرار داد move کر کے بائیں گے۔

جناب سپیکر، جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب نجف عباس سیال، ہم یہاں کھیل سنے کے لئے آئے ہیں؟

جناب سپیکر، سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پرانے لوگ جن میں اکبر نوانی صاحب ہیں، رانا صاحب ہیں اور میاں مناظر رانجھا صاحب ہیں۔ نوانی صاحب نے بڑی اہمی اور خوبصورت بات کی اور ساری بات Chair کے ذمہ کر دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہمی بات تھی کہ Chair جو کچھ کہتی اس کے مطابق کر لیا جاتا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، سپیکر صاحب کہہ کر دے دیں اور وہ پڑھ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر کسی بات کو انا کا مسئلہ نہیں جانا چاہئے۔ ہم سب ساتھی ہیں ہمیں ایک دوسرے کی عزت و احترام کرنا چاہئے۔ جن لوگوں نے ہمیں شغب کیا ہے ان کی ہم پر نظریں ہیں کہ ہم یہاں کس طرح کی فائنگی کر رہے ہیں۔ یہاں کس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں؟ لوگ اس ایوان سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ لوگ اس ایوان سے manners سیکھتے ہیں۔ اگر ہم لوگوں نے ان آداب کا خیال نہیں رکھنا تو پھر کن لوگوں نے رکھنا ہے؟ یہ اس صوبے کا سب سے بڑا ایوان ہے۔ جب آپ اس طرح کی گفتگو کریں گے تو جس طرح کا آج ماحول بنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے اتنی خوشی کی بات نہیں ہے لیکن جب آپ اس طرح کا ماحول بنائیں گے تو پھر یہاں بیٹھے ہونے والوں کے مختلف جذبات ہیں۔ کوئی برداشت کر سکتا ہے، کوئی نہیں کر سکتا تو ہمیں یہ چاہئے کہ ہم اس طرح کی گفتگو کریں اور جتنی مرضی تنقید کریں ہم اسے سننے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم کھلی سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایوان سپیکر پر انحصار کرتا ہے کہ وہ اس کا کیا فیصلہ کرتے ہیں؟ یقین کریں مجھے پتا ہے کہ میری اس بات پر میرے کئی دوستوں کو رنج ہوا ہو گا وہ چاہتے تھے کہ جس طرح کی گفتگو ہوتی ہے وہ خود اس کا فیصلہ کریں لیکن ہم اس ایوان اور آپ کے احترام کو مد نظر رکھتے ہوئے چاہتے ہیں کہ اس ایوان کا decorum اور احترام رہے۔ رانا صاحب سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ جس طریقے سے انہوں نے جذبات میں یہ باتیں کیں آپ انہیں انا کا مسئلہ جاننے بغیر اسے resolve کریں، نہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جتنے بھی دوست بیٹھے ہیں ان کے اتنے جذبات ہیں کہ ان کو کنٹرول کرنا آپ کے لئے مشکل ہے میرے لئے مشکل اور راجہ صاحب

کے لئے بھی مشکل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ماحول کو، اس ایوان کے آداب کو مد نظر رکھتے ہوئے جیسے آپ نے فرمایا ہے اس کو کر کے بعد میں بے شک وضاحت کر دیں لیکن جو بات آپ نے کہی ہے اسے ایک سانس میں کر کے ختم کریں اور پھر اس کے بعد بات کریں۔  
جناب سیکر، جی، رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکر! مجھے لائسنس صاحب کی بات کی کچھ نہیں آ رہی کہ وہ اس بات کو کس طرح سے issue بنا رہے ہیں؟ بات یہ ہے کہ اگر وہ اس بات کی دہمکی دینا چاہتے ہیں کہ ہم expel کے لئے قرار داد پیش کریں گے تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے۔ آپ نے جن الفاظ کا کہا ہے میں نے یہ بات کہی ہے اور یہ کہہ رہا ہوں کہ میں ان کو واپس لینا ہوں اور میں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ان دوستوں کو اس سے ---  
آوازیں، سیدھی بات کریں۔

رانا مناء اللہ خان، لیکن یہ تو میرا حق ہے۔ جس intention میں آپ کچھ رہے ہیں میری وہ intention نہیں تھی۔ آپ مجھے اس بات کی وضاحت تو کرنے دیں۔ نوانی صاحب! یہ بات تو نہیں ہے۔ آپ یہ بات تو نہ کریں کہ آپ کہیں کہ جس intention میں ہم نے اس لفظ کو کیا ہے۔

جناب سیکر، انھوں نے کہا ہے کہ اگر آپ کو رنج پہنچا ہے تو میں معذرت کرتا ہوں لیکن "اگر" کا لفظ استعمال کرنے میں تو کوئی بات نہیں ہے۔  
رانا مناء اللہ خان، جناب سیکر! یہاں پر سیاسی طور پر مل باپ کی بات کتنی دھم ہوئی ہے۔ میں نے جس intention میں بات کی ہے اس کی وضاحت کرنا تو میرا حق ہے اور میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر اس سے ان کو دکھ پہنچا ہے تو میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔ یہ میرے بھائی ہیں۔ میرا اس بات کا کوئی مقصد نہیں تھا جو بات انھوں نے کی ہے۔

جناب سیکر، اس ایوان کے اندر رانا صاحب نے جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے وہ واپس لیتے ہیں اور اس ایوان سے معذرت خواہ بھی ہیں۔ آپ اور کیا چاہتے ہیں؟

وزیر کالونیز، جناب سیکر، ہم عزت دار لوگ ہیں۔ اپنے گھروں سے اپنی ذات سے پیسے خرچ کر کے یہاں آتے ہیں۔ ہم اس ایوان میں گھایا لینے کے لئے نہیں آتے۔ کوئی بھی غیرت مند آدمی یہاں آ کر اپنی عزت کروانا پسند کرے گا، یہاں آ کر گھایا کھانا پسند نہیں کرے گا۔ میں 1985 سے ممبر چلا آ رہا ہوں۔ یہ پہلا واقعہ ہے جو رانا صاحب نے یہاں پر کیا ہے۔ یہاں اسی ایوان کے اندر ان ممبران کے خلاف قرار داد مذمت بھی پاس ہوئی ہے جنہوں نے یہاں پر تھوڑی سی بھی غلطی کی ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ خدا را! آپ پورے ایوان کے custodian ہیں، آپ ہماری عزتوں کے محافظ ہیں، یہاں پر یہ نہیں ہونا چاہئے کہ یہاں ہماری عزتوں کو اچھالا جائے، ہماری پگڑیوں کو اچھالا جائے ہمارے کردار پر باتیں کی جاتی ہیں، ہم دعوے کرتے ہیں لیکن آج یہ آخری حالت آگئے ہیں، اب ہمارے ماں اور باپ کو گھایا دی جا رہی ہیں تو ہم کہاں جا کر دروازہ کھٹکھٹائیں گے، ہم عزت دار لوگ ہیں۔ ہم اپنی عزت کی حفاظت کرتا جاتے ہیں۔ اس کے لئے جان دینا بھی پسند کرتے ہیں۔ ہم اسمبلی کے ممبر رہیں یا نہ رہیں ہم عزت کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔ اس لئے خدا را! آپ اس ایوان کے custodian ہیں، ہم نے آپ کو اختیار دیا ہے، آپ اس ایوان کی عزت کا احترام کریں اور ایوان کے معزز ممبران کی عزت کا احساس کریں۔ آپ وہ فیصلہ کریں جو آنے والی نسلوں کے لئے عزت و وقار کا باعث بنے۔

جناب سیکر، راجھا صاحب! پلیز آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ بتادیں، آپ کیا suggest کرتے ہیں؟ پلیز آپ بتادیں، آپ کیا کہتے ہیں؟ (قطع کلامیں)

وزیر کالونیز، میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس ایوان کے اندر پہلے بھی ممبران کے خلاف قرار داد مذمت پاس ہوئی ہے جنہوں نے ایسا misbehave کیا ہے، ان کو ایوان سے expel کیا گیا ہے۔ اسی ایوان کی یہ روایات ہیں، آپ مہربانی فرما کر وہ فیصلہ کریں جو آنے والے دنوں میں اس ایوان کی عزت و وقار کا باعث بن سکے۔

جناب سیکر، شکر۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں۔  
جناب سپیکر، سنیس، پلینز سنیس۔ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس وقت آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ صبح ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہے، اس میں resolution لانے کے لئے یا آئندہ کلائم عمل طے کرنے کے لئے ہم صبح فیصد کریں گے اور اس کے مطابق ہم صبح resolution لے کر آئیں گے یا جو بھی کریں گے کل ہم فیصد کر کے آئیں گے۔ آج آپ اس معزز ایوان کی کارروائی کو آگے چلائیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ (قطع کلامیں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ہم صبح resolution لے کر آئیں گے۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر!----

جناب سپیکر، جی، ملک صاحب! میں نے ملک صاحب کو floor دیا ہے۔ ملک صاحب ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب نجف عباس سیال، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ اب محمودیوں، ایوان کو چلنے دیں۔ جی، ملک صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبرزب اقدار جناب نجف عباس سیال احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم treasury benches کے

دوستوں کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ ان کی عزت کرتے ہیں اور آج میں ان کو اس بات پر داد دیتا

ہوں کہ جس صبر سے انہوں نے ماحول کو کنٹرول کرنے میں یہاں پر ہماری مدد کی ہے اور اگر

ایوزیشن نیچوں کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو میں کھل کر یہ کہتا ہوں کہ ہم آپ سے

معدرت خواہ ہیں۔ کسی کی عزت نہیں اچھانی چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں ہونا چاہئے۔ بہت مہربانی

شکریہ

جناب سٹیجیکر، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ صاحب! آپ wind up کریں۔ (قطع کلامیں)  
 بیڑا تشریف رکھیں بہت باتیں ہو گئی ہیں۔  
 وزیر خزانہ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ جناب سٹیجیکر! میں حکومت  
 پنجاب کی جانب سے معزز اراکین کا شکر گزار ہوں۔۔۔  
 رانا مناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سٹیجیکر، رانا صاحب! میں نے وزیر خزانہ کو floor دیا ہے۔  
 رانا مناء اللہ خان، جناب والا! مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے میں۔  
 جناب سٹیجیکر، آپ کیا کتنا چاہ رہے ہیں؟  
 رانا مناء اللہ خان، جناب سٹیجیکر! جب یہ ہنگامہ شروع ہوا ہے تو اس وقت میں نے اپنی بات کو  
 مکمل نہیں کیا تھا۔ اب اس کے بعد اس ہنگامہ آرائی کے بعد نوائی صاحب نے ایک تجویز دی ہے،  
 اس پر آپ نے ایک فیصد دیا ہے، اس فیصلے پر عمل درآمد ہو گیا ہے۔ اگر چیز۔۔۔  
 آوازیں، نہیں، نہیں۔

رانا مناء اللہ خان، ہر حال میں نے چیز کے فیصلے کے مطابق جو چیز نے کہا ہے میں نے اس  
 کے مطابق بات کی ہے۔ چیز نے خود اس بات کو admit کیا ہے۔ اب یہ بات یہاں پر ختم ہو  
 گئی اور اگر۔۔۔ (قطع کلامیں)  
 جناب سٹیجیکر، بیڑا، سنیں۔

رانا مناء اللہ خان، اور اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کوئی فیصد کرنا  
 ہے تو وہ ٹھیک ہے یہ اس میں فیصد کرنے کے لئے باطل آزاد ہیں۔ اس میں جو بھی یہ فیصد  
 کریں ہم انہیں روک نہیں سکتے۔ اس پر عمل درآمد کریں۔ میں نے ابھی اپنی بات مکمل نہیں کی  
 تھی۔ مجھے اپنی بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب سٹیجیکر، رانا صاحب! میری بات سنیں (قطع کلامیں)



آرڈر پلیر۔ آرڈر پلیر۔ رانا صاحب! میں نہیں چاہتا کہ اب مزید کوئی بد مزگی ہو۔ آپ میری بات سنیں۔ یہ تو on record چیز ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ کتنے منٹ آپ نے بات کی ہے؛ مطلب یہ ہے کہ کوئی حد بھی ہوتی ہے۔ دوسرے معزز اراکین اسمبلی ہیں ان کو بھی موقع ملنا چاہئے۔ رانا مناء اللہ خان، آپ بے شک مجھے ایک دو منٹ دے دیں۔ میری بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، چلیں! ایک منٹ میں wind up کر لیں۔ (قطع کلامیں)

تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ (قطع کلامیں)

جناب محمد وارث کلو، جناب سپیکر! آپ پھر ان کو ٹائم دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، کلو صاحب! تشریف رکھیں اور ایوان کو چلنے دیں۔ جی 'رانا صاحب! آپ wind up کریں۔

جناب محمد وارث کلو، جناب! ہماری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر، کلو صاحب! ایوان کو چلنے دیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے ان کو floor دے دیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ wind up کریں۔ رانا صاحب! آپ دو منٹ میں wind up کریں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! آپ ان کو بٹھائیں۔

جناب سپیکر، میں آپ سے کہ رہا ہوں کہ دو منٹ میں wind up کریں۔ بحث پر کلن بات ہو گئی ہے۔ اب آپ دو منٹ میں wind up کریں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں علوم نیت سے اور پورے یقین سے یہ سمجھتا ہوں کہ این۔ایف۔سی ایوارڈ کا جو فیصلہ آنے والا ہے اس میں پنجاب کا نقصان ہوگا۔ ایک سائز کے بعد تینوں صوبوں کو understanding دینے کے بعد اس فیصلے کو آبپاری کی بنیاد سے بچا کر اس میں وجوہات اور بنیادیں شامل کی جا رہی ہیں اور پنجاب کا وہاں پر کوئی موقف نہیں ہے۔ پنجاب کی وہاں پر کوئی representation نہیں ہے اور اس نقصان کی ذمہ داری موجودہ

پنجاب حکومت کے اوپر ہے اور میں یہ بات۔۔۔۔ (قطع کلامیں)  
جناب سپیکر، آرڈر پلینز۔ آرڈر پلینز۔

رانا سنا اللہ خان، جناب والا میں یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں کہ اسی طرح آپ دیکھیں جب کوئی ایک سپیکر بات کرنے کے لئے اٹھے اور گانا جی ماحول بنا رہے تو پھر اس کے بعد یہ کہیں کہ آپ نے جذبات میں یا روانی میں یہ لفظ کہہ دیجئے، یہ تو پھر کوئی بات نہیں۔ یعنی شروع سے یہی ماحول ہے۔ (قطع کلامیں)  
جناب سپیکر، آرڈر پلینز۔ آرڈر پلینز۔

رانا سنا اللہ خان، میں محترم راجھا صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا ممبران پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ انہوں نے کس طریقے سے بیٹھنا ہے؟ [\*\*\*\*\*]  
جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

RANA SANA ULLAH KHAN: [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا سنا اللہ خان، جناب سپیکر! پنجاب حکومت کے اس رویے پر اور یہ بات on record لانے کے لئے اور اس صوبے کے سائے آٹھ کروڑ عوام کو اس بات کا گواہ بنانے کے لئے کہ آج جب پنجاب کا مستقبل تاریک کرنے اور نقصان کرنے کے لئے یہ حکمران صرف اپنی کرسی کو بچانے کے لئے عالی کاغذوں پر دستخط کر کے دے آئے ہیں ہم ان کے اس رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں اور یہ بات on record لیتے ہیں کہ ہم اس سازش میں اس نقصان میں شامل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر خزانہ!۔ اجلاس کا وقت مزید آدھے گھنٹے کے لئے extend کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)

وزیر خزانہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب کی جانب سے معزز اراکین اسمبلی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجوزہ بجٹ 2005-06 پر نہایت تفصیل کے ساتھ بحث فرمائی۔ اس دوران بہت سی مثبت تجاویز بھی سامنے آئیں جو ہمیں آئندہ حکمت عملی وضع کرنے میں مددگار ہوں گی تاہم کچھ ممبران کی طرف سے اٹھانے گئے سوالات اور تنقید کا جواب دینا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایوان کو in order کریں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلےز۔ جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کے متعلق بے پناہ گفتگو ہوئی جس میں غاص طور پر ہمارے ایوزیشن کے ساتھیوں نے سب سے پہلے تو یہ point out کیا کہ اس بجٹ کو قطعی طور پر غیر آئینی بنایا گیا ہے۔ میں آپ کی وسالت سے یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ N.F.C Award یکم جولائی 1997 سے in place تھا۔ پانچویں نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ جس کی مدت پانچ سال بعد پوری ہوئی۔ پچھلے دو سالوں سے موجودہ سال کی طرح ہم پچھلے ہی ایوارڈ کے تحت اپنا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس میں قطعاً کسی قسم کا کوئی ایہام، کسی قسم کی کوئی unconstitutional چیز نہ ہے۔ موجودہ ایوارڈ کے متعلق ایوزیشن کے دوستوں کا خیال ہے جو سراسر ان کی ذہنی اقتراع اور ان کی قطعی طور پر حقائق کو غلط رخ دینے کی بدہنسی اور بہ ارادوں پر مبنی ہے کہ حدنخواستہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو اس ایوان کے تقریباً دو تہائی اراکین کے قائل ہیں وہ اس قسم کا کوئی سنیڈ کلفڈ پر دھنسا کر کے دے آئے ہیں تو یہ سراسر غلط اور سراسر حقائق سے چشم پوشی ہے۔ حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے صوبے کے عوام کے مفادات کا ہر طریقے سے protect کرنا، defend کرنا، ایوزیشن کے رویے کے علاوہ بطور پنجاب کے چیف منسٹر ہوتے ہوئے بہت بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور انہیں کسی قسم کی

کسی رہنمائی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے اور میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کا interest 100 percent safe hands میں ہے، صوبہ پنجاب کی موجودہ percentages ہر حوالے سے protected ہیں، اس میں کسی ممبر کو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب والا! یہاں پر بات ہوتی کہ ہم آئندہ وسائل کے اندر اپنا interest محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ میں on record یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب ہی تھے کہ حکومت پنجاب کے عوام کا ایک Constitutional right جو آئین کے Article 161 میں protected ہے، جو Constitution میں net hydel profits, protected ہیں کہ کسی بھی صوبہ میں اگر کوئی hydel project ہو تو اس project کی royalty اسی صوبے کے عوام کو ملے گی تو اسی صوبہ کے ایک معزز چیف منسٹر صاحب اپنے جوش و خروش میں totally Constitution کی violation کرتے ہوئے اس کو forego کر گئے تھے۔ اس issue کو موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب نے پہلی دفعہ صوبے کی history میں وفاق حکومت کے ساتھ take up کیا۔

جناب سپیکر! criticism آیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور Finance Minister نے بھت میں 3 ارب روپے کی figure رکھی، collection نہیں ہوئی، وفاق حکومت نے ایک دہری نہیں دی۔ اعتراض یہ ہوا کہ collection کوئی نہیں ہوئی، revenue کوئی نہیں آیا تو آئندہ سال کیوں وہ figure رکھی گئی؟ اس کے چھپے ایک rational and logic ہے۔ وہ کہ ہم نے اپنا claim forego نہیں کیا اور پورا ملک اس بات کا گواہ ہے کہ تریلا ڈیم کی arbitration فرنٹیز گورنمنٹ اور واپڈا کے درمیان ہو رہی ہے اور جس طرح کارولولا تریلا ڈیم پر لاگو ہوگا سن و سن اسی حساب سے نہ صرف اس سال کی royalty بلکہ جب سے طازی بروٹھا کمیشن ہوا ہے جس کو چلے ہوئے تقریباً اڑھائی سال ہونے میں وہ تمام وسائل حکومت پنجاب کو اسی کارولولا کے تحت دے جائیں گے۔ (نسرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! تقریباً تیسرا مالی سال شروع ہوا جو انشاء اللہ یکم جولائی 2005 سے شروع ہوگا۔ چودھری پرویز الہی صاحب کی حکومت کا پہلا سال اس حوالے سے مشکل سال تھا کہ اس سے پہلے شری گورنمنٹ تھی اس کے بعد پہلی سیاسی حکومت آئی اور سیاسی حکومت سے عوام کی بے پناہ توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ ہمیشہ سیاستدانوں پر ایک بہتان لگایا گیا کہ جب بھی کوئی سیاسی حکومت آتی ہے پچھلی حکومت کی خواہ کوئی اچھی پالیسی ہو یا ناقص پالیسی اس کو still کر دیا جاتا ہے اور اکثر سیاسی حکومتیں ان کاموں کو روک کر اور نئے کام شروع کر کے سستا political mileage لیتی ہیں۔ خواہ کسی project پر 80 فیصد کام ہوا ہے اس کو یہ سوچے کچھ بغیر روک دیا جاتا ہے کہ اس پر کروڑوں اربوں روپیہ لوگوں کا لگا ہوا ہے۔ اس بات کا credit چودھری پرویز الہی کو جاتا ہے کہ انہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ ان پر لوگوں اور میرے ایم پی ایز کا pressure ہوگا اس کے باوجود انہوں نے سستی شرت کو پیچھے چھوڑا اور صوبے کے وسائل کو بہترین طریقے سے خرچ کرنے کو ترجیح دی اور پہلے مالی سال میں تقریباً 70 فیصد اے۔ ڈی۔ پی۔ on going schemes کو دیا۔ Education Sector Reforms, Health Sector Reforms اور میں کس، کس subject کی بات کروں۔

جناب والا! بات ہوئی کہ Annual Development Programme کے اندر figures کا بیروں کا بیروں ہے، لفظ گورکھ دھندا بہت favourite ہے جو دوست استعمال کرتے رہے۔ جب موجودہ حکومت نے اقدار سنبھالا تو اس وقت ہمارا Annual Development Budget تقریباً 30-ارب تھا۔ موجودہ مالی سال میں ہم نے 43-ارب روپے کا بجٹ دیا اور میں آج تمام Treasury Benches کے دوستوں کو یہ بات بتاتا ہوں کہ آپ کا سر فخر سے بلند ہونا چاہئے، آپ اگر اس سال کے revised estimates کو دیکھیں، میں آئندہ مالی سال کی بات نہیں کر رہا بلکہ موجودہ مالی سال کی بات کر رہا ہوں، تو اس سال کا بجٹ جو development پر خرچ کیا گیا ہے وہ 43-ارب سے بڑھا کر 62-ارب روپے کیا گیا ہے۔ utilization کے متعلق بات ہوئی کہ figures تو بہت through کئے گئے لیکن یہ utilization نہیں کرتے۔ چودھری پرویز الہی صاحب کی حکومت کی اپریل تک کی utilization تقریباً 82 فیصد ہے اس کا میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ پاکستان

بٹے سے آج تک یہ اس قسم کی utilization دکھائیں۔ (نمبر ہانے تحسین)

ہمارا سب سے بڑا جو Education Sector Reforms Programme ہے ہماری گورنمنٹ صرف utilization پر depend نہیں کرتی۔ بیسٹا خرچ کرنا ہمارا مقصد نہیں، بیسٹا خرچ ہو اور اس پیسے کی صحیح monitoring ہو کہ کیا وہ بیسٹا صحیح طریقے سے عوام کو کامدہ دے رہا ہے؟ ہم نے third party evaluation کا concept دیا ہے۔ enrolment increase, AF Furgosans اس ملک کی ایک بہت renowned chartered accountancy ہے انہوں نے اس کا evaluation کیا، books کی distribution کو Amin Mudassar & Company نے کیا۔ stipends کے پروگرام کو Messrs Innovative نے کیا جن کا حکومت پنجاب کے ساتھ تعلق کوئی تعلق نہیں۔ جو ملکی level اور internationally بے پناہ credible and reliable قسم کی chartered accountancies ہیں، جو third party evaluation کرتی ہیں۔

جناب والا! contract ملازمین کے متعلق حکومت کے دوستوں نے بھی اور حزب اختلاف سے بھی لوگوں نے بات کی۔ حکومت پنجاب دو طرح کے contract ملازمین بھرتی کرتی ہے۔ ایک وہ جنہیں کسی اسامی کے سکیل کے مطابق بھرتی کیا جاتا ہے۔ ان ملازمین کو پینشن نہیں دی جاتی لیکن in lieu of pension تقریباً 30 فیصد الاؤنس بطور Social Security Benefit دیا جاتا ہے۔ ان تمام contract ملازمین پر جو کسی خاص اسامی کے سکیل کے against بھرتی ہونے ہیں ان تمام سرکاری ملازمین کو ہم وہ benefit دے دیں گے جو ہم اپنے باقی تمام ملازمین کو federal government کی policy کے تحت دے رہے ہیں۔ پلن البتہ کچھ ملازمین ایسے ہیں جنہیں already بہت lucrative قسم کے packages دینے گئے ہیں ایسے ملازمین پر اس pay revision کا اطلاق نہ ہوگا۔

جناب والا! آخر میں میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کا بے پناہ مشکور ہوں کہ جنہوں نے بجٹ میں بہت مثبت تجاویز دیں، بہت احسن طریقے سے اس بحث میں حصہ لیا۔ میں جب اپنے ان ساتھیوں کا ذکر کرتا ہوں تو اس وقت قلبی طور پر ناانصافی ہوگی اگر میں فنانس ڈیپارٹمنٹ اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے تمام افسران کو داد نہ دوں اور ان کا شکریہ ادا نہ کروں کہ

جنہوں نے دن رات محنت کر کے چیف منسٹر پنجاب کے وژن 2020 کو مرحلہ وار پریکٹیکل بنانے میں ہماری امداد کی۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جا رہا ہے۔

## W

WALLAYAT SHAH KHAGGA, MR.

CONDOLENCE-

-On the demises of brother of Muhammad Arshad Khan Lodhi and  
Father-in-Law of Raja Muhammad Shafqat Khan Abbasi

14

WASEEM AKHTAR, DR SYED

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2005-06

102

POINT OF ORDER regarding

-Dishonour of the Holy Quran in Guantanamo Bay

48

## Z

ZAIHOOR AHMED KHAN DAHA, MR. (*Parliamentary Secretary for Finance*)

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2005-06

180

ZAIB-UN-NISA QURESHI, MISS.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2005-06

440

ZAHID PERVAIZ, CH.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2005-06

199

PRIVILEGE MOTION regarding-

-Illegal arrest of MPA at Allama Iqbal International Airport Lahore

65

ZAHIDA SARFRAZ, MRS.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2005-06

226



## S

<b>SAGHIRA ISLAM, MS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	379
<b>SAIMA BUKHARI, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	276
<b>SAMI ULLAH KHAN, MR.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	345
<b>PRIVILEGE MOTION regarding-</b>	
-Illegal confinement of MPA of PPP in Police Station Sarwar Road Lahore Cantt.	64
<b>SAMIA AMJAD, DR.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	112
<b>SANAULLAH KHAN, RANA</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	458
<b>POINT OF ORDER regarding-</b>	
-Pendency of detailed ruling of Mr. Speaker regarding Leader of Parliamentary Party	66
<b>SHAHNAZ SALEEM, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	286
<b>SHAZIA CHAND, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	442
<b>SHIELA RATHOR, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	455
<b>SULTAN SURKHIRO AWAN, COL(RETD)</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	193

## T

<b>TAHIR HUSSAIN KHAN MALAZAI, MR. (Parliamentary Secretary for Special Education)</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	217
<b>TAHIRA MUNIR, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	109
<b>TALLAT YAQOOB, MISS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	446
<b>TASNEEM NASIR, CHAUDHRY</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	256
<b>TASNEEM RASHEED, DR.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	424

	Page No.
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR SPECIAL EDUCATION</b>	
-See under <i>Tahir Hussain Khan Malazai, Mr.</i>	
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR TEVTA</b>	
-See under <i>Robina Nazar Sulahri, Mrs. Advocate</i>	
<b>POINTS OF ORDER regarding-</b>	
-Dishonour of the Holy Quran in Guantanamo Bay	48
-Illegal confinement of Tehsil Nazim	232
-Pendency of detailed ruling of Mr. Speaker regarding Leader of Parliamentary Party	66
-Ruling of Mr. Speaker about Leader of Parliamentary Party according to Constitution	15
-Show of sympathy at demands of employees of PTCL	235
<b>PRIVILEGE MOTIONS regarding-</b>	
-Illegal arrest of MPA at Allama Iqbal International Airport Lahore	65
-Illegal confinement of MPA of PPP in Police Station Sarwar Road Lahore Cantt.	64
-Improper behaviour of E.D.O Education with MPA	331
-Improper behaviour of Police with lady MPAs at Lahore Airport	139
-Improper behaviour of Principal Government Girls Higher Secondary School Samanabad, Faisalabad with MPA	62
-Torture upon MPA by ASP Borey Wala	238
<b>Q</b>	
<b>QAMAR AMIR CHAUDHRY, MRS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	182
<b>QASIM ZIA, MR. (Leader of Opposition)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	85
<b>POINTS OF ORDER regarding-</b>	
-Illegal confinement of Tehsil Nazim	232
-Ruling of Mr. Speaker about Leader of Parliamentary Party according to Constitution	15
<b>QUDSIA LODI, MISS. (Minister for Special Education)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	428
<b>R</b>	
<b>RECITATION-</b>	
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 9 <sup>th</sup> June, 2005	13
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 12 <sup>th</sup> June, 2005	47
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 13 <sup>th</sup> June, 2005	137
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 14 <sup>th</sup> June, 2005	231
-From the Holy Quran and its translation in the session held on 15 <sup>th</sup> June, 2005	329
<b>RESOLUTION regarding-</b>	
-Censure motion against insult of the Holy Quran by American Military in prison of Guantanamo Bay	170
<b>ROBINA NAZAR SULAHRI, MRS. ADVOCATE (Parliamentary Secretary for Tevta)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	320

	Page No.
<b>MUNAWAR SAGHEER, MRS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	324
<b>MUZAFFAR ALI SHEIKH, DR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	395
<b>N</b>	
<b>NAFEES AHMED ANSARI, BABU</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	312
<b>NAJMI SALIM, MS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	453
<b>NAZAR FARID KHOKHAR, MALIK</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	385
<b>NAZAR HUSSAIN GONDAL, CHAUDHRY</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	99
<b>NAZIR AHMAD MITHU DOGAR, DR.</b>	
<b>PRIVILEGE MOTION regarding-</b>	
-Torture upon MPA by ASP Borey Wala	238
<b>NIGHAT SALEEM KHAN, MISS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	283
<b>NISHAT AFZA, MRS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	280
<b>NOTIFICATION OF-</b>	
-Appointment of time for presentation of Annual Budget for the year 2005-06 and Supplementary Budget for the year 2004-05	1
-Summoning of 20 <sup>th</sup> session commenced from 9 <sup>th</sup> June, 2005	1
<b>O</b>	
<b>OFFICERS-</b>	
-Of the House	12
<b>P</b>	
<b>PANEL OF CHAIRMEN-</b>	
-Announcement for the session commenced from 9 <sup>th</sup> June, 2005	14
<b>PARLIAMENTARY SECRETARIES-</b>	
-Of the Punjab	9
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COLONIES</b>	
-See under <i>Muhammad Waris Kallu, Mr.</i>	
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR FINANCE</b>	
-See under <i>Zahoor Ahmed Khan Dahi, Mr.</i>	
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HEALTH</b>	
-See under <i>Farzana Nazir, Dr.</i>	
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HOME</b>	
-See under <i>Bushra Nawaz Gardezi, Syeda</i>	
<b>PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PROVINCIAL PROF:</b>	
<b>MANG: DEV</b>	
-See under <i>Javed Akram, Brig (Retd) , Sitara-e-Imtiaz</i>	

## M

<b>MARIA TARIQ, MS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	215
<b>MINISTER FOR FINANCE</b>	
-See under <i>Hasnain Bahadur Dreshak, Sardar</i>	
<b>MINISTER FOR INFORMATION TECHNOLOGY</b>	
-See under <i>Abdul Aleem Khan, Mr.</i>	
<b>MINISTER FOR, LG &amp; RD, ADD. CHG. LAW &amp; PARLIAMENTARY AFFAIRS</b>	
-See under <i>Muhammad Basharat Raja</i>	
<b>MINISTER FOR SPECILA EDUCATION</b>	
-See under <i>Qudsia Lodi, Miss.</i>	
<b>MOTION-</b>	
-For suspension of rules for moving a resolution	169
<b>MUHAMMAD ASGHAR, MIAN</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	354
<b>MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR. (Minister for LG &amp; RD, ADD. CHG. Law &amp; Parliamentary Affairs)</b>	
<b>MOTION-</b>	
-For suspension of rules for moving a resolution	170
<b>POINTS OF ORDER (Answers) regarding-</b>	
-Ruling of Mr. Speaker about Leader of Parliamentary Party according to Constitution	26
-Show of sympathy at demands of employees of PTCL	235
<b>RESOLUTION regarding-</b>	
-Censure motion against insult of the Holy Quran by American Military in prison of Guantanamo Bay	170
<b>MUHAMMAD EJAZ, HAJI</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	153
<b>MUHAMMAD HASSAN, BRIG (RETD)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	415
<b>MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	244
<b>MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	206
<b>MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABBASI, RAJA, ADVOCATE</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	308
<b>MUHAMMAD WARIS KALLU, MR.(Parliamentary Secretary for Colonies)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	159
<b>MUHAMMAD WAQAS, MR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	118
<b>MUJAHID ALI SHAH, SYED</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	390

## G

<b>GHULAM MURTAZA, MR.</b>	
<b>PRIVILEGE MOTION regarding-</b>	
-Improper behaviour of E.D.O Education with MPA	331

## H

<b>HASNAIN BAHADUR DRESHAK, SARDAR (Minister for Finance)</b>	
<b>BUDGET</b>	
-Presentation of Annual Budget for the year 2005-06	41
-Presentation of Supplementary Budget for the year 2004-05	42
-Speech of the Finance Minister for the year 2005-06	29
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	490
<b>FINANCE BILL-</b>	
-Of the Punjab for the year 2005	42

## I

<b>IJAZ AHMAD, SII</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	293
<b>ISHTIAQ AHMAD, MEHR</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	155
<b>ISHTIAQ AHMED MIRZA, MR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	399

## J

<b>JAHANZEB IMTIAZ GILL, MR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	367
<b>JAVAD AHMED, CH.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	361
<b>JAVED AKRAM, BRIG (RETD) , SITARA-E-IMTIAZ (Parliamentary Secretary for Provincial Prof: Mang: Dev)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	341

## K

<b>KHALIDA MANSOOR, MRS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	426
<b>KHIZAR ILYAS VIRK, CH.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	172

## L

<b>LEADER OF OPPOSITION</b>	
-See under Qasim Zia, Mr.	

	Page No.
<b>BUDGET-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	332
-General discussion on Annual Budget for the year 2005-06	85, 141, 243
-Presentation of Annual Budget for the year 2005-06	41
-Presentation of Supplementary Budget for the year 2004-05	42
-Speech of the Finance Minister for the year 2005-06	29
<b>BUSHRA NAWAZ GARDEZI, SYEDA (Parliamentary Secretary for Home)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	450
<b>C</b>	
<b>CABINET -</b>	
-Of the Punjab	7
<b>CHAIRMEN-</b>	
-Announcement for the session commenced from 9 <sup>th</sup> June, 2005	14
<b>CONDOLENCE-</b>	
-On the demises of brother of Muhammad Arshad Khan Lodhi and Father-in-Law of Raja Muhammad Shafiqat Khan Abbasi	14
<b>D</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	85, 141, 243, 332
<b>DURR-E-SHAHWAR NEELUM, MRS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	315
<b>E</b>	
<b>EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOULATIA, MR.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	185
<b>F</b>	
<b>FAIZA AHMAD, MRS.</b>	
<b>PRIVILEGE MOTION regarding-</b>	
-Improper behaviour of Police with lady MPAs at Lahore Airport	139
<b>FARZANA NAZIR, DR. (Parliamentary Secretary for Health)</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	374
<b>FARZANA RAJA, MRS.</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	260
<b>FATEH MUHAMMAD KHAN BUZDAR, SARDAR</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	273
<b>FINANCE BILL-</b>	
-Of the Punjab for the year 2005	42
<b>FURQAN ALI MUGHAL, MIRZA</b>	
<b>DISCUSSION ON-</b>	
-Annual Budget for the year 2005-06	220

**INDEX**

	Page No.
<b>A</b>	
<b>ABDUL ALEEM KHAN, MR. (Minister for Information Technology)</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	403
<b>ABIDA JAVID, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	175
<b>AFSHIAN FAROOQ, MRS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	317
<b>AFTAB AHMAD KHAN, RANA</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	142
<b>AGENDA-</b>	
-For the session held on 9 <sup>th</sup> June, 2005	3
-For the session held on 12 <sup>th</sup> June, 2005	45
-For the session held on 13 <sup>th</sup> June, 2005	135
-For the session held on 14 <sup>th</sup> June, 2005	230
-For the session held on 15 <sup>th</sup> June, 2005	327
<b>ALLA-UD-DIN, SHEIKH</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	277
<b>AMAR USMAN ADIL, MR.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	434
<b>AMJID HAMEED KHAN DASTI, SARDAR</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	301
<b>ARSHAD MEHMOOD BAGGU, MR.</b>	
POINT OF ORDER regarding-	
-Show of sympathy at demands of employees of PTCL	235
<b>ASAD MUAZZAM, DR.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	166
<b>ASGHAR ALI GUJJAR, CHAUDHRY</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	332
<b>ASGHAR ALI QAISER, MALIK</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	431
<b>PRIVILEGE MOTION regarding-</b>	
-Improper behaviour of Principal Government Girls Higher Secondary School Samarabad, Faisalabad with MPA	62
<b>AUTHORITIES-</b>	
-Of the House	5
<b>AZMA ZAHID BOKHARI, MS.</b>	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget for the year 2005-06	357
<b>B</b>	
<b>BILL-</b>	
-The Punjab Finance Bill, 2005 (Introduced in the House)	42